



وزارت ادب و فرهنگ و امور اسلامی



موسیقی

جلد - ۱۰

تأیید - تحقیقات

موسوعة فقهية

شائع كروه

وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

© جملہ حقوق بحق وزارت اوقاف و اسلامی امور کویت محفوظ ہیں

پوسٹ بکس نمبر ۱۳، وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

اردو ترجمہ

اسلامک فقہ اکیڈمی (انڈیا)

161-F، جوگابائی، پوسٹ بکس 9746، جامعہ مگرئی دہلی - 110025

فون: 26982583, 26981779-11-91

Website: <http://www.ifa-india.org>

Email: ifa@vsnl.net

اشاعت اول : ۱۴۳۰ھ / ۲۰۰۹ء

ناشر

جینوین پبلیکیشنز اینڈ میڈیا (پرائیویٹ لمیٹڈ)

Genuine Publications & Media Pvt. Ltd.

B-35, Basement, Opp. Mogra House

Nizamuddin West, New Delhi - 110 013

Tel: 24352732, 23259526,

وزارت اوقاف و اسلامی امور، کویت

موسوعه فقیهیه

اردو ترجمہ

جلد - ۱۰

تأبد ———— تحیاة

مجمع الفقه الإسلامی الهند

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً
فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي
الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ﴾

(سورہ توبہ، ۱۲۲)

”اور مومنوں کو نہ چاہئے کہ (آئندہ) سب کے سب نکل کھڑے ہوں، یہ کیوں نہ ہو کہ
ہر گروہ میں سے ایک حصہ نکل کھڑا ہوا کرے، تاکہ (یہ باقی لوگ) دین کی سمجھ بوجھ
حاصل کرتے رہیں اور تاکہ یہ اپنی قوم والوں کو جب وہ ان کے پاس واپس
آجائیں ڈراتے رہیں، عجب کیا کہ وہ محتاط رہیں!“

”من یرد اللہ بہ خیرا“

”یفقہہ فی الدین“

(بخاری، مسلم)

”اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے

اسے دین کی سمجھ عطا فرمادیتا ہے۔“

فہرست موسوعہ فقہیہ
جلد - ۱۰

صفحہ	عنوان	فقہ
۳۳	تأجل	دیکھئے: آب
۳۳-۳۴	تأجل	۳-۱
۳۳	تعریف	۱
۳۳	محتاجۃ النظارۃ تخلید	۲
۳۴	تأجل یا عدم تأجل کے اعتبار سے تعریفات	۳
۳۴	تأجل	
	دیکھئے: دراء	
۳۴	تأجل	
	دیکھئے: اجل	
۳۴	تأخر	
	دیکھئے: تاخیر	
۳۵-۳۸	تأخر	۳۲-۱
۳۵	تعریف	۱
۳۵	محتاجۃ النظارۃ تراخی، فوراً، تأجل، تجل	۵-۲
۳۶	اجمالی حکم	۶
۳۷	نماز کو مؤخر کرنا	۷
۳۷	پانی نہ پانے والے کے لئے نماز کو مؤخر کرنا	۸
۳۷	بلاعذر نماز کو مؤخر کرنا	۹
۳۸	ادائیگی زکوۃ کو مؤخر کرنا	۱۰

صفحہ	عنوان	فقہ
۳۸	روزہ کی تنہا کو موخر کرنا	۱۱
۳۹	حج کو موخر کرنا	۱۲
۳۹	رمی جمار کو موخر کرنا	۱۳
۴۱	ایام تشریق سے طوافِ افاضہ کو موخر کرنا	۱۵
۴۱	حلق یا قصر کی تاخیر	۱۶
۴۲	ذکر میت کو موخر کرنا	۱۷
۴۲	کنارات کو موخر کرنا	۱۸
۴۲	الف۔ کنارہ یحین کو موخر کرنا	۱۸
۴۲	ب۔ کنارہ ظہار کو موخر کرنا	۱۹
۴۲	صدقہ فطر کی تاخیر	۲۰
۴۳	روزہ کی نیت کو موخر کرنا	۲۱
۴۴	نماز کی تنہا کو موخر کرنا	۲۲
۴۴	ہر کو موخر کرنا	۲۳
۴۵	سحری کو موخر کرنا	۲۴
۴۵	ادائے قرض میں تاخیر کرنا	۲۵
۴۶	مہر کو موخر کرنا	۲۶
۴۶	بیوی کے نفقہ کو موخر کرنا	۲۷
۴۶	سودی مہل میں عوضین میں سے ایک کی حواگی میں تاخیر کرنا	۲۸
۴۶	حد قائم کرنے میں تاخیر کرنا	۲۹
۴۷	دعویٰ قائم کرنے میں تاخیر کرنا	۳۰
۴۸	ادائے شہادت میں تاخیر کرنا	۳۱
۴۸	نماز کی صفوں میں عورتوں اور بچوں کو پیچھے کرنا	۳۲
۵۶-۴۹	تأدیب	۱۳-۱
۴۹	تعریف	۱
۴۹	متعلقہ الفاظ: تعزیر	۲
۴۹	تأدیب کا شرعی حکم	۳

صفحہ	عنوان	فقرہ
۵۰	ولایت تادیب	۴
۵۲	جن چیزوں میں غیر حاکم کے لئے تادیب جائز ہے	۵
۵۳	تادیب کے اخراجات	۶
۵۳	تادیب کے طریقے	۷
۵۳	بیوی کی تادیب کے طریقے	۸
۵۴	بچے کی تادیب کے طریقے	۹
۵۴	تادیب میں مقدار معروف سے تجاوز	۱۰
۵۵	تادیب معروف سے بلاکت	۱۱
۵۶	چوپایہ کی تادیب	۱۲
۵۶	بحث کے مقامات	۱۳
۶۰-۵۷	تاریخ	۹-۱
۵۷	تعریف	۱
۵۷	متعلقہ الفاظ: اجل، میقات	۲
۵۷	تاریخ کا شرعی حکم	۳
۵۸	تاریخ، اسلام سے پہلے	۵
۵۸	تاریخ ہجری متعین کرنے کا سبب	۶
۵۹	شش سال کی تاریخ جو ہجری تاریخ سے جدا ہے	۷
۵۹	معاملات میں ہجری تاریخ کے علاوہ دوسری تاریخ استعمال کرنے کا حکم	۸
۶۰	بحث کے مقامات	۹
۷۱-۷۰	تأقیات	۲۵-۱
۷۱	تعریف	۱
۷۱	متعلقہ الفاظ: اجل، اضافت، تابید، تاخیر، تطیق	۲
۷۳	تعرفات میں تأقیات کا اثر	۷
۷۳	اول: وہ تعرفات جو موقت ہی واقع ہوتے ہیں	۸
۷۳	دوم: غیر موقت تعرفات	۱۰
۷۷	سوم: وہ تعرفات جن میں مدت کبھی متعین ہوتی ہے اور کبھی غیر متعین	۱۷

صفحہ	عنوان	فقہ
۷۱-۷۲	تاکید	۵-۱
۷۱	تعریف	۱
۷۱	متعلقہ الفاظ: تائیس	۲
۷۲	اجمالی حکم	۳
۷۲	اقول کی تاکید	۴
۷۲	انفال کے ذریعہ تاکید	۵
۷۳	تائیم	
	دیکھئے: مصاۃ	
۷۳	تائین	
	دیکھئے: آئین اور مستائین	
۷۳	تائین الدعاء	
	دیکھئے: آئین	
۷۳-۷۹	تاویل	۹-۱
۷۳	تعریف	۱
۷۳	متعلقہ الفاظ: تفسیر، بیان	۲
۷۳	اجمالی حکم	۳
۷۶	تاویل کا اثر	۶
۷۶	اول: جس تاویل کے فساد پور اس پر مرتب ہونے والے نتائج پر اتفاق ہو اس کی مثالیں	۷
۷۷	دوم: وہ تاویل جس کے قبول کرنے پر اتفاق ہے	۸
۷۸	سوم: وہ تاویلات جن کے قبول کرنے میں اختلاف ہے	۹
۷۹	تابع	
	دیکھئے: تبعیہ	
۷۹	تاہوت	
	دیکھئے: جنازہ	
۷۹	تاریخ	
	دیکھئے: تاریخ	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۷۹-۸۱	تاسوعاء	۴-۱
۷۹	تعریف	۱
۷۹	معاذہ القاطنۃ عاشوراء	۲
۸۰	اجمالی حکم	۳
۸۱	تہنہ	
	دیکھئے: اختیال	
۸۲-۸۵	تہدیل	۷-۱
۸۲	تعریف	۱
۸۲	اجمالی حکم	۲
۸۲	وقف میں تہدیلی	۲
۸۳	فقہ میں تہدیلی	۳
۸۳	الف۔ صرف میں تہدیلی	۳
۸۳	ب۔ عقد میں متعین ہو جانے کے بعد عوضین میں سے کسی ایک کی تہدیلی	۴
۸۳	دین میں تہدیلی	۵
۸۴	لعان میں شہادت کی تہدیلی	۶
۸۵	زکاۃ کی تہدیلی	۷
۸۵-۸۹	تہذیل	۷-۱
۸۵	تعریف	۱
۸۶	تہذیل کا اجمالی حکم	۲
۹۰	تہذیر	
	دیکھئے: اسراف	
۹۰-۹۲	تہر	۶-۱
۹۰	تعریف	۱
۹۰	تہر سے متعلق احکام	۲
۹۰	تہر میں ربا	۲
۹۱	سونے اور چاندی کے تہڑے ہلے ہوئے ٹکڑے میں زکاۃ	۳
۹۱	شرکت میں تہر کو اس لہ مال بنانا	۴

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۹۲	تہرجورمین سے نکالا گیا ہے	۵
۹۲	بحث کے مقامات	۶
۹۲	تہرؤ	
	دیکھئے: میرا ہت	
۹۲-۹۳	تہرج	۸-۱
۹۳	تعریف	۱
۹۳	متعلقہ الفاظ: تہرج	۲
۹۳	تہرج: تہرجوں کا کیا تہرج کہلاتا ہے	۳
۹۳	تہرج کا شرعی حکم	۴
۹۳	عورت کا تہرج	۴
۹۵	مر کا تہرج	۵
۹۵	الف۔ تہرج کا مل متعلقہ کواہ کرنے کے درجہ	۵
۹۵	ب۔ تہرج کا مل بار بخت کے درجہ	۶
۹۵	ذمہ کا تہرج	۷
۹۶	تہرج سے روکنے کا مطالبہ اس سے ہے	۸
۹۶	تہرجز	
	دیکھئے: تہرج، تہرج	
۹۷-۱۰۰	تہرج	۹-۱
۹۷	تعریف	
۹۷	متعلقہ الفاظ: تہرج	۲
۹۷	تہرج کا شرعی حکم	۳
۹۹	تہرج کے ارکان	۶
۹۹	تہرج کی شرطیں	۷
۹۹	تہرج کے نتائج	۸
۱۰۰	تہرج کب تم ہوگا ہے	۹
۱۰۱-۱۰۷	تہرجک	۱۶-۱
۱۰۱	تعریف	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۰۱	معاذہ الناطقہ: توسل، شفاعہ، استغاثہ	۲
۱۰۲	شرعی حکم	۵
۱۰۲	اول۔ بسم اللہ اور الحمد للہ کے ذریعہ تحرک	۵
۱۰۲	دوم۔ آٹا ربی علیہ السلام سے برکت حاصل کرنا	۶
۱۰۳	الف۔ آپ علیہ السلام کے ہمنو سے برکت حاصل کرنا	۷
۱۰۳	ب۔ آپ علیہ السلام کے حقوق اور رعیت سے برکت حاصل کرنا	۸
۱۰۳	ج۔ آپ علیہ السلام کے خون سے برکت حاصل کرنا	۹
۱۰۴	د۔ آپ علیہ السلام کے موعے مبارک سے برکت حاصل کرنا	۱۰
۱۰۴	ه۔ آپ علیہ السلام کے جوئے اور آپ علیہ السلام کے کھانے سے برکت حاصل کرنا	۱۱
۱۰۵	و۔ آپ علیہ السلام کے مٹھن سے برکت حاصل کرنا	۱۲
۱۰۵	ز۔ آپ علیہ السلام کے لباس اور آپ کے برتنوں سے برکت حاصل کرنا	۱۳
۱۰۶	ح۔ اہل بیت میں سے برکت حاصل کرنا جنہیں حضور علیہ السلام نے چھو لیا جہاں ماہر پر بھی	۱۴
۱۰۷	سوم۔ آپ زہزم سے برکت حاصل کرنا	۱۵
۱۰۷	چہارم۔ نکاح میں بعض زمانوں اور جگہوں سے برکت حاصل کرنا	۱۶
۱۰۷	توسط	
	دیکھئے: توسل	
۱۰۸	تبع	
	دیکھئے: تابع	
۱۰۸	تبغض	
	دیکھئے: تبغض	
۱۰۸	تبعہ	
	دیکھئے: اتباع، بخمان	
۱۰۸-۱۳۶	تبغض	۱-۴
۱۰۸	تہریف	
۱۰۸	معاذہ الناطقہ: تفریق	۲
۱۰۹	شرعی حکم	۳
۱۰۹	امم تو اہل دین پر تبغض کے مسائل و احکام معنی ہیں	۴

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۰۹	الف۔ نامزدہ فیہ متحری کے بغض کا، کرکل کے، کرکی طرح ہے	۵
	ب۔ جو چیز بدل ہو کر جا رہی ہو وہ تعین کی وجہ سے ایک ساتھ	۶
۱۰۹	بدل ہو رہا بدل منہ میں، اگل نہیں ہو سکتی	
۱۰۹	ج۔ نامزدہ آسان چیز سخت چیز کی وجہ سے ساتھ نہیں ہوتی	۷
۱۱۰	حکام تعین	۸
۱۱۰	طہارت میں تعین	۸
۱۱۲	نماز میں تعین	
۱۱۲	زکوٰۃ میں تعین	۲
۱۱۳	روزہ میں تعین	۳
۱۱۳	حج میں تعین	۴
۱۱۳	الف: احرام میں تعین	۴
۱۱۳	ب۔ نواف میں تعین	۵
۱۱۴	عمر میں تعین	۶
۱۱۵	کفارہ میں تعین	۷
۱۱۵	بیچ میں تعین	۸
۱۱۶	تہن (قیمت ملی) بیچوں میں میں تعین	۲
۱۱۷	خیار غیب میں تعین	۲۲
۱۱۷	ثمنہ میں تعین	۲۳
۱۱۸	سلم میں تعین	۲۴
۱۱۹	قرص میں تعین	۲۵
۱۱۹	رہن میں تعین	۲۷
۱۲۰	صلح میں تعین	۲۹
۱۲۰	سب میں تعین	۳۰
۱۲۱	وہ بیعت میں تعین	۳
۱۲۱	وقف میں تعین	۳۲
۱۲۱	غصب میں تعین	۳۳
۱۲۲	قصاص میں تعین	۳۴
۱۲۳	حدود سے معاف کرنے میں تعین	۳۵

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۲۳	میر کی تعین	۳۶
۱۲۴	ط ق میں تعین	۳۷
۱۲۴	مصلحت میں تعین	۳۸
۱۲۴	ہجرت میں تعین	۳۹
۱۲۵	آزاد کرنے میں تعین	۴۰
۱۲۷-۱۲۸	تبعیت	۱۳-۱
۱۲۷	تعریف	
۱۲۷	تبعہ کے اقسام	۲
۱۲۷	قسم اول: مبتدئ سے متصل ہو	۲
۱۲۷	قسم دوم: جو اپنے مبتدئ سے جدا ہو	۳
۱۲۸	جمعیت کے اقسام	۴
۱۲۸	الف: تابع پر (مبتدئ سے) ایک حکم میں آنا	۵
۱۲۹	ب: جو شخص کسی چیز کا مالک ہو تو وہ اس کا بھی مالک ہوگا جو اس کی ضروریات میں سے ہو	۶
۱۲۹	ج: تابع مبتدئ کے ساتھ ہونے سے ساتھ ہو جاتا ہے	۷
۱۳۱	د: تابع میں دوسرے معاف کر دی جاتی ہے جو غیر تابع میں معاف نہیں کی جاتی	۸
۱۳۲	ه: تابع مبتدئ پر مقدم نہیں ہوتا	۹
۱۳۲	و: تابع کا تابع نہیں ہوتا	۱۰
۱۳۳	ز: اعتبار مبتدئ کی نیت کا ہے نہ کہ تابع کی نیت کا	
۱۳۳	ح: جو چیز غلط میں معاف اخل ہوتی ہے اس کا ضمن میں کوئی حصہ نہیں ہوتا	۲
۱۳۴	ط: تعدی کرنے کی وجہ سے تابع کا ضمان ہوگا	۳
۱۳۴-۱۳۶	تبع	۳۴-۱
۱۳۴	تعریف	
۱۳۵	تمباکو سے متعلق اقسام	۴
۱۳۵	تمباکو کو استعمال کرے کا حکم	۴
۱۳۵	تمباکو کی حرمت کے قائلین اور ان کے دلائل	۵
۱۳۸	تمباکو کے جواز کے قائلین اور ان کے دلائل	۳
۱۴۱	تمباکو کی کراہت کے قائلین اور ان کے دلائل	۲۰

صفحہ	عنوان	فقرہ
۱۴۱	مساجد قرآن و علم کی مجالس اور محفلوں میں تمباکو نوشی کا حکم	۲۳
۱۴۳	تمباکو کی تجارت اور کاشت کا حکم	۲۷
۱۴۴	تمباکو کی پانی یا ساپانی کا حکم	۲۹
۱۴۵	تمباکو نوشی سے روزہ کا ٹوٹنا	۳۰
۱۴۵	شوم یا بیوی کو تمباکو نوشی سے منع کرنے کا حق	۳
۱۴۶	بیوی کے نفقہ میں تمباکو	۳۲
۱۴۶	تمباکو کے درمیان ملاقات کا حکم	۳۳
۱۴۶	تمباکو نوشی کرے یا لے لی مامت	۳۴
۱۴۷-۱۴۹	تبکیر	۸-۱
۱۴۷	تعریف	
۱۴۷	متعلقہ احکام و تفصیلات ۱۰-۱۱	۲
۱۴۷	شرعی حکم	۳
۱۴۸	حاشا رزق کے لئے سویرے کھانا	۷
۱۴۸	تعلیم میں جلدی کرنا	۸
۱۴۹-۱۵۳	تبلیغ	۷-۱
۱۴۹	تعریف	
۱۵۰	متعلقہ احکام و تفصیلات کتابت	۲
۱۵۰	شرعی حکم	۳
۱۵۰	پیغام رسانی	۳
۱۵۱	سوانح دعوت کی تبلیغ	۴
۱۵۱	امام کے پیچھے تبلیغ	۵
۱۵۲	سلام پڑھنا	۶
۱۵۳	حاکم کو چھ شیعہ دھرموں کے بارے میں احکامات دینا	۷
۱۵۳-۱۵۵	تہنیت	۶-۱
۱۵۳	تعریف	
۱۵۴	متعلقہ احکام و تفصیلات، نعت، قرآن و نسب، تہنیت	۲
۱۵۴	شرعی حکم	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۵۵-۱۵۶	تہوۃ	
۱۵۵	تعریف اور اجمالی حکم	
۱۵۶-۱۵۷	تہج	۲-۱
۱۵۷	تعریف	
۱۵۷	شرعی حکم	۲
۱۵۷-۱۶۰	تہجرت	۷-۱
۱۵۷	تعریف	
۱۵۸	متعلقہ احکامات: عمارۃ، میتونہ	۲
۱۵۸	تہجرت کا حکم	۴
۱۵۸	اہل بیت ائمہ (شخص پر شب ہونا)	۴
۱۵۹	دوم: رمضان کے روزوں کی نیت رات میں کرنا	۶
۱۶۰	بحث کے مقامات	۷
۱۶۰-۱۷۱	تتابع	۱۸-۱
۱۶۰	تعریف	۱
۱۶۰	اجمالی حکم	۲
۱۶۰	کفارہ یحییٰ کے روزے میں متابع	۳
۱۶۱	کفارہ ظہار کے روزے میں متابع	۴
۱۶۲	رمضان کے دنوں میں روزہ روزے نہ ہو کفارہ واجب ہے اس کے روزوں میں تسلسل	۵
۱۶۳	کفارہ قتل میں روزہ	۶
۱۶۳	نذر کے روزوں میں تسلسل	۷
۱۶۳	ایک کفارہ میں تسلسل	۸
۱۶۵	کفارات کے روزوں میں تسلسل کو ختم کرنے والی چیزیں	۹
۱۶۵	الف۔ اگر ایسا ہو غیہ وکی نہ ہو روزہ روزہ	۹
۱۶۶	ب۔ حیض و نفاس	۱۰
۱۶۷	ج۔ رمضان، عیدین اور یام تشریق کا درمیان میں آ جانا	۱۲
۱۶۸	د۔ سفر	۱۳
۱۶۸	ه۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا انتظار	۱۴

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۶۹	۱۔ مرض	۵
۱۶۹	۲۔ بعض راتوں میں نیت بھول جانا	۶
۱۶۹	۳۔ بیٹی	۱۷
۱۷۰	جس صورت میں تسلل نہ تم ہو اس کی تشا	۸
۱۷۱-۱۷۲	تشریں	۱-۴
۱۷۱	تعریف	
۱۷۱	۱۔ متعلقہ، تناظر، شخص	۲
۱۷۱	۲۔ جمالی علم، بحث کے مقامات	۳
۱۷۲-۱۷۳	تشریب	۱-۲
۱۷۳	تعریف	
۱۷۳	۲۔ جمالی علم	۲
۱۷۳	۳۔ کتے کی نجاست کو پاک کرنے میں مٹی کا استعمال	۲
۱۷۴	تسین	
	۱۔ کہیں: جمع	
۱۷۵-۱۷۶	تثاقوب	۱-۴
۱۷۵	تعریف	
۱۷۵	۲۔ ثنی علم	۲
۱۷۶	۳۔ نمار میں دہائی آما	۳
۱۷۶	۴۔ قرآن کے وقت دہائی	۴
۱۷۶-۱۷۸	تثبیت	۱-۶
۱۷۶	تعریف	
۱۷۶	۲۔ متعلقہ، تناظر، تخری	۲
۱۷۶	۳۔ جمالی علم	۳
۱۷۶	۴۔ نمار میں استعمال قبلہ قائمیت	۳
۱۷۷	۵۔ کواہوں کی دہائی میں حقیقت قائمیت	۴
۱۷۷	۶۔ مادر مضان کے چاند کی رہیت میں حقیقت قائمیت	۵
۱۷۸	۷۔ فاسقوں کے کلام کا ثبوت	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۱۸۲-۱۷۹	تثلیث	۷-۱
۱۷۹	تعریف	۱
۱۷۹	جہالی حکم	۲
۱۷۹	الف۔ غزو میں تثلیث	۲
۱۸۰	ب۔ غزل میں تثلیث	۳
۱۸۰	ج۔ غزل میں تثلیث	۴
۱۸۱	د۔ انتخاب کے لئے پھر استعمال کرنے اور صفائی کرنے میں تثلیث	۵
۱۸۲	ه۔ رکوع اور سجدہ کی تسبیحات میں تثلیث	۶
۱۸۲	و۔ اعازت لینے میں تثلیث	۷
۱۸۳-۱۸۳	تثنیہ	۲-۱
۱۸۳	تعریف	
۱۸۳	بحث کے مقامات	۲
۱۸۵-۱۸۳	تجویب	۷-۱
۱۸۳	تعریف	
۱۸۳	متعلقہ الفاظ: مد، عا، راجع	۲
۱۸۳	جہالی حکم اور بحث کے مقامات	۵
۱۸۵	نہج میں تجویب	۶
۱۹۰-۱۸۶	تجارت	۱۸-۱
۱۸۶	تعریف	
۱۸۶	تجارت کے مشروئے ہونے کی دلیل	۲
۱۸۶	متعلقہ الفاظ: منع، مسرور	۳
۱۸۷	شرعی حکم	۶
۱۸۷	تجارت کی فضیلت	۷
۱۸۷	ممنوعات تجارت	۸
۱۸۹	تجارت کے آداب	۱۳

صفحہ	عنوان	فقرہ
۱۹۰	مل تجارت میں زکوٰۃ کا جوہ	۱۸
۱۹۱-۱۹۲	تجدید	۵-۱
۱۹۱	تعریف	۱
۱۹۱	شرعی حکم	۲
۱۹۱	کان کے مسح کے لئے نیاپانی	۳
۱۹۲	مستحاضہ کے لئے پٹی اور گدی کی تجدید	۴
۱۹۲	مرد عورت کے نکاح کی تجدید	۵
۱۹۳	تجرو	
	دیکھئے: موعودہ	
۱۹۳-۱۹۶	تجربہ	۹-۱
۱۹۳	تعریف	۱
۱۹۳	اجمالی حکم	۲
۱۹۳	انصار کے مباح ہونے میں مرض کا اثر اگر تجربہ سے اس کے بڑھنے کا اندیشہ ہو	۲
۱۹۳	مدت خیال میں جنت کو آ رہا	۳
۱۹۴	الف۔ کپڑے کا تجربہ	۴
۱۹۴	ب۔ مکان کا تجربہ	۵
۱۹۴	ج۔ جانور کا تجربہ	۶
۱۹۵	بچہ کی عقل مندی معلوم کرنے کے لئے اس کا تجربہ	۷
۱۹۵	قیافہ شناس کی مہارت کو جاننے کے لئے اس کو آ رہا	۸
۱۹۶	اہل علم کا تجربہ	۹
۱۹۶	تجرو	
	دیکھئے: تبعیض	
۱۹۶-۲۰۶	تجسس	۱۳-۱
۱۹۶	تعریف	

صفحہ	عنوان	فقرہ
۱۹۶	معاذہ القاطنۃ تحسین ہر صدہ	۲
۱۹۷	شرعی حکم	۵
۱۹۸	وہ ران جنگ مسلمانوں کے متعلق تحقیق کرنا	۶
۲۰۲	کافروں کے خلاف جاسوسی کرنا	۱۰
۲۰۳	حاکم کارعایا کے خلاف جاسوسی کرنا	
۲۰۴	مختب کا تحسین	۱۲
۲۰۵	گمروں کی جاسوسی کرنے کی راہ	۱۳
۲۰۶	تجسس	
	دیکھئے: دعاء	
۲۰۶	تجسس	
	دیکھئے: ترین	
۲۰۶	تجسس	
	دیکھئے: تعیہ	
۲۰۹-۲۰۷	تجسس	۶-۱
۲۰۷	تعریف	
۲۰۷	معاذہ القاطنۃ: اعدا اور ترمیم	۲
۲۰۷	تجسس کے متعلق احکام	۳
۲۰۷	بائوں کے لئے سلمان جینے چاہئے	۴
۲۰۸	مجددین کے لئے اسباب چاہئے	۵
۲۰۹	میت کی تجسس	۶
۲۱۳-۲۱۰	تجسس	۸-۱
۲۱۰	تعریف	
۲۱۰	برائی علم	۲
۲۲۰-۲۱۵	تجوید	۶-۱
۲۱۵	تعریف	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۱۵	متعلقہ الفاظ: موت، حیات اور قیامت برائیں	۲
۲۱۶	جمالی حکم	۳
۲۱۸	دوسرے تجویز کے ذیل میں آتے ہیں	۵
۲۱۹	تجویز میں شخص پیدا کرنے والے امور پر مبنی حکم	۶
۲۲۱	تخالف	
	دیکھئے: حلف	
۲۲۱	تخصیص	
	دیکھئے: وقف	
۲۲۲-۲۲۱	تجذیر	۲-۱
۲۲۱	تعریف	
۲۲۱	جمالی حکم، رجسٹر کے مقامات	۲
۲۲۳-۲۲۲	تحدید	۵-۱
۲۲۲	تعریف	
۲۲۲	متعلقہ الفاظ: تعین، تقدیر	۲
۲۲۳	جمالی حکم	۳
۲۲۳	رجسٹر کے مقامات	۵
۲۲۴-۲۲۳	تحریف	۲-۱
۲۲۳	تعریف	
۲۲۳	جمالی حکم، رجسٹر کے مقامات	۲
۲۲۴-۲۲۳	تخری	۱۷-۱
۲۲۵	تعریف	
۲۲۵	متعلقہ الفاظ: اثبات، ثبوت، ثبوت، شک	۲
۲۲۶	ثبوتی حکم	۶
	ہل-پاک، دھاپاک، اشیاء کے باہر مل جانے کی صورت میں	۷
۲۲۶	پاک ٹی کو معلوم کرنے کے لئے تخری کرنا	

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۲۶	الف۔ یہ تہوں کا بانہ مل جانا	۷
۲۲۷	ب۔ کپڑوں کا بانہ مل جانا	۸
۲۲۷	ج۔ مذہب جانا رکام، ار کے ساتھ مل جانا	۹
۲۲۸	د۔ حالت حیض میں تہی	۱۰
۲۲۸	وہم۔ استدلال اور تہی کے روبرو قلمہ معلوم کرنا	
۲۳۰	سوم۔ نماز میں تہی کرنا	۱۳
۲۳۰	چہارم۔ روزہ میں تہی کرنا	۱۴
۲۳۱	پنجم۔ زکوٰۃ کے مستحقین کی شناخت میں تہی کرنا	۱۵
۲۳۲	ششم۔ چند متعارض قیاسوں کے درمیان تہی کرنا	۱۶
۲۳۲	بحث کے مقامات	۷
۲۳۳-۲۳۴	تخریش	۳-۱
۲۳۴	تعریف	
۲۳۴	متعلقہ، المناظر، تخریش	۲
۲۳۴	شرعی حکم	۳
۲۳۶-۲۳۷	تخریض	۹-۱
۲۳۷	تعریف	
۲۳۷	متعلقہ، المناظر، تخریض، ارجاف، تخریش	۲
۲۳۷	شرعی حکم	۵
۲۳۵	قتل کے لئے مجاہدین کی تخریش	۶
۲۳۵	مقابلہ کی تخریش	۷
۲۳۵	جانور کی تخریش	۸
۲۳۶	حرم کی طرف سے شمار کے لئے کئے گئے تخریش	۹
۲۳۷-۲۳۸	تحریف	۹-۱
۲۳۷	تعریف	
۲۳۷	متعلقہ، المناظر، تحریف، تخریش	۲

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۳۸	تحریف و تعین کے اقسام	۴
۲۳۸	تحریف و تعین کا حکم	۵
۲۳۹	الحق۔ اللہ تعالیٰ کے حکام میں تحریف	۵
۲۴۱	ب۔ احادیث و روایات میں تحریف و تعین	۶
۲۴۱	تعین کا حکم	۶
۲۴۲	تعین کی اصلاح	۷
۲۴۲	قرآن و حدیث کے علاوہ میں تعین و تحریف	۸
۲۴۲	تحریف و تعین سے بچنا	۹
۲۴۴	تحریق	
	دیکھئے: احادیث	
۲۴۴-۲۵۲	تحريم	۸-۱
۲۴۴	تعریف	
۲۴۵	مختارہ الفاظ و کلمات	۲
۲۴۶	بدیہی حکم	۳
۲۴۶	اول۔ بیوی کی تحریم	۳
۲۵۰	دوم۔ حلال کو حرام کرنا	۸
۲۵۲	تحریر	
	دیکھئے: عقیقہ و طہارم	
۲۵۲-۲۶۳	تحسين	۲۹-۱
۲۵۲	تعریف	
۲۵۲	مختارہ الفاظ: تجویز، تخلیہ، تصحیح	۲
۲۵۳	تحسين و تصحیح کی بنیاد	۵
۲۵۴	تخصیصات	۶
۲۵۴	فقہ اسلامی میں تحسين کا حکم	۷
۲۵۴	فصل بصورت کو آراء و تہذیب	۸

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۵۵	بہاں کڈ مین	۱
۲۵۶	آنگن کو خوبصورت بنانا	۲
۲۵۷	مسجد جاتے وقت مزین ہونا	۳
۲۵۷	لائقات، امام، راہی کے جواب میں اچھا طریقہ اپنانا	۴
۲۵۷	چھٹی آواز بنانا	۵
۲۵۸	چھٹی لوگوں کے سامنے عورت کا اپنی آواز کھڑی کرنا	۶
۲۵۸	رقہ کھڑی کرنا	۷
۲۵۹	خلاق کھڑی کرنا	۸
۲۵۹	حسن ظن تمام رکھنا	۹
۲۵۹	الف۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا	۹
۲۶۰	ب۔ مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا	۱۰
۲۶۰	تحریر کو سب سے بنانا	۱۱
۲۶۰	مکتبہ حادثہ کی آراش	۱۲
۲۶۱	قرآن کریم کو آراش کرنا	۱۳
۲۶۱	چھٹی طرح آراش کرنا	۱۴
۲۶۱	سلمان تجارت کھڑی کرنا	۱۵
۲۶۲	قرض کا اچھی طرح مطالبہ کرنا	۱۶
۲۶۲	میت، فن، رقبہ کھڑی کرنا	۱۷
۲۶۲-۲۶۳	تخصیصات	۱-۷
۲۶۳	تعارف	
۲۶۳	متعلقہ الفاظ و مضامین، حیات	۲
۲۶۵	تخصیصات کی اقسام	۳
۲۶۵	اجمالی احکام	۵
۲۶۵	الف۔ تخصیصات کی نوعیت	۵
۲۶۵	ب۔ تخصیصات کا غیر تخصیصات سے تعارض	۶
۲۶۶	ج۔ تخصیصات سے استدلال	۷

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۶۸-۲۶۷	تخصن	۴-۱
۲۶۷	تعریف	۱
۲۶۷	جمالی حکم، بر بحث کے مقامات	۲
۲۶۸	تخصین	
	دیکھئے: احسان، جہا،	
۲۶۸	تحقیق	
	دیکھئے: سمیت	
۲۷۲-۲۶۹	تحقیق	۶-۱
۲۶۹	تعریف	
۲۶۹	جمالی حکم	۲
۲۷۱	یہ چیز کے بارے میں تعزیر جس میں تعزیر ہو	۵
۲۷۳-۲۷۲	تحقیق مناسط	۲-۱
۲۷۳	تعریف	
۲۷۳	جمالی حکم	۲
۲۸۸-۲۷۴	تکلیف	۴۱-۱
۲۷۴	تعریف	
۲۷۴	متعلقہ، تناظر، تساء، اصلاح	۲
۲۷۵	شرعی حکم	۴
۲۷۷	حکم کے لئے شرطیں	۶
۲۷۹	محل تکلیف	۵
۲۸۱	شرائط تکلیف	۲۲
۲۸۳	فیصلہ خاطریت	۲۹
۲۸۳	تکلیف سے رجوع	۳۰
۲۸۴	حکم بنائے کا اثر	۳۵

صفحہ	عنوان	فقرہ
۲۸۵	اول۔ فیصلہ کاثریم اور اس کا نفاذ	۳۶
۲۸۶	دوم۔ فیصلہ توڑنا	۳۹
۲۸۷	حکم کا عزوئل ہونا	۴۱
۲۸۷-۲۹۰	تحلیل	۵-۱
۲۸۷	تعریف	۱
۲۸۷	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۲
۲۸۷	احرام سے حائل ہونا	۲
۲۸۸	الف۔ غسل جنہ، جسے غسل بیل بھی کہتے ہیں	۲
۲۸۹	ب۔ غسل اکبر، جسے غسل دوم بھی کہا جاتا ہے	۳
۲۸۹	عمرہ کے احرام سے حائل ہونا	۴
۲۹۰	بیمین (قسم) سے حائل ہونا	۵
۲۹۰	تکلیف	
	دیکھئے: حلیہ	
۲۹۱	تکلیف	
	دیکھئے: حلف	
۲۹۱-۲۹۳	تحلیق	۳-۱
۲۹۱	تعریف	۱
۲۹۱	اجمالی حکم اور بحث کے مقامات	۲
۲۹۱	تحلیق بمعنی شہد میں حلقہ بنانا	۲
۲۹۲	تحلیق بمعنی بال صاف کرنا	۳
۲۹۳-۲۹۹	تحلیل	۱۲-۱
۲۹۳	تعریف	۱
۲۹۳	متعلقہ التناظر باحت	۲
۲۹۴	حرام کو حائل کرنا	۳
۲۹۴	قرضوں وغیرہ سے معاف کرنا	۴

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۲۹۵	رہدہ و مردہ شخص کے خیر مالی حقوق و مردہ اجبات سے معاف کرنا	۵
۲۹۵	نکاح مکمل	۶
۲۹۵	ایک۔ نکاح	۷
۲۹۶	ب۔ صحت نکاح	۸
۲۹۶	ج۔ زوج میں بیٹی	۹
۲۹۷	حالیہ کی شرط کے ساتھ نکاح	۱۰
۲۹۸	حالیہ کے ارادہ سے شادی کرنا	۱۱
۲۹۸	دہرے نکاح سے پہلے شوہر کی طلاق کا ختم ہونا	۱۲
۲۹۹-۳۰۲	تحلیہ	۸-۱
۲۹۹	تعریف	
۲۹۹	متحدہ انظار و ترمیمیں	۱
۲۹۹	شرعی حکم	۲
۳۰۰	آرائیگی میں اسراف	۳
۳۰۰	سوک و بی عورت کی زیب و زینت	۵
۳۰۱	احرام میں زیب و زینت	۷
۳۰۲-۳۰۶	تحمل	۹-۱
۳۰۳	تعریف	
۳۰۳	شرعی حکم	۱
۳۰۳	حمل۔ تحمیل و شہادت	۲
۳۰۳	کوہ بننے سے مراد	۳
۳۰۴	کوہ بننے پر اقامت لینا	۵
۳۰۵	کوہ بنی پر کوہ بنی لینا	۶
۳۰۵	وہم۔ جنایت کرنے والے کی طرف سے عاقلہ کا قتل خطا مشہور علی بیت رہنا	۷
۳۰۶	سوم۔ مقتدی کی طرف سے لہام کا حمل	۸
۳۰۶	بحث کے مقامات	۹

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۰۶-۳۱۹	تحمید	۲۵-۱
۳۰۶	تقریف	۱
۳۰۶	معاذ اللہ، انا لہ شکر، مدح	۲
۳۰۷	اجمالی حکم	۴
۳۰۷	جمعہ کے دونوں خطبوں میں حمد بیان کرنا	۵
۳۰۸	خطبہ نکاح میں حمد بیان کرنا	۶
۳۰۸	نماز کے شروع میں حمد بیان کرنا	۷
۳۱۰	سلام پھیرنے کے بعد نماز سے فارغ ہونے والے کے لئے حمد بیان کرنا	۸
۳۱۱	عیدین کی نماز میں تحمید کے بعد حمد بیان کرنا	۹
۳۱۱	سنتقاء، درجنارہ کی نماز میں حمد بیان کرنا	۱۰
۳۱۱	عکبیرہ، متشریق میں حمد بیان کرنا	۱۱
۳۱۲	حارث نماز چھٹنے والے کا حمد بیان کرنا	۱۲
۳۱۳	تفشاء حاجت کے بعد بیت اللہ سے نکلنے والے کا حمد بیان کرنا	۱۳
۳۱۳	کھانے پینے والے کا حمد بیان کرنا	۱۴
	دوش خبری سننے، کسی نعمت کے حاصل ہونے یا کسی مصیبت	۱۵
۳۱۴	پریشانی کے، ربوے پر حمد بیان کرنا	۱۶
۳۱۵	مجلس سے کھڑے ہوئے والے کا حمد بیان کرنا	۱۷
۳۱۵	ہلال حج میں حمد بیان کرنا	۱۸
۳۱۶	نیا کپڑا پہننے والے کا حمد بیان کرنا	۱۹
۳۱۶	سوکرانٹھنے والے کا حمد بیان کرنا	۲۰
۳۱۷	ستر پر لیٹنے، وقت حمد بیان کرنا	۲۱
۳۱۷	دھنوکے شروع میں درہو سے فراغت پر حمد بیان کرنا	۲۲
۳۱۸	حال دریافت کے جانے پر حمد بیان کرنا	۲۳
۳۱۹	نماز میں چھٹنے والے کا حمد بیان کرنا	۲۴

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۲۱-۳۲۰	تسبیح	۹-۱
۳۲۰	تغریف	۱
۳۲۰	نامولود بچہ کی تسبیح	۵
۳۲۰	شرعی حکم	۵
۳۲۱	پکڑی میں تسبیح	۹
۳۳۹-۳۲۲	تحول	۳۶-۱
۳۲۲	تغریف	
۳۲۲	معاذ اللہ: استحباب	۲
۳۲۲	تحول کے احکام	۳
۳۲۲	الف۔ عین کا تحول اور طہارت و حلت میں اس کا اثر	۳
۳۲۳	ب۔ کھال کو دو بافت کے ذریعہ پاک کرنا	۵
۳۲۳	ج۔ نصف یا حانت کا تحول	۶
۳۲۳	نہرے ہوئے پانی کا جاری ہو جانا	۶
۳۲۶	قبلہ کی طرف یا قبلہ سے تحول	۷
۳۲۶	نماز میں قیام سے قعود کی طرف آنا	۸
۳۲۷	مقیم کا مسافر اور مسافر کا مقیم ہونا	۹
۳۲۷	الف۔ مقیم کا مسافر ہونا	۹
۳۲۷	ب۔ مسافر کا مقیم ہو جانا	۱۰
۳۲۸	۱۔ جب کو چھوڑ کر بدل کو اختیار کرنا	
۳۲۸	الف۔ رباۃ	
۳۲۹	ب۔ حدودہ تہ	۲
۳۲۹	ج۔ شتر	۳
۳۳۰	۱۔ کفارات	۴
۳۳۰	۲۔ ستر	۵
۳۳۰	فرض روزہ کے پہلے نہ نہ کرنا	۶

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۳۱	جس عقد کی شرط پر کسی مذہبی ہوں اس کا دوسرے عقد کی طرف منتقل ہوا	۷
۳۳۱	عقد سقوف کا نڈ ہو جانا	۸
۳۳۲	دین موصل کا منحل ہو جانا	۱۹
۳۳۲	لغی۔ موت	۹
۳۳۲	ب۔ مفلس قرار یا جانا	۲۰
۳۳۳	مستحق وقف کے تم ہونے سے وقف کا ختم ہو جانا	۲
۳۳۳	باحث کی ملیت عامہ کا ملیت خاصہ کی طرف اور اس کے برعکس منتقل ہوا	۲۲
۳۳۴	عقد نکاح میں ولایت کا منتقل ہو جانا	۲۳
۳۳۴	حق پرورش کا منتقل ہو جانا	۲۴
۳۳۵	معتدہ کی عدت طلاق کا عدت و قات کی طرف منتقل ہو جانا	۲۵
۳۳۵	مہینوں کی عدت کا حیض کی عدت کی طرف اور اس کے برعکس منتقل ہو جانا	۲۶
۳۳۵	الف۔ مہینوں کی عدت کا حیض کی عدت کی طرف منتقل ہو جانا	۲۶
۳۳۶	ب۔ حیض کی عدت کا مہینوں کی عدت کی طرف منتقل ہو جانا	۲۷
۳۳۶	مشری زمین کا خراجی اور خراجی زمین کا مشری ہو جانا	۲۸
۳۳۷	مستامن کا دمی ہو جانا	۲۹
۳۳۷	مستامن کا حربی ہو جانا	۳۰
۳۳۸	دی کا حربی ہو جانا	۳
۳۳۸	حربی کا مستامن ہو جانا	۳۲
۳۳۸	دارالاسلام کا دارالحرب اور اس کے برعکس ہو جانا	۳۳
۳۳۸	ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہو جانا	۳۶
۳۳۵-۳۳۹	تحویل	۹-۱
۳۳۹	تعریف	
۳۳۹	متعلقہ الفاظ: عل، تبدل، بدل، درغیہ	۴
۳۴۰	تحویل کے احکام	۵
۳۴۰	الف۔ جنس میں تحویل نیت	۵

صفحہ	عنوان	فقیرہ
۳۴۱	ب۔ نماز میں تحویل نیت	۵
۳۴۲	ج۔ روزہ میں نیت کو بدلنا	۶
۳۴۳	د۔ قریب امرگ کو قبلہ کی طرف پھیرنا	۷
۳۴۳	ه۔ استنقاء میں چادر پلٹنا	۸
۳۴۴	و۔ قرض کو محول کرنا	۹
۳۴۸-۳۴۵	تہذیب	۵-۱
۳۴۵	تعریف	
۳۴۶	معاذہ الناطق: تحریف	۲
۳۴۷	اجمالی حکم	۳
۳۵۳-۳۴۹	تہذیب	۱۷-۱
۳۴۹	تعریف	
۳۴۹	برہانی حکم: بحث کے مقامات	۲
۳۴۹	الف۔ زمرہ لوگوں کے مابین تہذیب	۳
۳۴۹	ب۔ مومنوں کا تہذیب	۴
۳۵۰	ج۔ تہذیب مسجد	۵
۳۵۱	د۔ تہذیب مکان	۸
۳۵۱	ه۔ تہذیب مسجد حرام	۹
۳۵۲	و۔ تہذیب مسجد بڑی	
۳۵۲	مسلمان کے حق میں غیر مسلم کے: رعبہ تہذیب کا حکم	۲
۳۵۲	غیر مسلم کو سلام کے: رعبہ تہذیب کا حکم	۵
۳۵۳	تہذیب	
	دیکھئے: تشبیہ	
۳۸۰-۳۵۷	تراجم فقہاء	

موسوع فقهيہ

تأبد

دیکھئے: "تبد"

تأبد

تعریف:

۱- مابعد آئند (یا، کی تہذیب کے ساتھ) کا مصدر ہے، اس کا لغوی معنی تحلیل یعنی ہمیشہ رکنا کے ہیں، اس کی اصل آئند الحیوان مابعد اور مابعد ابودا ہے، یعنی دو ٹک ہو، درؤشی و جنگلی ہو (۲)۔
تأبد کی اصطلاح میں تصرف کو، امام کے ساتھ مقید کرنے کا نام تأبد ہے، یعنی موزمانہ جو ہم رہنے خواہ شرعاً ہو یا عقید کی وجہ سے۔
اس کے مقابلے میں توقیت اور تاویل ہے، اس سے کہ اس میں سے ایک ایسے زمانہ تک ہوتی ہے جو ختم ہو جائے (۳)۔

متعلقہ الفاظ:

تخلیہ:

۲- تخلیہ کا لغوی معنی (کسی چیز کی) فنا کو، ہم رکنا ہے، صحیح میں ہے: "الحلد دوام البقاء" (خلد کا مصدب ہے: ہمیشہ باقی رہنا)، تم کہتے ہو: "خلد الرجل یحلد خلوداً" ("رہی ہمیشہ رہے)، اور "أخلده الله وخلده تخلیداً" (اللہ اس کو ہمیشہ رکھے) (۴)۔

(۱) اصطلاح مادہ "تبد"۔

(۲) اصطلاح لمیر، نیز دیکھئے لغتوس لفظ صاس اللام میں مادہ "تبد" کا معنی۔

(۳) حاشیہ قیو بی مع شرح اعلیٰ علی اصطلاح ۳۱۵/۲ طبع انگلی، نیز دیکھئے اللطیف للکفری (۲۶/۱ طبع دمشق) میں "تبد" کے معنی میں جو کچھ بیان ہوا ہے۔

(۴) اصطلاح لمیر مادہ "خلد"۔

تا پید ۳۳ تا جین، تا جیل، تا اثر

فقہاء نے تخلید کو اہی معنی میں استعمال کیا ہے جو نفست میں داخل ہوا ہے، جیسے ہم کشمی کرنے والے کو ہمیشہ قید میں رکھنے^(۱) یا مکمل کے حاضہ ہونے تک نہیں کو ہمیشہ قید میں رکھنے کے معنی میں استعمال کیا ہے^(۲)۔

تا یہ دہرخلید میں فرق یہ ہے کہ تا یہ کا استعمال ایسی چیزوں کے لئے ہے جس کی تہ نہیں ہوتی، دہرخلید کبھی ایسی چیز کے لئے ہوتی ہے جس کی تہ نہیں ہوتی، دہرخلید کبھی ایسی چیز کے لئے ہوتی ہے جس کی تہ ہوتی ہے جیسے درہرخلید کو جسم میں ماتی رکھنا اس بات کا متقاضی نہیں کہ وہ اس میں ہمیشہ رہے بلکہ وہ اس سے تالے جا میں گئے، دہرخلید کو تہ کے ساتھ مقید رہا جائے تو یہ اس چیز کے لئے ہوتی ہے جس کی تہ نہیں ہوتی جیسے کفار کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: "حالہم فیہا نہما" (۳) اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

“不”字。

تأمین

تاجیل

بہشتیہ

تا بیدار عدم تا بید کے اعتبار سے تصرفات :
۳- تا بیدار عدم تا بید کے اعتبار سے تصرفات تین قسم کے ہوتے ہیں۔
اول : وہ جو مؤبد ہوں، وقت کو قبول نہ کریں، جیسے نکاح، بیع،
ہبہ، رہن اور اسی طرح جمہور کے نزدیک وقف۔
دوم : وہ جو موقت ہوں، تا بید کو قبول نہ کریں، جیسے اجارہ،
مزارعت اور مساقات۔

ہم: وہ جو تہیت رہا پیر: نوں کو بل کر۔ جیسے کتاب (۴)۔
تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح ”تہیت“، نیز دیکھئے:
”بیج“، ”ہبہ“ اور ”چارہ“ الخ۔

() جوہر الاکلیل ۲۷۶/۲ طبع دارالمعرفۃ الخیرتی ۱۳۵۵ھ۔

(۳) حاشیہ نمبر ۴/۲۳۴۸ بج کر دیا گیا۔

۱۷۳. سورہ (۳،

(۴) الفتاویٰ الہندیہ، ص ۳۳۳، الخلیفہ سہمۃ، ۱۲۶۱ھ، الخلیفہ
 ۱۲۱۳ھ، الموضع، ص ۳۶۵، ۳۷۳، مفتی الحاج، ۲۰۷، کتاب الفتاویٰ
 ص ۱۲، ایضاً مع المشرح، ۲۲۱/۶۔



تاخیر ۱-۴

نہیں گئے تراشیں نہیں گئے (۱)۔

ب- فور:

۳- فورقت میں: کسی شے کا ایسے موجود وقت میں ہونا ہے جس میں کوئی تاخیر نہ ہو (۲)۔

کہا جاتا ہے: "فارت القدر فوراً و فوراً" یعنی ہڑی نے جوش مارا، اسی سے فقہاء کا قول ہے: "الشععة عسی المور" (شعہ فوراً ہوتا ہے) (یعنی معلوم ہوتے ہی شعہ کا بجوی نہ کرے تو شعہ باطل ہو جاتا ہے)۔

اصطلاح میں: "فور" نام ہے مومن "قات" کے "غاز" میں "کا" اس طرح شروع ہوا کہ تاخیر کی وجہ سے وہ قاتل مذمت ہو جائے (۳)۔ اس سے ظاہر ہوا کہ "فور" اور "تاخیر" کے درمیان تباہی کی نسبت ہے۔

ج- تاخیر:

۴- لغت میں تاخیر یہ ہے کہ تم کسی چیز کے سے کوئی مدت مقرر نہ کرو۔ کہا جاتا ہے: "احلته تاخیراً" یعنی میں نے اس کے سے مدت مقرر کی (۴)۔

فقہاء نے بھی تاخیر کو اس کے معنی لغوی میں ہی استعمال کیا ہے (۵)۔

اس بنا پر تاخیر، تاخیر سے زیادہ عام ہے، چونکہ تاخیر کبھی تاخیر کی وجہ سے ہوتی ہے، کبھی بغیر تاخیر (مدت) کے۔

(۱) مسلم الثبوت ۵۸۶/۱، اقرب طائعات ج ۱، ۱۳۸ طبع کتب

(۲) المصباح لسان العرب مادة "فور"۔

(۳) ابن ماجہ ۱۳۰۲، اقرب طائعات ج ۱، ۱۳۸ طبع کتب

(۴) المصباح لسان العرب مادة "أجل"۔

(۵) الخواک الدینی ۲۲۲، معنی الحجاج ۵۵۲، ابن ماجہ ۲۰۳۲۔

تاخیر

تعریف:

۱- استباحہ، لغت میں: تقدیم کی ضد ہے، چیز کا آتش اس کے شرمٹ کے خلاف ہے (۱)۔

اور اصطلاح میں: کسی چیز کو شریعت کی طرف سے مقرر کردہ وقت کے آخر میں کرنا، جیسے سحری کھانے کو اور نماز کو مقرر کیا وقت کے باہر کرنا (خواہ اس کے لئے شریعت کی طرف سے وقت مقرر کیا گیا ہو یا اس وقت پر اتفاق کر لیا گیا ہو)، جیسے رات کو وتریں کو موخر کرنا۔

متعلقہ الفاظ:

غ- تراخی:

۲- تراخی لغت میں زمانہ کا دراز ہونا ہے۔ کہا جاتا ہے: "تواخى الامر تواخى" اس کا زمانہ دراز ہو گیا، "ربما جاتا ہے: "فهي الامر تواخى" یعنی معاملہ میں گپ شہ ہے (۲)۔

تراخی کا معنی فقہاء کے نزدیک: عبادت کو اس کے پورے وقت میں کرے کی مشرعییت ہے، وہ "فور" یعنی فوراً کرے کی ضد ہے، جیسے نماز اور حج۔ اس بنا پر اگر عبادت آخر وقت میں لی جائے تو تاخیر، تواخی کے ساتھ مل جاتی ہے، اور اگر عبادت وقت نکل جانے کے بعد کی جائے تو وہ "تواخى" الگ الگ ہو جاتی ہیں، اسے تاخیر

(۱) لسان العرب، المصباح لسان العرب مادة "تواخى"۔

(۲) المصباح لسان العرب۔

تاخیر ۵-۶

۵۔ تعیل:

۵۔ تعیل: کسی چیز میں جلدی نہ کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے: "عجلت إلیہ المال" میں نے اس کے پاس جلدی مال حاصل کیا۔ پس اس نے اسے جلدی سے لے لیا۔

فقہاء کے نزدیک: تعیل ہی فعل کو اس کے وقت متروک سے پہلے کرنا ہے، جیسے راقۃ کو سال پورا ہونے سے پہلے "انسا یا اہل بیت" میں ہو کرنا ہے، جیسے افطار میں جلدی کرنا^(۱)۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "لا تروا لعتی بحیر ما عجلوا الفطر وأعروا السحور"^(۲) (میری امت اس وقت تک براہِ بھائی نہ رہے گی جب تک وہ افطار میں جلدی کرے گی اور سحری میں تاخیر نہ کرے گی)۔ اس سے ظاہر ہوا کہ تاخیر اور تعیل کے درمیان تباہی کی نسبت ہے۔

جہاں حکم:

۶۔ شریعت میں اصل یہ ہے کہ کسی فعل کو اس کے آخری وقت تک موثر نہ کیا جائے، اسی طرح شریعت نے اس کے لئے جو وقت مقرر کیا ہے اس سے باہر نہ کیا جائے، جیسے فرض شدہ عبادات مثلاً نماز کو موثر کرنا۔ اسی طرح اس وقت سے بھی موثر نہ کیا جائے جس پر متعاقدین کے درمیان اتفاق ہو گیا ہو، جیسے اس چیز کی "انگلی جوہرہ" میں واجب ہو،

(۱) المصباح لمیر بادۃ "عجل" ابن ماجہ بن ہریرہ سے منقول لکھنؤ ۱۳۳۲ھ

(۲) حدیث "لا تروا لعتی بحیر ما عجلوا الفطر وأعروا السحور"۔ کی روایت بخاری (فتح ۱۹۸، طبع استنباطی) و مسلم (۲/۱۷۱، طبع انجمن) نے حضرت سہل بن سعد سے ان الفاظ میں کی ہے "لا یزال الناس بحیر ما عجلوا الفطر" اور جو الفاظ (نویر) بحث میں ذکر کئے گئے ہیں اس کی روایت احمد (۵/۲۷۲، طبع المکتبہ) نے حضرت ابو ذر سے کی ہے اس حدیث کو کاشی نے مجمع (۳/۱۵۲، طبع المکتبہ) میں بھی ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس میں سلیمان بن عثمان ہے جو کہ مجہول ہے۔

۷۔ کوئی ایسی نص پائی جائے جو تاخیر کی اجازت دے، یا تو اہل شریعت میں سے کوئی عمومی قاعدہ ہو، یا ایسا عذر شرعی ہو جو بندہ کی حاکمیت سے باہر ہو۔

۸۔ کبھی ایسی ضرورت پیش آجاتی ہے جس کی وجہ سے تاخیر اس اصل سے نکل کر واجب یا مندوب یا مکروہ یا مباح ہو جاتی ہے۔ پنانچی حاملہ (زانیہ) پر حد قائم کرنے میں اس وقت تک تاخیر واجب ہے جب تک وہ بچہ نہ نہائے، اور وہ بچہ اس سے مستغنی نہ ہو جائے^(۱)۔

۹۔ باہر بیض تو اگر اس کے اچھے ہونے کی امید ہے تو چھپے ہونے تک حد کو موثر نہ کیا جائے گا، لیکن اگر اچھے ہونے کی امید نہ ہو تو حد قائم کر دی جائے گی اور تاخیر نہیں کی جائے گی^(۲)، اور ایسا، جان کی قتل کے مباد میں کیا جائے گا۔

۱۰۔ تاخیر مستحب ہے: جیسے سحری کو ضرورت تک موثر کرنا، یا اس شخص کے لئے ترکہ کو وقت سحر تک موثر کرنا جسے اپنی نماز کے بعد میں جاگ جانے پر اعتماد ہو، یا تنگدستی کے عذر کی وجہ سے تنگدستی کے لئے قرض کی "انگلی کو موثر کرنا"^(۳)، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَأَنْ كَانَ فُؤَادُ غُصْرَةٍ لِّنُظْرَةٍ إِلَىٰ مَسْرُورَةٍ"^(۴) (اور اگر تنگدستی ہے تو اس کے لئے اسودہ حالی تک مہلت ہے)۔

۱۱۔ تاخیر مکرہ ہے: جیسے مردہ کے لئے سے غروبِ آفتاب کے بعد اسیار کو موثر کرنا، اس لئے کہ افطار میں جلدی کرنا سنت ہے۔

۱۲۔ تاخیر مباح ہے: جیسے اول وقت سے نماز کو موثر کرنا، اس وقت تک جب تک مکرہ وقت شروع نہ ہو جائے۔

(۱) المنی ۷/۲۳۱، طبع المکتبہ

(۲) المنی ۸/۲۳۱، طبع المکتبہ

(۳) نظام القرآن للجصاص ۱/۵۶۸

(۴) سورہ بقرہ ۸۰

نماز کو مؤخر کرنا:

وقت نکل جائے حرام ہے (۱)۔

۷۔ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ تباہی کے لئے مزدلفہ کی رات میں مغرب کی نماز کو مؤخر کرنا، تاکہ عشاء کی نماز کے ساتھ جمع کر کے پڑھی جائے مشروٹ ہے۔ اور جہاں تک اس کے مابعد کا معاملہ ہے فقہاء کے مابین ظہر، عصر کو کسی ایک کے وقت میں، اسی طرح نماز مغرب و عشاء کو کسی ایک کے وقت میں جمع کرنے کے سلسلہ میں اختلاف ہے۔ جمہور لحدار معینہ کی صورت میں جواز کی طرف گئے ہیں، اور حنفی نے اس سے منع کیا ہے اختلاف اور اس کی تفصیل اصطلاح "جمع الصلوة" کے تحت دیکھی جائے۔

جس نے نماز سستی کی وجہ سے چھوڑ دی جب کہ سے فرضیت کا یقین تھا اور اس کا یہ ترک بلا مذر، بدنا، میل، بدنا، قنیت کے ہو تو خیر کہتے ہیں کہ اس سے اس وقت تک قید یا جائے گا جب تک کہ نماز نہ پڑھنے لگے، مصلیٰ کہتے ہیں: جب بندہ کے حق کی وجہ سے قید یا جاتا ہے تو اللہ کے حق کی وجہ سے بدرجہ اولیٰ قید یا جاتا ہے۔ اور کہا گیا ہے: اسے اتنا مارا جائے کہ خوب بچے لگے۔

مالکیہ اور شافعیہ کہتے ہیں اور یہی ایک روایت امام احمد بن حنبل سے بھی ہے کہ جب نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرے تو نماز پڑھنے کی دعوت دی جائے گی، یہاں تک کہ اگر اس کے بعد والی نماز کا وقت بھی نکل ہو جائے اور وہ نماز پڑھنے سے انکار کرے تو اسے حد نفل کر دیا جائے گا، اور امام احمد کی مری روایت یہ ہے کہ (انکار نماز کی وجہ سے) وہ کافر ہو گیا اور اسے کفر کی وجہ سے قتل کیا جائے گا۔

"لإنسان" میں کہا ہے کہ یہی مذہب ہے، اور اسی پر جمہور اصحاب ہیں۔

مار کو اس کے آخر وقت تک مؤخر کرنا خلاف اولیٰ ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "أول الوقت وضوء الله ووسطه رحمة الله وأخيره عفو الله" (۳) اس وقت اللہ کی خوشنودی کا ہے، سچ کا وقت رحمت الہی کا ہے، اور آخری وقت اللہ کی معافی کا ہے، مار کو "تاکت مکرود میں سے کسی ایک وقت تک مؤخر

پانی نہ پئے" کے لئے نماز کو مؤخر کرنا:

۸۔ فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وقت تہجد کے آخر تک مار کو مؤخر کرنا اس شخص کے لئے مسنون ہے جسے آخر وقت میں پانی مل جائے کا یقین ہو، اور حنفی نے اس میں یہ قید لگائی ہے کہ مکرودہ وقت داخل نہ ہو۔

میں جب وقت کے آخر میں پانی پائے گا مان ہو یا امید ہو تو جمہور اس بات پر متفق ہیں کہ نماز کی تہجدی اصل ہے، تہجد کی شرط کے مطابق مکرودہ وقت داخل ہوئے تک اصل ہے، مالکیہ اس طرف گئے ہیں کہ جس شخص کو پانی ملنے اور نہ ملنے کے سلسلہ میں شک ہو، اس کے سے وقت کے درمیان میں تیمم کرنا واجب ہے، شافعیہ اس طرف گئے ہیں کہ اس حالت میں جہدی کرنا افضل ہے (۱)۔

بد مذر نماز کو مؤخر کرنا:

۹۔ فقہاء کا اتفاق ہے کہ بلا مذر شرعی نماز کو مؤخر کرنا یہاں تک کہ

(۱) ابن ماجہ ۱۶۶، السنن ۵۵۷، مشی الخراج ۸۹، کتاب التہجد

(۱) السنن ۱۸۹، ۲۳۳، المجموع ۱۲۔

(۲) حدیث "أول الوقت وضوء الله ووسطه رحمة الله وأخيره عفو الله" کی روایت دلقنی (۲۳۹/۱ طبع شرکت المصنفین) کے ہے اس کی سند میں یحییٰ بن یزید مدنی ہے احمد بن حنبل اور اس میں ہے اس کی تکذیب کی ہے (المصنف لابن حجر ۱۸۰/۱ طبع دار الفکر)۔

کرنا مکروہ ہے (۱) اس کی تفصیل اصطلاح ”اہانت اصلاح“ کے تحت دیکھی جائے۔

دینی زکاۃ کو موخر کرنا:

۱۰- جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہی حنفی کا مفتی بقول ہے کہ ”دینی زکاۃ کو اس کے استحقاق (یعنی زکاۃ واجب ہونے) کے وقت سے موخر کرنا جائز نہیں۔“ سے نورا کا نااسب ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”واقتوا حلفہ یوم حصادہ“ (۲) (اور اس کا حق شری اس کے کانٹے کے دس ”اُرد یا رُہ“، یہ آیت عیسائی زکاۃ کے بارے میں ہے اس کے باوجود اصول کی زکاۃ حاکم بھی اس کے ساتھ ملتی ہے۔

عام مشایخ حنفیہ کے نزدیک جس کو باقائی اور خاص نے بھی قرار دیا ہے، یہ ہے کہ زکاۃ علی التراثی واجب ہوتی ہے، پس جب بھی ”اُرد“ ہو واجب کوئی ”اُرد“ نہ لایا جائے گا۔ اگر جب اپنی آخر عمر تک اُرد نہ کرے تو وجوب (کی اوائلی کا وقت) اس پر تک ہو جائے گا، یہاں تک کہ اگر مر گیا ”اُرد“ نہیں یا تو ”بار بار دہا“ (۳)۔

جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ سالِ نذرے کے بعد زکاۃ نکالنے پر قدرت کے باوجود ”اُرد“ دینی میں تاخیر کرے اور اس کا کل مال یا کچھ مال ضائع ہو جائے تو وہ زکاۃ کا ضامن ہوگا، اور زکاۃ اس سے ساتھ نہیں ہوگی۔

ملاحظہ کیجئے کہ اگر ایک یا ۱۰۰۰۰ کے لئے موخر کیا تھا (جب تک مال ضائع ہو گیا) تو اس پر ضمان نہیں، ملاحظہ کیجئے اس کی

حفاظت میں کوئی کی ہو۔

حنفی اس طرف گئے ہیں کہ سال گزرنے کے بعد مال ملاک ہو جانے سے زکاۃ ساقط ہو جاتی ہے، خواہ اس کو ادائیگی کا موقع نہ ہو نہ ملے ہو (۱)۔

تفصیل اصطلاح ”زکاۃ“ کے تحت دیکھیے۔

روزہ کی قضا کو موخر کرنا:

۱۱- اصل یہ ہے کہ رمضان المبارک کا جو روزہ چھوٹ گیا ہو، اس کی قضا میں جلدی کرے۔ بین قضا کو موخر کرنا بھی جائز ہے، یہاں تک کہ وقت تک ہو جائے، عقل کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ”اُرد“ والے رمضان کے درمیان اتنی ہی گنجائش رہے کہ جو روزہ واجب ہو چکا ہے اسے ”اُرد“ کرے، تو اس وقت رمضان کی قضا جمہور کے ”ایک متعین ہو جائے گی۔“

”اُرد“ اس وقت بھی قضا میں یا تو تاخیر کرنا بہت سے نصیحت کی ہے کہ اگر بلا عذر وقت قضا فوت ہو گیا تو تاخیر کی وجہ سے گناہ ہوگا، ان کی دلیل حضرت عائشہ کا قول ہے: ”کان یكون علي الصوم من رمضان لما استطيع ان اقصيه اولا في شعبان لمكان النبي ﷺ“ (۲) (میرے ذمہ رمضان کا روزہ تھا، میں اسے سوائے شعبان کے کسی اور مہینہ میں قضا نہیں کرتی تھی، اس وقت ﷺ کی خدمت میں مشغول ہونے کی وجہ سے)، جمہور کہتے ہیں کہ ”اُرد“ (مزید) تاخیر ممکن ہوتی تو حضرت عائشہ ”اُرد“ کرتیں، دوسری دلیل یہ ہے کہ روزہ بار بار ہونے والی عبادت ہے، لہذا پہلے

(۱) ابن ماجہ ج ۲/۳۲، السنن ج ۱/۵۰۳، مفتی الحق ج ۱/۱۸، کشف القناع ج ۱/۵۵۲۔

(۲) قول عائشہ ”کان یكون علي الصوم من رمضان“ ”اُرد“ کی وجہ سے بخاری (اصح) ج ۱/۱۸۹، طبع الشیخ نے کی ہے۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱/۳۳۵۔

(۲) سورۃ البقرہ ج ۱/۱۲۱۔

(۳) ابن ماجہ ج ۲/۳۲، السنن ج ۱/۵۰۰، مفتی الحق ج ۱/۱۳، کشف القناع ج ۱/۵۵۲۔

رمضان کے روزہ کو دوسرے رمضان کے روزہ سے مؤخر کرنا جائز نہیں، جس طرح فرض نمازوں کو ایک دوسرے سے مؤخر کرنا جائز نہیں (۱)۔

حنفیہ اس بات کے قائل ہیں کہ قضا کو مؤخر کرنا مطلقاً جائز ہے، اب کے نزدیک اس تاخیر سے کوئی تباہی نہیں ہوگا، اگرچہ دوسرے رمضان کا چاند نظر آجائے بین شعب اب کے نزدیک بھی وہ سب کو جلد ساتھ کر کے سے قضا میں ترتیب اور تسلسل کو قائم رکھنا ہے (۲)۔

۱۲- یہ تو تاخیر قضا کی گنجائش کی بات تھی بین اگر قضا کو اس قدر مؤخر کر دے کہ دوسرا رمضان آجائے تو جمہور کے نزدیک یہ اب اس کی کوتاہی کی وجہ سے ہو تو اس پر قضا اور فدیہ دونوں ہیں، اگر فدیہ یہ ہے کہ ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلائے، جیسا کہ روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مریض کے بارے میں فرمایا جس نے رمضان میں بیماری کی وجہ سے روزہ نہیں رکھا، پھر سدرست ہو یا تو بھی نہیں رکھا، یہاں تک کہ دوسرا رمضان آجائے: یصوم الذی اذکر کہ ثم یصوم الذی الفطر فیہ ویطعم عن کل یوم مسکیناً (۳) (اس رمضان کے روزے رکھے جسے اس نے پایا ہے، اس کے بعد اس رمضان کے روزے رکھے جس نے اس میں روزہ نہیں رکھا تھا اور ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا بھی کھلائے)، اسی طرح ابن عمرؓ، اب عباسؓ، راویہؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: "اصوم عن کل یوم مسکیناً" (۴) ان کے بدلے

(۱) فتح القدیر ۴/۴۷۳، طحاوی ۲/۵۰۲، مفتی محمد امجد علی ۲/۴۱۱، کتاب الفقہ ۴/۳۳۳، مفتی امجد علی ۳/۳۵۳۔

(۲) فتح القدیر ۴/۴۷۳۔

(۳) حدیث: "یصوم الذی اذکر کہ" کی روایت دارقطنی (۲/۱۹۷) طبع شرکت المطابع الفوریہ (۱) ہے اور اس کی سند میں وضعیف روایوں کی وجہ سے اسے معلوم قرار دیا ہے۔

ایک مسکین کو کھانا کھلاؤ)، اس سلسلہ میں کسی صحابی سے اس قول کی مخالفت بھی وارد نہیں ہے۔

پھر حنفیہ کے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ سب مقرر ہوگا تو فدیہ بھی مقرر ہوگا، اس لئے کہ حقوق مالیت میں تدخّل نہیں ہوتا، اور صحیح کے مقابل قول یہ ہے کہ تکرار نہیں ہوگا جیسے حد و کام حد ہے (کہ اس میں تکرار نہیں ہوتا)۔ اختلاف کا محل وہ صورت ہے جب اس نے فدیہ نہ دیا ہو، لیکن اگر فدیہ یہ نکال دیں، مقرر روزہ کی قضا نہیں کی یہاں تک کہ دوسرا رمضان آجائے تو دوبارہ فدیہ واجب ہو جائے گا (۵)۔

حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جس نے رمضان کی قضا میں اس قدر تاخیر کی کہ دوسرا رمضان کا چاند نظر آجائے تو یہ شخص قضا پر فدیہ نہیں دے گا، اسوں نے آیت کریمہ "فَعَلِمَ مَنْ اَنَامَ اَخْرَجَ" (۶) (تو (اس پر) دوسرے دنوں سے شمار رکھنا (لازم ہے)) سے استدلال کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت مطلق ہے مقید نہیں ہے، حنفیہ کہتے ہیں کہ آیت کا مطلق ہونا تلاوت کرنا ہے کہ تاخیر کی صورت میں (صرف) قضا واجب ہے، لہذا تاخیر سے (مزید) کچھ لازم نہ ہوگا، البتہ اس نے خلاف اولیٰ کام کیا، اس لئے کہ قضا میں جلدی نہیں کی (۷)۔

حج کو مؤخر کرنا:

۱۳- جمہور علماء کے نزدیک حج طلی العورہ جب ہوتا ہے، یعنی جب حج کی استطاعت ہوئی تو اس کو اس وقت (پہلے سب) حج کرنا چاہیے (۸)، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَلَمَّا عَضِيَ النَّاسُ حَجَّ" (۹)

(۱) طحاوی ۲/۵۰۲، الحدادی ۲/۵۲، مفتی محمد امجد علی ۲/۴۱۱، کتاب الفقہ ۴/۳۳۳، مفتی امجد علی ۳/۳۵۳۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۸۳۔

(۳) فتح القدیر ۲/۴۷۳۔

(۴) ابن ماجہ ۲/۴۰۰، الحدادی ۲/۵۲، طحاوی ۲/۴۱۱، کتاب الفقہ ۴/۳۳۳، مفتی امجد علی ۳/۳۵۳۔

تاخیر ۱۷-۲۰

ہے^(۱)، دیکھئے: اصطلاح ”ایمان“ فقرہ ۳۸۔

زیارت ارغی ہے، یمن شافعیہ نے تاخیر کو مکرہ قرار دیا ہے^(۱)۔
سبب تفصیل اصطلاح ”حج“ کے تحت دیکھی جائے۔

ب- نماز ظہار کو مؤخر کرنا:

۱۹- جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ نماز ظہار طلی اترانی واجب ہے۔ لہذا اگر کفارہ کو ممکنہ اوقات کے شروع میں ادا کرنے سے مؤخر کر دیا تو گناہ ارتکاب ہوگا۔

حنبل نے یہ اضافہ کیا ہے کہ آخر عمر میں کفارہ کی دینی کا وقت تک ہو جاتا ہے، لہذا اگر لاہرنے سے پہلے مر گیا تو گنہگار ہوگا، اور بلا وصیت اس کے ترک کے ٹکٹ سے بھی کفارہ نہیں لیا جائے گا، البتہ اگر مرنا تجرعاذ خود کفارہ اور دوسریوں کو ادا ہو جائے گا۔ اور یک قوس یہ ہے کہ تاخیر کی وجہ سے گنہگار ہوگا، اور اس گناہ کی تلافی کفارہ ظہار و سر کے کی جائے گی^(۲)۔ دیکھئے: اصطلاح ”ظہار“۔

کفارہ قتل کو مؤخر کرنے کے احکام اصطلاح ”جنايت“ کے تحت دیکھے جائیں، اور رمضان المبارک میں بیوی سے جماع کرنے کی وجہ سے عائد شدہ کفارہ کو مؤخر کرنے کے احکام اصطلاح ”صوم“ کے تحت دیکھے جائیں۔

صدقہ فطر کی تاخیر:

۲۰- شافعیہ اور حنبلیہ کا مذہب ”مالکیہ کے مشابہ قولوں میں سے ایک یہ ہے کہ صدقہ فطر رمضان کے مشری، ان کے سورج کے غروب ہوتے ہی واجب ہو جاتا ہے۔ مالکیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ عید کے دن لی صبح صادق طلوع ہونے کے وقت سے واجب ہوتا ہے۔

جمہور کے نزدیک صدقہ فطر عید کے دن غروب آفتاب تک

(۱) ابن ماجہ ص ۶۲، السنن ص ۳۳، معنی المحتاج ص ۳۶۹، مشکوٰۃ المحتاج ص ۳۳۔

(۲) ابن ماجہ ص ۵۷، شرح الکبیر ص ۲۶۲، التلخیص ص ۳۴، معنی المحتاج ص ۳۶۹۔

ذین میت کو مؤخر کرنا:

۱۷- حنبلیہ، مالکیہ و حنابلہ ذین میت کی تاخیر کو مکرہ کہتے ہیں، اس سے وہ شخص متنبی ہے جو چاہے یا کسی چیز سے دس دریا ڈوب کر مر گیا ہو اس کی تاخیر واجب ہے تاکہ موت قطعی طور پر ثابت ہو جائے۔

شافعیہ کہتے ہیں: ذین میت میں تاخیر حرام ہے، اور کہا گیا کہ مکرہ ہے، البتہ شافعیہ نے تاخیر ذین میت میں صورت کو مستثنیٰ کیا ہے جب میت مکہ یا مدینہ یا بیت المقدس کے قریب ہو، امام شافعی نے اس کی صراحت کی ہے، لہذا ان مقامات پر ان کے لئے تاخیر حار ہے۔

سنوی نے کہا ہے کہ قربت میں اتنی مسافت معتد ہے کہ وہ اپنے سے پہلے لاش میں تبدیل نہ ہوئے گئے^(۲)۔

کثارت کو مؤخر کرنا:

کثارت کو مؤخر کرنے کے مسائل درج ذیل ہیں:

غف- کفارہ یحیٰ کو مؤخر کرنا:

۱۸- جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ کفارہ یحیٰ کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے، حادث ہوتے ہی فوراً واجب ہو جاتا ہے، اس لئے کہ اس مطلق میں اصل یہی ہے۔

شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ کفارہ یحیٰ طلی اترانی واجب ہوتا

(۱) ابن ماجہ ص ۲۰۸، شرح الکبیر ص ۷۷، طہرۃ ص ۲۲۹، طبع الحادہ معنی المحتاج ص ۵۰۳، المعنی ص ۳۶۳، ص ۳۷۷۔

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ص ۵۹۷، جوہر واکلیل ص ۱۰۹، شرح الکبیر ص ۱۵۵، کشف القناع ص ۲۰۸، معنی المحتاج ص ۳۶۱، ص ۳۶۶۔

۲۱/۲

نکا کا چمڑ ہے، "مستوب یہ ہے شمارئید سے مؤثر نہ ہو۔

بدعت و تقاضا موثر نہ ہوگا۔ عید کا دن نہ بچانے، سب کے لئے ایک حرام ہے، یمن اس بات پر دلالت دیتا ہے کہ صدقہ و ساقط نہ ہوگا۔ اس کی قضاء جب ہوئی، حنیفہ میں سے منہام نے اس قول کو رائج قرار دیا ہے اور منہم نے بھی اس کی موافقت کی ہے (۱)۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فقرہ کے متعلق ارشاد فرمایا: "اعوہہ عن طواف ہذا الیوم" (۲) (نہیں اس دن (ماٹنے کے لئے) گھومنے سے بچنا ضروری)۔

حقیقاً مذہب یہ ہے کہ صدقہ اُدا کر کے، جو ب میں توسیع ہے، پوری عمر میں جب بھی ہوا کرے گا ہوا ہی ہوگا، تضاد نہ ہوگا۔ بینِ حق یہ ہے کہ عید گاہ جانے سے پہلے ہوا کر دے۔ اور اگر مر گیا ہوا اس کے ورثے نے ادا کر دیا تو حار ہے۔

میں اصحاب ابو حنیفہ میں سے حسن بن ریا کہتے ہیں کہ
صدقہ طرّ عید کے دن ان میں یا تو ساتھ ہو جاتا ہے جیسا کہ
قرہ بنی (سر یہ ملہ بنی میں نہ کی جائے تو ساتھ ہو جاتی ہے)۔
ابن عابدین کہتے ہیں کہ ظہر یہ ہے کہ یہ تیسرا قول ہے جو
مذہب (حنفی) سے خارج ہے (۳)۔

روزہ کی نیت کو موقوف کرنا:

۲۱- حقیقہ کا سبب یہ ہے کہ رمضان، ہندو مہینہ اور نفل کے روزہ کی

() ابن عبد بن ۲/۲، حاشیہ القدوسی علی شرح ابی یوسف ۱/۵۲، معنی الحج ۱/۳۰ اور اسی کے بعد کے صفحات، کتاب القناع ۲/۲۵۱، ۲۵۲۔

(۳) حدیث: "أُخْبِرُهُمْ عَنْ طَوَافِ هَذَا الْيَوْمِ" کی روایت بخاری (۳۴۵۸) مطبوعہ دار الفکر المعارف (استانبول) نے کی ہے لیکن مقرر کرتے ہیں کہ اس کی سند ضعیف ہے (بیروغ المرام ۳۲ مطبوعہ عبد الحمید خاں)۔

(۳) لیکن عابدین ۳۲/۷۷

نیت میں ٹھوکر نہی تک تاخیر نہ راجح ہے۔ ساتیس کے علاوہ دشاہ
رمضان کی تصاخر مطلق اور نذر میں کی تصا نفل روزہ کی تصا اس کو
تورا بنے کے بعد اور کفارات وغیرہ کے روزوں کی نیت میں تاخیر
کرنے کو خفیہ نے منع کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رات ہی میں یا صبح
صالح کے قریب نیت نہ راجح ہے۔

مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ روزہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک نیت اس کے بقیہ اجزائے روزہ پر مقدم نہ ہو، لہذا صبح صادق ظاہر ہونی اور نیت نہیں کی تو روزہ نہیں ہوگا، خود کوئی روزہ ہو، بلکہ صوم عاشورہ کے بارے میں اہل حق ہیں، مالکیہ کا مشہور مذہب یہی ہے کہ عاشورہ کے روزہ کی نیت کا حکم بھی دوسرے روزوں کی طرح ہے۔

ثامنیہ اور حجاب نے فرض اور نفل میں فرق کیا ہے فرض کے لئے انہوں نے رات میں عینیت شرط قرار دی ہے، ان کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے: "من لم یجمع الصیام قبل الفجر فلا صیام لہ" ^(۱) (جس نے صبح صادق سے پہلے روزہ کا ارادہ نہیں کیا اس کا روزہ نہیں ہوگا) نفلی روزوں کے متعلق ان کا موقف یہ ہے کہ رات میں سے پہلے نیت کرے سے صحیح ہو جائے گا۔ دلیل حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ایک دن فرمایا: "هل عندکم شیء؟ قالت: لا، قال: فانی اذن اصوم" ^(۲) (کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟ حضرت عائشہ نے جواب دیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر میں روزہ رکھ بیٹا ہوں،

(۱) حدیث شریف: "لم یجمع الصیام قبل الصبح فلا صیام بہ" کی روایت
امرواؤد (۲/ ۸۲۳ طبع عزت عید دہلی) نے کی ہے۔ ان عمرے سے صحیح
قرآن کیا ہے؟ صبراک فیض القدیر (۶/ ۲۲۲ طبع مکتبہ اہلبیت) میں ہے۔

(۲) حضرت اہل بیت علیہم السلام کی روایت مسلم (۸۰۹/۲ طبع تونس) نے کی ہے۔

کی ہڈی کی وجہ سے نماز چھوڑی ہو وہ کہتے ہیں کہ اس کے سے علی النور تنہا تھب ہے، اور رخصت میں تاخیر کرنے تو بھی جائز ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے: "فلا صلاۃ الصبح علیہ بصلیہا حتی یرجع من الوادی" (رسول اللہ ﷺ کی صبح کی نماز فوت ہوئی تو اسے اس وقت تک نہیں پڑھا جب تک اس کو وادی سے نہ نکل گئے)، ثانیہ کہتے ہیں کہ علی النور تنہا و جب ہوتی تو حضور ﷺ سے مؤثر نہ رہتے (۲)۔

متر کو مؤخر کرنا:

۲۳- فتا کا اس پر اتفاق ہے کہ ہڈی کی تاخیر وقت ترک تھب ہے، ہر یہ انتخاب اس شخص کے لئے ہے جسے اعتماد ہو کہ وہ رات کے آخر میں متر پڑھ لے گا، اگر اعتماد ہو تو اسے سے پہلے متر پڑھ لے (۳)، اس لئے کہ حضرت جابرؓ نے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رٹا فرمایا: "تیکم عاف الا یقوم من آخر اللیل فلیوتر ثم لیرقد و من وثق بقیامہ من اللیل فلیوتر من آخرہ، فان قراءۃ آخر اللیل محصورة، وذلک فصل" (۴) (تم میں سے کسی کو یہ اندیشہ ہو کہ وہ رات کے آخر میں میں اٹھ پڑے گا تو سے پڑھے کہ متر پڑھ کر سونے، ہر جسے رات میں اٹھ جانے کا یقین ہو تو وہ رات کے آخر میں متر پڑھے، یہ نگرہ رات کے آخری حصہ میں قرآن پڑھنے کے وقت فرشتوں کی حاضری ہوتی ہے اور اسی وقت پڑھنا نفل ہے)۔

- (۱) حدیث: "فلا صلاۃ الصبح علیہ بصلیہا حتی یرجع من الوادی" کی روایت مسلم (۲/۲۷۱ طبع اٹلی) نے کی ہے۔
- (۲) مفتی الحق ۱/۱۲۷، المجموع ۱/۶۸۔
- (۳) فتح القدیر ۱/۵۷۲، المشرح المیر ۱/۳۱۲ اور اس کے بعد کے صفحات، التوابع الفقیر ۱/۹۳، مفتی الحق ۱/۲۲۲، کتاب الفتا ۱/۳۱۶، زمین الحقائق ۱/۶۸۔
- (۴) حدیث: "تیکم عاف" کی روایت مسلم (۲/۵۲۰ طبع اٹلی) نے کی ہے۔

حنا بد نے مزید کہا، وہ بھی ثانیہ کا بھی ایک قول ہے کہ حدیث سابق و وجہ سے نفل روزہ وال کے بعد نیت کرنے سے بھی صحیح ہو جاتا ہے، اور اس سے بھی یہ رد صحیح ہو جاتا ہے کہ نیت دن کے ایک جز میں پائی گئی، لہذا یہ اس کے مشابہ ہو گیا جب نیت کا جو روزہ وال سے یک لحو پہلے ہو جائے (۱)۔

نماز کی قضا کو مؤخر کرنا:

۲۲- جمہور فقہاء مذہب ہے کہ جو نماز کے وقت سوتا رہا یا نماز کو بھول گیا اس پر نماز کی قضا فوراً واجب ہے اور تاخیر حرام ہے (۲)، اس سے کہ رسول اللہ ﷺ کا رٹا ہے: "من نسی صلاۃ فو نام علیہا فلیصلہا اذا ذکرہا" (۳) (جو نماز بھول گیا یا اس سے سو گیا تو جب یاد آئے اسے پڑھ لے)، حضور ﷺ نے یاد آتے ہی مار پڑھنے کا امر (حکم) فرمایا، اور امر واجب کے لئے آتا ہے۔ جمہور کہتے ہیں کہ جب سونے اور بھول جانے کی صورت میں فوراً قضا واجب ہے تو ہر عذر ترک کرے کی صورت میں ہر چہ علی فوراً قضا واجب ہوگی، البتہ جمہور کے نزدیک چھوٹی ہونی نماز کی تاخیر کسی غرض صحیح کے سے جائز ہے، جیسے کھانا، پینا، بند جس کے بغیر چارہ نہ ہو، قضا کے حاجت اور اس چیز کو حاصل کرنا جس کی نہ رت اپنے معاش میں پڑتی ہے۔

- ثانیہ نے اس حکم سے اس شخص کو مستثنیٰ قرار دیا ہے جس نے
- (۱) ابن ماجہ ۱/۵۸۵، المشرح المیر ۱/۶۹۱، مفتی الحق ۱/۲۳۳
- ۲۳ کتاب الفتا ۱/۷۳۔
- (۲) منہب فی شرح الکتاب ۱/۸۸، المشرح المیر ۱/۶۵، مفتی الحق ۱/۱۲۷، المجموع ۱/۶۸، کتاب الفتا ۱/۲۶۰۔
- (۳) حدیث: "من نسی صلاۃ" کی روایت بخاری (۱/۲۷۲ طبع مکتبہ) اور مسلم (۲/۵۷۱ طبع اٹلی) نے حضرت انسؓ سے کی ہے الفاظ مسلم کے ہیں۔

مہر کو موخر کرنا:

۲۶- مہر محض عقد نکاح سے واجب ہو جاتا ہے۔ اہلیت پورے یا کچھ مہر کی دینی کو قبول سے موخر کرنا جائز ہے (۱)۔
تخلف و تفصیل اصطلاح "نکاح" میں دیکھی جائے۔

بیوی کے نفقہ کو موخر کرنا:

۲۷- شوہر کے مدد بیوی پر ورنہ بیوی کی مدد پر مشروط ہے۔ من پڑھ کر کرنا واجب ہے۔ شوہر و بیوی کے لئے جائز ہے کہ وہ نفقہ کو جلد یا دیر سے دے کر کرنے کے سلسلہ میں کوئی اتفاق کریں۔ شوہر کا اعتبار اس کی مدد فی کے لحاظ سے یا جائے گا اگر شوہر نے تنہا ہی کی وجہ سے بیوی کے نفقہ میں تاخیر کی تو بعض فقہاء کے نزدیک بیوی کی طرف سے طلاق کا یا نفقہ کا مطالبہ کرنا جائز ہے۔

پھر اگر اس نے نفقہ کو موخر کرنا یا اور کئی دفعے اس پر عائد ہو گئے تو کیا تقادم (پرانے ہونے) کی وجہ سے نفقہ ساقط ہو جائے گا یا فورہ میں باقی رہے گا؟ اس سلسلے میں "تخلف و تفصیل" ہے (۲) جسے "باب الملقطہ" میں دیکھا جائے۔

سودی اموال میں عوضین میں سے ایک کی حوالگی میں تاخیر کرنا:

۲۸- حسب روئے مال کی حق روئے مال سے ہو تو نقد اور (مجلس سے)

(۱) ابن ماجہ ص ۳۰۷، الباب ۱۹۱۳، بدائع الصنائع ص ۵۱۳، ص ۵۱۴ اس کے بعد کے صفحات، الدرر السنی ص ۲۷۷، معنی الکناج ص ۲۲۹، ۲۳۰، کتاب القناع ص ۱۳۳۔

(۲) ابن ماجہ ص ۳۹۷، ۳۹۸، مجمع وانہر ص ۳۳۳، معنی الکناج ص ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، الدرر السنی ص ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، کتاب القناع ص ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶۔

ملاحظہ کی سے پہلے قبضہ شرط ہے اور تاخیر جائز نہیں ہے، خود ایک جنس سے ہوں یا دو مختلف جنسوں سے، اگر ایک جنس سے ہوں تو برابری کی شرط کا بھی اضافہ ہوگا، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "الملح بالملح والقصة بالقصة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء یلما یبدل فإذا اختلفت الاجناس فیسوا کیف شئتم" (۱) (پتوں نے کو سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے، گندم کو گندم کے بدلے، جو کو جو کے بدلے، کھجور کو کھجور کے بدلے، نمک کو نمک کے بدلے، ایک جنس کو ایک جنس کے ساتھ برابر نہ نہ، ماتھہ، ماتھہ (نقد)، جس جب جنسین مختلف ہو جائیں تو جیسے چاہو، سخت کرو بشرطیکہ ماتھہ، ماتھہ ہوں)۔ اہل اسلام یہ میں عوضین میں سے کسی ایک کی حوالگی میں تاخیر حرام ہے (۲) تفصیل کے لئے دیکھئے اصطلاح "ربا" اور "فج"۔

حد قائم کرنے میں تاخیر کرنا:

۲۹- حد شریعت کی طرف سے مقرر کردہ ایک سزا ہے جو بے قصور کام کی جاتی ہے جس نے موجب حد فعل کا ارتکاب کیا ہو، یہ اس کے لئے رتہ ترجیح ہوتی ہے۔ "روایوں کے سے تاویب، اصل یہ ہے کہ حکم کا ثبوت مل جانے کے بعد مجرم پر بغیر کسی تاخیر کے فوراً حد جاری کی جائے، لیکن کبھی کبھی ایسی بات پیش آ جاتی ہے جو تاخیر کو واجب کرتی ہے، یا اس کے ساتھ تاخیر "حب" ہوتی ہے:

(۱) حرمہ: "الملح بالملح والقصة بالقصة..." کی روایت بخاری (اصح ص ۲۹۷، طبع انتقادیہ) اور مسلم (۱۲۱۱، طبع المجلدی) نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے کی ہے اور الفاظ مسلم کے ہیں۔
(۲) ابن ماجہ ص ۳۳۵، ۳۳۶، الدرر السنی ص ۲۷۷، معنی الکناج ص ۲۲۲، ۲۲۳، کتاب القناع ص ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶۔

تاخیر ۳۰

ج۔ ان طرح بعض مقام کے نزدیک مرتد کی نہ تیں د تک ہو با موثر رہے لی۔ بعض کے نزدیک تیں د تک موثر نہ مستحب ہے، اس مدت میں اسے قید رکھا جائے گا اور چھوڑ نہیں جائے گا تاکہ اس سے توبہ کر لی جائے یا جو مامات سے قش نے ہوں نہیں اور مردیہ جائے۔ لہذا اگر توبہ کر لے تو اسے چھوڑ دیا جائے گا ورنہ سے مسدود ہونے کے بعد غرضتیار کرنے کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا^(۱)۔

۱۔ فتا کا اس پر اتفاق ہے۔ جو شخص نشہ میں مبتلا ہو اس کی نہ اس وقت تک موثر کی جائے لی، جب تک اس کا نشہ زائل نہ ہو جائے، تاکہ نہ اس کا مقصد جو کہ زہد و توبہ ہے حاصل ہو، جو تکلیف کے اساس سے ہی ہوگی، اور نشہ میں مبتلا شخص کی عقل رائل ہو جاتی ہے جیسا کہ محزون کی لہذا اگر نشہ اترنے سے پہلے حد جاری کر دی گئی تو جہور فتا، کے نزدیک حد کا عاویہ جائے گا۔ ورنہ ثانیہ کے وسیع قہر میں سے ایک کے مطابق حد ساتھ ہو جائے گی، و بعض منہجہ کے نزدیک بھی یہی ظاہر ہے، مروی نے حواشی القروٹ میں سے اس نمر اللہ کی طرف منسوب کیا ہے کہ ”کہا ہے صحیح بات یہ ہے کہ اگر اسے آتی تکلیف پہنچ جائے جو وہ جب زہد ہو تو حد ساتھ ہو جائے گی، ورنہ ساتھ نہ ہوگی، اسی کے مثل کشاف التناہ میں ہے^(۲)۔“

دعوی قائم کرنے میں تاخیر کرنا:

۳۰۔ اگر مدعی نے دعویٰ کرنے میں چند روزوں کی تاخیر کر دی تو اس کا دعویٰ قیام (پرنا ہو جائے) کے سبب ساتھ ہو جائے گا، لہذا اس کی شہادت نہ ہوگی، و ابن ماجہ بن کہتے ہیں: ”محدث نے اس مدت کے

الف۔ لہذا اگر حد کوڑے کی ہو تو سخت نرمی اور صحت برائی میں موثر نہ رہا، جب ہے، کیونکہ ایسی حالت میں حد قائم کرنے میں ملاکت کا خوف ہے، لیکن حنا بلہ اس کے خلاف ہیں، ایسا مریض جس کے صحت مند ہونے کی امید ہو تو صحت مند ہونے سے پہلے اس پر حد قائم نہیں کی جائے لی اس لئے کہ مرض کی تکلیف اور مار کی تکلیف کے ساتھ ہونے کی صورت میں اس کے مالک ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ اس میں حنا بلہ کا اختلاف ہے۔ ”نفاس“ و ”الی عورت پر بھی سب تک نفس بند نہ ہو حد نہیں جاری کی جائے گی، اس لئے کہ نفاس بھی ایک قسم کا مرض ہے البتہ حاضہ پر حد قائم کی جائے گی، اس لئے کہ نہیں مرض نہیں ہے۔ حاضہ پر اس وقت تک حد نہیں قائم کی جائے گی جب تک وہ بچہ نہ جنم دے ورنہ اس سے پاک نہ ہو جائے، اس لئے کہ اس میں بچہ ورماء و ہوں کی ملاکت کا اندیشہ ہے، اسی طرح اس وقت تک حد جاری نہیں کی جائے گی جب تک وہ بچہ نہ دھ کے حاملے میں کسی دھ پائے لی کے ورماء اپنی ماں سے ملے یا نہ ہو جائے، بچہ کی زندگی کی حفاظت کے پیش نظر یہ حکم ہے^(۱)۔

تفصیل اصطلاح ”حد“ کے تحت، لکھتے۔

ب۔ جب تک نفاس ورماء گسار کرے کا حاملہ ہے تو اس میں تاخیر نہیں کی جائے گی، البتہ حاملہ میں تاخیر ہوئی قید ساق کے مطابق۔ یہ اس وقت ہے جب نفاس کے ”یا ورماء“ ہوں، نہیں گرماء بالغ ہوں یا غائب ہوں تو بالغ کے بالغ ہوئے اور غائب کے موبہ ہوئے تک نفاس کو موثر کیا جائے گا^(۲)۔ اس میں اختلاف ”وتمصیل“ ہے جسے ”نفاس“ کی اصطلاح میں دیکھا جائے۔

(۱) الملباب ص ۷۵، شرح الصغیر ص ۶۶، مفتی لکھنؤ ص ۷۰، مل المآب ص ۹۰/۲۔

(۲) الملباب ص ۶۶، من ملوین ص ۳۳، شرح الفرقانی ص ۳، المدوئی ص ۵۳، مفتی لکھنؤ ص ۷۰، و نصاب ص ۵۹/۱، مفتی لکھنؤ ص ۶۳۔

(۱) بدائع الصنائع ص ۲۰۹، المدوئی ص ۲۲، مفتی لکھنؤ ص ۷۲، ص ۷۳، کشف القناع ص ۸۲۔

(۲) مفتی لکھنؤ ص ۷۲، کشف القناع ص ۵۵، مفتی لکھنؤ ص ۷۲، ص ۷۳، شرح الصغیر ص ۵۹، المدوئی ص ۲۵، فتح القدیر ص ۱۶۲۔

تاخیر ۳۱-۳۲

فقہاء کے درمیان اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے، جسے ”باب الجہاد“ اور اصطلاح ”تقام“ کے تحت دیکھی جائے۔

نماز کی صفوں میں عورتوں اور بچوں کو پیچھے کرنا:

۳۲- سنت یہ ہے کہ مرد امام کے پیچھے کھڑے ہوں، مردوں کے بعد بچے کھڑے ہوں، اور مستحب ہے کہ عورتیں سب کے پیچھے کھڑی ہوں (۱)، اس لئے کہ ابو مالک اشعریؒ کی روایت ہے: ”ابن النبی ﷺ صلی وقام الرجال بلونه واقام الصبيان خلف ذلك واقام النساء خلف ذلك“ (۲) (رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی، پس مردوں کو اپنے قریب کھڑا کیا، اور بچوں کو ان کے پیچھے کھڑا کیا، اور عورتوں کو ان کے پیچھے کھڑا کیا۔)



جدہ دعویٰ سننے سے منع رویہ مستحب نہیں ہوگا، لیکن مقتضی اور وراثت کے معاہدات میں ہر کن عذر شرعی کے پائے جانے کے تحت اس مدت کے بعد بھی دعویٰ سمون ہوگا، ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ عموماً میں حیلہ بہانے و مکر و فریب سے بچا جاتے۔ پھر کہتے ہیں: سلطان کی ممانعت کے بعد دعویٰ کی عدم ممانعت کے سلسلے میں ”الغایہ“ میں مذاہب اربعہ کے فتاویٰ نقل کئے گئے ہیں۔

ور ”الغیرہ“ میں ہے کہ جب سلطان مرجائے تو ہرے سلطان کی طرف سے ممانعت کی تجدید ضروری ہے۔ سلطان کے مرجانے کے بعد اس کی ممانعت بدلتی نہیں رہتی (۱)۔

دئے شہادت میں تاخیر کرنا:

۳۱- اگر کوئی شخص بیماری یا مسافت کی دوری یا خوف جیسے عذر کے بغیر شہادت کی ہوائیگی میں تاخیر کرے تو کواہ کے ہم ہو جانے کی وجہ سے (کہ وہ اب تک کہاں تھا؟) اس کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔ لیکن حد قذف میں تقادم مؤثر نہیں ہوتا، تاخیر ہو جانے کے باوجود شہادت قبول کی جائے گی کیونکہ یہ حق عہد ہے، اسی طرح پھر پوری کئے گئے مال کا ضامن ہوگا، اس لئے کہ وہ حق عہد ہے، لہذا تاخیر کی وجہ سے ساقط نہ ہوگا۔

شراب نوشی کے معاملے میں اگر شہادت میں ایک مادی تاخیر ہوئی تو حسیہ کے صحیح قول کے مطابق حد ساقط ہو جائے گی، تناسل کے معاملے میں تاخیر شہادت قبول شہادت سے مانع نہیں ہے، جیسا کہ قبوس شہادت کے ضابطہ کے سلسلہ میں ابن عابدین کہتے ہیں: ”تقام“ حقوق اللہ میں مانع ہے حقوق العباد میں مانع نہیں ہے (۲)۔

(۱) ابن ماجہ ۸۳۲، السنن ۲۲۲، معنی ۱۶۶، کتب الفقہ ۸۸۸۔

(۲) حدیث ”ابو مالک اشعریؒ“ کی روایت ابو داؤد (۳۲۸) طبع عزت علیہ (طاس) اور احمد (۵/۳۲۲) طبع المکتبہ السنیہ کے ہیں۔

(۱) ابن ماجہ ۳۲۲، السنن ۵۵۸، السنن ۵۵۳، السنن ۵۵۳، شرح المغیرہ ۳۲۲، شرح الترمذی ۱۶۶، معنی ۱۶۶، صاف ۱۲/۸۔

خفیہ کے نزدیک تعزیر اس پر بھی صادق آتی ہے جو شوہر یا باپ یا ان کے عاقل سے صادر ہو، جیسا کہ وہ امام کے فعل پر صادق آتی ہے۔ ابن عابدین کہتے ہیں: تعزیر وہ ہے جسے شوہر دے یا آقا یا والد شمس جو کسی کو معصیت کا مرتکب دیکھے۔^(۱)

یہ تعزیر کے اطلاق کی بات تھی، اور غیر حدود میں امام سے صادر ہونے والی جرائم سے متعلق احکام کی تفصیل اصطلاح "تعزیر" کے تحت دیکھی جائے۔

بہر حال تاویب اپنے احکاموں میں سے ایک میں تعزیر سے ریا و عام ہے۔

تادیب کا شرعی حکم:

۳- ابن قدامہ کہتے ہیں: اس بات میں فقہاء کے درمیان اختلاف کا ہمیں علم نہیں کہ حقوق زوجیت سے متعلق احکام میں شوہر کے لئے بیوی کی تادیب جائز ہے، اور یہ وہ واجب نہیں ہے۔^(۲)

لہٰذا اللہ تعالیٰ کے کسی حق مثلاً نماز کے ترک کر دینے کی وجہ سے تادیب کرنے کے جوہر کے سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے، بعض حضرات منع کرتے ہیں، بعض جازم قرار دیتے ہیں، جیسا کہ انشاء اللہ وقت ہیپ آجائے گا۔^(۳)

لہٰذا فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ولی کے ذمہ نماز و طہارت چھوڑنے کی وجہ سے مفرطہ کی تعلیم کی خاطر بچہ کی تادیب

(۱) الموسوعۃ للشرعی، ۶/۳۶۵، فتح القدیر، ۱۱/۱۱۱، مفتی الکتاب، ۳/۹۱، ۹۹، ترجمہ

الحکام، ۲۴/۲۹۳، کشاف القناع، ۲/۴۲، حاشیہ ابن عابدین، ۳/۷۷۔

(۲) انہی لابن قدامہ، ۷/۳۷۷، الامام فی ۵/۱۹۳، البرہان، ۱۶۵، ابواب الجلیل، ۱۶۳، ابن عابدین، ۳/۱۹۰۔

(۳) حاشیہ ابن عابدین، ۵/۲۳۵، ۳/۳۳، مفتی الکتاب، ۱۱/۱۱۱، انہی لابن قدامہ، ۱۶۶، ۱۱۵۔

تادیب

تعریف:

۱- اس تادیب لغت میں آذہ تادیب کا مصدر ہے، یعنی اس نے اس کو ادب سکھایا، اور اس کے برے فعل پر سزا دی، یہ ریاضت نفس اور محسن خدا کا نام ہے۔

فقہاء کا استعمال اس معنی سے علاحدہ نہیں ہے۔

متعدد الفاظ:

تعزیر:

۲- لغت میں تعزیر کا معنی ہے: ادب دینا، ممانعت کرنا،^(۱) اسی معنی میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ"^(۲) (سو جو لوگ اس (نبی) پر ایمان لائے اور اس کا ساتھ دیا)۔

تعزیر کا شرعی معنی ہے: کسی معصیت پر ممانعت کرنا جس میں نہ ارکضار نہ ہو۔ خطیب ثربنی کہتے ہیں: ولی، شوہر، معلم لی مارکا تعزیر نام رکھا، یہ اصطلاحوں میں سے سب سے مشہور اصطلاح ہے، جیسا کہ سے رافعی نے بھی لکھا ہے۔ خطیب کہتے ہیں: بعض حضرات لفظ تعزیر کو امام یا اس کے نائب کے ساتھ خاص کرتے ہیں، ورنہ ان کے عاقل کے بارے کو تعزیر کے بجائے تادیب نام دیتے ہیں۔

(۱) لسان العرب، لمصباح لمیر، مادة "ادب" اور "عزّر"۔

(۲) سورہ محمد، ۱۵۷۔

تادیب ۴

گزرجنا ہے۔ دیکھئے اصطلاح ”تذویر“۔

ب۔ ولی کو ولایت خاصہ کی وجہ سے، ولی باپ ہو یا،، یا دوسری
ہو یا قاضی کی طرف سے منتظم^(۱)، حدیث میں ہے: ”عروا
اولادکم بالصلاۃ الخ“^(۲) (اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو)۔

ج۔ ستاد کو شاعر پر ولایت حاصل ہے اس کے ولی کی
جارت سے^(۳)۔

د۔ شوہر کو بیوی پر س معاملات میں ذہن کا تعلق حقوق
روایت سے ہے ولایت حاصل ہے ارشاد باری ہے: ”واللائمی
تحالفون مشورھن فعصوھن واهعروھن فی المصاحج
واصبروھن“^(۴) (وہ جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم ان کی سرکشی کا علم
رکھتے ہو تو نہیں سمجھتے کہ وہ نہیں تو بناد میں تباہ چوزہ، اور ان میں
مارہ)، اس پر فقہاء کے مابین اتفاق ہے^(۵)۔

لیکن اس میں اختلاف ہے کہ شوہر کے لئے حقوق اللہ مثلاً مار
اور اس جیسے دوسرے فرض کو ترک کر دینے کے سلسلہ میں بیوی کی
تادیب کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو مالکیہ، حنبلیہ کا مذہب ہے کہ ایسی
صورت میں اس کی تادیب کرنا جائز ہے^(۶)، لیکن مالکیہ سے یہ قید
کافی ہے کہ تادیب کا جو اس وقت تک ہے جب تک معاملہ امام کے
سامنے پیش نہ ہو ہو۔ حنفیہ ارشاد نعیمہ کے نزاد یک حقوق اللہ میں شوہر کو
تادیب کا حق نہیں، اس لئے کہ حق اللہ کا تعلق شوہر سے نہیں ہے اور نہ

اس کی منفعت شوہر کی طرف لوٹتی ہے^(۱)۔ مزید یہ کہ امام فقہاء کے
اسی اپنے قول سے ”تذویر“ میں شوہر پر تادیب کرنا، جب ہو
بلکہ ان کی باتوں سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ ترک ولی ہے۔

امام شافعی کی کتاب لام میں (ایک باب) یوں لکھا ہے: ”فی
یہی الیہی عن ضرب النساء ثم اذہ فی صوبہن و
قولہ: ”لن یضرب عیادکم“^(۲) (عورتوں کو مارنے سے
رسول اللہ ﷺ کی ممانعت پھر اجازت کا بیان اور حضور کا فرمان
کہ تم میں سے اچھے لوگ ہرگز نہیں ماریں گے)، یہ لکھا ہے کہ
رسول اللہ ﷺ نے مارنے سے اس وقت منع کیا ہے جب عورت،
شوہر کی منع کی ہوئی چیزوں سے رک جائے، ہر مارنے کی اجازت
دے کر مارنا ان کے لئے مباح کیا جو حق پر ماریں، لیکن ان کے لئے
بھی پسند یہ ہے کہ نہ ماریں، چنانچہ فرمایا: ”لن یضرب
عیادکم“^(۳) (تم میں سے اچھے لوگ ہرگز نہیں ماریں گے)، جمہور
فقہاء کے نزدیک مذکور بالا حضرات کے سوا کسی کو ولایت تادیب
حاصل نہیں ہے^(۴)۔

بابت تنبیہ کہتے ہیں کہ ”حق اللہ کا معاملہ ہو تو کتاب
معصیت کے وقت ہر مسلمان تادیب کر سکتا ہے، کیونکہ یہ منکر کے
ارادہ کے باب سے ہے۔“ اور شارح نے ہر مسلمان کو اس کا دعوہ دینا
ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”من رآہی حکم

(۱) ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ ۱۱۵، مفتی محمد تاج ۱۳۱، ابن ماجہ ۱۳۵، ابن ماجہ ۱۳۵۔

(۲) حدیث: ”عروا اولادکم بالصلاۃ“ کی روایت ابو داؤد (۳۳۳) طبع عزت عید الدعاس نے کی ہے نووی نے بیاض الصالحین (۱/۱۷۱) طبع المرسال میں اس کو ضمن کیا ہے۔

(۳) سہد مراجع۔

(۴) سورہ بقرہ ۳۳۔

(۵) سہد، الجلیل ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰۔

(۶) ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ ۱۱۵، حنفیہ الدرونی ۲۵۳۔

(۱) مفتی محمد تاج ۱۳۵، حنفیہ الدرونی ۲۵۳۔

(۲) حدیث: ”یہی الیہی عن ضرب النساء“ کی روایت ابو داؤد

(۳) ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰۔

(۴) الجلیل (۱/۱۷۱) اور حاکم (۲/۱۸۸) طبع در الکتاب العربی نے کی ہے اور کہا کہ یہ

حدیث صحیح و مستند ہے۔

(۵) لام للشافعی ۵/۱۹۳۔

(۶) حنفیہ الدرونی ۲۵۳، مفتی محمد تاج ۱۳۵۔

تاویب ۵

مسکرا لیغیرہ بیدہ (۱) ”تم میں سے جو شخص کسی برائی کو دیکھتے تو سے چاہے وہ اس برائی کو اپنے ماتھے سے مٹا دے۔“
جب معصیت سے قارٹ ہو گیا تو اب ممانعت نہیں رہی، چونکہ جو چیز زنجلی اس سے ممانعت کا تصور نہیں کیا جاسکتا، اب یہ محض تعزیر ہوئی، تعزیر کا حق امام کو ہے (۲)۔

جن چیزوں میں غیر حاکم کے لئے تاویب جائز ہے:

۵۔ ایک۔ بیوی کا مال و مال پر تادیر ہوں کے باوجود اس کو اختیار نہ کرنا، جنابیت کا غسل نہ کرنا، شوم کی محازت کے بغیر گھر سے نکل جانا، ہمسٹری کے سے بدے ڈنکار کرنا، اس کے ماہودہ معاملات جن کا متعلق حقوق زہدیت سے ہو یہ سارے مسائل فقہاء کے درمیان متعلق عدیہ میں (۳)۔

اللہ کا حق مثلاً نماز، فیہ وچپورے کے سلسلہ میں شوم کو عورت کی تاویب کرنے کا حق ہے یا نہیں؟ اس میں متباہاء کا اتفاق ہے، بعض جاز کہتے ہیں، بعض منع کرتے ہیں (۴)، کیسے: اصطلاح ”نشوز“۔

ب۔ بچہ پر تاویب کا حق ولی کو حاصل ہے، ولی تو باپ ہو یا ”یا بھی یہ تافضی کی طرف سے مقرر ہو، نہ ختم، اس لئے کہ حدیث میں ہے: ”امروا اولادکم بالصلاۃ وہم أبناء سبع سنین“

(۱) حدیث: ”مما یرای منکم مسکرا لیغیرہ بیدہ۔“ کی روایت مسلم نے اپنی صحیح (۶۹/۱) میں بیان کی ہے۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۸۱۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۸۹، مفتی الکحل ج ۳ ص ۱۹۳، افی لابن قدامہ ج ۱ ص ۱۹۶، ج ۲ ص ۱۹۶، ج ۳ ص ۱۹۶۔

(۴) ص ۱۹۶ ج ۲۔

واصر بوہم علیہا وہم أبناء عشر سنین (۱) ”اولاد کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کے ہوں اور نہیں نماز نہ پڑھنے پر مارہبب ہواں سال کے ہو جائیں، طہارت نماز اور اسی طرح روزہ کے چھوڑنے پر تاویب کی جائے، شرب نوشی سے منع کیا جائے، تاکہ شے سے مانوس ہو اور شر کو چھوڑ دے، مجامعت کے بعد غسل کا حکم دیا جائے، اسی طرح تمام ماسورات کا حکم دیا جائے اور تمام منبیات سے روکا جائے تاویب مارہبب و شکی اور انب اذیت کے درپہ ہوئی، مثلاً، کا اتفاق ہے کہ حدیث گذشتہ کی وجہ سے یہ تاویب ولی پر واجب ہے، یہ بچہ کے حق میں ہے، بچہ کو مارہبب و غیرہ کی مشق کرے، تاکہ وہ اس سے مانوس ہو جائے، اس کی عادت نکالے اور بالغ ہونے پر رک نہ کرے لیکن جمہور فقہاء کے نزدیک نماز اس پر فرض نہیں ہے، اس لئے کہ حدیث میں ہے: ”رفع القلم عن ثلاثہ“ (۲)۔

(۱) قلم اٹھایا گیا ہے تین افراد سے (۱)۔ اور انہیں میں سے ”الصبی“ حتیٰ بلیغ“ (بچہ جب تک بالغ نہ ہو جائے) کا بھی ذکر ہے۔

ن۔ ثائرہ کی تاویب: استاذ اس شخص کو جو اس سے علم سیکھ رہا ہے ولی کی اجازت سے تاویب کرے گا، جمہور فقہاء کے نزدیک حیر ملی کی اجازت کے تاویب کا حق نہیں ہے (۳)۔ بعض شافعیہ سے ان کا قول ”قول“ ہے کہ بغیر ولی کی اجازت کے تاویب کا جو زجہاٹ فعلی سے رائج ہے (۴)۔

(۱) حدیث: ”علموا الصبی“ کی تخریج رقمہ ۳ میں گذر چکی۔

(۲) حدیث: ”رفع القلم عن ثلاثہ“ کی روایت ابو داؤد (۵۵۸) طبع عزت حمید الدعاس) اور حاکم (۵۹/۲) طبع دار الفکر بغداد نے دی ہے لیکن حاکم کے یہاں ”الصبی“ حتیٰ بلیغ کے الفاظ ہیں، حاکم نے اسے سمجھ کر اٹھا ہے اور وہی نے اس کی موافقت کی ہے۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۸۹، مفتی الکحل ج ۳ ص ۱۹۳۔

(۴) ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۸۹، مفتی الکحل ج ۳ ص ۱۹۳۔

تادیب ۶-۸

کی جاتی ہے۔ لہذا تادیب میں اس درجہ تک نہ پہنچ جائے، جس کے بارے میں اندازہ ہو کہ اس سے کم ہی کافی اور موثر تھا^(۱)۔ تعصیل اصطلاح "تغزیر" میں ہے۔

بیوی کی تادیب کے طریقے:

۸- ایک۔ نیست۔

ب۔ ستر میں اکیلے چھوڑ دینا۔

ج۔ ایسی ماریجنت تالیف دینے والی نہ ہو۔

یہ ترتیب جمہور فقہاء کے نزدیک واجب ہے، لہذا جب تک نصیحت کے ذریعہ تادیب ممکن ہو ستر میں چھوڑنے والی تادیب نہیں لی جائے گی، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَاللَّائِي تَحَافُونَ نَشُوزُهُنَّ لَعَطُوهُنَّ وَأَهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاصْرَبُوهُنَّ"^(۲) (اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم ان کی سرکشی کا ہم رکھتے ہو تو ان میں نصیحت کرو اور انہیں خوابگاہوں میں تنہا چھوڑ دو اور انہیں مارو)۔

المعنی لابن قدامہ میں ہے: آیت میں کچھ الفاظ مضمحل ہیں، تقدیر عبارت اس طرح ہے: "وَاللَّائِي تَحَافُونَ نَشُوزُهُنَّ لَعَطُوهُنَّ فَإِنْ نَشَرْنَ فَأَهْجُرُوهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ فَإِنْ أَصْرَبْنَ فَأَصْرَبُوهُنَّ"^(۳) (اور جو عورتیں ایسی ہوں کہ تم کو ان کی مانرمانی کا اندیشہ ہو تو ان کو ربائی نصیحت کرو، پس اگر وہ پھر بھی مانرمانی کرتی رہیں تو انہیں ان کے لیسنے کی جگہ میں چھوڑ دو، پس اگر وہ پھر بھی ایسی پر جی رہیں تو انہیں مارو)۔

(۱) معنی الکناج ۳۴، ابن ماجہ ۸۳، ابوداؤد ۴۸۷۷، ابویوسف ۴۸۷۷، ابوالکلیلی ۳۹۴۔

(۲) سورہ نساء ۳۴۔

(۳) المعنی لابن قدامہ ۷/۷۷، ابویوسف ۴۸۷۷، ابوالکلیلی ۳۹۵۔

تادیب کے خراجات:

۶- بچہ کے پاس اگر مال ہو تو اہل بیت تعلیم بچہ کے مال میں واجب ہوگی، اگر مال نہ ہو تو اس شخص پر واجب ہوگی جس کے ہمہ بچہ کا نقد ہے بچہ کفر غرض کھانے کے لئے بچہ کے مال سے خرچ کرنا ملاقات واجب ہے جب ہے اسی طرح فرائض جیسے قرآن، نماز، طہارت کے ماسوا مثلاً آب و خوش خطی وغیرہ کی اہمیت تعلیم بچہ کے مال سے دینا جائز ہے، اگر وہ مال چیزوں کے سکھنے کی اہلیت رکھے، کیونکہ یہ چیزیں اس کے ساتھ رہیں گی اور وہ ان سے منع ہوتا رہے گا۔ خطیب شرمینی نے امام نووی سے "الروضة" میں اس کا یہ قول نقل کیا ہے: "ما دیکھتا کہ بچہ پر لازم ہے کہ وہ اپنی ملا کو طہارت، نماز، مسائل کی تعلیم دیں، اگر اس کی اہمیت تعلیم بچہ کے مال میں ہوگی، اگر بچہ کے پاس مال نہ ہو تو اس شخص کے ہمہ ہوگی جس پر اس بچہ کا نقد لازم ہے"^(۱)۔

تادیب کے طریقے:

۷- تادیب کرنے والے اور جس پر تادیب کی جارہی ہے، ان دونوں کے اختلاف سے تادیب کے طریقے بھی مختلف ہوں گے۔

مام کے طریقہ ہائے تادیب ان لوگوں کے لئے جو رعیت میں سے مستحق تادیب ہوں، شرعاً غیر محمد و دو غیر متعین ہیں، لہذا امام کو اس کے جہتہ و پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ تادیب کا مقصد حاصل کرنے کے لئے جو زیادہ بہتر صورت ہو اسے اختیار کرے، اس لئے کہ ہم اور جرم کرے، لے، دونوں کے عذر سے تادیب کی نوعیت بدلتی ہے، اور مام پر لازم ہے کہ وہ مستند روئی اور تدریج سے کام لے جو حال اور نقد رکے لائق ہو، جیسے کسی حملہ آور سے دفاع کرنے میں رعایت

(۱) معنی الکناج ۳۴، ابن ماجہ ۸۳، ابوداؤد ۴۸۷۷، ابوالکلیلی ۳۹۴۔

بچے کی تادیب کے طریقے:

۹-۱۰ بچے کو قول کے ریو فر غل "اُرنے کا حکم دیا جائے، منکرات سے روکا جائے، بچہ احمکایا جائے اس کے بعد اُمت اُپٹ کی جائے، بچہ مارا جائے "اُرنے سے پہلے کے طریقے مفید ثابت نہ ہوئے ہوں۔ بچہ کو ماز کے چھوڑنے پر اس وقت تک نہ مار جائے جب تک اس کی عمر اس سال نہ ہو جائے "حدیث میں ہے: **هَرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَاصْرِبْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ وَفَارِقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ**" (۱) (اپنی اولاد کو نماز کا حکم دو جبکہ وہ سات سال کے ہوں اور مار چھوڑنے پر مارو جبکہ وہ دس سال کے ہو جائیں اور ان کا بستر الگ کر دو)۔

غضب، مبالغہ اور تنابہ کے درمیان تین پاور سے زیادہ نہیں مار جائے گا (۲)۔

یہ بھی ترتیب وار ہوگی، لہذا جب غرض یعنی اصلاح پہلی تادیب سے پوری ہو جائے تو اس کے آگے کی تادیب نہیں اختیار کی جائے گی۔

تادیب میں مقدار معروف سے تجاوز:

۱۰- مقہور کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کلف کرنے کے ارادہ سے تادیب ممنوع ہے، اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ ایسا کرنے پر کلف کا ذمہ دار مانا جائے گا، لہذا اس سلسلے میں اختلاف ہے کہ جب تادیب

ثانفیر پہنچے، بقولوں میں سے اظہر قول میں اس طرف گئے ہیں کہ بیوی کی طرف سے نشوز (غیر مافی) ظاہر ہونے کے بعد خواہ قول سے ہو یا فعل سے، شوہر کے لئے مار کے ریو اس کی تادیب کرنا جائز ہے۔ اس قول کے مطابق غیر مافی ظاہر ہونے کے بعد بستر میں تہہ چھوڑنے اور مارنے کے درمیان ترتیب نہیں ہے، ثانفیر کا وہم اقوں جمہور کی رائے کے موافق ہے (۱)۔

یہ بھی ضروری ہے کہ مار زیادہ تکلیف پہنچانے والی اور خون بہانے والی نہ ہو چہ و در مارک مقامات کو پایا جائے۔ اس لئے کہ مار سے مقصود تادیب ہے نہ نقص پہنچانا (۲)۔ اس لئے کہ حدیث میں ہے: **"إِنْ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَلَا يُوْطِنَنَّ لَوْ شِئْتُمْ أَحَدًا نَّكَرَ هَوْنَهُ فَإِنْ لَعَسَ لَاصْرَبُوهُنَّ صَرْبًا غَيْرَ مَبْرُوحٍ"** (۳) (تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی کو نہ بلا میں جس کو تم ناپسند کرتے ہو، پس اگر وہ یہاں کریں تو نہیں مگر مار مارہ جو سخت تکلیف دہ نہ ہو)۔

تنابہ نے شرط کاٹی ہے کہ دس کوڑے سے زیادہ نہ ہوں، اس لئے کہ حدیث میں ہے: **"لَا يَجْلِدُ أَحَدٌ فَوْقَ عَشْرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حُدُودٍ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ"** (۴) (کوئی شخص دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے، سوائے اس کے کہ اللہ کی حدود میں سے کسی حد کا معاملہ ہو)، دیکھئے اصطلاح "نشوز"۔

(۱) فہم لہجہ ۵/۱۳۳، مفتی الحق ۳/۲۵۹۔

(۲) مفتی ابن قدامہ ۷/۷۷، مواہب الجلیل ۳/۵۵، مفتی الحق ۳/۲۵۹، لا ۵/۹۳۔

(۳) حدیث: **"إِنْ لَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَلَا يُوْطِنَنَّ لَوْ شِئْتُمْ أَحَدًا نَّكَرَ هَوْنَهُ فَإِنْ لَعَسَ لَاصْرَبُوهُنَّ صَرْبًا غَيْرَ مَبْرُوحٍ"** کی روایت مسلم نے پی سچ (۸۹۹، ۸۹۰ طبع عیسیٰ لمبائی لکھی) میں کی ہے۔

(۴) حدیث: **"لَا يَجْلِدُ أَحَدٌ فَوْقَ عَشْرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِي حُدُودٍ مِنْ حُدُودِ اللَّهِ"** کی روایت بخاری (۱۷/۱۷۱ طبع ۱۹۹۷ء) اور مسلم (۳۳۳ طبع عیسیٰ لمبائی لکھی) نے کی ہے الفاظ مسلم کے ہیں۔

(۱) مفتی ابن قدامہ ۷/۷۷، مفتی الحق ۳/۲۵۹، س جلد ۱۰ ۱۳۵۔

(۲) حدیث: **"هَرُوا أَوْلَادَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَهُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ وَفَارِقُوا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ"** کی ترجمہ فقہ ہام ۲ میں کی گئی۔

(۳) ابو یوسف ۸/۱۴۳، مواہب الجلیل ۳/۵۵، مفتی ابن قدامہ ۷/۷۷، ابن ماجہ ۱۳۵۔

تادیب ۱۱

یہ تعزیر "حد" کی مقدمہ رنگ پہنچی جائے تو کیا حکم ہوگا^(۱) اس کی تفصیل اصطلاح "تعزیر" نہیں ہے۔

تادیب معروف سے ہلاکت:

۱۱۔ فقہ کا اس میں بھی اختلاف ہے کہ تادیب معروف سے ملاکت کی صورت میں کیا حکم ہوگا؟

مذہب شافعی ابو حنیفہ، مالک اور احمد کا اس پر اتفاق ہے کہ تادیب معتاد سے ہلاکت ہو جانے کی صورت میں امام ضامن نہ ہوگا، اس لئے کہ امام حد و تعزیر پر مامور ہے، اور مامور کے عمل میں انجام کار کی سہمہ داری کی قید نہیں ہوتی ہے^(۲)۔

شرعاً یہ دلی کی تادیب سے ممانعت ہو جائے نہ اسوں سے مقدمہ شروع سے تجاوز بھی نہ کیا ہو، تو ضامن ہوں گے یا نہیں؟ اس سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

امام مالک اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ اگر تکف تادیب معتاد کے نتیجے میں ہو تو شوہر اور ولی پر ضمان نہیں ہے^(۳)۔

اگر شوہر کی تادیب معتاد موت تک پہنچا دے تو حنفیہ کے نزدیک نہ ہر ضامن ہوگا، اس سے کہ عورت کو شوہر سے رہنے کے لئے جب ایک مشروط طریقہ متعین ہو گیا کہ تحت تکلیف دہا نہیں ہوتی چاہے، پس جب اس پر موت مرتب ہوئی تو ظاہر ہو گیا کہ شوہر کو حقیقی اجارت تھی اس سے اس سے تجاوز کیا ہے، لہذا اس پر ضمان واجب ہوگا، اور اس لئے بھی ضمان واجب ہوگا کیونکہ یہ تادیب واجب نہیں تھی، لہذا

اس میں انجام کار کی سہمہ داری کی شرط ہوتی ہے۔

امام ابو حنیفہ اور صاحبین نے باپ، دادا، بھائی اور جیسے لوگوں کو ضامن بنانے کے معاملے میں اختلاف کیا ہے، امام ابو حنیفہ اس طرف گئے ہیں کہ سب ضامن ہوں گے، اگر اس کی تادیب کے نتیجے میں ملاکت ہو، اس لئے کہ ولی کو تادیب کی اجازت ہے، اختلاف کی نہیں، لہذا جب اس کی تادیب نے ملاکت تک پہنچی دی تو ظاہر ہو گیا کہ وہ حد سے تجاوز نہ کیا ہے، اور اس سے تادیب کبھی بغیر مار کے بھی حاصل ہو جاتی ہے، جیسے کہ انس، زینب، و رکاب شہزادہ۔ امام ابو حنیفہ نے رائے کا خلاصہ یہ ہے کہ واجب انجام کار کی سہمہ داری کے ساتھ مقید نہیں ہوتا، لہذا مباح اس کے ساتھ مقید ہوتا ہے، ورنہ الدین کا اپنی اولاد کو نہ دیا، ماسوائے مباح ہے، والدین کے ہی مثل دسی بھی ہے، لہذا جب اس کی تادیب موت تک پہنچا دے تو ضمان واجب ہوگا، نہیں اگر تعزیم کے لئے مارا تو ضمان میں ہوگا، کیونکہ یہ واجب ہے اور واجب انجام کار کی سہمہ داری کے ساتھ مقید نہیں ہوتا^(۴)۔

صاحبین (امام ابو یوسف و امام محمد) کا مذہب یہ ہے کہ ان پر ضمان نہیں ہوگا، اس لئے کہ انہوں نے جو تادیب کی ہے، بچے کی اصلاح کے لئے نہیں اس کی اجازت ہے، جیسے استاد کو مارنے کی اجازت ہوتی ہے، بلکہ ولی استاد سے بڑھ کر ہے، کیونکہ استاد کو تادیب کی ممانعت دلی سے ہی حاصل ہوتی ہے، ورنہ موت یک فعل مامون کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اور جو چیز فعل مامون سے پیدا ہو وہ ریائی اور ظلم میں شمار کی جاتی، لہذا ان پر ضمان نہ ہوگا۔

بعض حنفیہ سے منقول ہے کہ امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا ہے^(۵)۔

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۹۸۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۳، ۲۴۔

(۳) ساہنہ مراجع۔

(۱) مفتی محمد تاج ص ۱۳، ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۹۸، مفتی ابن قدامہ ج ۱ ص ۲۲۳۔

حاشیہ الدرر ج ۱ ص ۳۵۵، مواہب الجلیل ج ۱ ص ۱۹۸۔

(۲) مواہب الجلیل ج ۱ ص ۱۹۸، مفتی ابن قدامہ ج ۱ ص ۲۲۶، ابن ماجہ ج ۱ ص ۱۸۹۔

(۳) مفتی ابن قدامہ ج ۱ ص ۲۲۶، مواہب الجلیل ج ۱ ص ۱۹۸۔

تادیب ۱۲-۱۳

جناہیت کی وجہ سے ہو، لہذا "ہم میں کی طرح یہ بھی ضامن ہوگا، نیز اس لئے بھی کہ اس میں مقدمہ و متقدمہ کی شرط کے ساتھ مقید ہے، اور اس لئے بھی کہ جانور کو مالک بغیر مارے ہوئے بھی ہوتا ہے، چنانچہ سب دوتین چلنے کے لئے مارے (اور اس کے بیچ میں تلف ہو جائے) تو دضامن ہوگا^(۱)۔

بحث کے مقامات:

۱۳- فقہائے اہل تشیع کا ادب کا ذکر بہت سے ابواب میں میرا ذکرِ شیت سے کرتے ہیں، مثلاً صدقہ، شوری، تحریر، دفع الغائل، ضابطہ الولاۃ، الخ۔



ثانفیعہ کا مذہب یہ ہے کہ تادیب میں ضمان واجب ہوگا، اگر اس میں جو مقدمہ و متقدمہ اس سے تجاوز نہ کیا ہو، لہذا اگر ایسی چیز کے درمیان تادیب ہوئی ہو جس سے زیادہ ترقتل ہی کیا جاتا ہے تو قصاص واجب ہوگا، اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر قصاص واجب نہیں۔ ہرگز اگر قتل نہ رہا ہو تو عاقبت پر شہید کی ویت ہوں اس لئے کہ یہ ایسا فعل ہے جو انجام کار کی ماموریت کے ساتھ مشروط ہے، چونکہ اس سے مقصود تادیب ہے نہ کہ ہلاک کرنا پس جب اس سے ممانعت ہوئی تو ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے اس میں جو مقدمہ و متقدمہ تھے اس سے تجاوز کیا ہے، ثانیہ کے ایک امام وغیرہام جیسے تادیب کا اختیار دیا ہو، مثلاً شوہر، بیوی، میں کوئی فرق نہیں ہے (ان کے نزدیک سب ضامن ہوں گے)^(۲)۔

چوپایہ کی تادیب:

۱۲- مستاجر اور چوپایہ کو سدھانے والے کے لئے جابر ہے کہ مار کے ذریعہ، یا کھانچ کر کھڑا کرنے کے، ذریعہ اتنی مقدمہ میں قتل کی عادت جاری ہے چوپایہ کی تادیب کرے، اگر دو جانور اس تادیب سے ہلاک ہو جائے تو ہر شام (امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل) اور امام ابو حنیفہ کے دونوں شام (امام ابو یوسف، امام محمد) کے ایک تادیب کرے، الا ضامن نہ ہوگا، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ سے صحیح حدیث ہے: "امہ یخس بعبور و صریحہ"^(۲) (پس اللہ تعالیٰ سے حضرت جابر کے اس کے پہلو میں مری نہ ہوں اور سے مار)۔

امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ دضامن ہوگا، نہ تکلف اس کی

(۱) مفتی اعظم برصغیر ۱۹۹۳ء۔

(۲) حدیث: "امہ یخس بعبور و صریحہ" کی روایت بخاری ۳۲۰۳، طبع (ترجمہ) ابو مسلم (۱۰۸۸، طبع عیسیٰ الماری الکلی) کے ہے۔

(۱) البحر الرائق ۱/۸، ابن ماجہ ۵، ۵۲، ۵۳، ۵۴، مفتی اعظم برصغیر ۱۹۹۳ء۔

تاریخ ۱-۴

مدت شرع کے ذریعہ مقرر ہونی ہو یا قاضی کے فیصلے سے یا التزام کرنے والے کے ارادہ سے، التزام کرنے والا ایک ہو یا ایک سے زیادہ^(۱)۔

اور دونوں کے درمیان نسبت یہ ہے کہ تاریخ، اجل سے عام ہے، اس لئے کہ تاریخ ماضی، حال اور مستقبل تینوں مدتوں کو شامل ہے، اور اجل صرف مستقبل کو شامل ہے۔

تاریخ

تعریف:

۱- استرایح: آرخ کا مصدر ہے، لغت میں اس کا مطلب: وقت کا تعارف کرنا ہے، کہا جاتا ہے: "اوقت الكتاب ليوم كذا" سبب خط کا وقت متعین کریں۔ اس پر تاریخ: ایس^(۱)۔

تاریخ کا صلا، جمع معنی: سخاوی کے بحام سے معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ تعین ہوتی ہے قہار سے زمانہ کے واقعات کی تحدید کرنا ہے^(۲)۔

متعقبات غلط:

نہ۔ اجل:

۲- لغت میں اجل الشیء سے مراد (جیسا کہ المصباح میں ہے) مٹی کی مدت اور اس کا وہ وقت ہے جس میں وہ ٹوٹ پڑے ہو۔ مصدر ہے، اور اس کی جمع آجل ہے جیسے سبب کی جمع حساب، آجل قائل کے وزن پر محاصل کی ضد ہے۔

اجل فقہاء کی اصطلاح میں: زمانہ مستقبل کی وحدت ہے جس کی طرف کوئی معاملہ منسوب کیا جائے، نحو یہ نسبت کرنا، التزام کو پورا کرنے کی مدت ہو یا التزام کے ختم کرنے کی مدت ہو، اور خود یہ

ب۔ میقات:

۳- میقات لغت میں جیسا کہ المصباح میں ہے: وہ وقت ہے جو کسی فعل یا جگہ کے لئے متعین کیا گیا ہو، اور مصباح میں ہے کہ وہ وقت ہے، اس کی جمع موایات ہے، وقت کو مکان کے معنی کے لئے مستعار لیا گیا ہے، اسی سے موایات لگا ہے احرام کی جگہوں کے لئے^(۳)۔

اور اصطلاح میں میقات وہ ہے جس میں کوئی عمل متعین کیا گیا ہو^(۴)، خواہ وہ وقت ہو یا جگہ، اور میقات تاریخ سے زیادہ عام ہے۔

تاریخ کا شرعی حکم:

۴- کبھی تاریخ کا جانا واجب ہوتا ہے جب تاریخ کی ذریعہ حکم شرعی کی معرفت تک پہنچنا متعین ہو گیا ہو، جیسے وارث بنانا، قصاص، روایت کا قبول، عہد نامہ سلفی کی ادائیگی اور جو امور سے متعلق ہوں۔

(۱) المصباح مادۃ "اجل" یہ دیکھئے اصطلاح "اجل"۔

(۲) المصباح مادۃ "وقت"۔

(۳) الکلیات ۳۰۶، طبع دمشق۔

(۴) لسان العرب، المصباح لمیر مادۃ "آرخ"۔

(۵) الاطلاق الخرج لمن ذمہ تاریخ خلاوی ص ۷۷ طبع الطبعیہ۔

تاریخ ۵-۶

تاریخ، سدرہ سے پہلے:

۵- عربوں کے پاس رام کی آمد سے پہلے کوئی ایسی تقویم نہیں تھی جس کی سب پابندی کرتے ہوں، بلکہ ان میں کھنڈہ واپس اپنی بیاں پیش کرنے والے واقعات سے تاریخ کی تعیین کیا جاتا تھا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالے جانے والے واقعہ سے تاریخ کا تعیین کرتی تھی، یہ سلسلہ بیت اللہ ٹریفک کی قیہ تک رہا جس وقت کہ حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے بیت اللہ ٹریفک تعمیر کی، چربی، میل، قیہ بیت اللہ سے تاریخ کا استعمال کیا یہاں تک کہ وہ منتشر ہو گئے، چنانچہ جب کوئی قوم تہامہ (مکہ مکرمہ) سے نکلتی تو وہ اپنے نکلنے کے وقت سے تاریخ کا تعیین کرتی اور بنی اسماعیل میں سے جو تہامہ میں باقی رہ گئے وہ سعد، نهد، حمیرہ، بنی زید کے تہامہ سے نکلنے کو تاریخ کے طور پر استعمال کرتے تھے، پھر جب کعب بن لؤئی کا انتقال ہو گیا تو عربوں نے موت سے تاریخ کا تعیین کیا یہاں تک کہ ہاتھی و ملا واقعہ پیش آیا، تو پھر تاریخ عام الفیل سے شروع ہوئی، یہاں تک کہ عمر بن خطابؓ نے واقعہ ہجرت کو تاریخ کے سے متعین کر دیا۔^(۱)

وران کے علاوہ جو عرب تھے وہ مشہور واقعات اور پیام کے درمیان تاریخ رکھتے تھے، جیسے جنگ بسوس، جنگ داحس، جنگ خمر او، اور یومہ ذی قار، یومہ نجر، وغیرہ۔

جب تک اس سے پہلے کی بات ہے تو بالکل آغا میں جب اولاد آدم کی زمین میں نشیبت ہوئی تو انہوں نے زمین پر آبر کے اترنے کے واقعہ سے تاریخ کا استعمال کیا، یہ سلسلہ طوفان نوح تک

رہا، پھر ابراہیم خلیل اللہ کو آگ میں ڈالے جانے والے واقعہ تک، پھر یوسف کے زمانہ تک، پھر بنی اسرائیل کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے نکلنے تک، پھر زمانہ داؤد علیہ السلام تک، پھر زمانہ سلیمان علیہ السلام تک، پھر عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک یہ سلسلہ رہا۔

اہل تہمیر نے تہامہ کے عہد کو، اہل غسان نے سدرہ کو، اہل صنعاء نے یمن پر اہل حبش کے طلبہ کو پھر اہل فارس کے طلبہ کو تاریخ ڈالنے کی بنیاد بنائی۔^(۲)

اہل فارس نے اپنے بادشاہوں کے چار طبقات سے، اور اہل روم نے، اور ابن وارا کے قتل کے واقعہ سے تاریخ ڈالی، یہاں تک کہ اہل فارس اس پر غائب آ گئے۔

تہمیوں نے بنت نصر سے تاریخ رکھی منہ مصر گلیہتر تک۔ یہودیہ نے بیت المقدس کے میراں ہو جانے کے واقعہ کو تاریخ ڈالنے کی بنیاد بنائی۔

درنساہی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے موت پر اللہ نے جانے والے واقعہ کو تاریخ نکلنے کی بنیاد بنائی۔^(۳)

تاریخ ہجری متعین کرنے کا سبب:

۶- سری ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعرئی نے حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس نکلتے آپ کے خطوط ہمارے پاس آتے ہیں، لیکن ان پر کوئی تاریخ لکھی نہیں ہوتی ہے، چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس بارے میں لوگوں کو منع کیا تو بعض نے کہا کہ بعثت نبوی سے تاریخ ڈالی جائے، اور بعض نے کہا: واقعہ ہجرت سے تاریخ ڈالی جائے، تو حضرت عمرؓ نے

(۱) الاعلان للسخاوی ۱۶، ۱۳، ۱۲ طبع اعلیہ۔

(۲) الاعلان للسخاوی ۱۶، ۱۳، ۱۲ طبع اعلیہ، نیز دیکھئے اس میں کرنے جو اپنی تاریخ (۲۲، ۱۹، ۱۸ طبع دمشق) میں ذکر کیا ہے۔

(۳) اکالی حسن واصر ۱۰ طبع البیروت، الاعلان للسخاوی ۱۶، ۱۳ طبع اعلیہ، تہذیب ابن مساکر ۲۲، ۲۱ طبع دمشق۔

تاریخ ۷-۸

بند اوقات بھی الگ الگ ہے^(۱)۔

معاملات میں ہجری تاریخ کے علاوہ دوسری تاریخ استعمال کرنے کا حکم:

۸- خبیہ، مالکیہ اور شافعیہ کا مذہب، اور حنابلہ کے نزدیک صحیح توں یہ ہے کہ اگر متعاقدین معاملات میں ہجری کے علاوہ تاریخ استعمال کریں تو حرامت کا اعتبار نہیں ہوگا اور عقد صحیح ہو جائے گا بشرطیکہ وہ تاریخ مسلمانوں کے نزدیک معلوم و معروف ہو مثلاً رومی میوں جیسے قانون، شاط میں سے کسی مہینہ کی تاریخ لکھی جائے، یہ تک یہ مہینہ معلوم اور متعین میں یا مٹکانساری کی عید کی تاریخ لکھی جائے جب کہ دور دورہ رکھنا شرط کر چکے ہوں، یہ تک یہ بھی معلوم ہے۔

یہن اگر ایسی تاریخ لکھی جسے مسلمان میں جانتے، جیسے گذر کے میلوں میں سے کسی میلہ کی تاریخ جیسے نوروز، چان و ساری کی عید کا دن، حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا روز، یہو کی عید و شعیان، تو منہ لے کر یا ہے کہ ان (غیر معروف) اوقات تک بیچ اس وقت صحیح ہے جب متعاقدین اسے جانتے ہوں، اور گرنہ جانتے ہوں تو صحیح نہیں ہے، متعاقدین کے علاوہ کسی اور کے جاننے سے بھی عقد صحیح نہیں ہوگا، اس لئے کہ ماواقیت سے نزاع پیدا ہوتا ہے^(۲)، لیکن مالکیہ کے نزدیک اس صورت میں بھی عقد صحیح ہو جائے گا، کیونکہ وہ پیام کر معلوم ہوں تو صراحت کے درجہ میں ہو جائیں گے^(۳)۔

(۱) تفصیل کے لئے دیکھئے مروج للذہب للہندی ۳۵۳، ۳۵۴ طبع البیہ۔

(۲) تبیین الحقائق مع ماہیہ العالی ۵۹۳ طبع دارالمعرفہ ابن ماجہ ۹۳۲

طبع البیہ، فتح القدیر مع اختصار ۲۲۲ طبع البیہ، بحر الرائق ۹۶، ۹۵، ۹۴ طبع ولطیف۔

(۳) مواہب الجلیل ۵۲۹ طبع اباج، الخرش ۲۱۵ طبع دارمصادر، الرقائی

۲۱۲ طبع دارالمنکر، ماہیہ المدنی ۲۰۵ طبع دارالمنکر، حہر و فیل

۶۹ طبع دارالمعرفہ

نرمایہ ہجرت نے حق اور باطل کے درمیان امتیاز پیدا کر دیا، لہذا ان سے تاریخ مٹھو۔ یہ سب حقیقت بات ہے، جب اس پر اتفاق ہو گیا تو لوگوں نے کہا کہ سال کا آغاز رمضان المبارک سے شروع ہوا حضرت عمرؓ نے نرمایہ بلکہ حرم سے چونکہ یہ لوگوں کے حج سے لوٹنے کا وقت ہے، تو سب اس پر اتفاق ہو گیا^(۱)۔

اسی کے ساتھ یہ بھی محفل نہیں کہ مسلمانوں کو اپنے، نئی امور کو مستحب کرنے کے سے تاریخ لکھنے کی ضرورت پڑی، مثلاً روزہ، حج، اس عورت کی عدت جس کا شوم و فاقہ پائیا ہو اور وہ ریں جن کا تحقق و فاقہ سے ہو۔

اسی طرح اپنے دنیا کی امور کو مستحب کرنے کے لئے مثلاً قرض کے معاہدات، ہجرت، عدے، عدت حمل، عدت رضاعت^(۲)۔

شمسی سال کی تاریخ جو ہجری تاریخ سے جدا ہے:

۷- شمسی سال قمری سال سے مہینوں کی تعداد میں متفق ہے، لیکن یوم کی تعداد میں مختلف ہے، چنانچہ شمسی سال قمری سال سے تقریباً ۱۱ روز ۷ گھنٹہ ۴۰ دقیقہ زیادہ ہوتا ہے^(۳)۔

اہل روم، اہل سریان، اہل فارس اور قبضیوں نے تاریخ لکھنے میں شمسی سال پر اعتماد کیا ہے، چنانچہ رومی سند، یانی سند، قاری اور قبضی سند پیدا جاتا ہے۔

یہ تمام سند گرچہ مہینوں کی تعداد میں متفق ہیں، مہینوں کے ناموں، دنوں کی تعداد، دنوں کے ناموں میں مختلف ہیں، سند کی

(۱) فتح الباری ۲۶۸ طبع المیاض، الکامل لابن الاثیر ۹۱ طبع البیہ

الاعلام للسخاوی ۱۳۰، ۱۳۱ طبع البیہ۔

(۲) تفسیر فخر الرازی ۱۳۵ طبع البیہ۔

(۳) اعراف للبحر جالی ۱۲۲ طبع البیہ۔

تاریخ ۹

انہا میں اور صاحب القرون وغیرہ نے مقدم کیا ہے، اور یکسوں یہ ہے کہ صحیح نہیں ہے، جیسے شعبان، یہود کا تہوار وغیرہ، ان سے مسلمان عام طور پر ناواقف ہیں، اور یہی شرقی، بن ابی موسیٰ و ابن عبدہن کا اپنے تذکرہ میں خام کام ہے اس حضرت کا کہنا ہے کہ چاند کی تاریخ متعین کی جائے (۱)۔

بحث کے مقامات:

۹- اصطلاح تاریخ سے تعلق حرام کی بحث صراح "جل" اور "تاقیت" میں ہے، کیونکہ فقہاء اپنی کتابوں میں زیادہ تر لفظ تاریخ استعمال نہیں کرتے بلکہ وہ لفظ "اجل" اور لفظ "تاقیت" کا ذکر کرتے ہیں، لہذا جو تصنیفات بھی مکتبہ طاعت سے شائع ہوئی ہیں ان میں اصطلاح "اجل" اور اصطلاح "تاقیت" کی طرف رجوع کیا جائے گا۔



ثامنیہ نے دریا ہے جیسا کہ "الموضع" میں ہے کہ "نوروز" اور "مہرجان" کے ساتھ موقت کرنا صحیح قول کے مطابق کافی ہے، اور ایک دوسرے قول یہ ہے کہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ ان کے ہاں متعین نہیں ہیں۔ یمن اگر نصاریٰ کی عید سے تاریخ مقرر کی جائے تو امام ثامنی کی صراحت ہے کہ صحیح نہ ہوگا، بعض اصحاب ثامنیہ نے کنار کے "اوقات" سے پتہ ہوئے اس قول کے خلاف سے استدلال کیا ہے، مگر جمہور اصحاب ثامنیہ کا کہنا ہے کہ اگر سے صرف کنار حاکم ہوں تو صحیح نہ ہوگا کیونکہ ان کے قول پر متنازع نہیں یا حاشا، مگر اگر مسلمان سے جانتے ہوں مثلاً "نوروز" تو جابر ہے پھر وہی صورتوں میں یک جماعت متعاقبین کے حاکم کا اعتبار کیا ہے، مگر امام اصحاب ثامنیہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا ماننا کافی ہے، تو آدمی ان دونوں کے جاننے کا قہر کیا ہو یا نہ کیا ہو، یمن اگر وہ دونوں بھی جانتے ہوں تو صحیح مذہب کے مطابق کافی ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ ان دونوں کے علاوہ دوسرے احوال مسلمانوں کا جاننا بھی شرط ہے، اس لئے کہ ان دونوں میں اختلاف ہو سکتا ہے، لہذا کوئی مرتج (ترجیح دینے والا) ہونا چاہئے، عید کے حکم میں، مگر مذہب کے سارے تہوار ہیں، جیسے یہود وغیرہ کی عید (۲)۔

ثانیہ سے چاند کے مہینوں کے علاوہ کے "رمضان" پنے کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے، مثلاً ربیعہ مینی، کنار کے تہوار، ان کے روزہ صحیح مذہب کے مطابق یہاں نہیں مقرر کرنا صحیح ہے اگر مسلمان انہیں جانتے ہوں، یک جماعت سے جن میں قاضی ہیں اسی قول کو اختیار کیا ہے، مگر اس کو صاحب لکائی، صاحب الرعایتیں، صاحب

(۱)روضہ ۸۳ طبع المکتبہ الاسلامیہ، لاہور، ۱۳۷۲ھ طبع المکتبہ الاسلامیہ، لاہور، ۱۳۷۲ھ
(۲)روضہ ۸۳ طبع المکتبہ الاسلامیہ، لاہور، ۱۳۷۲ھ طبع المکتبہ الاسلامیہ، لاہور، ۱۳۷۲ھ

(۱) ۱۰ ص ۵، ۱۰ ص ۱۰، طبع المکتبہ الاسلامیہ، لاہور، ۱۳۷۲ھ
(۲) ۱۰ ص ۵، ۱۰ ص ۱۰، طبع المکتبہ الاسلامیہ، لاہور، ۱۳۷۲ھ

”ہفت“ کو مکان (جگہ) کے لئے طور استعمال کیا گیا ہے، اس سے ہفت جمع میں حرام کی جگہوں کے لئے ہے۔
اصطلاح میں تأقیّت: فعل کے ہفت کی ابتدا اور انتہا کو مقرر کرنے کا نام ہے۔ تأقیّت بھی شارع کی طرف سے ہوتی ہے، مثلاً عبادات میں اور بھی غیر شارع کی طرف سے^(۱)۔

تأقیّت

تعریف:

۱۔ تأقیّت یا توقیت الوقت یا وقت (تاف کی تشدید کے ساتھ) کا مصدر ہے مصدر و فعل میں مرد و نر سے بدلا ہوا ہے۔ لغت میں اس کا معنی: وقایع کی تعیین کرنا ہے، اور یہ اس چیز کو شامل ہوتا ہے جس کے لئے آپ کوئی وقت یا غایت متعین کریں اور آپ کہتے ہیں: وقتہ لیوم کلہا، جس طرح ”اجلنہ“ کہتے ہیں (۱)۔

القاسوس میں وقت کے معنی کے بیان میں ہے: ”وقت“ کا استعمال وقایع کی تعیین کے معنی میں ہوتا ہے جیسا کہ توقیت ہے، اور وقت زمانہ کی مقدار (حصہ) کا نام ہے (۲)۔

اصحاح میں ہے: ”وقتہ فہو موفوت“ (میں نے ملاں پینے کے سے وقت مقرر کیا ہے، یہ اس وقت بدلا جاتا ہے جب فعل کے سے کوئی وقت یا یا جاتا ہے جس میں اسے یا جاتا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کا یہ رٹا ہے: ”إِنَّ الْفَلَاحَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كَمَا بَا مُوْفُوْتَا“^(۳) (بے شک نمارۃ بیان والوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض ہے)، جنہی نماز وقایع میں فرض کی گئی ہے^(۴)، ہر وقت

متعلقہ الفاظ:

الف۔ اجل:

۲۔ لغت میں اجل المشیء سے مراد جیسا کہ الصباح میں ہے: شے کی مدت اور اس کا وہ وقت ہے جس میں وہ فوت پڑے ہو^(۳)۔

اصطلاح فقہاء میں اجل، مستقل کی مدت کہلاتی ہے جس کی طرف کسی امر کی نسبت کی جائے، خواہ یہ نسبت کرنا التزام کو پورا کرنے کی مدت ہو، یا التزام کے ختم کرنے کی مدت ہو اور خواہ یہ مدت شرع کی طرف سے مقرر ہوئی ہو یا تنہا قاضی سے یا التزام کرنے والے کے ارادہ سے، التزام کرنے والا ایک شخص ہو یا ایک سے زیادہ۔

اجل اور تأقیّت کے درمیان فرق بالکل واضح ہے، اس سے کہ تأقیّت میں تصرقات زیادہ تر فی الحال ثابت ہوتے ہیں اور ایک وقت متعین میں ختم ہو جاتے ہیں^(۴)۔

ب۔ اضافت:

۳۔ اضافت کا استعمال لغت میں کئی معانی کے لئے ہے، انہیں میں

(۱) المصباح البیہر۔

(۲) الکلیات لابن ابی بقاء، المصی ۲/ ۱۰۲ طبع دمشق، نیز دیکھئے جامع الفصولین

۲/ ۲ طبع الماروف۔

(۳) المصباح البیہر مادة ”اجل“۔

(۴) دیکھئے المرسود الفقہیہ اصطلاح ”اجل“۔

() لسان العرب، القاسوس، المصباح مادة ”وقت“۔

(۲) القاسوس، الجید۔

(۳) سورہ نساء/ ۱۰۳۔

(۴) المصباح۔

سے نہ درتھیں بھی ہے (۱)۔

فقہاء اضافت کو ان دونوں معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ جیسا کہ اسے اس معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں سب حکم کی اضافت زمانہ مستقبل کی طرف ہو، یعنی تصرف کے حکم کے خاتمہ کو اس زمانہ مستقبل کی طرف موثر رہا جسے تصرف نے بغیر غلطی کے متعین یا ہو (۲)۔

ضافت کے وہ دونوں معنوں، ثاقبیت کے، درمیان فرق یہ ہے کہ ثاقبیت میں تصرفات فی الحال ثابت ہوتے ہیں اور ایک متعین وقت میں ختم ہو جاتے ہیں۔ برخلاف اضافت کے کہ اس میں سب پر حکم کا ترتیب اس وقت تک موثر رہا جاتا ہے جس وقت کی جانب سب کی نسبت کی گئی ہے (۳)۔

ج- تاہم یہ:

۴- لغت میں تاہم کا معنی ہے تخلیق یا ویش، جیسا کہ اسماعیل میں آیا ہے (۴)۔

ورالمصباح میں ہے کہ جب تم کہو: "لا اکنہ امداء" (میں اس سے کبھی بات نہیں کروں گا) تو اُہ سے تمہارے اس بات کے کہنے سے لے کر آخر عمر تک کا زمانہ مراد ہوگا (۵)۔

فقہاء کے استعمالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک تاہم کا مطلب ہے صیغہ تصرفات کو اُہ یا ان الفاظ کے ساتھ مقید کرنا جو اُہ کے معنی میں ہوں۔

(۱) مصباح اللغوی، القاسمی، المصباح المہیر، اردو "ضیف"۔

(۲) انجیل اہل بیت، صدر ہاشمی، طبع ۱۳۸۳ھ، طبع دارصادر۔

(۳) مفسر القرآن، ۱۳۹۱ھ، طبع المجلی، نیز دیکھئے اصطلاح "اضافت"۔

(۴) مصباح اللغوی، اردو "اُہ"۔

(۵) مصباح اللغوی، اردو "اُہ"۔

تاہم "ثاقبیت میں فرق بالکل واضح ہے۔ اگرچہ تصرف دونوں

میں فی الحال ثابت ہوتا ہے لیکن ثاقبیت میں تصرفات ایک وقت متعین کے ساتھ مقید ہوتے ہیں اور اس وقت متعین پر اس کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ سب کہ تاہم کا معاملہ اس کے برعکس ہے، مزید معلومات کے لئے دیکھئے اصطلاح "تاہم"۔

دستاویز:

۵- لغت میں تاہم (جیم کی تشدید کے ساتھ) کا مصدر ہے، تاہم کا مطلب ہے: "تم کسی شے کے لئے کوئی مدت مقرر کرنا"۔ اور "اجل الشیء" سے مراد کسی کی مدت اور اس کا وہ وقت ہے جس میں وہ فنا ہو جائے گا (۱)۔

اصطلاح میں اس کا مطلب ہے: "جو چیز فی الحال ثابت ہے اسے زمانہ مستقبل تک موثر کرنا، مثلاً دشمن کے مطالبہ کو یک ماہ گزرنے تک موثر کرنا۔"

تاہم اور ثاقبیت میں فرق یہ ہے کہ ثاقبیت میں تصرف کا ثبوت فی الحال مرتب ہوتا ہے اور تاہم میں اس کے برعکس ہوتا ہے (۲)۔

ج- تعلق:

۶- علماء کی اصطلاح میں تعلق جیسا کہ ابن جیم کہتے ہیں، یہ ہے: ایک مضمون جملہ کے ماحصل کا دوسرے مضمون جملہ کے ماحصل کے ساتھ مربوط ہونا (۳)۔

حموی نے اس کی تفسیر یوں کی ہے کہ "ن" یا "ن" دوسرے حرف ثانی کے ساتھ ایک دوسرے کو جو کو یہ امر پر مرتب رہا جس کا

(۱) المصباح المہیر، اردو "اُہ"۔

(۲) الکلیات، ابی یوسف، المصباح، ۱۰۲ھ، طبع دمشق۔

(۳) الاشارة، ابن جیم، ۳۶۷ھ، طبع دارالکتب، بغداد، ص ۱۰۲۔

تاقیت ۷-۹

جو ترقیب میں (ہونے کی امید) ہو^(۱)۔

بہ سزا رحمت اور مساقات:

۹- نام ابو حنیفہ سزا رحمت کے جواز کے قائل نہیں ہیں، لیکن امام ابو یوسف اور امام محمد ان سے اختلاف کرتے ہیں، وہ دونوں جواز کے قائل ہیں، اور سزا رحمت کی صحت کی ایک شرط یہ ہے کہ مدت میں نہ گزری جائے۔ لہذا سزا رحمت اس وقت تک کہ ایک سال عقود میں سے ہے جس کی مدت مقرر کر دی جاتی ہے۔

مساقات میں صاحبین کے رد ایک مدت مقرر کرنا شرط نہیں ہے، اگر مدت متعین نہ کرے تو بھی قسم ناجائز ہے، اس سے کہ پہلوں کے پکنے کا وقت معلوم ہے^(۲)۔

مالکیہ نے سزا رحمت میں تو قیت کا کوئی ذکر نہیں کیا ہے، لہذا اس کے رد ایک ملامت متعین سزا رحمت صحیح ہے^(۳)۔

ہر جہاں تک اس کے رد ایک مساقات کا معاملہ ہے تو یہ توڑنے یعنی پہلوں کے پکنے کے ساتھ موقت ہو کی، چنانچہ بعض مالکیہ کے رد ایک سزا مساقات کو مطلق رکھنے، موقت نہ کرے تو مساقات قاسد ہو جائے گی، اسی طرح اس وقت بھی قاسد ہو جائے گی جب ایسے وقت کے ساتھ موقت کیا جو توڑنے کے وقت سے زندہ ہو۔ مالکیہ میں سے ابن حاسب کی رائے یہ ہے کہ اگر مطلق کہا تو بھی صحیح ہے اور اسے توڑنے کے وقت پر محمول کیا جائے گا۔ صاحب اشراح الحکیر نے فرمایا ہے کہ مساقات کے صحیح ہونے کے سے مدت مقرر

تحقیق اور تاقیت میں فرق یہ ہے کہ تاقیت میں تصرفات فی الحال ثابت ہوتے ہیں، لہذا تاقیت سب پر حکم کے مرتب ہونے کو نہیں رہتی، برخلاف تحقیق کے کہ وہ مطلق کی ہوئی کسی کوئی الحال حکم کا سبب بننے سے روک دیتی ہے، دیکھئے: اصطلاح ”تقیق“۔

تصرفات میں تاقیت کا اثر:

۷- تصرفات: تاقیت کو قبول کرنے اور نہ کرنے کے اعتبار سے تین قسموں پر ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ وہ تصرفات جو موقت ہی واقع ہوتے ہیں، جیسے اجارہ، سزا رحمت، مساقات، مکاتبت، اور وہ تصرفات جو موقت صحیح نہیں ہوتے، جیسے بیع، رکن، ہبہ، نکاح، اور وہ تصرفات جو موقت اور غیر موقت دونوں طرح صحیح ہوتے ہیں، جیسے عاریت، کفالت، مضاربت، وقف، غیرہ، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱۔ وہ تصرفات جو موقت ہی واقع ہوتے ہیں

الف- اجارہ:

۸- مقابہ کا اتفاق ہے کہ جلد ہی مدت صحیح ہوتا ہے جب اس کی مدت متعین کر دی جائے یا کسی عمل معلوم پر اس کا قیاس متعین ہو۔

پہلی قسم (یعنی جلد ہی مدت متعین نہ کر دینا)، گھریا جاذور کو جلد پر دینا اور جیہ خاص ہے۔

دوسری قسم: کسی کام کے لئے اہمیت پر رکھنا مثلاً اپنے سینے کے لئے، اور سے اچھے مشق کہ کہتے ہیں^(۲)۔

(۱) اکھوی علی ابن نجیم ۲۲۵/۲ طبع مصر۔

(۲) الفتاویٰ لہندہ ۳۱۱ طبع مکتبۃ اسلامیہ، حلیۃ الدوسقی مع اشراح الحکیر ۱۴ طبع دار الفکر، مواہب الجلیل ۱۰۷/۲ طبع مکتبۃ الجہاد جوہر لا کلین

۱۸۷۲ طبع دار المعرف حاشیہ قلیوبی ۳۱۳ طبع انجمن، المروۃ ۱۵/۳ = ۱۹۱ طبع المکتب الاسلامی، کشاف الضعاف ۳۱۵، ۱۱ طبع انصر، یزدی مکتبۃ اصطلاح ”اجارہ“۔

(۱) تبیین الحقائق ۲۷۸/۲ طبع دار المعرف۔

(۲) تبیین الحقائق ۲۸۲/۲۔

(۳) حلیۃ الدوسقی مع اشراح الحکیر ۳۷۴، ۳۷۵ طبع دار الفکر جوہر لا کلین ۱۲۵، ۱۳۳ طبع دار المعرف۔

سال گزر جائے گا تو بھی مرہوں رہیں سے نکل جائے لی، لوگوں کے رہیں رکھنے کا یہ طریقہ معروف نہیں ہے۔ ”رنہ یہ رہیں بے گاہ“ (۱)۔
رہیں شافعیہ کے نزدیک غنا حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے، لہذا اسے کسی مدت کے ساتھ موقت رہا، غنا حاصل کرنے کے منافی ہوگا (۲)۔

رہیں حنابلہ کے نزدیک بھی تاقیت کو قبول نہیں کرتا، چنانچہ ”کشاف القناع“ میں یہ ہے: ”متر متعاقدین نے رہیں کو موقت کرنے کی شرط رکھی، مثلاً دونوں نے کہا: وہ رہیں ان کے لئے رہیں ہے تو شرط فاسد ہے کیونکہ متضاد ہے عقد کے خلاف ہے۔ البتہ رہیں صحیح ہوگا (۳)۔“ ملاحظہ ”رہیں“ کی طرف رجوع یا جائے۔

ج- ہبہ:

۱۲- فقہاء کا اتفاق ہے کہ ہبہ کے اندر مدت متعین کرنا صحیح نہیں ہے، اس سے کہ ہبہ جیسا کہ مذکور ہے: ”باعتوض فوراً کسی کو زمین کا مالک بنانا ہے، لہذا بیع پر قیاس کرتے ہوئے ہبہ میں بھی مدت متعین نہیں کی جاسکتی (۴)۔“

اس سے بھی کہ ہبہ میں مدت متعین کرے سے جو کہ لازم ہے ”گا جیسا کہ مالکیہ کہتے ہیں (۵)۔“

نوی سے دیکھا ہے کہ صحیح مذہب کے مطابق ہبہ کو کسی شرط پر ”عقق کرنا یا مدت متعین کرنا قابل قبول نہیں ہے (۱)۔“

(۱) المدونہ ۳۲۹/۵ طبع دومعادہ جوبہ والکلیل ۸۰/۴ مہربوب، الجلیل ۵/۴

(۲) حاشیہ قلیوبی ۳۶/۲

(۳) کشف القناع ۳۵۰/۳

(۴) بدیع المصابیح ۱۱۸/۱ طبع الجوال

(۵) حاشیہ المدونہ ۱۱۰/۳

(۶) رد المحتار ۱۱۵/۵

حنابلہ کہتے ہیں جیسا کہ ابغنی میں یہ ہے کہ ”رہبہ میں مدت متعین نہ کی اور یہ بلاء میں نے اپنی بیعت ایک سال کے عہد کو ہبہ کی۔ پھر وہ میری طرف لوٹ آئے تو ہبہ صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ ہبہ کی میں کا مالک بنانے کا عقد ہے لہذا مدت متعین کرنے پر صحیح نہیں ہوگا جیسا کہ صحیح میں ہے (۱)۔“

عمری اور رقبی:

۱۳- فقہاء کا عمری کی مشروعیت پر اتفاق ہے، بین اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ اس میں مدت متعین کرنا صحیح ہے یا نہیں، شافعیہ، شافعیہ قول جدید میں اور امام احمد اس طرف گئے ہیں کہ جس کے لئے عمری یا گیا ہے اس کی زندگی میں عمری جائز ہے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ کا ہوگا۔

عمری کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص یہ کہے: میں نے پنا گھر فلاں کو دے دیا جب تک وہ مرد رہے، جب وہ مرد جائے تو گھر مجھے واپس ہو جائے گا، لہذا اسے گھر دیا ہے وہ اس کا مالک ہو جائے گا اور اس کے انتقال کے بعد اس کے ورثہ کا مالک ہوں گے، اور عمری شرط جو تاقیت کا قاعدہ دیتی ہے، باطل ہو جائے گی، یہی جمہور فقہاء کی رائے ہے۔

امام مالک کا مذہب اور امام شافعی کا قول قدیم یہ ہے کہ عمری میں منافع کا مالک بنایا جاتا ہے نہ کہ عین کا، لہذا جس کے لئے عمری کی گیا ہے اس کو رہنے کا حق ہوگا، جب وہ مرد جائے گا تو گھر عمری کرنے والے کو نہیں ہو جائے گا، لہذا ان کے نزدیک عمری ان تصرفات میں سے ہے جس میں مدت متعین کرنا درست ہے (۲)۔

(۱) ابغنی مع الشرح الکبیر ۲۵۶/۱ طبع المدونہ، یہ دیکھئے ملاحظہ ”ر“۔

(۲) التایید ۸۶۰/۲، الخطاب ۶۱/۱، وقایع الشریعہ ۳۳/۲

رقبی کی صورت یہ ہے کہ آدمی کسی سے کہے: میرا گھر تمہارے سے رقبی ہے، امام ابو حنیفہ و امام محمد کے نزدیک یہ باطل ہے، یہ ملک رقبہ کا فائدہ نہیں دے گا، اہل عاریت بن جائے گا۔ عمری کرنے والے کے لئے جائز ہے کہ پٹی بات سے رجوع کر لے اور سب چاہے بچے دے، یہ مکہ اس کا جسد مطلق انتفاع کو شامل تھا۔

پس رقبی طریقین کے نزدیک ان تصرفات میں سے ہے جن میں مدت متعین کرنا درست ہے، یہ مکہ و عاریت ہے۔

امام شافعی امام احمد و امام ابو یوسف رقبی کے جواز کے قائل ہیں، اس سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ "دادی لک" (میرا گھر تمہارے لئے ہے) مالک بنتا ہے، اور "رقبی" نہاٹا فائدہ ہے، لہذا یہ شرط دفعہ ہو جائے گی، تو کوئی اس نے یہ کہلا "رقبہ دادی لک" (میرے گھر کا رقبہ تمہارے لئے ہے)، لہذا ان حضرات کے نزدیک "رقبی" عمری کی طرح حار ہوگا، اور ان کے نزدیک رقبی ان تصرفات میں سے ہوگا جو تاقوت کو بدل نہیں کرتے۔ امام مالک سے "رقبی" کی جارت نہیں کی ہے^(۱)۔ تفصیل کے لئے دیکھیے: صحاح "عمری" اور "رقبی"۔

د- نکاح:

۱۳- نکاح کے اندر مدت متعین کرنا بالاتفاق صحیح نہیں ہے، لہذا نکاح موقت جائز نہیں ہے، خواہ متعہ کے لفظ سے ہو یا تزویج کے لفظ سے، جیسا کہ مالکیہ نے صراحت کی ہے کہ نکاح میں مدت کا ارمانوں سے، خواہ کتنی ہی لمبی مدت کیوں نہ ہو^(۲)۔

(۱) اختصار ۵/۵۳، المختار ۷/۱۶۱، فتاویٰ الشریعی ۲/۳۳۲، خطاب مع اہل حق ۱/۶۱۔

(۲) درجہ المختار ۲/۴۷۳، ۴۷۴، ابن ماجہ ۲/۴۹۳، مواہب الجلیل ۳/۳۶۳، حاشیہ الرسوٹی ۲/۳۳۸، جوہر و الجلیل ۱/۲۸۳۔

نکاح موقت شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک باطل ہے، خواہ مدت کی تعیین مجہول ہو یا معلوم، اس لئے کہ یہ نکاح متعہ ہے اور نکاح متعہ اسی طرح حرام ہے جس طرح مرد اور عورت کا کوشت حرام ہے^(۱)، دیکھیے: "نکاح" کی اصطلاح۔

نکاح موقت و نکاح متعہ میں فرق:

۱۵- دونوں میں لفظی اعتبار سے فرق ہے، نکاح متعہ وہ نکاح ہے جس میں لفظ تمتع استعمال کیا جائے، مثلاً عورت سے کہے: "میں تم کو فلاں چیز دیتا ہوں اس شرط پر کہ میں تم سے ایک دن یا ایک ماہ یا ایک سال یا اسی طرح کی مدت تک فائدہ اٹھاؤں گا، یہ عام عہد کے ایک صحیح نہیں ہے^(۲)۔

نکاح موقت وہ نکاح ہے جو تزویج اور نکاح کے لفظ سے ہو یا ایسے الفاظ سے جو جوان کے قائم مقام ہوں اور اس میں مدت کی قید ہو، مثلاً عورت سے کہے: "میں تم سے اس دن کے لئے شادی کرتا ہوں" یہ عام عہد کے نزدیک صحیح نہیں ہے، اور امام ظہری نے کہا کہ عقد صحیح ہو جائے گا اور مدت کی تعیین باطل ہوگی۔

مزید یہ کہ یہ نکاح کو موقت کرنے کی چند صورتیں ہیں، مثلاً عورت سے مدت معلومہ تک کے لئے یا مدت مجہولہ تک کے لئے نکاح کرے، یا ایسی مدت تک کے لئے نکاح کرے جس وقت تک دونوں میں سے کسی کی عمر نہ پہنچے، یا ان میں سے کسی ایک کی عمر نہ پہنچے۔ اس کی پوری تفصیل اصطلاح "نکاح" کے تحت آئے گی^(۳)۔

(۱) المروۃ ۷/۳۲۲، کشاف القناع ۵/۹۶، ۹۷۔

(۲) درجہ المختار ۲/۴۷۳۔

(۳) درجہ المختار ۲/۴۷۳، مواہب الجلیل ۳/۳۶۳، حاشیہ لکھنوی علی الرسائل ۲/۴۷۳، مفتی محمد نجیب، کشاف القناع ۵/۹۶، ۹۷، نیز دیکھیے المروۃ، حاشیہ اصطلاح اہل حق ۲/۳۳۸، ۳۳۹۔

نکاح میں تاقیت کو پوشیدہ رکھنا:

۱۶- حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ نکاح میں مدت کی تعیین کو پوشیدہ رکھنے سے نکاح کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا اور نہ وہ اس سے موقت بنائے گا، لہذا اگر عورت سے شادی کرے اور نیت یہ ہو کہ اتنی مدت تک جتنی اس نے نیت کی ہے، سے نکاح میں باقی رکھے گا تو نکاح صحیح ہے اس سے کہ مدت کی تعیین لفظ کے ذریعہ ہوتی ہے^(۱)۔

مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ مدت کی تعیین عقد میں نہ پانی حائے اور شوم نے عورت کو بتایا بھی نہ ہو صرف اپنے دل میں قصد کیا ہو، اور عورت یا اس کے ولی نے جاں یا ہو کہ شوم ناں مدت کے بعد عورت کو ہر اکروے گا تو یہ مضر نہیں، اور یہی رائج ہے، اور چہ بہرام نے اپنی ”شرح“ اور ”مثال“ میں فاسد ہوئے کی صراحت کی ہے، اگر شوہر کا ارادہ عورت سمجھتی ہو۔ بین ارشوم نے عورت یا اس کے ولی سے اس کی صراحت نہیں کی اور عورت نے بھی شوہر کے ارادہ کو نہیں سمجھا تو یہ نکاح متعین میں ہے^(۲)۔

شافعیہ اس نکاح کو مکرہ کہتے ہیں جس میں مدت کی تعیین کو پوشیدہ رکھا گیا ہو، اس سے کہ مدت بتایا جس کی صراحت نکاح کو باطل کرے، اس کو پوشیدہ رکھا گیا ہے نہ کہ ایک مکرہ ہے^(۳)۔

حنابلہ کے یہاں صحیح منصوص حدیث قول ہے جس پر اصحاب حنابلہ کا عمل ہے یہ ہے کہ نکاح میں مدت کی تعیین کو پوشیدہ رکھنا، اس کی شرط نکاح کی طرح ہے، لہذا عدم صحت میں نکاح متعین کے مشابہ ہو یا^(۴)۔

صاحب الفروع نے شیخ ابن قدامہ سے نیت کے باوجود ایسے

(۱) بحر الرائق ۳/۱۶۳، ابن ماجہ ۲/۲۹۳، تبیین الحقائق ۵/۱۱۶۔

(۲) المدلول ۳/۲۳۹۔

(۳) اجماع المسائل ۳/۵۳۔

(۴) الاصاب ۸/۳۳، شرح تہذیب الاولیاء ۳/۳۳، کتاب النکاح ۵/۷۷، طبع المصنف۔

نکاح کے قطعی صحیح ہونے کا قول نقل کیا ہے^(۱)۔

”المغنی“ میں یہ بھی آیا ہے کہ اگر عورت سے بلا شرط نکاح کیا، اس کی نیت یہ ہے کہ ایک مہینہ کے بعد طلاق دے دے گا، یا جب اس شہر میں اس کی ضرورت پوری ہو جائے گی تو طلاق دے دے گا، تو عام اہل علم کے نزدیک نکاح صحیح ہے، سوائے امام اوزعی کے، وہ کہتے ہیں کہ یہ نکاح متعین ہے۔

تجلیات یہ ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ورنہ اس کی نیت سے نکاح کو کوئی نقصان پہنچے گا، وہی پر لازم نہیں ہے، وہ اپنی دیوی کو بوس رکھنے کی نیت کرے، اس سے تاقی کافی ہے، اگر اس کے موافق ہو تو رکھے، ورنہ طلاق دے دے^(۲)۔

سوم: وہ تصرفات جن میں مدت بھی متعین ہوتی ہے، وہ کبھی غیر متعین

اس سے مراد وہ تصرفات ہیں جن میں مدت کی تعیین فاسد نہیں کرتی، جیسے ایلاء، ظہار، عاریت وغیرہ۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

الف- ایلاء:

۱۷- فقہاء کہتے ہیں کہ ایلاء، موقت اور مطلق دونوں طرح ہوتا ہے^(۳)، اس کے احکام کی تفصیل اصطلاح ”ایلاء“ میں دیکھی جائے۔

(۱) الفروع ۵/۲۱۵، طبع عالم الکتاب۔

(۲) المغنی مع الشرح ۷/۵۷۳، نیز دیکھئے الموسوعۃ الفقہیہ اصطلاح ”عل“ جلد ۲، فقرہ ۱۷۷۔

(۳) الفتاویٰ الہندیہ ۶/۷۶، حلیۃ اللہ علیہ ۲/۲۸، ۳/۶۶، رطلیل ۳/۶۶، واخواہ و نظائر للشیخ طبرانی ۲/۲۸۲، حلیۃ قلیوبی ۳/۲۳، کتاب النکاح ۵/۵۳، نیز دیکھئے تفسیر القرطبی ۳/۱۰۷، طبع دارالکتب المصریہ۔

ب- ظہار:

۱۸- ظہار میں صل یہ ہے کہ ذرا سے مطلق رکھے گا تو وہ مودہ ہو جائے گا، اور اگر موقت کر لے مثلاً اپنی بیوی سے ایک دن یا ایک ماہ یا یک سال کے لئے ظہار کرے تو اس کے حکم میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنفیہ حنابلہ و شافعیہ قول ظہار کے مطابق اس طرف گئے ہیں کہ وہ موقت ہو جائے گا، اور ظہار کرنے والا اس وقت تک اپنی مات سے رجوع کرنے والا نہ مانا جائے گا جب تک کہ مدت میں بیٹی نہ کرے، ورنہ مدت زری اور بیوی سے بیٹی نہیں کی تو کفارہ ساقط ہو جائے گا ورنہ روطہ مل ہو جائے گا تا قیامت پھر عمل کرتے ہوئے اس سے تحریم اسی مدت سے متعلق ہوگی نہ کہ اس کے علاوہ سے، لہذا ضروری ہے کہ مدت کے ختم ہونے سے ظہار ختم ہو جائے، اور اس لئے کہ ظہار جھوٹ اور منکر قول ہے، لہذا اس پر اس کا حکم مرتب ہوگا جیسا کہ ظہار حقیقہ ہے (۱)۔

مذکورہ شافعیہ غیر ظہار قول کے مطابق اس طرف گئے ہیں کہ ظہار تا قیامت کو قبول نہیں کرتا، لہذا اگر کسی وقت کے ساتھ مقید کرے تو وہ مودہ ہو جائے گا، جیسے طلاق مودہ ہو جاتی ہے، لہذا مقید کرنا لغو ہوگا، اور سب کفارہ کے پائے جائے گی، چہ سے ہمیشہ مظاہر رہے گا۔

شافعیہ سے چوتھے قول میں، مزایا ہے کہ ظہار موقت لغو ہے، اس سے کہ تحریم کو مودہ نہیں کرتا، لہذا یہ ایسے ہی ہو جیسے کوئی شخص اپنی بیوی کو کسی عورت کے ساتھ تشبیہ سے جو ہمیشہ کے لئے حرام میں ہوتی (۲)۔

ج- عاریت:

۱۹- عاریت، بلا عوض منافع کا مالک بنانے کا نام ہے، عاریت پر تو متعین مدت تک موقت ہوتی ہے، اس وقت اسے عاریت مقیدہ کہہ جاتا ہے، یا کسی متعین مدت تک موقت نہیں ہوتی، سے عاریت مضائقہ کہا جاتا ہے، حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک یہ اس عقود میں سے ہے جو لازم نہیں ہوتے لہذا عاریت پر دینے والا عاریت پر لینے والا، دونوں جب چاہیں رجوع کر سکتے ہیں، خواہ عاریت مطلق ہو یا مقید، البتہ بعض صورتوں میں جب چاہیں رجوع کا حق نہیں ہے، جیسے ذین یا قیام یا پودا لگانے کے لئے عاریت پر لینا (۱)۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح "عارہ"۔

مالک کا کہنا یہ ہے کہ جب عاریت کسی عمل کے ساتھ مقید ہو، جیسے کسی زمین میں ایک فصل یعنی ایک بار زراعت، یا کسی وقت کے ساتھ مقید ہو، جیسے کسی گھر میں یک ماہ کی سکونت، تو وہ اس عمل یا وقت کے ختم ہونے تک لازم رہے گی، لیکن اگر عمل یا وقت کے ساتھ مقید نہ ہو تو ایسی مدت کے ختم تک لازم رہے گی جس مدت میں اس جیسی چیز سے عام طور پر نفع اٹھایا جاسکتا ہو، اس لئے کہ عادت شرط کی طرح ہوتی ہے۔

پس اگر عادت، مبی چیز نہ ہو، اور عمل یا وقت کی قید بھی نہ رہی ہو تو تخمینی نہ کرنا ہے کہ عاریت پر دینے والے کو وہ چیز حوالہ کرنے پر رک لینے کا اختیار ہوگا، ورنہ حوالہ کر چکا ہو تو اس لئے سکتا ہے (۲)۔

(۱) الفتاویٰ الہدیہ ص ۳۳۳ تبیین الحقائق ۵، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲،

د-خاتمہ:

۲۰- کذا میں مدت کی تعیین جاز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں متباد کا اختلاف ہے۔ حنفیہ، مالکیہ، حنبلیہ اور شافعیہ اپنے اپنے صحیح قول کے مطابق اس طرف گئے ہیں کہ کذا میں مدت معلومہ مثلاً ایک ماہ یا ایک سال کی مدت کی تعیین جاز ہے، اور اپنے صحیح قول میں شافعیہ اس سے منع کرتے ہیں۔

پھر جو لوگ جواز کے قائل ہیں ان میں اس صورت میں اختلاف ہے جب کہ مدت مجہول کے ساتھ تعیین ہو۔

مفسر کہتے ہیں کہ وقت مجہول کے ساتھ مدت کی تعیین جاز ہے جب کہ بہت زیادہ جہالت نہ ہو لوگوں میں اس طرح کے وقت کے ساتھ مدت کی تعیین کا عرف رائج ہے، مثلاً کھیت کے کاٹنے کا ہے۔ وقت تک کی تعیین، لیکن اگر وقت مجہول لوگوں کے درمیان متعارف نہ ہو جیسے بارش کا آنا، ہوا کا چلنا، تو ایسے وقت مجہول کے ساتھ کذا کی موقوفہ کرنا صحیح نہ ہوگا۔

مالکیہ نے کفالت میں مدت مجہول کے ساتھ مدت تعیین کرنے کی جازت دی ہے، جیسا کہ ابن یونس سے کتاب النکاح یعنی (کتاب النکاح) میں منقول ہے کہ کذا مال مجہول کے ساتھ جاز ہے، اسی طرح کذا بالمال مدت مجہول کے ساتھ بھی جاز ہے۔

حنابلہ کذا میں مدت کی تعیین کو جاز قرار دیتے ہیں اگرچہ مدت مجہول کے ساتھ ہو، بشرطیکہ وہ مدت مجہول کذا کے مقصود کے حاصل کرنے میں مانع نہ ہو، جیسے کھیت کے کاٹنے اور توڑنے کا وقت، اس لئے کہ وہ بلا عوض تحریر ہے، لہذا ان کی طرح جاز ہوگا^(۱)۔

دیکھئے: اصطلاح ”کفالت“۔

ج-مضاربہ:

۲۱- حنفیہ اور حنبلیہ کے رب ایک مضاربہ میں مدت تعیین کرنا جاز ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں کہ مالک نے کسی شہر یا سماں یا وقت یا شخص کو متعین کر دیا ہو تو اس سے تجاوز کرنے کا اختیار عامل (مضارب) کو نہیں ہے^(۱)۔

حنابلہ نے بھی مضاربہ میں مدت کی تعیین کو صحیح قرار دیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب رب المال یوں کہے ”میں نے تمہیں تین درہم یا تین درہم پر ایک سال کے لئے مضارب بنایا، اور جب سال گزر جائے تو تیرے لئے درہم و نصف وقت کرو“، اس لئے کہ یہ تصرف سامان کی ایک قسم سے متعلق ہے، لہذا ازمانہ کے ساتھ اس کی توقیت جاز ہے جیسا کہ کفالت میں جاز ہے^(۲)۔

مالکیہ اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ مضاربہ میں مدت تعیین کرنا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ جیسا کہ مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ عقد لازم نہیں ہے، لہذا مضاربہ کا حکم یہ ہے کہ وہ غیر مؤجل رہے گی، اور رب المال اور مضارب میں سے ہر ایک کو جب چاہے چھوڑنے کا اختیار ہوگا^(۳)۔

درجیسا کہ شافعیہ کہتے ہیں کہ مضاربہ میں مدت تعیین کرنے سے کام کرنے میں عامل کو تنگی ہوگی، امام نووی نے ”اربعہ“ میں لکھا ہے کہ مضاربہ میں بیان مدت کا اعتبار نہیں، لہذا اگر موقت

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۳ ص ۲۸۶، طبع بیروت، مکتبۃ المدینہ علی الحدائق

ص ۶۵

(۲) کتاب النکاح ص ۵۱۲

(۳) مواہب الجلیل ص ۲۶۰، طبع بیروت

(۱) بدیع الصلاح ص ۱۶، کشف الخفا ص ۵۲، البحر الرائق ص ۲۳۰، ۲۳۱

مواہب الجلیل ص ۱۵۱، مفتی النکاح ص ۲۰۷، کتاب النکاح ص ۶۱۳

نکاح و زواجات ص ۱۳

ز-وقف:

۲۳- وقف کے اندر مدت کی تعیین میں نقب کا اختلاف ہے حنفیہ، ثانیہ اپنے صحیح قول میں اور حنبلیہ وہ دونوں میں سے ایک کے مطابق اس طرف گئے ہیں کہ وقف میں مدت متعین کرنا صحیح نہیں ہے اور وقف موبد ہی رہتا ہے^(۱)۔

مالکیہ نیز ثانیہ اپنے صحیح قول کے باطن میں اور حنبلیہ دوسری حد کے مطابق اس طرف گئے ہیں کہ وقف میں مدت متعین کرنا جائز ہے، اور وقف کے صحیح ہونے کے ساتھ شرط نہیں ہے، یعنی وقف کا اس طرح موبد ہونا شرط نہیں ہے کہ جب تک شیء موقوف باقی رہے وقف باقی رہے، لہذا متعین مدت تک کے سے بھی وقف صحیح ہے، چہ اس کی حقیقت ختم ہو جائے کی و اس میں ہر قسم کا تصرف جائز ہوگا جو غیر موقوف میں ہوتا ہے^(۲)۔

اس کی تفصیل اور اختلاف اصطلاح "وقف" کے تحت دیکھا جائے۔

ح-وکالت:

۲۴- وکالت میں مدت کی تعیین فقہاء کے نزدیک صحیح ہے، جامع الاصولین میں ہے: اگر کسی نے کسی کو بیع، شرا، کفیل، بیع، وکیل نے اسے کل یا تو اس کے صحیح ہونے کے بارے میں وہ رہے ہیں ہیں، و عدم صحت کی روایت رائج ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ "وکالت" وکالت کی تعیین کے لئے ہے^(۳)۔

(۱) الفتاویٰ الہندیہ ۵۶۴، تجمین الحقائق ۳۲۶/۳، حاشیہ ابن عابدین ۳۶۵/۳، ۳۶۶/۳، ۳۶۷/۳۔

(۲) جوہر الاکلیل ۲۰۸/۲، الشرح المکیر مع حاشیہ المدسوق ۸۷/۲، لا شہ وانظار للسیوطی ۲۸۲، المسحیح المشرع المکیر ۲۲۱/۲۔

(۳) جامع الاصولین ۲۲/۳۔

کیا وہ یوں کہتا: "میں نے تم کو ایک سال کے لئے مضارب بنایا"، پھر اس کے بعد مطلقاً تصرف کرنے سے یا بیع کرنے سے روکے؟ مضاربیت قاسد ہو جائے گی، چونکہ یہ مقصود کے لئے نکل ہے، تو وہی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "میں نے تم کو ایک سال کے لئے مضارب بنایا کہ تم ایک سال کے بعد شریعت نہیں سکتے البتہ ہر مدت نہ سکتے ہو" صحیح قول کے مطابق مضاربیت صحیح ہے، اس لئے کہ مالک شریعت نے سے جب چاہے روک سکتا ہے، البتہ ہر مدت کرنے سے نہیں روک سکتا۔ اور اگر مالک نے صرف اتنا کہا: "میں نے تم کو ایک سال کے لئے مضارب بنایا" تو صحیح قول کے مطابق مضاربیت قاسد ہو جائے گی اور اس سے قول کے مطابق جائز رہے گی، اور مدت کی تعیین کو ترجیح دے سے روکنے پر محمول کیا جائے گا تا کہ عقد باقی رہ سکے۔ اور اگر یوں کہے: "میں نے تم کو ایک سال کے لئے اس شرط پر مضارب بنایا کہ میں مدت ختم ہونے سے پہلے بیع کا مالک نہیں رہوں گا" تو بھی مضاربیت قاسد ہو جائے گی^(۴)۔

و-نذر:

۲۵- نقب کا اتفاق ہے کہ نذر میں مدت متعین کرنا صحیح ہے، جیسے اگر کوئی ماحرم آخرم کے یک دن کے زور کی نذر مانے تو وہ در دلازم ہو جائے گا، اور اگر مدت متعین نہ کرے بلکہ یوں کہے: "اللہ علی ان اقوم یوما" (اللہ کے لئے میرے عزم میں کسی ایک دن کا مرد ہے) تو وہ زہ بھی لازم ہو جائے گا، اور اس حالت میں اگر ایسی کسی وقت کی تعیین نہ رہے، لے کے اختیار میں ہے^(۵)۔

(۱) رد المحتار ۱۲۲، ۱۲۱/۵، حاشیہ اہلبی ۵۳/۳۔
(۲) الفتاویٰ الہندیہ ۲۰۹، مواہب اللکلیل ۳۳۷/۳، جوہر الاکلیل ۱۵۵/۱، حاشیہ المدسوق ۱۶۲/۲، لا شہ وانظار للسیوطی ۲۸۲، کتاب التنازع ۲۹۶/۲، ۲۹۷/۲، ۲۹۸/۲۔

تا قیامت ۲۵ تا کی ۲-۱

صاحب الہدیٰ نے فرمایا ہے کہ اُرکیل بتلایا کہ ”اِس گندہ کو
 حل نہ دھت رہو، تو حل آئے سے پہلے اکیل نہ جائے گا۔“^(۱)

مالکیہ نے فرمایا ہے کہ ہیکل نے جب موکل کے حکم کی مخالفت و مرموکل کے متعین حدود وقت سے پہلے یا بعد میں بیع و شراء کیا تو موکل کو اختیار ہے کہ وہ اسے قبول کرے یا نہ کرے (۲)۔

شائعہ اور حنا بلہ نے صراحت کی ہے کہ وہ امت کا مقتدر تھے
ہو جانے کے بعد وکیل کے لئے تصرف ممنوع ہو جاتا ہے (۳)۔
دیکھئے: ”کالہ“۔

ط-محکمین:

۲۵- فقہ کا مذاق ہے۔ یسین میں مدت کی تعین ملتی ہے۔ یسین میں مدت کی تعین بھی ان الفاظ سے ہوتی ہے۔ دن سے مدت کی تعین کی جاتی ہے، جیسے ”ما دام، ما لم، حتی، انی“ وغیرہ۔ اور کبھی وقت کے ساتھ مقید کرنے سے ہوتی ہے، جیسے ماہ اور دن۔

ابہد جس سے قسم کھانی کہ ملاں نام نہیں کرے گا۔ اس کے
سے کوئی وقت متعین نہ ہو گا۔ یہی اسی متعین وقت کے ساتھ محسوس
ہوگی (۳)۔

تفصیل کے لئے اصطلاح ”لایمان“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

() بدائع الصالحين ١٦ / ٢٠٤

(٢) جابر الكليني ١/٢، ١٢٤، حاشية المصنف ٢٨٣-٢٨٤.

(۳) مغنی المحتاج ج ۲، ص ۴۲۳؛ کشف المستحجرات ج ۱، ص ۶۲.

(۴) جامع الفصولین ۴/۲۷ جوہر الراکب ۱/۲۳۰، ۲۳۱، راہ شاہ و نظائر

مسئود و شری ۴۸۴، کتاب الفبا ۱/۲۲۵۔

تعریف:

۱- لغت میں تاکید کا مطلب: مضبوط کرنا، محکم کرنا، قوت پہنچانا ہے۔
 کہا جاتا ہے: ”أكد العهد“ جب وہ سے مضبوط و محکم کرے۔

اصطلاح میں تاکید کا مطلب: کسی شی کوئی طب کرے وہیں میں متعین و ثابت کرنا ہے۔^(۱)

ملاحظات القواعد:

الفصل الثانی:

۲- ناسیس: کسی ایسے نئے معنی کا نام دہ دینے کا نام ہے جو پہلے سے حاصل نہیں تھا، اسی بنیاد پر فقہاء کے عرف میں ناسیس، ناکید سے بہتر ہے، اس لئے کہ کلام کو نئے معنی پر محمول کرنا پہلے معنی کے ساتھ پر محمول کرنے سے بہتر ہے۔

اور جب کوئی لفظ دہنوں معنی کا احتمال رکھتا ہو تو تائیس پر محمول رہا متعین ہو جائے گا، یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہتا "تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے" اگر کوئی نیت نہ کرے تو صحیح یہ ہے کہ اسے متیانف یعنی تائیس پر محمول ہو جائے گا، تاکہ یہ پر محمول نہیں ہو جائے گا، "وہاں کہے کہ میں نے اس قول سے تاکید کا راہ نہ

(۱) اٹھانویں اور ۱۵۳ء کے انتخابات (جو کچھ تقرباً ساٹھ سال پہلے ہوئے تھے)۔

نام

کے لئے ”

تأویل

تقریب:

۱- تاویل: اَوَّل کا مصدر ہے۔ اصل فعل ”آل الشيء یؤول“
 ”توڑنا“ ہے، جب کوئی چیز لوٹے، تم کہتے ہو: ”آل الأمر إلى
 کمالہ“ یعنی معاملہ فلاں کی طرف لوٹا۔

تاریخ کا مطلب: اس چیز کی تہہ سہا ہے جس کی طرف ترقی لگتی ہے، اور جو اس کا انجام ہے^(۱)۔

صوبہ کی اصطلاح میں تاویل: لفظ کو معنی ظاہر سے معنی
مروجہ کی طرف پھیرا ہے، کیونکہ ایک ایسی دلیل کے ذریعہ اس معنی
کو متنبہ ہی حاصل ہو جاتی ہے جس سے معنی ظاہر کی بہ نسبت اس معنی کا
ظن غائب ہو جاتا ہے۔^(۲)

مطلحة القفاط:

الفصل الثاني

۲۔ خبر کا معنی بیان کرنا اور مشکل الفاظ کی مراد کو ظاہر کرنا ہے۔

ثالث میں تفسیر کا مطلب: آیت کا معنی، اس کی حقیقت، اس کے ساتھ جو صیغہ عربیہ اور یہ لفظ کے درمیان، صریح معنی ہے جو اس معنی پر ظاہر اور علامت کرے، اس سے قریب یہ بات ہے کہ لفظ کے چند

”کچھ“

تأمین الدعاء

(۱) لسان العرب، المصباح المنیر، ج۱، مصباح ابن سید "قول"، اربع و الفول، ص ۷۶.

(۳) المصحف، ج ۱، ص ۸۷، روح البیان، ج ۲، ص ۹۴، لاجلہ مذکورہ، ج ۵، ص ۱۳، اشعار غنیۃ البحر حاشی۔

تاویل ۳-۴

کلام ہے جس کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہے (۱)۔
اصطلاح میں: یاں: مخاطب کے لئے معنی کو ظاہر کرنا اور اس کی
وضاحت کرنا ہے (۲)۔

تاویل اور بیان میں فرق یہ ہے کہ تاویل وہ چیز ہے جو کلام میں
ذکر کی جائے لیکن اس کا حاصل معنی اول جملہ میں سمجھ میں نہ آئے کہ
معنی مراد سمجھ جائے۔

اور یاں وہ چیز ہے کہ جو اس سے سمجھ گیا ہے اس میں ذکر
نہ کی جائے، البتہ بعض کے شمار سے اس میں یک قسم کا فہم
ہو (۳)۔

اجمالی حکم:

تاویل جن چیزوں پر داخل ہوتی ہے ان کے اختلاف سے
تاویل کا اجمالی حکم بھی مختلف ہوتا ہے، اس کا بیان درج ذیل آتا ہے:
۴- اول: وہ تاویل جو عقائد، اصول دین اور صفات باری تعالیٰ
سے متعلق نصوص میں ہو، علماء کے اس مسئلے میں میں مذہب ہیں:
پہلا مذہب یہ ہے کہ تاویل کی ان میں کوئی گنجائش نہیں، وہ
اپنے ظاہر پر ہی رہیں گے، ان میں سے کسی کی کوئی تاویل نہیں کی
جائے گی۔ یہ تہ مشدد کا قول ہے۔

۵- مذہب یہ ہے کہ ان کی بھی تاویلات ہیں، میں تشبیہ
تجسیل سے اپنے آقا کو چاہتے ہوئے ہم اس سے رکھیں گے، مثلاً
باری ہے: ”وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ“ (حالا نکتہ کا صحیح)

احتمالات میں سے کسی ایک کو بیان کرنے کا نام تاویل، اور مختصم کی مراد
کو بیان کرے کلام تفسیر ہے (۱)۔

ان الاصلی، پوجیدہ و دیگر یک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ تفسیر اور
تاویل، معنی ہیں۔

راغب کہتے ہیں کہ تفسیر تاویل سے زیادہ عام ہے، اور تفسیر کا
کثر استعمال الفاظ اور الفاظ کے مفردات سے متعلق ہے، اور تاویل کا
کثر استعمال معانی اور جملوں سے متعلق ہے، اور تاویل کا زیادہ تر
استعمال کتب الہیہ میں ہوتا ہے، اور تفسیر کا لفظ کتب الہیہ اور غیر کتب
الہیہ دونوں میں استعمال کیا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ دوسرے علماء نے کہا ہے کہ تفسیر: ایہ لفظ کا بیان
ہے جو یک معنی و چکا احتمال رکھتا ہے، اور تاویل: مختلف معانی کا احتمال
رکھنے والے کسی لفظ کے اس ایک معنی کو بیان کرنا ہے جو معنی دلائل
سے ظاہر ہو۔

ابو حاتم لغابی کہتے ہیں: تفسیر: لفظ کے معنی کا بیان ہے، جو وہ
حقیقت ہو جو غور، جیسے (صراط) کی تفسیر: راستہ ہے، اور (صوب) کی
تفسیر: بارش ہے۔

اور تاویل: لفظ کے ضمن کی تفسیر ہے، فوفی سے ماخوذ ہے، جس
کا معنی فہم کاری طرف رجوع کرنا ہے۔ پس تاویل: حقیقت مراد
کی خبر دینا ہو، اور تفسیر: دلیل مراد کی خبر دینا ہو، اس لئے کہ لفظ مراد
کو ظاہر کر کے بتاتا ہے، اور بتانے والی چیز دلیل کہلاتی ہے (۲)۔

سبب بیان:

۳- بیان لغت میں: اظہار، ایضاح، انکشاف اور اس لامتناہی وغیرہ

(۱) دستور احکام ج ۳ ص ۳۳۰

(۲) کشف اصطلاحات المصنفون ۱/۵، لسان العرب، المفردات للراغب ج ۱
: ”تفسیر“ اور ”تأویل“۔

(۱) لسان العرب، لمصباح الحیر، مفردات الراغب ج ۱ ص ۶۷، اور ثار الخیر ص ۶۷،
۱۶۸۔

(۲) اذکار لکھنؤ، خزائن خزائن، ص ۱۶۸، اذکار لکھنؤ ج ۱ ص ۱۶۸۔

(۳) دستور احکام ج ۳ ص ۲۵۷، مفردات الراغب ج ۱ ص ۳۰۰۔

(۴) سورة آل عمران ص ۷۷۔

تاویل ۵

۱۔ اہم باتیں میں ہے کہ جوینی نے کہا: ائمہ سلف کا مذہب یہ ہے کہ تاویل سے باز رہا جائے، اور غلوہم کو اس کے مواقع پر جاری کیا جائے اور ان کے معانی کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے یہاں درج کیا جائے جس راے سے ہم راضی ہیں اور جس کے مطابق ہم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے ہیں، وہ اسلاف امت کی اتباع کا عہد ہے پس ہم اس عہد پر لازم ہے کہ وہ یہ عقائد رکھے کہ اللہ تعالیٰ تعذبات کی صفات سے پاک ہے، مشاہدات کی تاویل میں نہ پڑے، اس کے معنی کو باری تعالیٰ کے خواہ کرے (۱)۔

۵۔ وہ وہ نصوص جو فروع سے متعلق ہیں، اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ تاویل کا ان میں دخل ہے۔

فروع سے متعلق نصوص میں تاویل استنباط و استخراج کے ذریعوں میں سے ایک باب ہے، یہ تاویل کبھی صحیح ہوتی ہے، اور کبھی ناسد۔ تاویل اس وقت صحیح ہوگی جب استنباط کی ساری شرطیں یعنی لغت میں یا عرف میں اس لفظ کے استعمال کا جو طریقہ ہے اس کے موافق ہو، اور اس پر دلیل قائم ہو کہ اس لفظ سے مراد اسی معنی ہے جس پر اسے معمول کیا گیا ہے، اور تاویل کرنے والا تاویل کا بل ہو۔

تاویل صحیح کے ذریعہ جو عمل کیا جائے اس کے قبول کرنے پر علماء کا اتفاق ہے، البتہ اس کے طریقے اور اس کے مقامات میں اختلاف ہے، اسی طرح اس میں بھی اختلاف ہے کہ کس تاویل کو تاویل قریب قرار دیا جائے اور کس کو تاویل بعید۔

آمدی کہتے ہیں: تاویل مقبول ہے اور اس پر عمل بھی ہے جب اپنی شرطوں کے ساتھ پانی جائے، عہد صحابہ سے ہمارے زمانہ تک کے ہر شہر اور زمانہ کے علماء بغیر نکیر کے اس پر عمل کرتے رہے ہیں (۲)۔

مضبوط جملہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، ابن برہان کہتے ہیں کہ یہ سلف کا قول ہے۔

شوکانی نے کہا ہے کہ یہی واضح راستہ ہے۔ یہی وہ طریقہ ہے جو تاویل کے گڑھے میں گرنے سے بچانے والا ہے، جو شخص اقتداء کا ارادہ رکھے اس کے لئے سلف صالح پیشوائی کے لئے کافی ہیں۔ ہر جو ان کا سوا پسند کرے ان کے لئے بہترین اسوہ ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بات بھی تسلیم شدہ ہے کہ کوئی ایسی فیصلہ کن دلیل اور نہیں ہوتی جو تاویل سے مانع ہو یہ کیسے ہوتا ہے سب کہ وہ کتاب و سنت میں جو عی موجود ہے۔

تیسرا مذہب یہ ہے کہ وہ تاویل شدہ ہیں۔

ابن برہان کہتے ہیں کہ پہلا مذہب باطل ہے، اور آئمہ اربعہ دونوں مذہب صحابہ کرام سے منقول ہیں اور یہ تیسرا مذہب حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس اور حضرت ام سلمہ سے منقول ہے۔ ابن دقیق العید نے ”الفاظ مشککہ“ کی شرح میں کہا ہے کہ وہ حق میں سمجھتے ہیں، اور اسی مفہوم میں ہیں جس کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے، اور جس نے بھی ان میں سے کسی کی تاویل کی، اور اس کی تاویل عربوں کی زبان کے تقاضوں اور اس سے قریب ہے جسے وہ پسند گوشت میں سمجھتے ہیں تو ہم اس پر انکار نہیں کریں گے اور اس کو ہم بل بدعت میں شمار نہیں کریں گے، اور اگر اس کی تاویل بعید ہوئی تو ہم اس میں توقف اختیار کریں گے، اور اس کو بعید سمجھیں گے، اور ہم اس قاعدہ کی طرف رجوع کریں گے جو اس لفظ کے معنی پر بیان رکھنے کے سلسلہ میں ہے، اس اتفاق کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ کی دست پاک ہے (۳)۔

(۱) اعلام المتقیین ۳۶۴۔

(۲) اصابہ دلوں ۷۷۷، احکام الامامی ۳۶۴۔

تاویل ۶-۷

فقہاء کے نزدیک معروف یہ ہے کہ مختلف فیہ پر عمل کرنے والے پر تنبیہ نہیں کی جائے لیکن وہ اختلاف ہو، فصل یہ ہے کہ اختلاف کی رعایت کی جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ وہ چیز ترک کر دی جائے جو بعض کے نزدیک جائز ہو اور بعض دوسرے کے نزدیک حرام ہو، اور وہ کام کیا جائے جو بعض کے نزدیک مباح ہو اور بعض دوسرے کے نزدیک واجب ہو۔

اس کی تفصیل اصطلاح "اختلاف" کے تحت گزر چکی ہے۔

ہم یہاں تاویل کے بعض عملی آثار بعض مسائل سے ذکر کرتے ہیں:

۷- اول: جس تاویل کے فساد اور اس پر مرتب ہونے والے نتائج پر اتفاق ہو اس کی مثالیں:

۱۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جس کی لامت (خلافت) ثابت ہو اس کی اطاعت واجب ہے، اور اس کی اطاعت سے نکل جانا حرام ہے، اس لئے کہ کتاب سنت کے صوس اس پر لامت کرتے ہیں۔ فقہاء کا اتفاق ہے کہ کسی جماعت کا امام کے خلاف خروج کسی ایسی تاویل سے جس نے اس کام کو ان کی نظر میں مباح کر دیا ہو، بغاوت کہلائے گا، اس لئے کہ ان کی تاویل فاسد ہے۔

انہیں جماعت اختیار کرنے اور جماعت میں داخل ہونے کی دعوت دینا اور ان کے شہادت دور کرنا واجب ہے، اگر وہ دعوت قبول نہ کریں تو ان سے جنگ واجب ہے، جیسا کہ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے خوارج کے ساتھ کیا۔ اس کی تفصیل اصطلاح "بغیۃ" کے تحت گزر چکی ہے۔

ب۔ رباۃ کا جو ب کتاب سنت اور جماعت سے ثابت ہے،

اس کی سنگینی سے رکنے کی تاویل سنا تاویل فاسد ہے، رباۃ نہ دے

اب رہا ان میں سے ہونی جملہ ظاہر کی تاویل جائز ہے بشرطیکہ جواز کی ساری شرطیں پائی جائیں، ورنہ مذہب والے نے اصل تاویل کا انکار نہیں کیا ہے، اختلاف صرف تفصیل میں ہے^(۱)۔

جو صورت بھی ہو تاویل کا معاملہ ہر مسئلہ میں مجتہد کی نظر پر منحصر ہے، اس پر لازم ہے کہ اس کے عقین نے جس چیز کو واجب یا نہ اس کی تباہ کرے، جیسا کہ آمدی کہتے ہیں^(۲)۔

غزالی کہتے ہیں: "سب احتمالاً تریب ہو اور دلیل بھی تریب ہو تو مجتہد پر ترجیح لازم ہے" اور جو اس کا ظن غائب ہو اسی کو اختیار کرے، پس ہر دلیل کے وسیع سے ہر تاویل مقبول بھی نہیں، بلکہ معاملہ مختلف ہوتا رہتا ہے اور یہ کسی ضابطہ کے تحت داخل نہیں ہے^(۳)۔

بن قدامہ کہتے ہیں: ہر مسئلہ کے لئے ایک دوق ہوتا ہے، لازم ہے کہ وہی نظر حاس کے ساتھ مفہوم دے^(۴)۔

یہاں جو تفصیل مناسب تھی بیان کر دی گئی، مریہ یہ کہ کتب اصول میں منفرقی مسائل کی مثالیں ذکر کر دی گئی ہیں جن کے احکام تاویل خصوص کے طریقہ سے مستط ہیں، ساتھ ہی ان لوگوں کا نکتہ نظر بھی بیان کر دیا ہے جنہوں نے تاویل کا طریقہ اختیار کیا اور جنہوں نے ان سے معارضہ کیا۔

تاویل کا اثر:

۶- خصوص سے معطر ظروعی مسائل میں تاویل کا اثر بالکل ظاہر ہے، اس لئے کہ ان مسائل کے احکام میں فقہاء کے اختلاف کا سبب یہی ہے۔

(۱) البحران المجلد ۱ ص ۵۱۵۔

(۲) الاحکام المکرمہ ص ۲۲۔

(۳) المستعمی ص ۸۹۔

(۴) روضۃ الناظر ص ۹۳۔

تاریخ ۸

نہ کرتے ہوں) اور میں مباحہ میں سے ہوں، اہل بدر و حدیث سے ہوں، تو حضرت عمرؓ نے صحابہ کرامؓ سے مطالبہ کیا کہ انہیں جو اب میں، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا: "یہ میت کریمہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو دے کر انہیں نے حرام ہونے سے قبل ہی تھی۔ طور مذکور کے مارل فرمائی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ میت کریمہ "انما الحمر والمیسر والانتصاب والأزلام وحسن من عمل الشیطان ما حسبه" (۱) سے روک دیا، لہذا شراب و ہر جو اور بت اور پائے تو بس زری کندی باتیں ہیں شیطان کے کام سواں سے بچے رہو) مارل فرمادی جو لوگوں پر حجت ہے، حضرت عمرؓ نے قدس سرہ فرمایا: اے اللہ! تم نے غلط تاویل کی، جب تم تقویٰ اختیار کرے گے تو اللہ نے تم پر جو حرام یا ہے اس سے بچو گے (۲)۔

۸۔ دوم: وہ تاویل جس کے قبول کرنے پر اتفاق ہے:

جیسے قسم میں تاویل جب کہ قسم کھانے والا مظلوم ہو، اس قدر کہ کہتے ہیں جس نے قسم کھائی، پھر اپنی قسم میں تاویل کی تو اس کی تاویل مانی جائے گی جب کہ وہ مظلوم ہو، اور اگر ظالم ہو تو اسے اس کی تاویل کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گی، قسم کھانے والا جس نے اپنی قسم میں تاویل کی ہو وہ نیک حال سے خالی نہ ہوگا:

محل: یہ کہ مظلوم ہو، مثلاً اسے کوئی ظالم کسی بات پر قسم کھائے، اگر وہ اس کی تصدیق کرے تو اس پر ظلم کرے، یا اس کے علاوہ کسی اور پر ظلم کرے، یا کسی بھی مسلمان کو اس سے ضرر لاحق ہو تو اس کے لئے تاویل جائز ہے۔

دوم: قسم کھانے والا ظالم ہو، جیسے وہ شخص جسے حاکم کی یہ حق

والوں کو زنا قاتل کی گئی پر حاکم کے رویہ مجبوراً واجب ہے، جیسا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اس ماحول میں رفاۃ کے ساتھ یا تھا، انہوں نے اس میت کریمہ میں تاویل کی تھی: "أخذ من أموالهم صدقة تطهرهم وتزكّيهم بها وصلّ عليهم إن صلاتك ستكفر لهم" (۱) (آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، اس کے رویہ آپ انہیں پاک و صاف کریں گے اور آپ ان کے لئے دعا کیجئے بدشہ آپ کی دعا اس کے حق میں (باعث) تسکین ہے)۔ وہ کہتے تھے کہ یہ نیک بنی کے لئے نہیں ہے، اس معاملہ میں یہ نیک بنی کے قائم مقام ہو جائے اس کی کوئی دلیل نہیں ہے (۲)۔ اس کی تفسیل مصداق "رفاۃ" میں دیکھی جائے۔

ج۔ شراب نوشی کی حرمت کتاب و سنت و اجماع سے ثابت ہے، اس کے پینے کو حلال کرنے کی تاویل کرنا تاویل قاسدہ ہے، جو شخص تاویل کر کے شراب پیے اس پر بھی حد قائم کرنا واجب ہے۔

یاد کیا گیا ہے کہ قدس سرہ بن مطعون نے شراب پی (۳)، حضرت عمرؓ سے ان سے فرمایا: تمہیں اس پر اس بات سے آگاہ دیا؟ جو باریک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "ليس على الذين آمنوا و عملوا الصالحات جناح فيما طعموا إذا ما اتقوا و آمنوا و عملوا الصالحات" (۴) (جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کام کرتے رہتے ہیں ان پر اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جس کو وہ کھاتے ہوں جبکہ وہ لوگ تقویٰ رکھتے ہوں، ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام

(۱) سورہ نور ۲۴۔

(۲) التہذیب لابن فرحون بمأشخ الطی لماک ۲/ ۲۸۰، الاختیار ۱/ ۱۰۳، اسکی المطالب ۲/ ۱۱۱، شرح تفسیری لادولت ۱/ ۱۷۱۔

(۳) انظر "قداس بن مطعون" کی روایت عبدالحق نے اپنے معنی ۲/ ۲۳۴ طبع کجاس الطی (تہذیب) میں کی ہے۔

(۴) سورہ مائدہ ۵۔

(۱) سورہ مائدہ ۵۔

(۲) انہی ۲/ ۲۳۴، ہاشم الفروق ۱/ ۱۸۲، منہی الحجاج ۲/ ۹۳۔

تابع، تابوت، تاریخ، تاسوعاء ۱-۲

یہاں جو باتیں محملایوں کی نہیں ان کی تفصیل کی جگہ ”اصولی
ضمیمہ“ ہے۔

تاسوعاء

تعریف:

۱- تاسوعاء ماد محرم کی نویں تاریخ ہے ^(۱)، اس کی دلیل حدیث صحیح
ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء (محرم کی دسویں تاریخ) کا روزہ
رکھا، آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یہود و نصاریٰ اس دن کی تعظیم کرتے
ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا ”فإذا كان العام المقبل إن شاء
الله صمنا اليوم التاسع“ ^(۲) (جب اگلا سال آئے گا تو انشاء اللہ
ہم نویں تاریخ کو (بھی) روزہ رکھیں گے)۔

متحاشیہ الفاظ:

۲- عاشوراء: یہ ماد محرم کی دسویں تاریخ ہے، اس لئے کہ عبد اللہ بن
مہاس سے مروی ہے: ”أمر رسول الله ﷺ بصوم يوم
عاشوراء: العاشر من المحرم“ ^(۳) (رسول اللہ ﷺ نے
عاشوراء کے دن یعنی محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ رکھنے کا حکم دیا)۔

(۱) المصباح المہر، لسان العرب مادة ”تسع“، روایت ابن عساکر، ۳/۳۸۷،
کشاف القناع عن متن الإقناع ۳/۳۸۷ طبع مصر ۱۳۸۷ھ، الشرح الکبیر
۵/۵۱۶، جوہر لا کلیل ۱/۳۶۱۔

(۲) حدیث صحیح، فإذا كان العام المقبل إن شاء الله صمنا يوم التاسع۔
کی روایت مسلم (۷/۹۸۲ طبع مصر) لمبانی النکلی نے کی ہے۔

(۳) حدیث صحیح، أمر رسول الله ﷺ بصوم يوم عاشوراء۔۔۔ کی روایت
ترمذی (۱۲۸۴ طبع مصنف لمبانی النکلی) نے کی ہے اور کہا ہے کہ حسن صحیح ہے۔

تابع

دیکھئے: ”تسوعاء“۔

تابوت

دیکھئے: ”جنائز“۔

تاریخ

دیکھئے: ”تاریخ“۔

تبدیل ۱-۲

مطلب یہ ہوتا ہے کہ شیء موقوف خود جہد المنقولہ ہو یا غیر منقولہ، اسے چھایا جائے اور بدل کے مال سے کسی میں کوثر یہ جائے تاکہ وہ فرہشت برائی کی جگہ وقف ہو جائے یا شیء موقوف کو دوسری شیء سے بدل دیا جائے۔

» خفیہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں تغیر و تبدل میں فرق ہے یاں تغیر مطلق کو مقید کرنے اور عام کی تفصیلات کرنے کی طرح ہے، » ریات تبدل شیء کی طرح ہے، یعنی جو حکم پہلے ثابت تھا اسے بعد کے نص سے ختم کر دینا ہے (۱)۔

اجمائی حکم:

تبدیل کے چند احکام ہیں، جو مقامات کے اختلاف سے مختلف ہوتے رہتے ہیں:

۲- وقف میں تبدیلی:

خفیہ نے وقف کرنے والے کو اجازت دی ہے کہ وہ اپنے وقف میں داخل کرنے اور نکالنے کی شرط لگا سکتا ہے، جیسا کہ متاثرین خفیہ نے اجازت دی ہے، اور یہ بات ان کی دل شرطوں سے معلوم ہوتی ہے جو یہ ہیں:

۱۔ عشاء، حرمان، اذخالی، اشراف، ریائی، کمی، تغیر، بدل، استبدال، اور بدل یا تبادل (۲)۔ ثانیہ، متاثرین نے اس معاملے میں خفیہ سے اختلاف دیا ہے۔

ثانیہ نے وقف کی اس شرط کو کہ جب چاہے رجوع کر لے یا محرم کر دے، یا جب چاہے حق کو غیر موقوف علیہ کی طرف پھیر دے،

تبدیل

تعریف:

۱- لغت میں "تبدیل الشیء" کا مطلب: شیء کو بدل دینا ہے، اگرچہ اس کا بدل نہ لائے، کہا جاتا ہے: بدلت الشیء تبديلاً، جو غیورہ تغیراً کے معنی میں ہے (یعنی میں نے اس کو تغیر کر دیا)۔ تبدل میں اصل یہ ہے کہ شیء کو اس کی حالت سے بدل دیا جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَوْمَ تُبَدِّلُ الْأَرْضَ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوَاتِ" (۱) (اور یہ اس روز ہوگا) جس روز کہ زمین بدل کر دوسری زمین کر دی جائے گی (اور آسمان بھی)۔ زجاج کہتے ہیں کہ تبدل کے معنی: اللہ تعالیٰ سے بدلتا ہے: زمین کے پیراؤں کو چاہا، اس کے: ریو و کو پھر رہا، » زمین کو اس طرح نہ بدلتا دینا ہے کہ اس میں نہ کوئی کچی دکھائی دے اور نہ ابھار۔ اور تبدل سما، کا مطلب: ستاروں کو بکھیرنا، انہیں توڑ پھوڑ دینا، سورج کو پیت دینا، سورج کو بے نور کر دینا ہے (۲)۔

تبدیل کا اصطلاحی معنی اس کے لغوی معنی کی طرح ہے، اسی سے نسخ بھی ہے، اور نسخ کا مطلب ہے ایک حکم شرعی کو بعد کی دلیل شرعی سے ختم کر دینا ہے (۳)۔

تبدیل کا لفظ استبدال وقف کے لئے بھی بولا جاتا ہے، اور

(۱) سورہ ہریم ۸۷

(۲) معنی اصطلاحی، لمصباح المصیر لمدان العرب، مادۃ "بدل"۔

(۳) تعریفات بحر جانی۔

(۱) انہی الامم قد امرہ ۶۶۵ طبع المراسم، المشرع الکبیر، ۱۸۸۳

(۲) الخراج علی الخراج ۱۹، ۱۸، طبع مسج، تعریفات البحر جانی۔

تبدیل ۳-۵

کان یلدا یلدا^(۱) (پتہ سونے کو سونے کے بدلے، چاندی کو چاندی کے بدلے، تھوڑے کو تھوڑے، گندم کو گندم، جو کو جو، ورنک کو ورنک کے بدلے، برادر برادر، اور نقد، جس سب جنسیں مختلف ہو جائیں تو جیسے چاہو) (عی نیش کے ساتھ) پتہ جب نقد ہوں۔

اس لئے کہ دونوں جنسیں ہیں، لہذا اس میں تبدیلی ضرور ہوگا جیسا کہ اردوؤں کا فتح الگ الگ ہوتا۔

ب- عقد میں متعین ہو جانے کے بعد عوضین میں سے کسی ایک کی تبدیلی:

۴- جب عقد کے اندر عوضین میں سے کوئی ایک متعین ہو چکا ہو تو اس کی تبدیلی جائز نہیں ہے، اسی میں سے بیع ہے، اس لئے کہ وہ عقد بیع کے درمیان متعین ہو جاتی ہے (لہذا اس کی تبدیلی جائز نہیں)، لیکن جس متعین کرنے سے متعین میں ہوتا ہے وہ بیع نہیں ہے، من میں سے صرف در علم میں، اسی طرح بیعت میں اشیاء متعین ہوتے ہیں، لہذا ان کی تبدیلی جائز نہیں۔

اس کی تفصیل اصطلاح "تعیین" اور اصطلاح "صرف" اور "علم" کے تحت دیکھی جائے۔

دین میں تبدیلی:

۵- اگر میں اسلام سے غیر اسلام کی طرف تبدیلی ہو، جسے رد کہا جاتا ہے تو اسے بالاتفاق برقرار نہیں رکھا جائے گا، اور اس پر بہت سے احکام مرتب ہوئے ہیں، ان کی تفصیل اصطلاح "رأت" میں موجود ہے۔

اور اگر دین کی تبدیلی اسلام کے علاوہ کسی ایک دین کو چھوڑ کر اسلام کے علاوہ کسی دین سے دین کی طرف ہو، مثلاً نصرانی، یہودی

شرط فاسد کہا ہے، البتہ مصلحت کے قدرتیہ کی اجازت دی ہے^(۱) لیکن حنا بد اور مالکیہ نے اس کی اجازت نہیں دی ہے، اس لئے کہ یہ شرط مقتضی ہفت کے خلاف ہے^(۲)۔

اس کی تفصیل اصطلاح "ہفت" کے تحت "شرط ہفت" میں دیکھی جائے۔

بیع میں تبدیلی:

تبدیلی کی قسموں میں سے بیع بھی ہے، لیکن بیع میں مستحکم مال مستحکم سے بدلنا ہے، لیکن اس میں شرائط شرعیہ کی رعایت ضروری ہے، انہیں میں سے یہ ہیں:

ف- صرف میں تبدیلی:

۳- صرف میں جنس ثمن کی بیع جنس ثمن سے ہوتی ہے، اس میں نکسلی، نا صا، ہو، کچا سب برابر ہوتا ہے، لہذا اگر چاندی کو چاندی سے یا سونے کو سونے سے پتہ، اردوؤں کا وزن برابر ہو اور دونوں پر قبضہ ہو جائے تو بیع جائز ہے^(۳)، اس سلسلے میں اصل وہ حدیث ہے جو حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

"المهيب بالمهيب والفصة بالفصة والنمر بالنمر والبر بالبر والشعير بالشعير والملح بالملح مثلاً بمثل يلدأ ببد، فإذا اختلعت هذه الأصناف فبيعوا كيف شئتم إذا

(۱) ابن ماجہ ص ۳۸۸

(۲) رد المحتار ص ۲۹۵

(۳) الاثریہ شرح المختار ۲۱۱، ۲۱۲ طبع مکتبۃ المکی، المہذب فی فقہ الامام الشافعی ۲۷۹، ۲۸۰، المنی لابن قدامہ ص ۳۷، ۳۸، ۳۹، جوامع الاکلیل ۷/۲ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۱) حدیث حضرت عبادہ بن صامتؓ عن رسول اللہ ﷺ (ص ۳۸) طبع المکتبۃ المکی، ص ۷۸ ہے۔

تبدیل ۶

ہو جائے، یہ یہودی نصرانی ہو جائے تو اس کو اس تبدیلی پر برتر رکھا جائے گا، نہیں؟ اس میں تقابلاً اختلاف ہے۔

حنیفہؑ رمالیہ کا مذہب شامیہ کا غیر ظہر قولؑ ہر امام احمدیؑ ایک روایت یہ ہے کہ وہ جدھر منتقل ہوئے اسے اسی پر برتر رکھا جائے گا، کیونکہ کفر سب کا سب ایک ملت ہے۔

شامیہ کا ظہر قول اور حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ اسے اس پر برتر نہیں رکھا جائے گا، کیونکہ اس نے اس دین کو باطل قرار دینے کے بعد پھر اسی باطل دین اختیار کر لیا، لہذا اسے اس نے باطل دین پر برتر نہیں رکھا جائے گا، جیسے کہ اگر مسلمان مرتد ہو جائے (تو اسے برتر نہیں رکھا جاتا)۔ لہذا اگر ایسا کرنے والی عورت ہو تو وہ کسی مسلمان کے سے حال نہیں ہوگی اس بات پر تفریق کرتے ہوئے کہ (اس سے دین پر برتر نہیں رکھا جائے گا۔

لہذا اگر کسی مسلمان کی یہودی نصرانی ہوئی جب کہ وہ پہلے سے نصرانی تھی تو وہ مرتد کی طرح ہوگی، تو اگر یہودی یا نصرانی ہو جائے تو اسے پہلے سے پہلے ہو تو فوراً فرقت ہو جائے گی، اور قبول کے بعد یہ تو فرقت عدت کے ختم ہونے پر موقوف رہے گی، اور اس عورت سے سوائے اسلام کے کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ اس نے جس دین کو چھوڑا ہے اس کے باطل ہونے کا قرائن کیا اور جس دین کو اختیار کیا ہے اس کے باطل ہونے کا قرائن پہلے کر چکی ہے۔

اگر کوئی یہودی یا نصرانی غیر کتابی دین کی طرف منتقل ہو تو اسے برتر نہیں رکھا جائے گا، اور تو پہلے کے وقت اس دین کی طرف چلنے کا مطالبہ ہوگا؟ اس سلسلے میں دو اقوال ہیں: ایک یہ کہ صرف اسلام کی طرف چلنے کا مطالبہ ہوگا، دوسرا قول یہ ہے کہ دین اسلام کی طرف یا اس کے دین اول کی طرف۔ اور ایک تیسرے قول میں یہ ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کی طرف یا اس کے سابق دین کے مساوی

دین کی طرف، لہذا اگر کوئی عورت کسی مسلمان کے نکاح میں رہی ہو تو قبل از دخول فوراً تجدیدی ہوئی، اور بعد ازاں خود عدت ختم ہو جانے پر۔ اگر کوئی بت پرست یہودی یا نصرانی ہو جائے تو اسے اس پر برتر نہیں رکھا جائے گا، اس لئے کہ وہ یہ دین سے منتقل ہوا ہے جس پر برتر نہیں رکھا جاتا، اور جس دین کی طرف منتقل ہو ہے وہ باطل ہے، اور باطل قرار کی اضیلت کا فائدہ نہیں دیتا لہذا اسلام متعین ہو یا جیسے کوئی مسلمان مرتد ہو تو اسے مرتد اور باقی نہیں رکھا جاتا، لہذا اگر وہ دوبارہ اسے قتل کر دیا جائے گا^(۱)۔

لعان میں شہادت کی تبدیلی:

۶۔ اگر دونوں لعان کرنے والوں میں سے کوئی ایک لفظ "اشہد" کو افسہ یا اھلف یا اولیٰ سے بدل دے تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ لعان میں تھلیلہ (شدت) کا قصد ہوتا ہے اور لفظ شہادت اس میں ریا و بلیغ ہے، اور اگر عدت کے لفظ کو عدت سے بدل دے، یہ لفظ عدت کو غضب سے بدل دے تو بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا، یہ عورت لفظ غضب کو "عدت" سے بدل دے، یہ لفظ غضب کو پانچویں بار سے پہلے میں استعمال کرے تو بھی اعتبار نہیں کیا جائے گا، اگر عورت لفظ "غضب" کو عدت سے بدل دے، یہ لفظ "عدت" کو پانچویں بار سے پہلے میں استعمال کرے تو اعتبار نہیں کیا جائے گا، یہ لفظ اس نے مخصوص کی مخالفت کی ہے^(۲)۔

اس سلسلے میں اصل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: "وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُن لَّهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ

(۱) منہاج الداعیین مع حاشیہ تفسیری ۲/۵۳۳، حاشیہ دین و دنیا ۳/۵۸۵،

۵/۹۰، الدہوقی ۳/۵۸۵، انشی ۶/۵۹۳، ۵/۵۹۳۔

(۲) کتاب الفتاویٰ عن متن الفتاویٰ ۵/۳۹۱، ۳/۳۹۲، مجمع البحرین، ص ۲۳۷،

ابن قدامہ ۴/۳۶۷، طبع المراسل الحدیث۔

تہذیب ۲-۳

سے زیادہ سوگ منانے سوانے شوہر کے کہ اس کے سے چار ماہ اس
ان سوگ منانا ہے۔

سوگ منانا یہ ہے کہ زینت، خوشبو، زیور پہننے، رنگین و نقش
ہٹانے والے کپڑے زینت کے لئے استعمال کرنے سے ہتھب
کڑے، ان طرح مرد تیل اور ہاں چیز کے استعمال سے پرہیز
کرنے جس کی وجہ سے زینت اختیار کرنے والی گھٹی جائے الایک
ضرورت اس کی، ایسی ہو تو اس وقت ضرورت کے قدر استعمال کر سکتی
ہے، مثلاً آشپ پشم کی وجہ سے مرد کا ستھان رات میں گانے
کی اجازت ہے، اس میں پونچھ دے، اس سے کہ وہ اپنے روایت
کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ کے پاس گئے، وہ ابو سلمہ
کے سوگ میں تھیں اور اپنی آنکھ میں مہر (میو) کاے ہوئے تھیں، تو
رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: اے ام سلمہ! یہ کیا ہے؟ جواب دیا: اے
اللہ کے رسول! یہ مہر ہے، اس میں خوشبو نہیں ہے، آپ ﷺ نے
فرمایا: ”اِنَّهُ يَشُبُّ الْوُجْهَ، فَلَا تَجْعَلِيهِ إِلَّا بِاللَّيْلِ وَلِزَوْجِهِ
بِالنَّهَارِ“ (۱) یہ چہ کو چھوٹا دیتا ہے، لہذا سے صرف رات میں
استعمال کر، اور دن میں صاف کر۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے کہتی ہیں:
”کنا نسبي أن نحد علي ميت فوق ثلاث، إلا على زوج
أربعة أشهر وعشراً، ولا نكنحل ولا نطيب ولا نلبس

= ميت فوق ثلاث “ کی روایت بخاری (فتح الباری ص ۳۶ طبع
انتقیر) اور مسلم (۲/۲۳۲ طبع عیسیٰ الماری) نے کی ہے۔

(۱) حدیث: ”اِنَّهُ يَشُبُّ الْوُجْهَ، فَلَا تَجْعَلِيهِ إِلَّا بِاللَّيْلِ وَلِزَوْجِهِ
بِالنَّهَارِ“ کی روایت ابوداؤد (۲/۲۳۲، ۲۳۸، ۲۴۷ طبع عزت صید
دعاس) ورنثانی (۲/۲۰۳ طبع مطبعہ المکرمیہ) نے کی ہے، حافظ ابن حجر
نے تحقیق الخیر (۳/۲۳۹ طبع المطبعہ المکرمیہ) میں کہا ہے کہ حدیث صحیحہ
مذکورہ سے منقولہ روایت کے اوپر کے روایت کے بحال ہونے کی وجہ سے اس
حدیث کو محلل قرار دیا ہے۔

بعدة فا مصب ہے: بوسیدہ، ثياب البذلّة: وہ کپڑے
کہلاتے ہیں جو کام کرتے وقت، اور حد مت (ڈیوٹی) کے وقت پہنے
جائیں، ورناس سے پہ گھر میں استعمال کرے (۱)۔
اس اعتبار سے اس کا اصطلاحی معنی وہ مذکور اس کے لغوی
معانی سے لگ نہیں ہے۔

تہذیب کا جہد حکم:

۲- تہذیب ترک زینت کے معنی میں ہے، جو کچھ واجب ہوتا ہے، کچھ
مسنون، کچھ مکروہ ہوتا ہے اور کچھ مباح، اور مباح ہی اصل ہے۔
۳- یہ واجب ہوتا ہے سوگ کی حالت میں، اس کا مطلب یہ ہے کہ
وہ عورت جو شوہر کی موت یا طلاق یا سن کی وجہ سے عدت گزار رہی ہو
وہ زینت وغیرہ نہ کرے (۲)۔

اس پر عام فقہاء کا اتفاق ہے کہ جس عورت کا شوہر وفات پا چکا
ہو اس پر زینت ترک کرنا واجب ہے، اور اس میں اصل اللہ تعالیٰ کا یہ
فرمان ہے: ”وَلَمَّا بَلَغَ مِنْكُمْ وَبَنَاتُكُمْ أَرْوَاحًا
يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا“ (۳) (اور تم میں سے
جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیویاں
پنے آپ کو چار مہینہ اور اس تک روکے رہیں)۔

وہ منسور علیہ کا یہ ارشاد ہے: ”لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَوَمَّسَ بِاللَّهِ
وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَحْدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ إِلَّا عَلَى زَوْجٍ
أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا“ (۴) (کسی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم
آخرت پر ایمان رکھتی ہو، حال نہیں کہ وہ کسی مرنے والے پر تین دن

(۱) منہاج المسلمین ص ۵۳

(۲) رد المحتار علی الدر المختار ۶/۶۱۶۔

(۳) سورہ بقرہ ۲۳۳۔

(۴) حدیث: ”لَا يَحِلُّ لِمَرْأَةٍ تَوَمَّسَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ تَحْدَّ عَلَى

تہذیل ۳-۵

ثوباً مصبوغاً إلا ثوب عصب، وقد رخص لنا عند الطهر إذا اعتسلت إحداها من محببها في بلفة من كست اختصار^(۱) (ہم لوگوں کو منع کیا جاتا تھا کہ یہ مرد وہ پتلیوں سے زیادہ دو سوگ کریں، سوے شوم کے کہ اس پر چار ماہوں، ان سوگ کرنا ہے، نہ مرد گامیں ورنہ خوشبو، ورنہ رنگا ہوا کپڑا نہیں، عصب کا کپڑا (یک قسم کی کٹن چادر)، ورنہ کے وقت ہمیں رخصت دینی کہ جب ہم میں سے کوئی عورت اپنے جیش سے غسل کرے تو اظہار (یک قسم کی خوشبو) ورنہ (یک قسم کی خوشبو) کا کچھ استعمال کر لے۔

عصب کے نزدیک مطلقہ و نہ متونی مبارکہ جہا کی طرح ہے، لہذا اس پر اس تمام چیزوں سے بچنا لازم ہے جن سے سوگ والی عورت نفی ہے، یہاں لئے تاکہ نعمت نکاح کے فوت ہونے پر اظہار فوس ہو سکے^(۲)۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: مطایح^(۳) ورنہ۔

۴- استنقاء میں تہذیل مسنون ہے، استنقاء نہ رت کے وقت بندوں کا اللہ سے پائی مانگنا ہے، اس کے لئے صحر کی طرف جھٹکتے ہیں، معمولی قسم کا کپڑا پہنے ہوئے، خوشبو، خوشبو کی حالت میں، ورنہ وزری کرتے ہوئے، ڈرتے ہوئے، اپنے سر میں کوئی نہ رکھتے ہوئے،

(۱) حدیث حضرت ام سلمہؓ "کھا لہی ان لحد۔۔۔" کی روایت بخاری (۳۹۱/۲ طبع استقصیٰ) نے کی ہے۔

(۲) الاقنار شرح الآثار ۲۳۶/۲ طبع مصنفی المجلد ۱۳۱۱، ابن ماجہ ۱۵۰۲، حاشیہ الجلیل علی شرح نسج ۲۵۷/۲، ۲۵۸/۲، روح المعانی ۲۵۰/۲، شرح الکبیر ۲۵۸/۲، ۲۵۹/۲، مواہب الجلیل شرح مختصر طیل ۲۵۳/۲، نیل المصاب ۲۸۶/۲، طبع المکتب الاسلامی، انبی ابن قدس ۵۲۰/۲، ۵۲۱/۲، طبع المیزان ۵۲۰/۲۔

یہ نکتہ یہ حالت قبولیت دعا کے زیادہ قریب ہے، پھر وہ رعت نماز پڑھتے ہیں، رشتہ سے دعا، استغفار کرتے ہیں۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں: "خرج رسول اللہ ﷺ للاستنقاء مبدلاً مواضعاً محضاً متصرفاً حتى أتى المصلیٰ" (۲) (رسول اللہ ﷺ استنقاء کے لئے نئے بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے، تواضع کے ساتھ، ڈرتے ہوئے، عاجزی ظاہر کرتے ہوئے، یہاں تک کہ عید گاہ آئے)۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: مطایح^(۳) ورنہ۔

۵- جمعہ اور عیدین میں تہذیل ضرور ہے، اس سے کہ اس دنوں میں زینت اختیار کرنا بالاتفاق مسنون ہے، لہذا غسل کرے ورنہ سب سے اچھا کپڑا پہنے، یا نہ تو زینت دہشت ہے، ورنہ میں بھی سفید ہو تو ورنہ اچھا ہے، خوشبو لگائے، اس سلسلے میں بہت سی حدیث و روایں، جن میں سے ایک حدیث یہ ہے: "من اغتسل يوم الجمعة ولبس من أحسن ثيابه و من من طيب إن كان عده، ثم أتى الجمعة، فلم يتحط أعناق الناس، ثم صلى ما كتب له، ثم نصت إذا خرج إمامه حتى يفرغ من صلاته، كانت كفارة لما يسها و بين جمعة التي قبلها"^(۴) (خس نے جمعہ کے دن غسل کیا اور اپنا سب سے اچھا کپڑا پہنا، اگر اس کے

(۱) حاشیہ قلیوبی علی مطایح طائیف ۱۳۱۳ھ، حاشیہ ابن ماجہ ۵۶۱/۲، ۵۶۲/۲۔

(۲) حدیث حضرت ابن عباسؓ "خرج رسول اللہ ﷺ للاستنقاء مبدلاً مواضعاً محضاً متصرفاً حتى أتى المصلیٰ" کی ترجمہ پھر دہرائی کہ جلی ہے۔

(۳) ابن ماجہ ۵۶۱/۲، ۵۶۲/۲، المیزان فی فقہ الامام الشافعی ۳۱۱/۲، ۳۱۲/۲، شرح الکبیر ۵۰۵/۲، انبی ابن قدس ۲۳۰/۲، طبع المیزان ۵۰۵/۲۔

(۴) حدیث "من اغتسل يوم الجمعة ولبس من أحسن ثيابه و من من طيب إن كان عده، ثم نصت إذا خرج إمامه حتى يفرغ من صلاته، كانت كفارة لما يسها و بين جمعة التي قبلها" (۲۳۳/۲ طبع عزت حیدر عباسی) نے کی ہے حافظ ابن حجر نے تجرید البحر (۶۹/۲ طبع المکتب المبرور) میں کہا

تہذیب

میں مردوں کے لئے تہذیب مبرود ہے، اس کے عکس عورتوں کے لئے تہذیب ہے^(۱)۔

، لکھنے: ”جمہ“ اور ”عیدیں“ کی اصطلاحات۔

لوگوں کی مفلوں اور بنوا کی ملاقات میں بھی گھٹ پٹ پڑن مبرود ہے۔

اس کی تفسیل کے لئے لکھنے: ”صراط“ ”ترین“۔

عورت کا شوہر کے لئے اور شوہر کا بیوی کے لئے تہذیب اختیار کرنا مبرود ہے، اس لئے کہ یہ فقہاء کے نزدیک اس میں سے ہر ایک کے لئے تہذیب ہے کہ ایک دوسرے کے لئے زینت اختیار کریں، اس لئے کہ ارشاد باری ہے: ”وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ“^(۲) (اور ان بیویوں کے ساتھ خوش سلوکی سے گذر کر رہا کرو)۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: ”وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ“^(۳) (اور عورتوں کا بھی حق ہے جیسا کہ عورتوں پر حق ہے موافق دستور شرعی کے)، لہذا اچھا برتاؤ کرنا ان دونوں میں سے ہر ایک کا دوسرے پر حق ہے، اور حسن معاشرت میں سے یہ بھی ہے کہ ہر ایک دوسرے کے لئے زینت اختیار کرے، جس طرح شوہر پسند کرتا ہے کہ بیوی اس کے لئے زینت اختیار کرے، اسی طرح بیوی بھی پسند کرتی ہے کہ شوہر اس کے لئے زینت اختیار

پاس خوشبو ہے تو خوشبو لگانی پھر جمہ میں آیا، اور لوگوں کی رائیں نہیں چھانٹیں، پھر نماز پڑھی جو اس کے لئے بھی تھی، پھر سب امام خطبہ کے لئے آکا تو خاموش رہا یہاں تک کہ اپنی نماز سے فارغ ہو گیا، تو یہ نماز اس جمہ اور اس سے پہلے والے جمہ کے درمیان جو گناہ ہوئے ان کے لئے کفارہ ہو گئی)۔ دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن مالک سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو جمہ کے دن فرماتے ہوئے سنا: ”ما علی احدکم لو اضری ثوبین لیوم جمعہ سوی ثوبین مہنتہ“^(۱) (اگر تم میں سے کوئی دو کپڑے اپنے جمہ کے لئے خریدے جو اس کے کام کے دو کپڑوں کے علاوہ ہوں تو اس پر کوئی حرج نہیں ہے)۔

یہ مردوں کے متبار سے ہے مین اور عورتیں جمہ اور عیدین میں نما چاہیں تو پانی سے صفائی حاصل کریں، خوشبو نہ لگائیں، اور ایسا کپڑا نہ پہنیں جس سے ان کا چہرہ چاہو، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ”لا تلمعوا إماء اللہ مساجد اللہ، ولہو حرجن ثقلات“^(۲) (اللہ کی بندہ کو مسجد میں آئے سے نہ روکو اور چاہئے کہ وہ بغیر خوشبو کے نہیں)، اس لئے کہ جب وہ خوشبو لگائیں گی، رشحات کا لباس نہیں کی تو یہ تین فتنہ منسا، کا باعث ہوگی۔ بہر حال ان احادیث سے پتہ چلا کہ جمہ اور عیدین

ہے کہ اس کا دارا بن احوال پر ہے ان جان اور حاکم کی روایت میں لفظ ”مکات“ کے ذریعہ حدیث بیان کی گئی ہے۔

(۱) حدیث حضرت عبداللہ بن سلامؓ ما علی احدکم لو اضری ثوبین مہنتہ... کی روایت ابن ماجہ (۳۲۸ طبع عیسیٰ لمباہی الجلی) نے کی ہے دوسری نے ترمذی میں کہا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں۔

(۲) حدیث: ”لا تلمعوا إماء اللہ مساجد اللہ...“ کی روایت ابوداؤد (۳۸۱ طبع عزت عید دہاس) نے کی ہے، نووی نے المجموع (۱۹۸۳ طبع دار الفکر الدبی) میں کہا ہے کہ اس کی سند بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

(۱) ابن ماجہ (۵۵۶، ۵۵۳)، المہذب فی فقہ الاموال (۲۰، ۲۶)، روحد المائین (۵۵۲، ۶۵)، جامعہ مکمل علی شرح شیخ (۳۸، ۳۶، ۵۵، ۹۸، ۹۹)، اشرح الکبیر (۳۸۱، ۳۹۸)، جوہر فی تفسیر (۱۹۶، ۱۰۳)، انبی لابن قتادہ (۳۵۲، ۳۳۸، ۳۳۵)، فتاویٰ فی فقہ الاموال (۳۵۰)، فضیل (۱۹۷، ۲۰۰)، کشاف الفقہاء عن متن الفتاویٰ (۳۲۲، ۳۲۵)، طبع انصر اللہ، بیروت، المجلدات (۲۲۸، ۲۲۹)۔

(۲) سورہ نساء: ۱۹۔

(۳) سورہ بقرہ: ۲۲۸۔

تذیر

دیکھئے: "ہرف"

تہ

تعریف:

۱- استمرقت میں عمل کرنے کو کہتے ہیں۔

دن ۱۵ عربی کہتے ہیں: تہ: احوال جانے سے پہلے سونا، چاندی کے ٹکرے کو کہتے ہیں، اور جب احوال دیا جائے تو دودھب (سونا) اور فصۃ (چاندی) کہا میں گے۔

یومی کہتے ہیں: تہ: دوسرا ہے جسے احوال دیا گیا ہو، اور اگر احوال دینا نہ دیا جائے تو یہ میں کہا جائے گا، اور تہ صرف سونے کے لئے دیا جاتا ہے بعض حضرات چاندی کے سے بھی تہ دیتے ہیں (۱)۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ تہ سونا، چاندی کے دوا کے سے بھی بولا جاتا ہے، جیسے تہا، لو، مار، انکار۔

تہ اصطلاح میں: احوال جانے سے پہلے سونے، چاندی کا نام ہے، یا صرف سونے کا (۲)۔ یمن یہاں عام ہے۔

تہ سے متعلق احکام:

تہ میں ربا:

۲- علماء کا اتفاق ہے کہ سونے کی بیع سونے سے، چاندی کی بیع



(۱) لسان العرب، المصباح، لیسر، ص ۱۵۵۔

(۲) حاشیہ من مایہ، ص ۱۵۳، جوہر، لکھنؤ، ص ۱۵۵، حاشیہ قلبی علی شرح المصباح، ص ۲۳۳۔

بحث کے مقامات:

۶- فقہاء نے تبر کے احکام کو ”ربا، صرف، شرکت، زکاۃ، بیع، مضاربہ، رکاز، رزق“ کے تحت تفصیل سے دیا کیا ہے۔

تبر

”تبر“ براہت۔



تو یہ تبر سے معذرت کرنے کو دیکھیں ہوئے کہ، رجب میں مانا جائے گا
”تبر خمس“ ہوگا۔ ”رہا مال بننے کے لائق ہو جائے گا، یہ بعض
فقہاء نے حنفیہ کے نزدیک ہے“ (۱)۔

”جامع البغیہ“ میں ہے: سونا یا چاندی کے مثقال سے شرکت
منہ وضعتیں ہوتی ہیں، مثقال سے مراد تبر ہے، اس روایت کی بنیاد پر
”تبر“ کی حیثیت یہ سامان کی ہے جو متعین کرنے سے متعین
ہو جاتا ہے لہذا مضاربہ و شرکت میں رہا مال نہیں بن سکتا،
”راہی کے مثل ثامیہ کے نزدیک بھی ہے“ (۲)۔

مالکیہ کہتے ہیں: تبر (بغیر دیکھنے ہوئے) اور مسکوک (دیکھنے
ہوئے) اگرچہ وہ ہوں مقدور ہیں برابری ہوں ان سے شرکت خارج نہیں
گرا دیکھنے ہوئے کی حیثیت زیادہ ہو، لیکن اگر ”تبر“ کی عدم مسکوک
(ڈھیلے ہوئے) کے برابر ہوں تو اس سلسلہ میں مالکیہ کے اقبال میں
جیسا کہ ”المائل“ میں ہے (۳)۔

تبر جو زمین سے نکال گیا ہو:

۵- زمین سے نکالے ہوئے ”تبر“ میں بعض علماء کے نزدیک خمس
ہے، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”لھی الرکاز
الخمیس“ (۴) (رکاز میں خمس ہے)۔ دوسرے علماء کہتے ہیں کہ اس
میں چالیسواں حصہ ہے (۵)۔ (دیکھئے: ”رکاز“ کی اصطلاح)۔

(۱) الہدایہ ص ۱۰۳، مباحث کردہ لکنتیہ الاسلامیہ۔

(۲) مکتبہ فتح القدیر ۷/۳۷۹ طبع دار احیاء حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۰۳ شرح
اصحاح ص ۵۲۔

(۳) شرح الرکازی ص ۲۲ طبع دار الفکر۔

(۴) حدیث ”لھی الرکاز الخمیس“ کی روایت بخاری (فتح الباری
ص ۳۶۳ طبع المکتبۃ المدینہ) اور مسلم (ص ۱۳۵ طبع المکتبۃ المدینہ) نے کی ہے۔

(۵) حاشیہ ابن ماجہ ص ۲/۴۲، جوہر الوکیل ص ۳۷۷، شرح الرکازی
ص ۱۶۹، طبع دار الفکر، شرح اصحاح مع حاشیہ قلیوبی ص ۲/۴۶، ثل

تہرج ۳-۲

لئے اس کی طرف نظر کرنا حلال نہ ہو۔

جن چیزوں کا اظہار تہرج کہلاتا ہے:

۳- تہرج کا معنی: ریخت ہی اس کو ظاہر کرنا ہے، خواہ وہ بدن کے ان حصوں میں ہو جو ستر میں داخل ہیں جیسے عورت کا گلا اس کا سینہ اور اس کے بال، وہی طرح وہ ریخت جو ان پر ہوتی ہے، یا بدن کے ان حصوں میں ہو جو ستر میں داخل نہیں جیسے چہرہ، ہاتھ، ٹھیکیاں، سونے کے بن کی شریعت نے حازت ہی ہو جیسے سرمہ، انگوٹھی، برکنگس۔ اس کی دلیل وہ قول ہے جو آیت کریمہ "ولا یبلیس" دہستہن الا ما ظہر منها" (۱) "اور نہ بھڑکنا ظاہر نہ ہونے والی چیز" ہاں جو اس میں سے کھلائی رہتا ہے) کی تفسیر میں حضرت ابن عباس سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: "ما ظہر منها" سے مراد سرمہ، انگوٹھی، برکنگس ہیں (۲) کہ جس لئے بھی کہ عورت کو معاملات کے وقت نہ عشاء کو کھانے کی صورت پڑتی ہے، لہذا اس میں نہ مرد شرمی کا تحقق ہو، علاوہ اس چہرہ، دستبندیوں کے ستر میں داخل ہوئے میں نہت ہے، جسے معراج "عورت" میں لکھی جائے۔

تہرج کا شرعی حکم:

عورت کا تہرج:

۴- عورت کا تہرج اپنی مختلف شکلوں میں شوہر کے علاوہ کے لئے ہو تو بالاحتمال حرام ہے، خواہ تہرج کا مقصد اپنے لوگوں کے لئے ریخت ہی اس کو ظاہر کرنا ہو جنہیں اس کا بیٹنا جائز نہیں، یا اس کا مقصد چال میں ترغور و ترنازہ و زینہ کرنا اور ایسا باریک کپڑا پہنانا ہو جس

سے کمال کمائی، "رسم کے جوڑ خام ہوں، اور اس کے علاوہ ایسی چیزیں جو صلیح کو برا سمجھتے ہوں اور شہوت کو بھڑکائیں، اس سے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وقرن فی بیونکن ولا تخرجن تہرج الجاہلیۃ الأولى" (۱) "اپنے گھروں میں قرن رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے، تنور کے موافق مت پھرو" دوسری جگہ رشاد ہے: "ولا یصربن بأرحمنہن لیعلم ما یحصین من دہستہن" (۲) "اور عورتیں اپنے پاؤں زور سے نہ رھیں کہ اس کی منگی ریخت معلوم ہو جائے" اور یہ اس لئے کہ قدیم زمانہ جاہلیت کی عورتیں بہت سی ریخت اختیار کر کے نکلتی تھیں اور بازو، انداز کے ساتھ منک رچلتی تھیں، یہ چیزیں اس کی طرف دیکھنے والوں کے سے فتنہ کا باعث ہوتی تھیں (۳) یہاں تک کہ ہر مٹی عورتیں، جن کی طرف مردوں کا دیر بھی کیاں میں ہوتا تھا وہ بھی اسی طرح نکلتی تھیں، جن کے بارے میں یہ آیت مارل ہوئی: والقواعد من النساء اللاتی لا یرجون نکاحا فلیس علیہن جناح ان یضعن ثیابہن غیر متبرجات ہریسة" (۴) "اور بڑی بوجھیں جنہیں نکاح کی امید نہ رہی ہو ان کو کوئی نہاد نہیں (اس بات میں) کہ وہ اپنے راند کپڑے اتار رھیں (بشرطیکہ) ریخت کو دکھانے والیاں نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ نے ایسی عورتوں کے لئے بغیر دوپٹے کے رہنے کا راز نکال رکھنے بغیر کو مباح کیا ہے، لیکن اس کے باوجود ان کو تہرج سے منع کیا ہے۔

(۱) سورۃ النبیہ ۲۳

(۲) سورۃ نور ۳۱

(۳) رد المحتار علی الدر المختار ۲/۲۳۶، مغلطہ فتح القدیر ۸/۲۶۰، ۲۶۵، تلبیوی ۳۰۸، ۴۱۰، ۲۳، اشرح الکبیر ۱/۲۳۳، ۲۰۲، ۲۰۵، کثاب الفتاویٰ ۵/۵۱۵، طبع مصر المدینہ، امی و ابن قدس ۶/۵۵۷، فتح الباری فی المدینہ، الآداب الشریعہ والسخیہ ۳/۴۹۰، ۵۲۳، طبع المدینہ ۵۵۔
(۴) سورۃ نور ۶۰

(۱) سورۃ نور ۳۱

(۲) تفسیر القرطبی ۱۲/۲۲۸، فتح القدیر للعلوکی ۲/۲۳۳

تبرع ۱-۳

نیا یا ہے^(۱) اور تبرع ہی کی ایک قسم ہے، لہذا تبرع کبھی واجب ہوتا ہے، اور کبھی واجب نہیں ہوتا ہے، اور عبادات میں بھی تطوع ہوتا ہے، اور یہ دو تمام ذائل میں ہونے والے اعمال و عبادت سے زبرد ہیں۔

تبرع

تبرع کا شرعی حکم:

۳- امام نے خیر و ممانی کا کام کرنے پر ابھر ہے یہ قرآن و سنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ تبرع کی مختلف انواع خیر میں شامل ہیں جس میں ذیل اہل سے اس کی شریعت ثابت ہوئی ہے:

قرآن سے دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ" (۲) اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ اور ریادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو، اللہ تعالیٰ نے (نیکی) پر تمام کا حکم دیا ہے، اور زبرد اس جہانی کو کہتے ہیں جو غیر کے لئے کی جائے، خود یہ مال کے ذریعہ یا منفعت کے ذریعہ۔

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "كُتِبَ عَلَيْكُمُ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ إِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ لِلْأُولِيَاءِ وَالْأَقْرَبِينَ بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُسْكَفِينَ" (۳) (تم پر فرض کیا ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آتی معلوم ہو، بشرطیکہ کچھ مال بھی چھوڑ رہا ہو، تو وہ والدین اور عزیزوں کے حق میں معقول طریقہ سے وصیت کر جائے، یہ لازم ہے پر یہ گاروں پر)۔

ہاں تک سنت کا تعلق ہے تو اہل خیر پر دلالت کرنے والی احادیث بہت ہیں، ان ہی میں سے حضرت ابن عمرؓ یہ روایت ہے،

تعریف:

۱- تبرع لغت میں: تبرع المخرج من ماله (سرمہ کے ساتھ مجموعہ سے ماخوذ ہے، یعنی فرد شخص علم و غیرہ میں اپنے ساتھیوں پر نیت لے لیا، اور یہ شخص کو "تبرع" کہا جاتا ہے، اور "فعلت کذا" متبرعا "کا معنی ہے: فرد کام میں بے رضا کارانہ یا، اور تبرع بالامور کا مفہوم ہے: فرد کسی کام یا مطالبہ کو یا^(۱)۔

جہاں تک صحت، حق تعریف کی بات ہے تو فقہاء نے تبرع کی کوئی صحت، حق تعریف میں کی ہے، البتہ انہوں نے اس کی قسموں جیسے وصیت، وقف و ہبہ وغیرہ کی تعریف کی ہے، اور ان اذات میں سے ہر نوع کی تعریف صرف اس کی مابیت کو متعین کرتی ہے، اس کے باوجود فقہاء کے نزدیک تبرع کا مفہوم جیسا کہ ان اقسام کے سے ان کی طرف سے کی جائے، اہل تعریفات سے سمجھ میں آتا ہے، تبرع کے اس، فرد سے خارج نہیں کہ وہی حالت میں نیکی اور بھلائی کے لئے ہے، مکلف کا حال یا مستقبل میں کوئی مال یا منفعت اپنے علاوہ کے لئے یا ان کو خرچ کرنا ہے۔

متعلقہ الفاظ:

تطوع:

۲- تطوع اس عمل کا نام ہے جو فرض و واجب پر اضافہ کے طور پر مشرور ہے (اصحاح مؤدبہ، لمصباح لادۃ "تبرع"۔

(۱) تحریکات الخیر جالی۔

(۲) سورہ مائدہ ۴۸۔

(۳) سورہ بقرہ ۱۸۰۔

شماره ۵-۴

فرماتے ہیں: "أصاب عمر أرضاً بحيرة، فأتى النبي ﷺ يستأمره فيها، فقال: يا رسول الله إني أصبت أرضاً بحيرة، لم أصب مالا قط هو أنفس عندي منه، فما يأمرني بها؟ قال: "إن شئت حبست أصلها و تصدقت بها"، قال: فتصدق بها عمر، أنه لا يباع أصلها، ولا يباع، ولا يورث، ولا يوهب، قال: فتصدق عمر في الفقراء، وفي القربى، وفي الرقاب، وفي سبيل الله، وابن السبيل، والضيف، لا جناح على من وليها أن يأكل منها بالمعروف، أو يطعم صديقاً، غير متمول فيه" (حضرت عمر نے خیر میں ایک زمین پائی، وہ نبی ﷺ کے پاس گئے کہ اس کے بارے میں حکم معلوم کریں۔ عرض کیا: ے اللہ کے رسول! میں نے خیر میں ایک زمین پائی ہے، میں نے کچھ نہ کوئی ایسا مال نہیں پایا جو میرے نزدیک اس سے زیادہ عمدہ ہو۔ تو آپ مجھے یا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر چاہو تو زمین کو اپنی حدیث میں رکھو، اس کے چٹا یا آمدنی کو صدقہ کر دو، میں عمر کہتے ہیں: تو حضرت عمر ے اس شرط کے ساتھ اس کو صدقہ کر دیا کہ اس کی اصل کو نہ بیچا جائے گا، نہ نہ شریا جائے گا۔ اس کا نہ کوئی وارث ہے گا، نہ وہ زمین کسی کو میراث کی جائے گی، میں عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر ے اس کی آمدنی کو اکثر، بہتر بہت دہریں، غایبوں کو آراء کرے، مسافروں، اللہ کے راستے میں اور مہمانوں کے لئے صدقہ کیا، اس کے متولی پر اس میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ اس میں سے معروف طریقہ سے کھائے یا کسی دوست کو کھلائے جبکہ مال کو جمع کر کے نہ دے۔)

رومی کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ حدیث امام محمد بن
سیرین کے سامنے پڑائی تو غیہ متبول فیہ تک پہنچا تو انہوں نے کہا:

(۱) حدیث ”یوں نہت حبت اہلها و تصدقت بها . . .“ کی روایت
بخاری (فتح الباری ۵/ ۳۵۳، ۳۵۵، فتح المستقیم) و مسلم (۳/ ۱۲۵۵ طبع
مکس) کے کی ہے الفاظ مسلم کے ہیں۔

غیر متاثر مالا (یعنی وہ خیر و اندوہی کرنے والا نہ ہو)۔
 دن خون کہتے ہیں: جس نے وہ کتاب پڑھی اس نے مجھے بتایا
 کہ اس میں غیر متاثر مالا ہے۔

اسی قبیل سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے: ”تمہارا
محابہ“ (۱) (ایک اور روایت یہ ہے: ایک اور روایت سے محبت کرنے
لگو گئے)۔ نیز حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے: ”اِنَّ الْمُهْتَبِرَكَ وَ
تَعَالٰی تَصَدَّقْ عَلَیْكُمْ بِثَلَاثِ اَمْوَالِكُمْ عَمَدًا لَّانَكُمْ رِیَادَةً فِی
حَوَالِکُمْ۔ لِيَجْعَلَهَا لَكُمْ رِیَادَةً فِیْ اَعْمَالِكُمْ“ (۲) (اللہ تبارک
و تعالیٰ نے تمہاری وفات کے وقت تمہارا تہنق مائتم پر صدق کر دیا ہے،
تمہاری (رحماتی) زندگی میں اضافہ کے سے، تاکہ سے تمہارے
اعمال میں زیادتی کا سبب بنائے)۔

ہمارے ہاں تک اجماع کی بات ہے تو امتِ محمدیہ کی مشروعیت پر متفق ہے، سنی نے اس کا انکار نہیں کیا ہے^(۳)۔

۴- تہمات کی تعداد تیس ہیں: اس میں سے تین کا تہم ہے، اور اس میں سے مسند کا تہم ہے تہمات فی العور بھی ہوتے ہیں اور با تائید بھی، اور کبھی ان کی بہت سوت کے بعد کی طرف بھی ہوتی ہے تہمات کی تمام انواع پر مختلف قسم کے شرعی احکام جاری ہوتے ہیں۔

۵- متاعا اتفاق ہے کہ تہمات کا کوئی ایک ہی حکم شرعی نہیں ہے، بلکہ اس پر پانچ قسم کے احکام جاری ہوتے ہیں، چنانچہ تہمات کبھی واجب

(۱) حدیث: ”کھادوا الصحابو“ کی روایت بخاری سے وہ اس مرد (حدیث: ۵۹۳ ص ۱۵۵ طبع استغنی) میں کی ہے، اس کا وی نے ”ملتقا صد“ میں اس کو محمد قرطبی (ص ۱۶۶ طبع المکتبۃ)۔

(۲) حدیث: "إِنَّ اللَّهَ نَصَقَ عَلَيْكُمْ بَطْلَ أَمْرِ الْكُفْرِ"۔ "اُنکی روایت طبرانی نے کی ہے جیسا کہ مجمع الزوائد (۲/۱۲ طبع القدی) میں ہے۔ اس حوالے پر بخاری (۲۲۱ طبع عبدالحمید شفی) میں کہا ہے کہ اس کے بارے میں قوی دلائل ہیں لیکن بعض طرق بعض کو توہمیت دیتے ہیں۔

(۳) مفتی محمد رفیع رحمانی، ص ۲۷۶۔

تبرک ۱-۳

لہذا تبرک کا اصطلاحی معنی: کسی میں خیر الہی کے ثبوت کو طلب کرنا ہے۔

متعلقہ الفاظ:

الف- توسل:

۲- توسل لغت میں: تقرب یعنی قربت تلاش کرنا ہے، کہا جاتا ہے: توسل العبد الی ربہ بوسیطة (بند نے اپنے رب کی طرف وسیعہ تلاش کیا) جب اس نے کسی عمل کے وسیعہ اللہ کا تقرب حاصل کیا ہو (۱)۔ قرآن مجید میں ہے: "وَابْتَغُوا لِحَافِ الْوَسِيطة" (۲) (اور اس کا تقرب تلاش کرو)۔

ب- شفاعت:

۳- شفاعت لغوی طور پر "شفع" کے مادہ سے ہے، کہا جاتا ہے: استشفعت بہ: میں نے اس سے شفاعت طلب کی۔ رغبہ: منہائی نے کہا کہ شفاعت نام ہے دوسرے کا مددگار ہو کر اس کے ساتھ ملنے، اور اس کی طرف سے سوال کرنے کا۔

شفع وشفع اس نے شفاعت طلب کی، اور شفاعت اس کو کہتے ہیں کہ شفیع بادشاہ سے کسی ایسی ضرورت کے سلسلہ میں کلام کرے جس کا وہ اپنے غیر کے لئے سوال کر رہا ہو، شافع: اپنے علاوہ کے لئے طلب کرنے والا، شفیع الیہ کا معنی ہے: اس نے فلاں سے معقولہ (جس کی شفاعت کی جاری ہو) کی حاجت پوری کرنے کا مطالبہ کیا (۳)۔

۴- شفاعت اصطلاح میں معقولہ کے گناہوں سے درگزر

(۱) لسان العرب، المصباح المہر، بحار اصطلاح المصباح، "قول"۔

(۲) سورۃ مائدہ، ۳۵۔

(۳) لسان العرب، غریب القرآن، از منہائی مادۃ "شفع"۔

تبرک

تعریف:

۱- تبرک لغت میں: برکت طلب کرنا ہے۔ برکت: برکتی اور زیودتی کا نام ہے، تبریک کا مطلب ہے: کسی انسان کے لئے برکت کی دعا کرنا، ہارک اللہ الشیء، ہارک الیہ، ہارک علیہ کا مطلب ہے: اللہ اس میں برکت دے قرآن مجید میں ہے: "وَهَذَا كِتَابُ أَنْزِلْنَا مُبَارَكٌ" (۱) (اور یہ ایسی کتاب ہے جس کو ہم نے نازل کیا ہے جو بڑی برکت والی ہے)، اور تبرکت بہ کا مطلب ہے: قیمت بہ (میں نے اس سے برکت حاصل کی)۔ رغبہ: اصفہانی کہتے ہیں: برکت کسی شئی میں خیر الہی کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ خیرات الہی کے فیضان پر متوجہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: "وَبِذَلِكَ نَهَيَّا الْقُرْآنِ آمِنًا وَتَقَرُّوا لِفَتْحِنا عَلَيْهِمُ بَرَكَاتٍ مِنْ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ" (۲) (اور اگر اس - بتیوں کے رہنے والے ایمان لے لے ہوئے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ان پر آمان و برکتیں کی برکتیں کھول دیتے) اور "وَهَذَا ذِكْرُ مُبَارَكٍ أَنْزَلْنَا" (۳) (یہ ایک مبارک نصیحت ہے جس کو ہم نے نازل کیا) (۴)۔

(۱) سورۃ النحل، ۹۲۔

(۲) سورۃ اعراف، ۹۶۔

(۳) سورۃ النبی، ۵۰۔

(۴) لسان العرب، المصباح المہر، مادۃ "برک"، المعردات فی غریب القرآن

در غیب الاصباح فی

تزک ۳-۶

کرنے یا اس کی حاجت پوری کرنے کے سلسلہ میں سواہی کرنا اور
عجزی کا ظہار کرنا ہے۔

ج- ستغاثہ:

۴- لغت میں ستغاثہ کا مطلب ہے: مدد طلب کرنا قرآن مجید میں
ہے: ”إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ“ (اور اس وقت کو یا، نہ سب تم
اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے)۔ اعانہ اعانۃ کا مطلب ہے:
اعانہ و نصوہ (اس نے اس کی مدد اور نصرت کی)۔ پس وہ ان کا
منیث (مددگار ہوا)، اَعَانَهُمُ اللَّهُ بِرَحْمَتِهِ (اللہ تعالیٰ نے اپنی
رحمت سے ان کی مدد کی) یعنی ان کی تکلیف کو دور کر دیا (۲)۔

شرعی حکم:

نی حمد تحرک (برکت حاصل کرنا) شروع ہے، تفصیلات
درج ذیل ہیں:

۱- بسم اللہ و الحمد للہ کے ذریعہ تحرک:

۵- بعض اہل علم کا نہ سب یہ ہے کہ وہ معاملہ جو شاعتاً قائم یا اٹھان
ہو، اس کی بتدء میں بسم اللہ و الحمد للہ پڑھنا مسنون ہے، بشرطیکہ وہ
کام نہی نہ حریم ہو، نہی سے نکرہ، اور نہ وہ موت و فحارت کے
کاموں میں سے ہو، و رسم اللہ و الحمد للہ میں سے۔ ایک کو اس کی
جگہ میں تحرک کے ثور پر پڑھا جائے گا۔

ملاء کے یہاں یہ مروی ہے کہ وہ اپنے کلمات، خطبات، اپنی
تالیفات و اپنے ہر کام کو بسم اللہ سے شروع کرتے ہیں، اس
حدیث پر عمل کرتے ہوئے جو نبی کریم ﷺ سے مروی ہے: ”کُلُّ

(۱) سورۃ الفاتحہ ۹۔

(۲) المصباح المنیر، غریب القرآن، لا مغبالی۔

امر ذي بال لا يبدأ فيه بسم الله فهو أبتر أو أقطع أو
أحدم“ (۱) (ہر وہ کام جو اہمیت و لا ہو، اس کا آغاز بسم اللہ سے
نہ ہو وہ دوام پر نہ ہو، کٹا ہوا اور ناقص ہوتا ہے)۔ دوسری روایت میں
ہے: ”کل امر ذي بال لا يبدأ فيه بالحمد لله فهو أبتر أو
أقطع أو أحدم“ (۲) (ہر اہمیت والا کام جس کی بتدء الحمد للہ سے نہ
ہوئی ہو وہ دوام پر نہ ہو، کٹا ہوا اور ناقص ہوتا ہے)، اسی باب سے اس
بات کا بھی تعلق ہے کہ کھانے، پینے، جہاز کرنے، غسل، غصو،
تہارت، تحیم، سواری پر سوار ہونے و سواری سے اترنے کے وقت
بسم اللہ پڑھنی جائے (۳)۔

دوم- آثار نبی ﷺ سے برکت حاصل کرنا:

۶- آثار نبی ﷺ سے برکت حاصل کرنے کی مشروعیت پر علماء کا
اتفاق ہے، ملاء نے یہ بات شامل ”درمہد شیں نے بہت سی حدیثیں
بیان کی ہیں جو بتاتی ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسالہ اللہ ﷺ
کے متعدد آثار سے برکت حاصل کیا کرتے تھے، ہم اجمالاً ان میں
سے کچھ بیان کرتے ہیں:

(۱) حدیث: ”کل امر ذي بال لا يبدأ فيه بسم الله فهو أبتر أو أقطع
أو أحدم“ کی روایت عبدالقادر ارطوی نے ”لائحہ شیں“ میں کی ہے اور ان
سے نکلی نے ”المطبوعات“ میں کی ہے اس کی سند بہت ضعیف ہے (فیض
القدر للہناوی ۵/۱۳ طبع المکتبۃ النجاریہ)۔

(۲) حدیث: ”کل امر ذي بال لا يبدأ فيه بالحمد لله فهو أبتر أو أقطع
أو أحدم“ کی روایت ابن ماجہ (۱۱۰ طبع المکتبۃ) نے کی ہے اس کی سند
ضعیف ہے (فیض القدر للہناوی ۵/۱۳ طبع المکتبۃ النجاریہ)۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ میں ۱۴ جوہر لا طیل ۱۰۱، ۲۰۲، تحفۃ الجماع ۳۰، جامعہ
الماجوریہ ۲، ۴، سبل السلام ۴، کشف المحجرات ۱۳، المہد کج ۱۰، ۲۰،
دلیل الطالبین شرح ریاض الصالحین ۳۳، ۲۱۵، ۲۳۹، ۵۵، ۵۴، احیاء علوم
الدین ۲/۲۵۲، مفتی الکتاب ۱/۵۱، ۵۲، ۵۳، فتح الباری شرح صحیح بخاری
۱/۳۵۲، ۳۵۱، ۳۳۳، زاد المعاد لابن قیم ۲/۲۲۲۔

تحرک ۷-۹

غ- آپ ﷺ کے ہنسو سے برکت حاصل کرنا:

۷- رسول اللہ ﷺ جب ہنسو رتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ صحابہ کرام آپ ﷺ کے ہنسو کے پانی پر جھگر رہے ہیں^(۱)، یہ نکتہ وہ شدت سے اس بات کے خواہاں ہوتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر سے جس پانی نے مس کیا ہے اس سے برکت حاصل کریں، اور جسے حضور ﷺ کے ہنسو کا پانی نہیں ملتا تھا وہ اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری لے جیتا تھا^(۲)۔

ب- آپ ﷺ کے تموک اور رینٹ سے برکت حاصل کرنا:

۸- رسول اللہ ﷺ سب بھی تھوکتے یا ناک صاف کرتے تو صحابہ کرام اس کو پینے کی کوشش کرتے، رنٹا سے لے لیتے، اور جب وہ کسی کی تنگی میں جاتا تو وہ سے تموک کے ٹکڑے اپنے پیڑ سے اور ہن پر مل جتا، اور سے پنی کمال، اور عصا، پٹکا جیتا^(۳)۔

حضور پاک ﷺ بچوں کے منہ میں اپنا لعاب مبارک دالتے تھے، درلوگوں کے ہاتھوں میں بھی اپنا لعاب دالتے تھے، لکنا، چپا کر کسی شخص کے منہ میں ڈال دیتے تھے، صحابہ کرام برکت کے لئے اپنے بچوں کو حضور ﷺ کی خدمت میں لاتے تھے، تاکہ آپ ﷺ ان کے منہ میں کچھ چہا کر ڈالیں^(۴)۔

(۱) حدیث: ”ما نعيم رسول الله ﷺ لعامة بلا وقعت في كف

رجل منهم فسدك بها وجهه وجلده وإذا أمرهم ابتدوا فخره وإذا نوحا كانوا يفتسلون على وضوءه“ کی روایت بخاری (فتح البری ۵/۳۳۰ طبع انتہی) نے کی ہے۔

(۲) نسیم المریاض فی شرح القاضی حیاض، شرح مختصر ۳۴۲، فتح الباری شرح صحیح البخاری ۵/۳۳۰، رد المحتار ۲/۱۲۳۔

(۳) مختصر حدیث کی تخریج فقرہ سابعہ میں گذر چکی ہے۔

(۴) نسیم المریاض ۳۳۴، مختصر القاضی المریضی ۱/۵۳، رد المحتار ۲/۱۲۳،

ج- آپ ﷺ کے خون سے برکت حاصل کرنا:

۹- احادیث سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرام نے برکت حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ہلے ہوئے خوں کو پی لیا چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے، آپ ﷺ اس وقت پچھتا لگوارہے تھے، جب قارٹ ہوئے تو فرمایا: ”یا عبد اللہ اذهب بهذا الدم فاهرقه حيث لا يراك أحد، فشربه، فلما رجع قال: يا عبد الله ما صنعت؟ قال جعلته في انفي مكان عذمت أمه معمي عن الناس، قال: لعلك شربته؟ قلت: نعم، قال: ويل للناس منك وويل لك من الناس“ (اے عبداللہ! یہ خون لے جاؤ اور لکی جگہ ڈال، وہاں کوئی نہ دیکھے، انہوں نے اس کو پی لیا، جب واپس آئے تو آپ ﷺ نے پوچھا: اے عبداللہ! تم نے کیا کیا؟ انہوں نے جواب دیا: میں نے اسے لکی پوشیدہ جگہ میں رکھا ہے، میرے خوں سے کہ وہ لوگوں سے ایک دم مخفی رہے گا، حضور ﷺ نے فرمایا: شاید تم اسے پی کے ہو، میں نے عرض کیا: جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا: ”لوگوں کو تم سے بہتر تم کو لوگوں کی تہہ کن حرکتوں سے اللہ ہی بچائے،“ لوگوں کا خیال یہ تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ میں جو طاقت تھی وہ اسی خون کی ہے، تھی^(۱)۔ دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”من خالط دمه دمي لم تصمه النار“^(۲) (جس کا

= منی الحجاج ۳۶۹، جہدہ لا کل ۱/۲۳۳، مجمع مسلم مع اشعری ۱۳/۲۲، اور

حدیث: ”كان الصالح...“ ان الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے ”كان رسول الله ﷺ يوزي بالصبيان فيروك عليهم ويحكهم“ اس کی روایت مسلم (۱/۳۳۷ طبع اعلیٰ) نے کی ہے۔

(۱) المختصر القاضی المریضی ۱/۵۳، جامعہ البیہ کی ۱/۵۳، رد المحتار ۲/۱۲۳۔

(۲) نبی ﷺ کا خون پینے سے متعلق حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حدیث کی روایت

حاکم (۳/۵۵۳ طبع دائرة المعارف العلمیہ) اور طبرانی نے کی ہے جیسا کہ

مجمع الزوائد (۸/۲۷۱ طبع المکتبۃ) میں ہے، شیخ نے کہا ہے کہ اس کی

خوسیرے خون سے مل جائے اسے جہنم کی آگ میں چھوڑتی۔

بال کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا^(۱)۔

مروہی ہے کہ برمک کے ہاں حضرت خالد بن ولیدؓ کی ٹوپی گم ہوئی، انہوں نے اس کو اٹھوڑا تو اٹھوڑنے سے لٹی پھر فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے عمروؓ کیا اور پناہ مند وہ تو لوگوں نے آپ ﷺ کے مارے مارے کے ہاں پینے کے سے سہقت کی، میں نے سہقت کر کے پیٹائی کے بال لے لئے اور اسی ٹوپی میں رکھ لیا، اس کے بعد سے میں جس جنگ میں بھی شریک ہوا اور یہ ٹوپی میرے ساتھ رہی، مجھے فتح نصرت عطا کی گئی^(۲)۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جام آپ کا سر موڑ رہا ہے اور آپ ﷺ کے صیہ پنے آپ ﷺ کو طرف سے گھیرے میں لے رکھا ہے، اور سب کی یہی خواہش تھی کہ بال کسی کے ہاتھ ہی میں گرے^(۳)۔

ج۔ آپ ﷺ کے جوٹھے اور آپ ﷺ کے کھانے سے برکت حاصل کرنا:

۱۱۔ یہ ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کا جوٹھا کھانا حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے تھے، تاکہ ان میں سے ہر ایک کو وہ برکت نصیب ہو جائے جو حضور ﷺ کی وجہ سے کھانے یا پینے میں آتی ہے^(۴)۔

حضرت بل بن سعدؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے

د۔ آپ ﷺ کے موئے مبارک سے برکت حاصل کرنا:

۱۰۔ رسول اللہ ﷺ سب پناہ مبارک موٹھے تھے اپنے بالوں کو صحابہ کرام میں تقسیم کرتے تھے، صحابہ کرام حضور ﷺ کا کچھ بھی بال حاصل کر لینے کے شدید خواہش مند رہتے تھے، اور جس کے ہاتھ لگ جائے وہ بطور تحریک اسے محفوظ رکھتا تھا۔ چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ منیٰ تشریف لانے والوں سے جمد آئے، ری کی، پھر منیٰ اپنے ٹھکانہ پر آئے اور قرہائی کی، پھر تمام سے فرمایا: ”اوسر سے بال کاٹو“، پہلے، ان میں جانب اشارہ فرمایا، پھر بائیں جانب، پھر کئے ہوئے بال لوگوں کو دینے لگے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ نے ری جمار کی اور قرہائی کر لی تو آپ نے بال منڈوائے، اور دائیں جانب کو تمام کے سامنے کیا تو اس نے وہ بال کاٹے، پھر حضور ﷺ نے دھرت ابو ظہبہ انصاریؓ کو بلایا، انہیں وہ بال دے دیے، پھر بائیں جانب کو تمام کے سامنے کیا، اور فرمایا: اسے موٹھے وہ تو اس نے وہ بال منڈوائے، پھر حضرت ابو ظہبہؓ کو وہ بال بھی دے دیئے اور فرمایا: ”افسمہ بین الناس“^(۱) (میں لوگوں میں تقسیم کروں)۔

ایک روایت میں ہے بال ٹوٹنے کا آثار ۱۰ میں جانب سے آیا، پس ان میں سے ایک ایک ۱۰۰۰ بال لوگوں میں تقسیم کر دیئے، پھر بائیں جانب کے بال کے کاٹنے کا حکم فرمایا، پھر اس

= روایت طبرانی اور بنی اور بنی نے اختصار کے ساتھ کی ہے اور بنی اور بنی کے رجال صحیح کے رجال ہیں سوائے بنی بن قاسم کے جو بھی تھے ہیں۔

(۱) حدیث: ”افسمہ بین الناس“ کی روایت مسلم (۲/۲۷۳ طبع المکتبۃ) کے کی ہے۔

(۱) راویہا و ابن القیم ۲۳۲، نسیم المیرا فی ۳۳۳۔

(۲) حضرت خالد بن ولیدؓ کی حدیث کی روایت حاکم (۳/۲۹۹ طبع دار الفکر) نے

احساناً نے کی ہے وہی نے اپنی تحفہ میں کہا ہے کہ یہ روایت متفق ہے۔

(۳) حدیث حضرت انسؓ تقدس رایت رسول اللہ ﷺ کی روایت مسلم

(۲/۱۸۱۲ طبع المکتبۃ) نے کی ہے۔

(۴) دیکھو القلیبی ۵۶۸، مسیح مسلم شرح امام ابو نعیم ۵/۳۰۰۔

یہ اپنی محسوس کرتا ہوں۔ اور سب نرمی سے گلہ خشک ہوتا ہے تو اس کی
عفتدک محسوس کرتا ہوں^(۱)۔

۵۔ آپ ﷺ کے ماخن سے برکت حاصل کرنا:

۱۳۔ یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ماخن کاٹنے اور تحرک
کے لئے لوگوں میں تقسیم کر دیئے، امام احمد نے حضرت محمد بن زید کی
حدیث روایت کی ہے کہ ان کے والد نے یہاں تک وہ قربانی کے
مقام پر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور قریش کے بھی
ایک صاحب تھے، رسول اللہ ﷺ قربانی کا گوشت تقسیم کر رہے
تھے، لیکن اس میں سے ان کو اور ان کے ساتھی کو کچھ بھی نہ ملا، بہتہ
رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر کے بال اپنے کپڑے میں منڈوا کر
انہوں نے اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیا، اور آپ ﷺ نے اپنے
ماخن کاٹنے تو آپ ﷺ نے اس سے اس کے ساتھی کو دے دیا۔
ایک روایت میں ہے کہ ”پھر آپ نے اپنے ماخن کاٹنے اور
انہیں لوگوں میں تقسیم کر دیا“^(۲)۔

ز۔ آپ ﷺ کے لباس اور آپ کے برتنوں سے برکت
حاصل کرنا:

۱۳۔ اسی طرح ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس بات کے
حریص تھے کہ تحرک کے لئے اور شفا حاصل کرنے کے لئے آپ کے
ملبوسات اور برتنوں کو محفوظ رکھیں۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں

(۱) حدیث خنس بن عقیل کو ابن حجر نے (اصحاب میں قاسم ابن ثابت کی دلائل کی
طرف منسوب کیا ہے) (۳۵۸/۱ طبع مطبوعہ لبنان)۔

(۲) ماخن کے کاٹنے سے متعلق حضرت محمد بن زید کی حدیث کی روایت احمد (۳۴۳/۳
طبع المکتبہ) نے کی ہے اس کے رجال ثقہ ہیں، دیکھئے: (الاعلام: ۳۳۳)۔

پاس پیٹنے کی چیز لائی گئی، آپ ﷺ نے اس میں سے پیا، اور آپ
ﷺ کے وہ میں جانب یک لڑکا تھا اور بائیں جانب بڑے بڑے
لوگ تھے، رسول اللہ ﷺ نے ٹکڑے سے فرمایا: ”امان لی ان
اعطی هؤلاء؟ فقال الغلام (وہو ابن عباس) واللہ لا لوثر
بصبی منک احد، فقلہ رسول اللہ ﷺ فی یدہ“^(۱) (کیا
تم مجھے اس کی اجازت دیتے ہو کہ میں اس لوگوں کو، بے ہوش تو
نوجوان نے) (ورود بن عباس تھے) نماز کے بعد، ان کی قسم اے اللہ کے
رسوں میں آپ ﷺ کی دست سے ملنے والے اپنے بھائی کے حامل
میں سے اور کو ترجیح نہیں دے گا چنانچہ آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ
میں رکھ دیا۔

حضرت عمیرہ بنت مسعود رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اور
ان کی بہنیں بیعت کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں،
یہ سب کی سب پانچ تھیں، انہوں نے دیکھا کہ حضور ﷺ گوشت کا
ٹکڑا کھا رہے ہیں، تو آپ ﷺ نے ان کے لئے بھی ایک ٹکڑا
چھیدا، پھر وہ ٹکڑا آپ ﷺ سے مجھے دیا، پھر میں نے اسے چبا کر کھا
ٹکڑا کر کے سب کو دیا، اس کی برکت یہ ہوئی کہ موت تک ان کے منہ
میں بد بو نہیں پیدا ہوئی^(۲)۔

حضرت خنس بن عقیل کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ
نے مجھے ستو کا شربت پلایا، آپ ﷺ نے سب سے پہلے پیا اور
میں نے سب سے آخر میں پیا، اس کے بعد سے جب بھی مجھے بھوک
لگتی ہے اس کی سیری محسوس کرتا ہوں، جب پیاس لگتی ہے اس کی

(۱) حدیث حضرت سہل بن سعد۔ کی روایت بخاری (فتح الباری ۸۶۱۰/۱ طبع
مکتبہ) اور مسلم (۳۸۶/۱ طبع المکتبہ) نے کی ہے۔

(۲) حدیث عمیرہ بنت مسعود کی روایت طبرانی (۳۲۱/۳۲ طبع دار الفکر
مطبعہ) نے کی ہے اور بخاری نے مجمع (۲۸۳/۸ طبع المکتبہ) میں کہا ہے
کہ اس میں اسحاق بن ادریس اور سواہی ہیں جو ضعیف ہیں۔

تحرک ۱۳

نہیں لگا جو سی اور نے لکھا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے کھڑ کر پھر ان جگہ لکھا یا تو وہ بھی لگ گیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس رزقوں نے ان سال چل دیئے، سوائے ایک کے، تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اکھاڑ کر پھر لکھا یا، چنانچہ اس درخت میں بھی اسی سال چل آیا، اور حضور ﷺ نے حضرت سلمان کو مرفی کے اڑے کے پرہ سوا یا۔ لیکن اپنے سے پہلے اسے اپنی زبان پر رکھ کر پھر یا۔ حضرت سلمان نے اس میں سے اپنے آقاؤں کو چالیس اوقیہ وز کر کے دیا، اور ان کے پاس اتنا باقی بچ گیا جتنا انہوں نے موالی کو دیا تھا (۱)۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حنظلہ بن حذیم کے سر پر دست مبارک پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی، تو حضرت حنظلہ کے پاس کوئی آدمی لایا جاتا جس کے چہرہ پر درم ہوتا یا بکری لائی جاتی جس کے تھن میں درم ہوتا، اور اسے اس جگہ پر لگا دیا جاتا جہاں رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ پھیرا تھا تو درم دور ہو جاتا (۲)۔

آپ ﷺ کی خدمت میں بیماروں، اپاہجوں اور پاگلوں کو لایا جاتا تھا، اور آپ ﷺ اپنا دست مبارک اس پر پھیر دیتے، جس کے نتیجے میں بیماری، پاگل پن اور جسمانی معذوری میں جو بھی مصیبت ان کو لاحق ہوتی وہ دور ہو جاتا کرتی تھی (۳)۔

ایسے ہی دو لوگ اس بات کے بھی حریص تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ لیں، تاکہ وہ لوگ پھر اسی جگہ

نے یک گارہے "رویحہ قسم کا بیج نکالا اور لایا: رسول اللہ ﷺ اس کو پہنا کرتے تھے، ہم اپنے مریضوں کے لئے اسے دھو کر پلاتے ہیں جس سے شفا حاصل ہوتی ہے (۱)۔

دوسری روایت میں ہے: ہم اسے دھوتے ہیں اور اس کے ذریعہ شفا حاصل کرتے ہیں (۲)۔

ابو محمد باجی سے مروی ہے: وہ کہتے ہیں: حضور ﷺ کے پیالوں میں سے ایک پیالہ ہمارے پاس تھا ہم مریضوں کے لئے اس میں پانی ڈالتے تھے (اور مری پانی مریضوں کو پلاتے تھے) کہ وہ اس سے شفا حاصل کر لیں، چنانچہ وہ اس سے صحت یاب ہو جاتے تھے (۳)۔

ح۔ ن چیزوں سے برکت حاصل کرنا جنہیں حضور ﷺ نے چھو یا جہاں نماز پڑھی:

۱۴۔ صحیح پر ام رضی اللہ عنہم ان چیزوں سے بھی برکت حاصل کرتے تھے ان سے دست مبارک کا مس ہوتا تھا (۴)۔

حضور ﷺ کے دست مبارک کے مس "آپ ﷺ کے پودے کھانے کی برکت کا" تعد حضرت سلمان کے ساتھ پیش آیا، جب ان کے موالی نے انہیں تین سو ایسی چھوٹی بھجوروں کے پودے لگانے پر مکاتب بنایا جو لگ جائیں اور پھل دیئے لگیں، اور چالیس اوقیہ سے ۳۰ پر، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ڈوکڑے سے دھو کر اپنے ہاتھ سے تمام پودے کھائے، صرف ایک پودہ ہی اڑے لگا یا، نتیجہ یہ ہوا کہ حضور ﷺ کے کھائے ہوئے سارے پودے لگ گئے، مگر ایک

(۱) حدیث سلمان کی روایت سے مراد (۳۶۸/۳، شعب الایمان، طبع ۱۳۷۷ھ) نے کی ہے چنانچہ نے مجمع میں کہا ہے کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں (۳۳۷/۸ طبع تھنی)۔

(۲) حدیث حنظلہ بن حذیم کی روایت سے مراد (۶۸/۶، شعب الایمان، طبع ۱۳۷۷ھ) نے کی ہے چنانچہ نے مجمع (۳۷۸/۸ طبع تھنی) میں کہا ہے کہ اس کے رجال صحیح ہیں۔

(۳) نسیم المیاض ۱۳۷۳۔

(۱) حدیث ۳۰، حدیث بکری روایت سے مسلم (۱۳۱/۳ طبع تھنی) نے کی ہے۔

(۲) نسیم المیاض فی شرح شفاء العارضی میاض ۱۳۴۔

(۳) صحیح مسلم مع شرح الامام النووی ۱۲۳/۱۳۔

(۴) صحیح مسلم مع شرح الامام النووی ۸۲/۱۵، شفاء العارضی میاض ۲۷۸۔

تمرک ۱۵-۱۶ تبسط

ﷺ نے ارشاد فرمایا: "ماء زمزم لما شرب له" ^(۱) (آب زمزم ہر اس مقصد کے لئے ہے جس کے لئے اسے پیا جائے)۔

چہارم۔ نکاح میں بعض زمانوں اور جگہوں سے برکت حاصل کرتا:

۱۶۔ جمہور مائگانہ سب یہ بتے کہ مقدس نکاح مسجد میں اور جمعہ کے دن کرنا مستحب ہے، تاکہ مسجد اور جمعہ کے دن کی برکت حاصل ہو، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اعصوا هذا النکاح واجعلوه فی المساحد، واصبروا علیہ بالظوف" ^(۲) (اس نکاح کا عذر کرو، اور اسے مسجد میں کرو اور) اعلان کے لئے) اس پر دلف بجاؤ)۔

تبسط

انہیں "توسع"۔

نماز پڑھا کریں، و حضور ﷺ کی برکت انہیں ملتی رہے، حضرت تباہ بن مائک سے جو کہ بدری صحابی ہیں، مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں اپنی قوم بنی سام کو نماز پڑھاتا تھا، میرے اور ان کے درمیان ایک وہی تھی، جب بارش تتی تو میرے لئے، اسے پارز کے ان کی مسجد تک جانا دشوار ہو جاتا، میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، عرض کیا: میری نگاہ کمزور ہے، اور یہ وہی جو میرے اور میری قوم کے درمیان رہتی ہے، جب بارش تتی ہے تو اس کو پارز میرے لئے دشوار ہو جاتا ہے، میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے یہاں تشریف لائیں، اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھیں، تو میں بھی اس جگہ کو نماز کی جگہ بنا لوں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سأفعل فی شاء اللہ" (ایسا کروں گا، اگر اللہ نے چاہا)، چنانچہ وہ میرے دن جب وہ آیا تو رسول اللہ ﷺ ہر حضرت ابو بکر تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ نے اندر آئے کی اجازت مانگی، میں نے اجازت دے دی، حضور ﷺ بیٹھے نہیں، کھڑے ہی کھڑے فرمایا: تم کس جگہ چاہتے ہو کہ میں تمہارے گھر میں نماز پڑھوں؟ میں نے اس جگہ کو اشارہ سے بتایا، جہاں میں چاہتا تھا کہ حضور ﷺ نماز پڑھیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے آکر، یہ نیت باندھی، ہم سے آپ کے پیچھے منہ لٹکانی، آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی، پھر سلام پھیرا، جب آپ نے سلام پھیرا تو ہم نے سلام پھیر دیا ^(۱)۔

سوم۔ آب زمزم سے برکت حاصل کرتا:

۱۵۔ ماء اس طرف گئے ہیں کہ آب زمزم کا پیا، یا اثرات کے مقصد کے حصول کے لئے سنت ہے، اس لئے کہ جو بارکت ہے رسول اللہ

(۱) حدیث: "ماء زمزم لما شرب له" کی روایت احمد (۳۵۷/۳ طبع) لکھنویہ (۱) نے کی ہے، ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، جیسا کہ القامعہ احمد لکھنوی (رجل ۳۵۷ طبع) لکھنوی میں ہے۔

(۲) حدیث: "اعصوا هذا النکاح واجعلوه فی المساحد" کی روایت ترمذی (۳۹۰ طبع) لکھنوی نے کی ہے، اور کہا ہے کہ اس باب میں یہ حدیث غریب حسن ہے، ابو عیسیٰ بن یحییٰ صاری حواشی کے روئے ہیں، وہ حدیث کے حاملہ میں ضعیف مانے جاتے ہیں۔

(۱) حدیث: "ماء زمزم لما شرب له" کی روایت بخاری (۲۳۳ طبع) لکھنوی اور مسلم (۲۵۵ طبع) لکھنوی نے کی ہے۔

تبع

دیکھئے: ”تابع“۔

تبعیض

دیکھئے: ”تبعیض“۔

تبعیض

تعریف:

۱- تبعیض لغت میں تجزیہ (یعنی ۷۷، ۷۸) کے معنی میں ہے، اور وہ ”بعض الشيء تبعیضا“ کا مصدر ہے، یعنی اس نے اس کو ٹکڑے ٹکڑے یعنی الگ الگ بنایا، بعض الشيء اشی کے جز کو کہتے ہیں، اور وہی کا ایک حصہ ہوتا ہے، خواہ کم ہو یا زیادہ، اسی سے ہے: احلوا مالہ فبعضوہ (انہوں نے اس کا مال لیا اور اس کی تبعیض کر دی یعنی اسے ۷۷ میں الگ الگ کیا) (۱)۔
کلمہ ”بعض“ ثناء کے استعمال میں بھی اسی معنی میں ہے۔

محتاجۃ الغائۃ:

تفریق:

۲- تفریق ”فرق الشيء تفریقا“ کا مصدر ہے، یعنی لفصہ ابعاضا (اس نے اس کو بعض بعض کر کے ٹکڑیاں)، لہذا یہ ”تبعیض“ اور تجزیہ کے ہی معنی میں ہوگا، اور جمع کرنے کی ضد ہے۔ کہا جاتا ہے: ”فرقت بین الرحلیں فمفرقا“ (میں نے دونوں کے بیچ میں تفریق لی، جس کو جدا جدا ہو گئے)۔ بنی الاعرابی نے کہا: ”فرقت بین الکلامین فامفرقا“ بغیر تشدید کے ہے، اور ”فرقت بین العبدین فمفرقا“ تشدید کے ساتھ ہے، مخفف کا

تبعۃ

دیکھئے: ”اتباع“ اور ”تباع“۔

(۱) مختار الصحاح، المصباح، المعجم، تاج المروس، مادة ”بعض“۔

تبعض ۳-۷

کرنے کی طرح ہے۔ "تبعض کا ساتھ رکنا کل کے ساتھ کرنے کی طرح ہے" (۱)۔

ب۔ جو چیز بدل ہو کر جائز ہوئی ہو وہ تبعض کی وجہ سے ایک ساتھ بدل ہو رہا بدل منہ میں داخل نہیں ہو سکتی:

۶۔ ابدال فی حد کے باب میں کہتے ہیں: ایک ہی وجہ تبعض اصل "تبعض بدل کے ساتھ" نہیں ہو سکتا، جیسے کن روئی صورتیں اور جیسے تخم بنو کے ساتھ ملتا ہوا میں سے ایک کے ساتھ ہو سکتا ہے، جیسے کوئی شخص پانی اتنا پاتا ہے جو اس کے بنو کے سے کافی نہیں تو وہ اس پانی کو استعمال کرے "اور باقی کی طرف سے نیم کرے" (۲)۔ یہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک جائز ہے، حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک جائز نہیں، جیسا کہ اس کا بیان آئے گا۔

ج۔ قاعدہ "آسان چیز سخت چیز کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتی"۔

۷۔ ابن سکی کہتے ہیں: یہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان "اذا امرتکم بانصر فاتوا معہ ما استطعتم" (۳) (جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دے تو اتنا کر جتنے کی استطاعت رکھتے ہو) سے مستند تو حد میں سے سب سے مشہور قاعدہ ہے، اس کی مثالوں میں سے یہ ہے کہ اگر مار پڑھنے والا سورۃ فاتحہ کے بعض حصہ پڑھنے پر قادر ہو تو اتنا پڑھا اس پر لازم ہوگا۔

اور جیسے اگر صدقہ خط کے کچھ صاف دی اور مٹی رستلا ہو تو صحیح

استعمال معافی میں کیا گیا اور مشکل (مشدد) کا استعمال اعیان میں کیا گیا ہے ان کے علاوہ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ دونوں ایک ہی معنی میں ہیں، اور مشکل (مشدد) مبالغہ کے لئے ہے (۱)، اور تفریق وہ چیزوں کے درمیان تمیز کے معنی میں بھی آتی ہے۔

شرعی حکم:

۳۔ تبعض کا کوئی عام اور جامع حکم نہیں ہے، اور اسے کسی ایک حکم پر جمع کرنا بھی ممکن نہیں، اس کا حکم ان چیزوں کے مختلف ہونے سے مختلف ہوتا رہتا ہے جو اس سے تعلق ہوں جیسے عبادات، معاملات، وعدہ کی، جنایات وغیرہ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

ہم تو عدالت پر تبعض کے مسائل و احکام مبنی ہیں:

۴۔ جواز اور عدم جواز کے اعتبار سے تبعض کے احکام مختلف مذہب کے بہت سے قواعد فقہیہ پر مبنی ہیں، ان میں سے اہم قواعد کو ہم جہلی طور پر ذیل میں بیان کرتے ہیں:

نف۔ قاعدہ "غیر متجری کے بعض کا ذکر کال کے ذکر کی طرح ہے"۔

۵۔ ابدال حسب کوئی شخص اپنی بیوی کو نصف طلاق دے ذیاب طلاق و نفع ہوگی، یا نصف عورت کو طلاق دے تو (پوری عورت) مطاق ہو جائے گی (۲)۔

حسب کے یہاں اس قاعدہ کے اور بھی فرمان ہیں، جن میں سے بعض کا ذکر اب کی جگہ پر آئے گا، اس کی نظیر شافعیہ کا یہ قاعدہ ہے: "جو چیز تبعض کو قبول نہ کرے، اس کے بعض کا اختیار رکنا کل کے اختیار

(۱) مختار الصحاح ج ۱ ص ۱۸۹ طبع دار الفکر بیروت۔

(۲) مختار الصحاح ج ۱ ص ۱۸۹ طبع دار الفکر بیروت۔

(۱) المختار الصحاح ج ۱ ص ۱۸۹ طبع دار الفکر بیروت۔

(۲) المختار الصحاح ج ۱ ص ۱۸۹ طبع دار الفکر بیروت۔

(۳) حدیث "اذا امرتکم بانصر فاتوا معہ ما استطعتم" "نہایت بخاری" (ترجمہ ۲۵۱۳ طبع انتصار) (۲۵۱۳ طبع انتصار) کے کی ہے۔

تبعيض ۸

طور پر جازز ہوتی ہے اس میں تبعيض داخل نہیں ہوتی، یہی حسن، زہری اور حنا کا بھی قول ہے۔

حنابلہ کا مذہب اور امام شافعی کا وہ اقوال یہ ہے کہ ہت پانی کا استعمال کرنا اس پر لازم ہے، اور باقی کے سے تیمم کرے، عبد بن ابی بابہ اور زعم ان کے قائل ہیں، اور ان طرح کی بات سن بھی کہتے ہیں^(۱)۔

اگر ایسا شخص جسے حدت اصغر لاحق ہو، اس پانی کا کچھ حصہ پائے جو وضو کے لئے کافی ہو تو اس کا حکم بھی لوگوں کے نزدیک مختلف نہیں ہوگا جو بدل اور مبدل منہ کے جمع کرنے کو جائز نہیں کہتے (یعنی تیمم کرے گا اور پانی کا استعمال نہیں کرے گا)، شافعیہ کے نزدیک اس قول کے مطابق اس کا استعمال واجب ہوگا، یہی حنابلہ کی بھی ایک رائے ہے، اس لئے کہ وہ پانی کے ذریعہ بعض طہارت پر کار ہے، لہذا جنبی کی طرح اسے پانی کا استعمال لازم ہوگا، جیسے کہ اگر جنبی کے بدن کا بعض حصہ تندرست ہوتا اور بعض زخمی (تو تندرست والے حصہ کے مطابق پانی کا استعمال لازم تھا)۔

حنابلہ میں سے ان لوگوں کا ماخذ جو اس صورت کو جائز نہیں کہتے، یہ ہے کہ حدت اصغر کا ختم کرنا اس طرح ممکن نہیں کہ کچھ ختم ہو اور کچھ ختم نہ ہو، لہذا "اسے پانی کے ستھان سے مٹا دیا جائے گا، یہ اس لئے کہ بعض اعضاء سے حدت اصغر کو ختم کرنا ممکن تو ہے لیکن چونکہ یہاں پے در پے جانے میں خلل پڑے گا، اس لئے دھونا باطل ہو جائے گا، لہذا کوئی غامد نہیں رہے گا، یہ اس سے کہ حدت لاحق ہونے والے شخص کے بعض اعضاء کا دھونا مشروع نہیں ہے، یہی ف

قول میں تناکنا اس پر لازم ہوگا۔ اس تہجد سے چند امور مستثنیٰ ہیں: اس میں سے ایک یہ ہے کہ پانی نہ پانے والا وہ شخص جسے حدت لاحق ہو اگر صرف یہ دھو پائے اور اسے پکھلا یا مشور ہو تو (صحیح) مذہب کے مطابق اس سے سر کا مسح کرنا واجب نہیں، اور جیسے اگر کوئی شخص ترتیب و رد جب ہونے والے کنارہ میں غامد کے بعض حصہ کا مسح ہو تو اس پر غامد تر ہو کر قطعاً واجب نہیں ہے، اس لئے کہ شریعت نے قطعاً طور پر مکمل غامد آزار کرنے کا حکم دیا ہے^(۲)، ان احکام کی تفصیل دے گئے ہیں۔

حکام تبعيض

طہارت میں تبعيض:

۸۔ فقہ کا اتفاق ہے کہ تبعيض طہارت میں پانی حاتی ہے: اگر کسی شخص کا ماتھ نہ ہنسی سے کہ ہو تو سر سے کئے حصہ میں سے جو ہوتی ہو اسے دھوئے گا، اسی طرح ہر وہ عضو جس کا بعض حصہ ساتھ ہو جائے تو باقی حصہ کے ساتھ دھوے یا مسح کرے گا حکم باقی رہے گا، چونکہ قاعدہ ہے: "الممسود لا یسقط بالممسود"^(۳) (آسان چیز حقیقی یا غلطی کی وجہ سے ساتھ میں ہوتی)۔

اگر جنبی شخص صرف تنا پانی پائے جو بعض اعضاء کے حصے کے لئے کافی ہو تو حنفیہ، مالکیہ، ابن منذر کا مذہب اور امام شافعی کے دو قولوں میں سے ایک قول یہ ہے کہ وہ تیمم کر لے اور پانی کو چھوڑ دے، کیونکہ یہ پانی اسے پاک نہیں کرے گا، لہذا اس کے لئے اس کا استعمال لازم نہ ہوگا، جیسے کہ ماء مستعمل ہے، اور اس لئے کہ اس میں بدل اور مبدل منہ کو جمع کرنا ہے، اور اس لئے بھی کہ جو چیز بدل کے

(۱) ابن ماجہ ج ۱ ص ۷۲، حاشیہ الدوسقی ص ۳۹، روح المعانی ج ۱ ص ۹۶، معنی

ص ۲۳۷، ۲۳۸، لا شاہ و انظار للشیخ علی ص ۱۳۲، قواعد ابن جریر ص ۱۷۱، المعجم

فی التوضیء للزمخشری ص ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۵۹۔

(۲) لا شاہ و انظار للشیخ علی ص ۱۳۲، المعجم فی التوضیء للزمخشری ص ۲۳۱، ۲۳۲۔

(۳) ابن ماجہ ج ۱ ص ۶۹، حاشیہ الدوسقی ص ۷۷، روح المعانی ج ۱ ص ۵۲، لا شاہ

و انظار للشیخ علی ص ۱۳۲، معنی ص ۲۳۲۔

تبعض ۹-۱۰

جنہی کے بعض اعضا کے دھونے کے (کن کا دھونا شروع ہے) (۱)۔

یہ اختلاف پر زخمی اور مریض کا معاملہ ہے جبکہ اس کے بعض
دوسرے کا دھونا ممکن ہو، بعض ممکن نہ ہو، تو امام ابو حنیفہ اور امام مالک
کہتے ہیں: اگر اس کا دھونا صحیح ہو تو دھوے، ورنہ تیمم کرے، اور اگر
معاملہ برعکس ہو تو تیمم کرے، اس پر دھونا نہیں ہے، اس لئے کہ
دوسرے اور مہل مند کے درمیان جمع کرنا واجب نہیں، جیسے (کنارد
میں) روزہ رکھنا، رکھنا کھانا، حنا بلہ کے نزدیک اس پر اتنا حنا دھونا
لازم ہوگا جتنا کہ ممکن ہو، اور باقی کے لئے تیمم ہوگا، اور اسی کے قائل
امام شافعی بھی ہیں (۲)۔

۹- اور اگر وہ دھونے اور اپنے دونوں موزے پر مسح کرے، پھر
مدت ختم ہونے سے پہلے دونوں کو اتار دے تو حنیفہ اور مالک کا
مذہب، امام شافعی کا، ایک قول اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ
اس کے لئے دونوں قدموں کو دھولیا کافی ہو جائے گا۔

حنابلہ کا مذہب اور امام شافعی کا دوسرا قول یہ ہے کہ جب اس
نے مدت ختم ہونے سے پہلے اپنے دونوں موزے اتار دیئے تو اس کا
دھونا باطل ہو گیا، اسی کے قائل حنفی، زہری، یحیٰی، ابویہ، اسحاق
ہیں، یہ اختلاف اس اختلاف پر مبنی ہے جو وضو میں پے در پے دھونے
کے وجوب کے سلسلہ میں ہے، پس جس نے تفریق کی اجازت دی
ہے اس نے دونوں قدموں کے دھونے کو جائز کہا ہے، اس لئے کہ
اس کے بقیہ اعضا دھوئے ہوئے ہیں، اور جس نے تفریق سے منع
کیا ہے اس نے پے در پے دھونا نہ پائے جانے کی وجہ سے اس کے
دھونے کو باطل قرار دیا ہے۔

ایک موزہ اتار دینا اہل علم کے نزدیک دونوں کے

(۱) صحیح مسلم۔

(۲) ابن ماجہ میں ۱۷۱، حنیفہ الدوسلی ۱۶۶، ابویہ ۲۵۸۔

۱۰- یہی طریقہ ہے، اہل علم میں مالک، ثوری، ابو یوسف، عبد اللہ
بن مبارک، امام شافعی، اصحاب رائے اور حنا بلہ ہیں، لہذا اس پر دوسرے
اتارنا بھی لازم ہوگا۔ زہری نے کہا ہے کہ بس وہی قدم دھوئے جس
سے موزہ اتارا ہے، اور اگر پے در پے مسح کرے اس سے کہ دونوں
دھوئیں، لہذا دونوں سے اور قدم کے مسح ہو گئے۔

جیسا کہ یہ جائز نہیں کہ ایک بیچ کو دھوئے اور دوسرے پر مسح
کرے، اس لئے کہ ثارٹ نے وضو کرنے والے کو اس بات کے
درمیان اختیار دیا ہے کہ دونوں بیچ دھوئے یا موزوں پر مسح کر لے،
اس لئے کہ بدل اور مہل مند کے درمیان جمع نہیں کیا جائے (۳)۔
۱۰- جہاں تک سر کے مسح میں بعض کا معاملہ ہے تو فقہاء کرام
نے اس کے مسح کی فرضیت پر اتفاق کیا ہے، البتہ مقدس فرض میں
اختلاف ہے۔

حنبلہ اور شافعیہ کا مذہب اور ابی امام احمد کی ایک روایت ہے،
یہ ہے کہ وضو کرنے والے کے لئے سر کے بعض حصہ کا مسح کر لینا کافی
ہے، اسی کی طرف حسن، ثوری اور ابویہ بھی گئے ہیں، سلمہ بن الاکوع
سے منقول ہے کہ وہ اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح کرتے تھے، اور
عبد اللہ بن عمر بن ابی اسحاق کا مسح کیا کرتے تھے۔

مالکیہ کا مذہب اور ابی امام احمد کی ایک روایت ہے، یہ ہے کہ
ایک کے حق میں پورے سر کا مسح کرنا واجب ہے، امام احمد کی
روایت سے ظاہر یہ ہے کہ سر کا مسح کرے، اور عورت کے
لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے سر کے اگلے حصہ کا مسح کرے (۴)۔

(۱) ابن ماجہ میں ۱۷۱، حنیفہ الدوسلی ۱۶۶، ابویہ ۲۵۸، حنیفہ الدوسلی ۱۶۶، ابویہ ۲۵۸۔

(۲) ابن ماجہ میں ۱۷۱، حنیفہ الدوسلی ۱۶۶، ابویہ ۲۵۸، حنیفہ الدوسلی ۱۶۶، ابویہ ۲۵۸۔

(۳) ابن ماجہ میں ۱۷۱، حنیفہ الدوسلی ۱۶۶، ابویہ ۲۵۸، حنیفہ الدوسلی ۱۶۶، ابویہ ۲۵۸۔

مسح و جگہ "مسح" جو متعدد رکعاتی ہو جاتی ہے، اس کے بیان میں تفصیل ہے جس کا ذکر اس کے مقام پر کیا گیا ہے۔ دیکھئے: اصطلاح "فہم"۔

نماز میں تبعض:

۱۱- اگر اگر بعد کا مذہب یہ ہے کہ نماز کے بعض افعال میں تبعض جاری ہے، ان میں سے بدعت و بدعت دہل میں:

جب نماز پڑھے، لا سورۃ فاتحہ کا کچھ حصہ پڑھنے پر قادر ہو تو مالک، شافعیہ، و حنابلہ اس طرف گئے ہیں کہ اتنا حصہ پڑھنا اس پر لازم ہے۔ اس باب میں شافعیہ کے نزدیک اصل یہ قاعدہ ہے: "المیسور لا یسقط بالمعسور" یعنی اگر عمل پر قدرت نہ ہو تو بعض جس پر قدرت ہو وہ ساتھ نہیں ہوتا۔ اور حنابلہ کے نزدیک یہ قاعدہ ہے: "من قدر علی بعض العبادۃ لما ہو جبرء من العبادۃ - وهو عبادۃ مشروعۃ فی نفسہ - فوجب فعلہ عند تعلمہ لعل الجمیع یعمرو خلاف" (۱) (جو شخص بعض عبادت پر قادر ہو، تو جو حصہ جبر، عبادت ہو (۲) وہ ہے جو فی مسد عبادت مشروعہ ہے) تو تمام فعل کے دشوار ہونے کے وقت اتنا ہی کر لیا جس کی اختلاف کے وجہ سے ہے۔

میں حصہ کے یہاں یہ اصول نہیں ہے، اس لئے کہ ان کے نزدیک نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنا متعین نہیں، بلکہ قرآن کی کوئی آیت کی جگہ سے پڑھنا کافی ہے (ترغیب ۱۶، ہو جائے گی) (۲)۔

نماز پڑھنے والا مت چھپائے کے لئے کپڑے کی کچھ مقدار

(۱) الدوسلی ۴۳۶، روح المعانی ۴۳۶، المعنی ۸۷۷، المحیط ۴۳۶، علی ہاشم راشد و انظار منیع علی ۴۳۸، راشد و انظار منیع علی ۴۳۲، ۴۳۳، انکشاف التواضع للورکشی ۴۲۸، ۴۲۷، قواعد ابن جریر ۱۱۔
۲ اس کا بیان ۳۰۰، المعنی ۷۹۷۔

پائے تو اگر بعد کا مذہب یہ ہے کہ اس پر تنہا مقدور رہا ستم قطعاً طور پر لازم ہے۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص رکعت و سجود سے عاجز ہو، تو قیام سے عاجز نہ ہو تو حنفیہ کے حاد و غیر مذہب میں قیام اس پر لازم ہوگا، اور جب نماز میں رفع یدین بلا کی یا ریاتی کے ضمن نہ ہو تو بعد مذکورہ کی بنیاد پر ہوتا ممکن ہوتا ہے (۱)، اور اس وجہ سے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "إذا لم یکنتم بأمر فأتوا منه ما استطعتم" (۲) (بہت میں تم کو کسی چیز کا حکم، اس پر تقرر، جتنے کی استطاعت رکھتے ہو)۔

زکاۃ میں تبعض:

۱۲- جس نے نصاب کا کوئی "قصد اضافی" کر دیا تاکہ کم ہو جائے اور زکاۃ اس سے ساتھ ہو جائے تو امام مالک اور حنابلہ کے نزدیک زکاۃ ساتھ نہ ہوگی، اور سال کے آخر میں اس سے زکاۃ لی جائے گی اگر اس کا بدل دینا اضافی کرنا وقت و وجہ کے قریب ہو، اور اگر شرعاً سال میں ہی دینا یا تو زکاۃ واجب نہیں ہوگی، اس سے کہ اس میں یہ ضمان نہیں کہ اس نے زکاۃ سے فرار اختیار کیا ہے، اسی کے قائل اہل حق، ابن ابی شیبہ، اسحاق و ابو حنیفہ ہیں۔

امام شافعی و امام بو حنیفہ فرماتے ہیں کہ زکاۃ اس سے ساتھ ہو جائے گی، اس لئے کہ سال پورا ہونے سے پہلے نصاب سے کم ہو گیا، لہذا زکاۃ واجب نہیں ہوگی، جیسا کہ وہ اگر سے اپنی کسی ضرورت میں متمسک رہے (۳)۔

(۱) ابن ماجہ ۱۷۷، ۵۰۹، ۵۰۸، ۵۰۷، ۵۰۶، ۵۰۵، ۵۰۴، ۵۰۳، ۵۰۲، ۵۰۱، ۵۰۰، ۴۹۹، ۴۹۸، ۴۹۷، ۴۹۶، ۴۹۵، ۴۹۴، ۴۹۳، ۴۹۲، ۴۹۱، ۴۹۰، ۴۸۹، ۴۸۸، ۴۸۷، ۴۸۶، ۴۸۵، ۴۸۴، ۴۸۳، ۴۸۲، ۴۸۱، ۴۸۰، ۴۷۹، ۴۷۸، ۴۷۷، ۴۷۶، ۴۷۵، ۴۷۴، ۴۷۳، ۴۷۲، ۴۷۱، ۴۷۰، ۴۶۹، ۴۶۸، ۴۶۷، ۴۶۶، ۴۶۵، ۴۶۴، ۴۶۳، ۴۶۲، ۴۶۱، ۴۶۰، ۴۵۹، ۴۵۸، ۴۵۷، ۴۵۶، ۴۵۵، ۴۵۴، ۴۵۳، ۴۵۲، ۴۵۱، ۴۵۰، ۴۴۹، ۴۴۸، ۴۴۷، ۴۴۶، ۴۴۵، ۴۴۴، ۴۴۳، ۴۴۲، ۴۴۱، ۴۴۰، ۴۳۹، ۴۳۸، ۴۳۷، ۴۳۶، ۴۳۵، ۴۳۴، ۴۳۳، ۴۳۲، ۴۳۱، ۴۳۰، ۴۲۹، ۴۲۸، ۴۲۷، ۴۲۶، ۴۲۵، ۴۲۴، ۴۲۳، ۴۲۲، ۴۲۱، ۴۲۰، ۴۱۹، ۴۱۸، ۴۱۷، ۴۱۶، ۴۱۵، ۴۱۴، ۴۱۳، ۴۱۲، ۴۱۱، ۴۱۰، ۴۰۹، ۴۰۸، ۴۰۷، ۴۰۶، ۴۰۵، ۴۰۴، ۴۰۳، ۴۰۲، ۴۰۱، ۴۰۰، ۳۹۹، ۳۹۸، ۳۹۷، ۳۹۶، ۳۹۵، ۳۹۴، ۳۹۳، ۳۹۲، ۳۹۱، ۳۹۰، ۳۸۹، ۳۸۸، ۳۸۷، ۳۸۶، ۳۸۵، ۳۸۴، ۳۸۳، ۳۸۲، ۳۸۱، ۳۸۰، ۳۷۹، ۳۷۸، ۳۷۷، ۳۷۶، ۳۷۵، ۳۷۴، ۳۷۳، ۳۷۲، ۳۷۱، ۳۷۰، ۳۶۹، ۳۶۸، ۳۶۷، ۳۶۶، ۳۶۵، ۳۶۴، ۳۶۳، ۳۶۲، ۳۶۱، ۳۶۰، ۳۵۹، ۳۵۸، ۳۵۷، ۳۵۶، ۳۵۵، ۳۵۴، ۳۵۳، ۳۵۲، ۳۵۱، ۳۵۰، ۳۴۹، ۳۴۸، ۳۴۷، ۳۴۶، ۳۴۵، ۳۴۴، ۳۴۳، ۳۴۲، ۳۴۱، ۳۴۰، ۳۳۹، ۳۳۸، ۳۳۷، ۳۳۶، ۳۳۵، ۳۳۴، ۳۳۳، ۳۳۲، ۳۳۱، ۳۳۰، ۳۲۹، ۳۲۸، ۳۲۷، ۳۲۶، ۳۲۵، ۳۲۴، ۳۲۳، ۳۲۲، ۳۲۱، ۳۲۰، ۳۱۹، ۳۱۸، ۳۱۷، ۳۱۶، ۳۱۵، ۳۱۴، ۳۱۳، ۳۱۲، ۳۱۱، ۳۱۰، ۳۰۹، ۳۰۸، ۳۰۷، ۳۰۶، ۳۰۵، ۳۰۴، ۳۰۳، ۳۰۲، ۳۰۱، ۳۰۰، ۲۹۹، ۲۹۸، ۲۹۷، ۲۹۶، ۲۹۵، ۲۹۴، ۲۹۳، ۲۹۲، ۲۹۱، ۲۹۰، ۲۸۹، ۲۸۸، ۲۸۷، ۲۸۶، ۲۸۵، ۲۸۴، ۲۸۳، ۲۸۲، ۲۸۱، ۲۸۰، ۲۷۹، ۲۷۸، ۲۷۷، ۲۷۶، ۲۷۵، ۲۷۴، ۲۷۳، ۲۷۲، ۲۷۱، ۲۷۰، ۲۶۹، ۲۶۸، ۲۶۷، ۲۶۶، ۲۶۵، ۲۶۴، ۲۶۳، ۲۶۲، ۲۶۱، ۲۶۰، ۲۵۹، ۲۵۸، ۲۵۷، ۲۵۶، ۲۵۵، ۲۵۴، ۲۵۳، ۲۵۲، ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۴۹، ۲۴۸، ۲۴۷، ۲۴۶، ۲۴۵، ۲۴۴، ۲۴۳، ۲۴۲، ۲۴۱، ۲۴۰، ۲۳۹، ۲۳۸، ۲۳۷، ۲۳۶، ۲۳۵، ۲۳۴، ۲۳۳، ۲۳۲، ۲۳۱، ۲۳۰، ۲۲۹، ۲۲۸، ۲۲۷، ۲۲۶، ۲۲۵، ۲۲۴، ۲۲۳، ۲۲۲، ۲۲۱، ۲۲۰، ۲۱۹، ۲۱۸، ۲۱۷، ۲۱۶، ۲۱۵، ۲۱۴، ۲۱۳، ۲۱۲، ۲۱۱، ۲۱۰، ۲۰۹، ۲۰۸، ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۵، ۲۰۴، ۲۰۳، ۲۰۲، ۲۰۱، ۲۰۰، ۱۹۹، ۱۹۸، ۱۹۷، ۱۹۶، ۱۹۵، ۱۹۴، ۱۹۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۹، ۱۸۸، ۱۸۷، ۱۸۶، ۱۸۵، ۱۸۴، ۱۸۳، ۱۸۲، ۱۸۱، ۱۸۰، ۱۷۹، ۱۷۸، ۱۷۷، ۱۷۶، ۱۷۵، ۱۷۴، ۱۷۳، ۱۷۲، ۱۷۱، ۱۷۰، ۱۶۹، ۱۶۸، ۱۶۷، ۱۶۶، ۱۶۵، ۱۶۴، ۱۶۳، ۱۶۲، ۱۶۱، ۱۶۰، ۱۵۹، ۱۵۸، ۱۵۷، ۱۵۶، ۱۵۵، ۱۵۴، ۱۵۳، ۱۵۲، ۱۵۱، ۱۵۰، ۱۴۹، ۱۴۸، ۱۴۷، ۱۴۶، ۱۴۵، ۱۴۴، ۱۴۳، ۱۴۲، ۱۴۱، ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۸، ۱۳۷، ۱۳۶، ۱۳۵، ۱۳۴، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱، ۰۔

طواف یہ ہے تو اس پر لازم ہے کہ چھوڑے ہوئے حصہ کے طواف کی قضا کرے، اگر قضا نہیں کرے گا تو ہم لازم ہوگا (۱)، اور اس مسئلہ طواف کے چہرہ کی تعداد کا تو اس میں پورے سات چکر ہوں سے کم کرنا جائز نہیں، البتہ حنیفہ کا اس میں اختلاف ہے، وہ کہتے ہیں چار چہرہ رکن (فرض) ہیں، اور جو اس پر زیادہ ہیں وہ واجب ہیں۔

شافعیہ نے صراحت کی ہے کہ طواف میں نہ ہری ہے کہ ابتدا، میں پورے بدن کے ساتھ پورے حجر اسود سے گزرے، لہذا اگر اس کا بعض بدن حجر اسود کے مقابل رہا اور بعض بدن بیت اللہ کے دربارہ کی جانب حجر اسود سے آگے بڑھ جائے تو اس میں شافعیہ کے بقول ہیں:

جدید قول یہ ہے کہ اس چکر کو شمار نہیں کیا جائے گا، قدیم قول یہ ہے کہ شمار کیا جائے گا۔

حنابلہ کے نزدیک، وہ بابتال ہیں، بہر حال اگر پورے بدن کے ساتھ بعض حجر اسود کے مقابل میں آیا، بعض کے نہیں آیا تو اس کے سے کافی ہو جائے گا، جیسا کہ اس کے لئے یہ بات کافی ہو جاتی ہے کہ نماز میں پورے بدن کے ساتھ کعبہ کے بعض حصہ کا مقابل کرے (۲)۔

نذر میں تبہ فیض:

۱۶۔ جس سے نصف رکعت نذر یا دن کے بعض حصہ میں مرد و رکھنے کی نذر مانی تو حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ اس پر تکمیل واجب ہوئی، روزہ کی تکمیل یہ ہے کہ پورے دن کا روزہ رکھنا ہوگا، یہی شافعیہ کے رد یک بھی یک قول ہے، بین حصہ میں امام محمد اور غفر، مالکیہ میں ابن المہشون اس کے قائل نہیں ہیں۔

(۱) ابن ماجہ ج ۳ ص ۱۶۷۔

(۲) روایت ابن کثیر ج ۸ ص ۸۰، المنی ج ۱ ص ۷۱۔

اس مسئلہ میں شافعیہ کا ایک ضعیف قول یہ ہے کہ دن کے بعض حصہ میں مفید صوم ہو رہے رک جانا اس کے لئے کافی ہوگا، اس بنا پر کہ جس چیز کی نذر صحیح ہوتی ہے اس کی جنس سے کم از کم مقدار پر نذر محمول ہوتی ہے، اور دن کے بعض حصے میں مفید صوم ہو رہے رک جانا بھی روزہ ہی ہے، فقہاء کا نماز کے بارے میں بھی اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کا مذہب حنابلہ کی ایک روایت اور شافعیہ کا ایک قول یہ ہے کہ دو رکعت سے کم کافی نہ ہوگی۔

ترمذی نے "شرح القرمانیہ" میں نقل کیا ہے کہ یہی معتقد ہے اور اس کا مدد کے موافق ہے کہ "جو چیز معنیوں کو قبول نہ کرے اس کے بعض کا اختیار کمال کے اختیار کرنے کی طرح ہے، اور بعض کا ساتھ کمال کے ساتھ کرنے کی طرح ہے"۔ اور اس لئے کہ کم سے کم نماز جو شرع سے ثابت ہے وہ دو رکعت ہے، لہذا نذر کو اسی پر محمول کرنا واجب ہے۔

مالکیہ کا مذہب اور حنابلہ کا ایک قول یہ ہے کہ یک رکعت بھی کافی ہو جائے گی، کیونکہ کم سے کم نماز ایک رکعت ہے۔

شافعیہ اصح قول میں، مالکیہ میں سے ابن المہشون اور حنفیہ میں سے امام محمد و غفر اس طرف گئے ہیں کہ اس حالت میں جب کہ اس نے نصف رکعت یا دن کے بعض حصے کے روزہ کی نذر مانی ہے، اس کی نذر معتقد نہیں ہوئی، لہذا اس پر کچھ لازم نہ ہوگا، نذر کو پورا کرنا واجب نہ ہوگا (۱)۔

ابن سب کی تفصیل کے لئے "نذر" اور "ایمان" کی اصطلاح کی طرف رجوع کیا جائے۔

(۱) الخطاب ۵/۲ ص ۵۵۲ روایت ابن کثیر ج ۳ ص ۵۳۳، المنی ج ۱ ص ۷۱۔
للسیوطی ج ۱ ص ۱۳۳۔

تبعض ۲۰-۲۱

ہے کہ طبع کا مشدد نہ ہو کہ اثر مشدد نہ ہو یا ہو تو ہوا کا اسطاف تمام ہو جائے گا (اور اختیار باقی رہے گا)۔

اور یہی ورنہ ہی جائے والی چیز جس کی تبعض میں ضرر ہو جیسے کہ ٹری نے موتی اس شرط پر ہفت یا کہ اس کا وزن ایک مثقال ہے جب ورنہ یا تو زیادہ پایا تو ہفتی کے حوالہ نہ دیا جائے گا۔ اس سے کہ نہ چیز اس کو تبعض نقصان پہنچاتی ہے اس میں ورنہ ہی حیثیت وصف کی ہوتی ہے جیسے کپڑے میں ماپ (۱)۔

تفصیل کے سے دیکھئے ”خیار“ کی اصطلاح۔

۲۰- اگر عقد ہی کسی چیز پر واقع ہو جس کو دران (انحد یا نر و غیرہ) سے ماپ کر فرہمت کرتے ہیں جیسے کسی شخص سے کپڑا فرہمت کیا اس شرط پر کہ وہ مثلاً سو دران ہے، ماپا گیا تو کم نکلا، تو مفید کے ایک اور مالکیہ کے ایک قول میں امریکی اصحاب ثامنی کا بھی قول ہے کہ مشتری اقل کو پورے ثمن کے ساتھ لے لے گا یا پھوڑ دے گا، اور اگر زیادہ نکلا تو اتنی ہی قیمت پر ثناء سب کو لے لے گا، ورنہ کو کوئی اختیار نہ ہوگا، اس لئے کہ دران (ماپ) نہیں چیز میں وصف ہے، تبعض کی وجہ سے اس میں عیب پیدا ہو جاتا ہے۔ برخلاف مقدار کے جو مثلاً یعنی ملیلیں، ضروری چیز میں ہو (کہ تبعض ن میں عیب نہیں پیدا کرتی)، وصف کی کوئی قیمت نہیں ہوتی لایہ طبع اس کو شامل ہوے کی وجہ سے وہ مقسوم ہو جائے، مثلاً امریکی چیز کی نق میں یوں کہتے ہیں، دران ایک درم میں ہے (۲)۔

مالکیہ کا دوسرا قول یہ ہے کہ اگر کسی معمولی ہو تو باقی کا ایسا لایم ہے جسے ثمن کے ساتھ جو اس مقدار کے مطابق ہو، اور اگر زیادہ ہو تو اختیار دیا جائے گا کہ باقی کو اسی کی قیمت کے مطابق لے لے یا

وہیں کرے۔

حنبلہ کے نزدیک زیادتی کی صورت میں دوسری چیزیں ہیں: ایک یہ ہے کہ باطل ہے، دوسری یہ ہے کہ صحیح ہے، ورنہ زیادہ ہے ورنہ باطل کا ہوگا، اور سے اختیار دیا جائے گا کہ نہ طبع کو مشتری کے حوالہ کرے یا صرف سو دران حوالہ کرے۔ اگر باطل پوری (زائد کے ساتھ) حوالہ کرنے پر راضی ہو تو مشتری کو کوئی اختیار نہیں ہوگا، لیکن اگر زائد کو حوالہ کرنے سے انکار کرے تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ صحیح ضرورے یا پورے متعین ثمن اور زائد والے حصہ کی رقم کے ساتھ لے لے۔

اسی طرح کسی کی صورت میں بھی حنبلہ کے یہاں دوسری چیزیں ہیں: ایک یہ ہے کہ باطل ہے، دوسری یہ ہے کہ صحیح ہے، اور مشتری کو اختیار ہے کہ صحیح ضرورے یا پورے ثمن کی اتنی ہی مقدار کر کے صحیح برقرار رکھے۔

اصحاب ثامنی کہتے ہیں: اگر وہ صحیح کو باقی رکھنا چاہتا ہے تو پورے ثمن کے ساتھ ہی باقی رکھ سکتا ہے، یا اگر اس پر راضی نہیں تو صحیح ضرورے اس کی بنیاد نہیں کے اس قول پر ہے: ”ان المعيب ليس لمشتريه الا الفسخ، او إمساكه بكل الثمن“ (۱) (عیب دار چیز خریدنے والے کے لئے دوسری صورتیں ہیں یا تو صحیح کر دے یا پھر پورے ثمن کے ساتھ اس کو باقی رکھے)۔

قیمتی (قیمت والی) چیزوں میں تبعض:

۲۱- دوسری چیزوں میں تبعض کے مسئلے میں صاحب روایت اٹھائیں نے فرمایا ہے: اگر کوئی یا برتن یا اس جیسی چیز کا جزء

(۱) ابن ماجہ ج ۳ ص ۳۰۹، مسند احمد ج ۵ ص ۵۷، مسند ابی داؤد ج ۱ ص ۱۳۶، ۱۳۷۔

۷ ص ۱۳۷، مسند ابی داؤد ج ۱ ص ۵۰۵۔

(۲) ابن ماجہ ج ۳ ص ۳۰۹، مسند احمد ج ۵ ص ۵۷، مسند ابی داؤد ج ۱ ص ۱۳۶، ۱۳۷۔

(۳) ابن ماجہ ج ۳ ص ۳۰۹، مسند احمد ج ۵ ص ۵۷، مسند ابی داؤد ج ۱ ص ۱۳۶، ۱۳۷۔

بعض ۲۲-۲۳

لے، قبضہ ہو جانے کے بعد امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے (۱)۔
مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ عیب دار کو لوٹانا اور اس کے حصہ کا ثمن
وہیں سنا جائز ہے جب کہ ثمن عین ہو یا مثلی ہو اگر ثمن سامان ہو تو
ثمن دالے سامان کی قیمت سے قائلوں نے گاہ عیب دار سامان کے
برابر ہو جائے۔ اس لئے کہ شرکت میں ضرر ہے۔ یہ اس صورت میں
ہے جب عیب دار سامان کا حصہ فقہ (۲) مذہب، عین ضرر کا حصہ ہو تو
مشتہ کی کو اس کے علاوہ کوئی اختیار نہیں ہے۔ یہ تو پورے کو
وہیں ضرر کیا پورے کے ساتھ رہی ہو جائے (۳)۔

شفعہ میں بعض:

۲۳- دن امدار کہتے ہیں کہ تمام اہل علم میں کا مذہب نہیں یہ
ہے اس بات پر متفق ہیں کہ اگر شفعہ میں سے ایک اپنے شفیعہ کو ترک
کر دے تو دوسرے کے لئے اس کے علاوہ کوئی اختیار نہیں کہ اگر تو
سب لے لے، یا سب چھوڑ دے، بعض کو لینے کا اسے حق نہیں، یہ امام
مالک، امام شافعی اور اصحاب رائے کا قول ہے، اس لئے کہ بعض کے
لئے میں مشتہ کی کو نقصان پہنچا ہے، کیونکہ اس پر معاہدہ کو ٹکڑے
کر دینا ہے، اور نہ رکھنا ہے، اور میں یا بابتنا۔

اسی طرح اگر شفعہ ایک ہو تو ہی جیو دہ اسے بعض معیہ بجا جائز نہ
ہوگا، اگر ایسا کرے گا تو اس کا شفیعہ ساتھ ہو جائے گا، اس سے کہ شفیعہ
میں معیض نہیں ہوتی، جب بعض ساتھ ہو گیا تو پورا ساتھ ہو جائے گا
جیسے قساص (۴)۔

(۱) ابن ماجہ ص ۳۳، مسند امامین ص ۸۹، مسند امامین ص ۸۹، مسند امامین ص ۸۹۔

(۲) ”وجہ ہفتہ“ مالکیہ کے نزدیک وہ چیز کہلاتی ہے جس کے مقابل میں نصف
سے زیادہ خریدا جائے۔

(۳) لفظ ص ۹۵، ص ۳۵۹۔

(۴) بدائع الصنائع ص ۲۵/۵، الفروق للکرامی ص ۱۱۹، لفظ ص ۵، ص ۳۲۷۔

مشتہ کہ فرخت کرے تو بیع صحیح ہے، وہ مشتہ کہ ہو جائے لی، اور
گر اس سے کچھ حصہ کو متعین کر دیا، اور بیچا تو بیع صحیح نہ ہوئی، اس لئے کہ
اس کی حوائجی غیر کا لئے نہیں ہوتی، اور اس میں نقص ہے، اور مال کو
ضائع کرنا ہے۔

اسی طرح اگر دیوہ یا کھجے کا متعین جزو فرخت کیا اور اس
دیوہ یا کھجے پر کوئی چیز (کھڑی) ہے تو بیع صحیح نہ ہوئی، اس لئے کہ
اس کی حوائجی غیر وپری حصے کے منہدم کے متعین نہیں، اور اگر اس کے
”پر کوئی چیز نہیں ہے تو پھر تفصیل یہ ہے کہ اگر ایک ہی کھرا ہے اور
معیض سے پورا ضائع ہو جائے گا تو ٹکڑے کر کے بیچنا جائز نہیں، اور
گرضائع نہ ہو تو جائز ہے (۱)۔

مذہب کا مذہب کے قواعد کا مقصد بھی یہی ہے جس کی طرف
شانہ یہ کہے ہیں۔

خیار عیب میں بعض:

۲۲- مذہب وہ ہے جس کو ایک معاملہ کے تحت خرید و فروش میں سے
ایک میں عیب پیدا ہو، اور دونوں میں چیزیں ہیں کہ تفریق سے ان میں
نقص پیدا ہو جائے گا تو اس صورت میں منابہ کی روایتیں ہیں:
ایک یہ ہے کہ یہ تو اس کو وہیں کر دے، یا وہیں کو رکھے
اور عیب کے عوض ناوان لے لے، اور یہی امام شافعی کا خیال قول ہے،
اور امام ابو حنیفہ کا بھی یہی قول ہے اگر معیض پر قبضہ نہ ہو، اس لئے کہ
ایک لینے اور ایک واپس کرنے میں بائع کے حق میں حصہ تقسیم کرنا
لازم آئے گا ورنہ مشتری کو یہ حق نہیں ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ عیب دار کو واپس کر دے اور صحیح کو رکھے

(۱) روایت امامین ص ۳۰، مسند ص ۱۳، ص ۳۵، مسند ص ۱۳، ص ۱۹۳۔

تعمیض ۲۵-۲۷

ربیعہ، اس ابی لیلیٰ ہر سحری سے اس کی مرست مری ہے (۱)۔

قرض مسم فیہ پنی جگہ سے تم ہو جائے اور باقی پر قبضہ ہو چکا ہو یا قبضہ نہ ہوا ہو تو اس میں اختلاف ہر تفصیل ہے، جسے اب "لسم" میں دیکھا جائے (۲)۔

قرض میں تعمیض:

۲۵- قرض میں تعمیض کے جو از پر فقہاء کا اتفاق ہے۔

ابن عابدین نے صاحب "جامع الفصولین" سے یقول نقل کیا ہے کہ اس میں یہ بھی مثال ہے کہ قرض دینا ملاحدہ کرے کے بعد ہو یا اس سے پہلے، کیونکہ مشتک چیز کا قرض بالاجتماع حار ہے۔

ری ہوتی ہے، لیکن قرض میں تعمیض کی، جس کی صورت یہ ہے کہ جب قرض دیا تھا اس سے کم یا کرنے کی شرط لگائی ہو، تو حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ یہ حار نہیں ہے، خواہ یہ ان چیزوں میں سے ہو جس میں رہا جاری ہوتا ہے یا نہ چیزوں میں سے نہ ہو۔ ثانیہ کے قولوں میں سے ایک قول یہی ہے، اس لئے کہ قرض کی لوائنگی میں برہمہ ضروری ہے اور کمی کی شرط اس کے مقتضی کے خلاف ہے، لہذا یہ حار نہیں، جس طرح کے ریائی کی شرط۔

ثانیہ کے دوسرے قول کے مطابق ہی کی شرط حار ہے، کیونکہ قرض کی مشرعییت ہی لئے ہے تاکہ قرض لینے والوں کے ساتھ نرمی ہو، اور کمی کی شرط اس کے اصل موضوع (یعنی قرض لینے والوں کے ساتھ نرمی) سے اس کو نہیں نکالتی ہے (۳)۔

۲۶- قرض پنے والا حصہ، بن موبل کو اس لئے جلدی اور کرے

قرض خواہ تعمیض، اس کو معاف کر دے تو یہ جمہور فقہاء کے رد ایک جاز نہیں ہے، لیکن اگر وہ بغیر زبوں سے شرط گائے یا مہلے میں شرط کو بغیر ملحوظ رکھے مقرر بن سے حق کے بعض حصہ کو معاف کر دے تو یہ جاز ہے، کیسے: اصطلاح "جل" (ف: ۸۹)۔

رہن میں تعمیض:

۲- مالکیہ، ثانیہ اور حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ رہن میں تعمیض جاز ہے، لہذا اس کے رد ایک بعض مشتک و مشائے چیز کا رہن بھی جاز ہے، خواہ اس سے اپنے شریک کے پاس رکھے یا اس کے ملاوہ کی اور کے پاس، وہ مشائے تقسیم کو قبول کرے یا نہ کرے، و خواہ وہ مشائے سے باقی بچا ہو وہ راہن کا ہو یا غیر راہن کا (۱)۔

حنبلہ کا مذہب یہ ہے کہ مشائے کا رہن مطلقاً صحیح نہیں، خواہ مقارن ہو، جیسے نصف مکان (کو رہن میں رکھا)، یا طاری ہو، جیسے پہلے پورے کارہن رکھا پھر دونوں نے مل کر بعض حصہ میں رہن کو فسخ کر دیا۔ امام ابو یوسف کی ایک روایت یہ ہے کہ رہن طاری نقصان نہیں پہنچاتا (یعنی یہ رہن جاز ہے)، اس پہلی بات صحیح ہے (۲)۔ مقارن طاری دونوں مشائے کا رہن جاز نہیں ہے، و خواہ اپنے شریک کے پاس رہن رکھے یا غیر شریک کے پاس، و خواہ وہ ان چیزوں میں سے ہو جو قائل تقسیم ہوں یا ان چیزوں میں سے ہو جو قائل تقسیم نہ ہوں۔

حنبلہ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ مشائے کا رہن جاز نہیں، لہذا اس میں تعمیض بھی جاز نہیں، اس اصل سے درج ذیل صورتیں مستثنیٰ ہیں:

الف۔ جب کوئی عین دہنوں کے درمیان مشترک ہو، دونوں

(۱) لوطی ۵/۲، روایت طائیفین ۸/۳۸، ابنی ۱۶/۳۱۔

(۲) ابنی ۱۶/۳۱۔

(۳) روایت طائیفین ۱۲/۳۲، ابنی ۱۶/۳۲، ابن ماجہ ۲۰۹/۳۔

(۴) ابن ماجہ ۳۳/۳۵، ابنی ۱۶/۳۵۔

تبعیض ۲۸-۳۰

ایسے ہی اگر بعض رہن تکف ہو جائے اور بعض باقی رہے تو وہ باقی حصہ پورے حق کے ساتھ رہن رہے گا^(۲)۔
اس مضمون کے سلسلہ میں تفصیل ہے جسے باب "رہن" میں دیکھی جائے۔

صالح میں تبعیض:

۲۹- صالح میں تبعیض کے جوہر پر فقہاء کا اتفاق ہے جس کا مدد تبعیض پر ہوگا اور وہ مدعی کے جنس پر واقع ہو اور اس سے کم ہو۔ اور مدعی کے حین یا ان ہونا بالغ ہونے کی وجہ سے اس میں کچھ اختلاف اور تفصیل ہے جسے اصطلاح "صالح" میں دیکھا جائے۔

مہبہ میں تبعیض:

۳۰- مالک، شافعیہ اور حنابلہ کا اتفاق ہے کہ مہبہ میں مطلقاً مہبہ جار ہے۔ یہی حنفیہ کا بھی مذہب ہے ان چیزوں میں جو ناقابل تقسیم ہوں، لہذا امشائ کا مہبہ کرنا ان حضرات کے نزدیک مطلقاً جائز ہے، اور حنفیہ کے نزدیک امشائ کا مہبہ کرنا ہاں صحیح ہوگا جب تقسیم کرنا بغیر کسی نقصان کے ممکن نہ ہو، اس طور پر تقسیم کرنے کے بعد یہ کامل اتعاف نہ رہے، جیسے چھوٹا گھر، چھوٹا غسل خانہ، میں جس چیز میں تقسیم بغیر کسی نقصان کے ممکن ہو، بطور امشائ ان کا مہبہ کرنا صحیح نہیں ہوگا، اگرچہ اپنے شریک کو مہبہ کرے، اس کی وجہ یہ ہے کہ قبضہ کامل کا تصور موجود نہیں ہے، بعض حضرات کہتے ہیں کہ اپنے شریک کو مہبہ کرنا جائز ہے، یہی حنفیہ کے یہاں مختار قول ہے^(۲)۔

نے مل رہے ہیں شمس کے یہاں ایک ہی رہن رکھا جس کا قرض ان دونوں پر ہے (تو یہاں مشائ کا رہن جائز و درست ہے)۔

ب۔ جب اس میں مشائ کے حصہ مرقہ ثابت ہو گیا ہو، جیسے جب وہ کپڑے لائے یہ کہ اس میں سے ایک بطور رہن رکھ لو اور ایک بطور پونجی و رسم مایہ کے رکھ لو تو اس صورت میں دونوں کپڑوں کا نصف دین کے ہر لے رہن ہو جائے گا اس لئے کہ ان میں سے ایک دوسرے سے بہتر نہیں ہے لہذا رہن وہاں میں حصہ مرقہ تکمیل جائے گا اور یہ شیوں مضمر نہ ہوگا^(۱)۔

۲۸- رہن میں حق و ثبوت یعنی اعتماد کے لئے محبوب کرنا تو اس میں بعض دین کے "کرے" سے مستعین نہ ہوگی، اس لئے کہ دین پورے رہن سے تعلق ہے، لہذا پورے حق کے ساتھ محبوب ہوگا اور اس کے ہر حصہ کے ساتھ بھی، جب تک پورے قرض "اندہ نہ کر دیا جائے" اس سے کوئی چیز جدا نہ ہوگی، خود وہ ان چیزوں میں سے ہو، جس کی تقسیم ممکن ہو یا ان چیزوں میں سے ہو، جس کی تقسیم ممکن نہ ہو۔

ابن اُمید رہے ہاں ہے: "وہ تمام اہل علم جن کا مذہب مجھے معلوم ہے، اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ جسے مال کے ہر حصے سے چیز کو رہن رکھا، پھر بعض مال، کر دیا، اور بعض رہن کو نکال لئے گا اور وہ کیا تو اسے یہ حق نہیں، اور کوئی چیز نہیں کل سکتی یہاں تک کہ وہ اس کا "خر حق نہ دے"۔ یہ وہ خود ہی اسے بری کر دے، ایسے ہی امام مالک، شافعی، امام شافعی، حنفی، ابو ثور اور اصحاب اہل رائے کہا ہے، اس سے کہ رہن ایک حق کا ثبوت ہے، لہذا اگر حق ختم ہو جائے بغیر وہ رال نہیں ہو سکتا، جیسے عمامہ اور شہادت^(۲)۔

(۱) ابن ماجہ ج ۵/۵ ص ۷۳۷

(۲) ابن ماجہ ج ۵/۵ ص ۷۳۷، روایت طحاوی ج ۱۰ ص ۹۹، الحنفی ج ۵ ص ۶۷۷

۷۵۵/۵ ص ۷۳۷

(۱) منہل المصاب ج ۳ ص ۷۳۷

(۲) ابن ماجہ ج ۵ ص ۷۳۷، طحاوی ج ۱۰ ص ۹۹، روایت طحاوی ج ۱۰ ص ۹۹

تبعض ۳۵-۳۶

اس کی وجہ یہ ہے کہ حد قذف معرہف تعدا کے مطابق کوڑے لگانا ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کوئی شخص کچھ کوڑے مارنے کے بعد معاف نہ رہے تو بقیہ کوڑے ساتھ ہو جائیں گے، یہی طرح اگر بتدعی میں کچھ کوڑے ساتھ نہ رہے تو ان کی مقدار بھی معلوم ہو تو وہ بھی ساتھ ہو جائیں گے۔ اس جیسا کہ بعض مستحقین حد قذف یا حق معاف نہ رہیں تو معاف نہ رہنے والے کا حصہ ساتھ ہو جائے گا، اور باقی حصہ کو پورا کیا جائے گا، چونکہ یہ قائل تقسیم ہے۔

یہاں پر ثانیہ کا ایک تیسرا قول بھی ہے کہ بعض مستحقین حد قذف کے معاف نہ رہنے سے پورا حد ساتھ ہو جائے گا تناسل کی طرح^(۱)۔

حنبیہ کے یہاں ایسا نہیں ہے، چونکہ اس کے نزدیک حد قذف میں حق قذف مانا ہے، لہذا قذف ثابت ہونے کے بعد معاف نہ رہنے سے کل حد قذف ساتھ ہو جائے گا بعض، یہی اس وقت بھی ہے جب کاشی کے پاس حاملہ لے جانے سے پہلے معاف کر دیا ہو^(۲)۔

مہ کی تعمیص:

۳۶- فقہاء کا اتفاق ہے کہ بعض مہر کا مغل اور بعض مہر کا مؤجل ہونا جائز ہے، اس لئے کہ وہ عقد معاوضہ میں عوض ہے، لہذا ضمن کی طرح اس میں یہ چیز جائز ہوگی^(۳)، دیکھئے اصطلاح ”مہر“ اور ”مہر“۔
حماں تک دخول اور خلوت سے پہلے نصف مہر واجب ہونے اور اس کی رعیت کا مسئلہ ہے، تو اس میں بھی مہر و نصفیں ہے جو

ساتھ نہیں رہتا، لہذا یہ کہ معاف نہ رہنے والا درجہ میں اس شخص کے مساوی ہو یا اس سے اسی ہو جو باقی ہے، بین امر معاف نہ رہنے والا درجہ میں کم ہو تو اس کے معاف کرنے سے قصاص ساتھ نہ ہوگا۔ اگر درجہ بیا میں عورتیں مثلاً بیایاں، باپ یا ماں کے ساتھ شامل ہوں تو جب تک سب متعلق نہ ہوں معاف نہیں ہوتی، اور اگر باپ یا ماں کی رائے سے نہ ہو تو اس کو معاف نہ رہنے کا حق نہیں ہے^(۱)۔

بعض اہل حدیث کا مذہب ایسا ہے کہ یہاں مالک سے بھی ایک روایت ہے، یہ ہے کہ قصاص بعض شرکاء کے معاف کرنے سے ساتھ نہیں ہوتا، اس سے نفس کا مواخذہ بعض نفس کی وجہ سے بھی ہوتا ہے، جیسے ایک شخص کے قصاص میں پوری جماعت قتل کر دی جاتی ہے^(۲)۔

حد قذف سے معاف نہ رہنے میں تبعض:

۳۵- فقہاء کا اس کے جواز میں اختلاف ہے:

ثانیہ کا صریح قول اور یہی حنبلیہ کا مذہب ہے، اور مالکیہ کے اقوال سے جو سمجھ میں آتا ہے (جبکہ حاملہ حاکم تک نہ پہنچایا گیا ہو) یہ ہے کہ حد قذف میں تبعض جائز نہیں، پس اگر بعض مرثا یا بعض مستحقین حد قذف معاف کریں تو جو لوگ باقی رہ جاتے ہیں ان میں پوری حد قذف پینے کا حق ہے، چونکہ اس کے ساتھی کے معاف نہ رہنے سے عار و سہر مل نہیں ہوا، لہذا یہ معاف نہ رہنے والا قذف کا مطہ نہیں رہتا، اس لئے کہ اس نے اپنا حق ساتھ نہ لیا۔
یہی بعض حد قذف کے معاف نہ رہنے سے کچھ بھی نہ قذف ساتھ نہیں ہوتا۔

اصح کے بالمقابل ثانیہ کا دوسرا قول تعمیص کے جواز کا ہے،

(۱) خطاب ۳۰۵/۱، روضۃ الطالبین ۳۲۶/۸، مہر ۳۳۳/۱، شہ
واظہار المسیح فی ۱۲۳۔

(۲) ابن ماجہ ۱۴۳/۳۔

(۳) ابن ماجہ ۳۵۸/۳، ۳۵۹/۳، مہر ۶۹۳، ۶۹۴، خطاب ۵۰۹/۳،

۵۱۳، ۵۱۴، روضۃ الطالبین ۲۵۹/۱، خطاب ۳۰۴/۳۔

(۱) خطاب ۲۵۳/۱۔

(۲) مہر ۲۳۳/۲۔

تبعیض ۳۰-۳۱

تو پورا غلام آزاد ہو جائے گا^(۱)۔

امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر نے میں تجزی ہوتی ہے،
تو باقی ان آزاد کرنے والے کا ہو یا اس کے اور غیر کے درمیان
مشترک ہو، اور تو آزاد کرنے والا تنگ دست ہو یا مال دار^(۲)۔

۳۱- ہجری حیات میں جب کہ غلام مشترک ہو، وہ دونوں شریکوں
میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کیا ہو یا سب حصہ کا بعض آزاد کیا ہو تو
آزاد کرنے والے کے مال اور یا تنگ دست ہونے کی غیر پر فرق و کا
اختلاف ہے۔

ابن مسعود، حضرت علی، اس عباس رضی اللہ عنہم سے مروی
ہے کہ جو آزاد یا یا مود آزاد ہو یا درجہ باقی رہا، وہ غلام ہی رہے گا^(۳)۔
اس بات کو سختی نے بھی کہا ہے، انہوں نے اس حدیث سے استدلال
یا ہے جو ابن اخطاب نے اپنے والد سے روایت کی ہے: "ان رجلاً
اعتق نصیباً له في مملوك فله بضمه السبي" ^(۴)
(ایک شخص نے ایک غلام میں اپنا حصہ آزاد کر دیا تو اس اللہ ^(۵)
نے اسے سزا میں نہیں بنایا)۔

مالکیہ اور ثانیہ کا مذہب، مرنابلہ کے ہر ایک غلام مذہب یہ
ہے کہ آزاد کرنے والا مال دار ہو تو پورا غلام آزاد ہو جائے گا، اور
آزاد کرنے والے پر اپنے شریک کے سے باقی کی قیمت لازم ہونی،
اور اگر تنگ دست ہو تو صرف اس کا حصہ آزاد ہوگا، اور آزاد باقی کی

(۱) بدائع الصنائع ۸/۶۳، فتح القدیر ۴/۵۵۵، سنن ماجہ ۳/۵۳، الطب
۳۳۶/۱، روح المعانی ۱۲/۱۱۱، کشف القناع ۳/۵۶، ۵۶،
المغنی ۹/۳۳۵۔

(۲) فتح القدیر ۴/۵۵۳، بدائع الصنائع ۸/۶۳، ابن ماجہ ۳/۵۳۔

(۳) بدائع الصنائع ۸/۶۳، المغنی ۹/۳۳۶۔

(۴) صحیح ابن ماجہ ۳/۵۵۳، ابن ماجہ ۳/۵۵۳، ابن ماجہ ۳/۵۵۳،
طبع عزت عید دعاس) نے کی ہے ابن جریر نے (تصحیح ۵۹۳، طبع مستطیع)
میں اس کو صحت قرار دیا ہے۔

اور دوسرے کے سے اس کی کفالت کی بصیرت کی یا باقی میں نہیں کی
بصیرت کسی کے لئے کی اور اس کے بھوسہ کی کسی اور کے لئے بصیرت
کی تو وہ دونوں کے سے بصیرت سزا جازم ہوگا، اور ان دونوں پر جس کے
سے بصیرت کی گئی ہے لازم ہوگا کہ دونوں مل کر آزاد نہ گائیں۔ یا کفالت
نکالیں یا دھن کر نہ نکالیں، اگر بکری زدہ ہو تو دھن کی اشدت خاص
طور پر گوشت والے کے ذمہ ہوں، اس لئے کہ دھن سزا گوشت کے
سے ہی ہوتا ہے کفالت کے لئے نہیں^(۱)۔

مغنی میں ہے کہ سب ایک آدمی کے لئے انگوشی کی بصیرت کی
اور دوسرے کے سے جب کی تو بصیرت صحیح ہے، ہر دونوں میں سے کسی
ایک کے سے بھی بغیر اپنے ساتھی کی اجازت کے اس سے قاعدہ ایسا
چار نہیں، اور جو بھی انگوشی سے جب لٹ کرے کا مطالبہ کرے قبول
کیا جائے گا، اور دوسرے کو اس پر مجبور یا حاکمے گا^(۲)۔

آزاد کرنے میں تبعیض:

۳۰- جس نے اپنے بعض مملوک غلام کو آزاد کر دیا تو باقی غلام بھی یا تو
اسی کا ہوگا یا اس کے علاوہ کسی اور کا ہوگا:

پہلی حالت میں مالکیہ، ثانیہ، حنابلہ اور حنفیہ میں سے امام محمد اور
امام ابو یوسف کا مذہب یہ ہے کہ غلام آزاد کرنے میں تجزی نہیں ہوتی،
تبعیض سے اس کے ٹکڑے اور اجزاء نہیں ہوتے، اس لئے کہ حق کی
ایک نصیبت سرایت کر جاتا ہے، لہذا جس نے اپنے بعض مملوک کو
آزاد کیا تو آزاد کی اس کے باقی کی طرف بھی سرایت کر جائے گی۔

یسے ہی جس سے کسی متعین جز مثلاً سر، پیچ یا سب کو آزاد کیا، یا
جز مثلاً سر اس کے نصف، یا جز اجزاء میں سے ایک جز کو آزاد کیا

(۱) ابن ماجہ ۳/۵۵۳۔

(۲) ابن ماجہ ۳/۵۵۳، الطب ۳۳۶/۱، روح المعانی ۱۲/۱۱۱، کشف القناع ۳/۵۶، ۵۶،

تجلیض ۳۱

عبد مملوک کے اپنے ہی حصہ کو آزاد کر دیا جس اس پر لازم ہے کہ پورے غلام کو آزاد کرے اور اس کے پاس ماں ہو، اور اگر ماں نہ ہو تو دو غلام کو شہادت میں ۱۹ لے بغیر اس سے کوشش کرنے)۔

امام ابو حنیفہ نے فرمایا: ”اگر آزاد کرنے والا ماں نہ ہو تو اس کے شریک کو اختیار ہوگا اور چاہے تو آزاد کرے اور اگر چاہے تو اپنے حصہ کی قیمت کے برابر آزاد کرنے والے سے ضمان لے جب کہ اس کی اجازت سے آزاد نہ کیا ہو اور شریک کی اجازت سے آزاد کیا ہو تو اس پر کوئی ضمان شریک کی طرف سے نہ ہوگا، اور اگر چاہے تو غلام سے اپنے حصہ کے مطابق ماں نہ لائے کو کہے (۱) (جب دو غلام اتنا مال لائے کہ ایک آزاد ہو جائے گا)۔ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ پورے غلام آزاد ہو جائے گا اور شریک کو صرف ضمان ملے گا، اور یہی فرق در بدر مریکی سے مقول ہے (۲)۔



طرف سرایت نہیں کرے گی، اگرچہ اس کے بعد دو مال ۱۰ ہو جائے (۱) اس لئے کہ سن عمر سے مرہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”من اعتق شخصاً له من عبد أو شركاء، أو قال بصياً، وكان له ما يبيع ثمة بقية العدل فهو عتيق وإلا فقد عتق منه ما عتق“ (۲) (جس نے اپنے غلام کے کسی حصہ کو آزاد کر دیا یا شریک، لے غلام کے اپنے حصہ کو آزاد کیا، اور اس کے پاس تنہا رقم ہے جو اس کے شہن کو پہنچے حائے عدل کی قیمت سے تو وہ آزاد ہوگا، ورنہ جتن آزاد کیا ہے اتنا ہی آزاد رہے گا)۔

یہی حق ابو حنیفہ، ابن لہٰمہ اور ابن شہیر کا قول ہے۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کا مذہب اور امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ شریک کے لئے وہی رات میں آزاد کرانے والا مال نہ رہو تو اس سے ضمان لے گا، ورنہ مست ہو تو غلام سے اس کے حصہ کے مطابق مال کما کر دے گا، یہی ابن شہیر، ابن ابی لیلیٰ اور ابو زریٰ کا قول ہے (۳)، لیکن حضرت ابو یزید کی یہ روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”من اعتق شخصاً له من عبد مملوك فعليه ان يعفيه كله ان كان له مال وإلا استسمى العبد غير مشقوق عليه“ (۴) (جس نے

(۱) الخطب ۳۳۶/۶، دوسرے خطبے میں ۱۱۲/۱۳، کتاب الخراج ۵۱۵/۳، ۵۱۶/۳، المغنی ۳۳۶/۳۱۸۔

(۲) حدیث: ”من اعتق شخصاً له من عبد أو شركاء بصياً...“ کی روایت بخاری (فتح ۱۳۲/۵ طبع استقبر) اور مسلم (۳/۱۲۸۶ طبع المکتب) نے حضرت ابن عمر سے کی ہے۔

(۳) فتح القدیر ۳/۲۶۰، بدائع الصنائع ۸۶/۳، المغنی ۳۳۱/۸۔

(۴) حدیث: ”من اعتق شخصاً له من عبد مملوك فعليه ان يعفيه كله ان كان له مال...“ کی روایت ابو داؤد (۲/۲۵۳ طبع عزت عبد ربانی) نے کی ہے اور اس کی اصل صحیح بخاری (فتح ۱۵۱/۵ طبع استقبر) میں ہے۔

(۱) فتح القدیر ۳/۲۵۹۔

(۲) بدائع الصنائع ۸۶/۳، فتح القدیر ۳/۲۴۳۔

اس قسم کی مثالوں میں سے حمل بھی ہے، کیونکہ حمل تنہا فروخت نہیں کیا جاسکتا، بلکہ بلا کسی اختلاف کے، ماں کے تابع ہوتا ہے (۱)۔

۳- قسم دوم: جو اپنے متبوع سے جدا ہو اور اس کے ساتھ لائق ہو۔

اس قسم کی مثال میں سے یہ ہے کہ جب بچہ قید یا یتیم ہو اور اس کے ساتھ ماں باپ میں سے کوئی ہوتا ہو اس کی تہیں چھینیں ہو یا کی:

پہلی حالت: بچہ اپنے ماں باپ سے لگ قید یا یتیم ہو تو اس صورت میں دوبالا جناح مسلمان مانا جائے گا اس سے کہ بچہ کافرین (ماں باپ کے) تابع ہو نہ رہتا ہے، اور چونکہ وہ والدین سے الگ قید یا یتیم ہے اس لیے اس کی تبعیت منقطع ہوگی۔

دوسری حالت: اپنے ماں باپ کے ساتھ قید یا یتیم ہو، لہذا بعد اس کے مرنے کے، والدین پر مانا جائے گا، اس کے قابل امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد ہیں۔

تیسری حالت: والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ قید یا یتیم ہو، اس صورت میں وہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک اسی کے تابع ہوگا۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر اپنے باپ کے ساتھ قید یا یتیم ہے تو والدین میں باپ کے تابع ہوگا، مرنے کے ساتھ قید یا یتیم ہے تو مسلمان مانا جائے گا، اس لئے کہ وہ نسب میں ماں کے تابع نہیں ہوتا، ایسے ہی دین میں بھی تابع نہ ہوگا۔

دعا بلکہ کہتے ہیں کہ کفار کی ملازمت میں سے جو بھی اپنے والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ قید کیا جائے تو اس کے مسلمان ہونے کا

مع المشرح الكبير ۱۳/۲ طبع المکتبہ المہدیہ البغدادی علی الخطیب ۲۵۵۴ طبع

دار المعرفۃ کتبات الفتاح ۱۰۶۰، ۲۰۱۰۔

(۱) انہوی علی منہجکم ۱/۵۳ طبع المطبعۃ الخیر فی ۵۱۷ طبع دار صادر الدہلوی

۵۷۷ طبع المکتبۃ الشاہدۃ لاسیاسی علی ۱۱۷ طبع المکتبۃ الشاہدۃ ۱۱۷۷

طبع مولیٰ کتبات الفتاح ۱۶۶/۳ طبع مصر۔

تبعية

تعریف:

۱- تبعیت: شئی کسی دوسری چیز سے اس طرح تعلق رکھنا کہ وہ اس سے جدا نہ ہو۔

تابع: وہ بعد میں آئے والی چیز جو اپنے میرے تابع ہو، جیسے بڑا بھل سے، اور شرط و شرط کے لئے۔

در حدائق استعمال لغوی، استعمال سے، لگ نہیں (۱)۔

تبعية کے قسم:

تبعیت کی قسمیں ہیں:

۲- قسم اول: جو متبوع سے متصل ہو، اور اس کے ساتھ اس طرح لائق ہو کہ اس سے جدا نہ ہو۔

اس قسم کی مثالوں میں سے نین کا تعلق ماں سے ہے، لہذا اس کی ماں کے تعلق کرے سے ماں کے تابع ہو اور اس کا بھی تعلق حاصل ہو جائے گا، یہی جمہور کا اور حنفیہ میں سے صاحبیں کا مسلک ہے، امام ابوحنیفہ کا اس میں اختلاف ہے (۲)۔ اور اس میں کچھ شرائط اور تفصیلات ہیں جنہیں اصطلاح ”ذباح“ کے تحت دیکھی جائیں۔

(۱) دیکھئے لسان العرب مادة ”تبع“، اصطلاح ذباح لغوی، المصباح المہر،

الکلیات ۳/۵۱۰، ۱۰ طبع دار الکتب الشافعیہ دمشق، انہوی علی منہجکم

در ۵۳ طبع المصباح۔

(۲) ابن ماجہ ۳/۵۱۳، ۵۱۴، جوہر ۵/۲۱۶ طبع دار المعرفۃ الدہلوی

حکم لکھا جائے گا (۱)۔

اور اس کی مثالوں میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمان کا بچہ امام میں
اسی کے تابع ہوگا اگرچہ اس کی ماں کافرہ ہو، یہ مسئلہ اتفاقی ہے (۲)۔

تبعية کے احکام:

۴۔ تبعیت کے ساتھ تمام احکام کا تعلق ہے اور سب کے سب ایک
قاعدہ فقہیہ کی طرف لوٹتے ہیں، وہ دینا "التابع تابع" (تابع تابع
یعنی ہوتا ہے)، اور تابع کے تابع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو چیز جو
میں اپنے غیر کے تابع ہوتی ہے وہ حکم میں الگ نہیں ہوتی، بلکہ وہ حکم
میں متبوع کے ساتھ داخل ہوتی ہے، لہذا جب کوئی حیوان فرست
کیا جائے اور اس کے پیٹ میں سے بیوقوف میں نہیں داخل ہو جائے گا
پنی ماں کے تابع ہو کر، مگر تب اس کی بی بی حارہ نہ ہوگی، اسی کے مثل
بھیڑ کی پیچھے پر اوت اور قحط میں ۱۰۰۰ ہے۔ اسی میں سے یہ بھی ہے کہ
اگر تابع کسی چیز ہو جو متبوع سے جدا ہوئی قبول نہ کرے اور اس کے
جز کی طرح ہو، جیسے مالے کے ساتھ کنبی، تو وہ بیعت میں داخل
ہو جائے گی، یہ ایک چیز ہو جو عرف میں متبوع کے تابع میں سے مانی
جاتی ہو، تو وہ بھی بیعت میں داخل ہو جائے گا، اور زیتون کے باغ کی بیج ہوتی
زیتون کے بیج بیج میں داخل ہو جائیں گے (۳)۔

مزید یہ کہ فقہانے حنفیہ ثانی نے اس قاعدہ "و التابع
تابع" پر بہت سے قواعد متذکر کے ہیں، جنہیں زرکشی نے "المحور"
میں، سیوطی اور ابن قیم نے اپنی اپنی کتاب "لا شہدہ والظہر" میں
ذکر کیا ہے۔ اس کی طرف قرطبی نے الفروق میں "الفرق التاسع
والتسعون بعد المعانة میں اشارہ کیا ہے، اس میں انہوں نے
اس قاعدہ جو عرفاً عقد کے تابع ہو اور جو تابع نہ ہو، کے درمیان فرق
بیاں کیا ہے۔ جو عقد اس سے مفترق ہوئے ہیں اس میں سے چند یہ
ہیں:

الف۔ تابع پر (متبوع سے) الگ حکم نہیں ملتا:

۵۔ اس تابع سے مراد جس پر متبوع سے الگ حکم نہیں لکھا جاتا، وہ
تابع ہے جس کا وہ مستقل بالذات نہ ہو، بلکہ اس کا وجود اپنے متبوع
کے وجود کے تابع ہو، بایں طور کہ وہ اس کا جز ہو یا جز کی طرح ہو، اس
صورت میں وہ عقد بیعت میں مستقل محال ہے، حیثیت میں رکھنا حکم
اس سے متعلق ہوتا ہے، جیسے حیوان کے بدن میں نہیں، اس سے اس
کی ماں سے الگ کر کے صرف اس کی بیج بیج نہیں، اور جیسے حق شرب
کر رہا ہے الگ کر کے تب اس کی بیج جائز نہیں (۴)۔

۶۔ جیسے کسی شخص نے کسی مکان کی بیج کو اس کے حقوق کے
ساتھ بی بی بی اس کی زمین، اس کی عمارت اور مصالح عمارت میں سے
جو بھی اس سے متصل ہوں جیسے لگے ہوئے دروازے، سب کو شامل
ہوگی، لہذا وہ چیزیں داخل نہ ہوں گی جو مکان کے مصالح میں سے نہ
ہوں، جیسے خزانہ، دھن کٹے ہوئے پتھر، اس لئے کہ وہ اس میں بطور
لانت رکھے گئے ہیں، ہاں سے منتقل کرنے کے لئے، لہذا وہ ستر

(۱) المحوی علی ابن قیم ار ۵۳، شرح مکتبہ الاحکام الفقہیہ لولائی ار ۷،
تہذیب الفروق والمواعظ لسیوطی ار ۳۸۸، و شاہ الظہار لسیوطی ار ۷۔

(۲) محیی ۳۲۶ ار ۳، رد المحتار ار ۲۲، ۴۰۰، ۴۰۵ ار ۳۔
(۳) ابن ماجہ ار ۲۵۲، طبع مصر یہ طبع الدسوقی مع الشرح الکبیر
ار ۳۰۸، طبع انکس لمصر ار ۲۳۹، طبع ولی، انبی ۱۳۹ ار ۳، طبع لریاض۔
(۴) المحوی علی ابن قیم ار ۵۳، طبع المطبعة شرح مکتبہ الاحکام الفقہیہ لولائی
ار ۱۰۷، طبع مصر، الفروق مع تہذیب الفروق والمواعظ لسیوطی ار ۳۸۳،
۳۸۷، الفروق ۱۹۹، طبع دارالمعرفۃ و اشاعہ الظہار لسیوطی ار ۷، طبع المطبعة،
المحوی علی لولائی ار ۳۲۳، طبع انتقادی، انبی ۸۸ ار ۳، طبع لریاض۔

اس وقت بھی نسب ثابت ہو جائے گا جب ولادت و شہادت دینے والی تساوانی ہو^(۱)۔

وہ مسئلہ جو اس قاعدہ سے خارج اور اس قاعدہ کے برعکس ہے، یہ ہے کہ قاسق کو قاضی بنایا جاسکتا ہے جب اس کے صدق کا گمان ہو، لیکن جب کسی عادل کو قاضی بنایا جائے اور اس نے اپنے قاضی ہونے کے دوران فسق کا ارتکاب کیا تو وہ معزولی کا مستحق ہوگا یہی حنفیہ کا عام مذہب ہے، اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ وہ اپنے فسق کی وجہ سے معزول ہو جائے گا، اس لئے کہ اس کی عدالت شرط کے درجہ میں تھی، اس کو قاضی بنانا ابتداً جائز تھا، لیکن جب اس کو قاضی بنانا جائز نہیں، جب اس کی عدالت زائل ہوئی تو ولایت بھی زائل ہوئی^(۲)۔

مالکیہ نے اس مسئلہ میں فرمایا ہے کہ فیہ حال کا قاضی جہاں صحیح نہیں، رہے اس کا حکم ماند ہوگا، لیکن امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نہیں دیکھتا کہ قاضیوں کی خصال محمودہ کسی میں بھی جمع ہوں، اگر ان میں سے کسی کے اندر دو خصالتیں بھی جمع ہوں، ہم ارتقوی، تو وہ قاضی بنادیا جائے گا۔

قرانی نے کہا ہے کہ اگر عادل نہ پایا جائے تو مسو جو لوگوں میں جوستہ ہو مکی قاضی بنایا جائے گا۔

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک قاسق کو قاضی بنانا صحیح نہیں^(۳)۔

شافعیہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر تمام شرطیں کسی آدمی میں جمع

(۱) ابن ماجہ ص ۱۲۶/۲، السنن ص ۱۸۸/۳، لا شاہوا اظہار للسیع ط ۱/۲۰،

کشاف القناع ص ۳۶/۳

(۲) اہدایہ فی الفقہ ص ۵۳/۵ طبع بلاق ۱۳۱۶ھ شرح حملہ الاحکام ص ۳۳/۱

(۳) السنن ص ۱۲۹/۳، جوہر ط ۱/۲ طبع دار المعرفہ

کبھی کبھی فرع ثابت ہو جاتی ہے، اگرچہ اصل ثابت نہیں، جیسے رشوم نے طلع کا دعویٰ کیا اور بیوی نے انکار کیا تو بغیر کسی اختلاف کے میننت ثابت ہو جائے گی، اس لئے کہ رشوم نے ایسی چیز کا اقرار کیا ہے جو میننت (جدائی) کو سبب بنتی ہے، اگرچہ وہ مال ثابت نہ ہوگا جو کہ اصل ہے^(۱)۔

د-توبیع میں وہ چیز معاف کر دی جاتی ہے جو غیر توبیع میں معاف نہیں کی جاتی:

۸- اس قاعدہ کا کریمائی درجہ میں فرمایا ہے، اور اس قاعدہ کے ترمیم فقہاء کا یہ قول ہے: ”میں میں وہ چیز نہ ماعاف کر دی جاتی ہے جو اس میں قصد معاف نہیں کی جاتی“ اور ان کا یہ قول بھی: ”میرے درجہ میں وہ چیز معاف ہو جائے گی ہے جو پہلے درجہ میں نہیں ہوتی“، اور ان کا یہ قول ہے: ”بعض چیزیں عقود کے ثمر میں ہو کہ ہو جاتی ہیں جو عقود کے“ اور میں ہو کہ نہیں ہوتیں“۔ توبیع میں یہ معافی اس سے ہو جاتی ہے کہ کبھی کبھی کسی کے لئے قصد اشتراط بعد ہوتی ہیں اور وہی بھی حسب منہاد کسی دوسری میں کے تابع ہو کر ثابت ہوں تو ان کا ثبوت ان کے ثبوت کے ثبوت یا ثبوت کے جوہن میں ہیں، ان کے ثبوت کی وجہ سے ضرورتاً ہو جاتا ہے^(۲)۔

اس قاعدہ کے ثمر میں سے یہ ہے کہ ابتداً نسب عورتوں کی شہادت سے ثابت نہیں ہوتا، لیکن اگر وہ ولادت علی الاقراش (اس بات کی شہادت کہ نسب کی روایت میں رہتے ہوئے ولادت ہوئی ہے) کی شہادت دے دیں تو سہا نسب ثابت ہو جائے گا، یہاں تک کہ

(۱) لکھنوی علی من کتب ص ۵۵/۱، جوہر ط ۱/۳۳۶، لا شاہوا اظہار للسیع ط ۱/۲۰، کشاف القناع ص ۲۳۰/۵

(۲) لا شاہوا اظہار للسیع ط ۱/۲۰، طبع الطبع، لکھنوی علی من کتب ص ۵۶/۱، شرح حملہ الاحکام ص ۳۱/۱

ہیں، اسوں نے فوجی کی نیت کو امیر کی نیت کے تابع نہیں بنایا، اس لئے کہ فوجی امیر کے قبضہ و غلبہ کے تحت نہیں ہوتا ہے، بلکہ
 «وہ مالکیہ نے جہاں تک مرتبہ کا علم ہو گا اس میں اس مسئلہ سے کوئی تعرض نہیں کیا ہے» (۲)۔

ج- جو چیز بیع میں بغا داخل ہوتی ہے اس کا ثمن میں کوئی حصہ نہیں ہوتا:

۱۲- اس کی مثال «صاف چیں جو بدتر بیع میں داخل ہو جاتے ہیں، جیسے عمارت»، درخت زمین کی بیج میں، اور اعضا حیوان کی بیج میں، «درخت کی، کیلی»، درخت کی بیج میں، اس سے کہ قبضہ سے پہلے پہلے ان اوصاف کی کوئی قیمت نہیں مل سکتی جاتی، جیسا کہ جامع الفوائد میں ہے، «جب کوئی پر قبضہ ہو جائے، جیسا کہ شرح المستحسانی میں ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے اس کی ایک اصل وضع کی ہے، «وہ یہ کہ، «وہ چیز جسے تم کہنا کہ صحت کرتے ہو اس کی بیج یا زائد ہو، جب کسی اور کے ساتھ ملا کر بیچو تو بیج یا زائد ہو، اس کی بیج سے قبضہ سے قبل کسی اور کی نکل آتی تو بیعت کی کوالتی ہوگا، اگرچہ ہے تو باقی کو پورے ثمن کے ساتھ لے کر چاہے تو چھوڑ دے»۔

«وہ یہ وہ چیز کہ جب تم سے بیچو تو بیج یا زائد ہو، اگر سے»۔
 «وہ سے کے ساتھ ملا کر بیچا ہو، «وہ کسی اور کی نکل آتی تو جس کا حصہ نکل آیا ہے اس کے لئے ثمن سے حصہ ہوگا»۔

حاصل یہ کہ جو چیز بیع میں بغا داخل ہوتی ہے، جب قبضہ کے

(۱) ابن ماجہ ۱/۵۳۳، ۵۳۴، وضع الفوائد ۱/۳۸۶، کتب الفتاویٰ ۵۰۵/۱۔

(۲) مواہب الجلیل ۴/۳۹، ۱۵۸، طبع مباحہ طبع ۱۱/۸، ۲۳، طبع دارالمدونہ ۱/۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، طبع الفکر جوہر واکلیل ۱/۸۸، ۹۳، طبع دارالعرف الفکوی علی لسانہ ۱/۳۲۱، ۳۲۵، طبع ۱/۳۲۵، ۳۲۶۔

ثانفیعہ سے دیریا ہے، «کیل کو جن کاموں کا وکیل بنایا گیا ہے اگر اس میں وکیل بنانا ہے»، اس کا موطن نکوت اختیار کرتا ہے تو دیکھا جائے گا کہ وہ معذرتوں سے ہوسکتا ہے یا نہیں، اگر اس سے ہوسکتا ہے تو وکیل بنانا جائز نہ ہوگا، «اگر نہیں ہوسکتا ہے، اس لئے کہ وہ سے چھٹی طرح نہیں ہوسکتا، یا یہ کہ وہ اس کے مقام و منصب کے لائق نہیں تو اس کے لئے صحیح مذہب کے مطابق وکیل بنانا درست ہے اس سے کہ مقصود اس طرح کے کاموں میں ماب بنانا ہے»۔

در حنا بد کے نزدیک جس مذہب پر اصحاب امام احمد ہیں، یہ ہے کہ وکیل کے سے وکیل بنانا ال بیجوں میں جائز نہیں جن کو وہ خود کر سکتا ہے، «وہ امام احمد سے جو زعمقول ہے» (۱)۔

اس مسئلہ میں تفصیل ہے جسے اصطلاح «وکالت» کے تحت دیکھی جائے۔

ز- اعتبار متبوع کی نیت کا ہے نہ کتابع کی نیت کا:

۱۱- جو کسی غیر کا تابع ہو جیسے بیوی اپنے شوہر کی تابع ہوتی ہے، فوجی اپنے قائد کا تابع ہوتا ہے، تو یہ سب جوں، جنوں کے لئے نماز میں قہر «وہ وہ میں اغیار کو مباح کرتا ہے، اس میں متبوع کی نیت کا اعتبار ہے نہ کہ تابع کی نیت کا، اس لئے کہ تابع متبوع کی نیت کا پابند ہوتا ہے، لہذا اسی کا حکم دیا جائے گا، پس عورت اپنے شوہر کے تابع ہوگی اور فوجی اپنے کمانڈر کے تابع ہوگا، یہ «صی» «وہ غالبہ کہنے» ایک ہے۔ جہاں تک ثانفیعہ کا معاملہ ہے تو وہ اس معاملہ میں کہ بیوی کی نیت شوہر کی نیت کے تابع ہوتی ہے، «صی» «وہ غالبہ کی طرح رائے رکھتے ہیں، میں فوجی کی نیت کے معاملے میں ان سے اختلاف رکھتے

(۱) ابن ماجہ ۴/۱۰۴، جوہر واکلیل ۴/۲۸، ۲۹، وضع الفوائد ۴/۶۴۔

تبغ

تعریف:

۱- "تبغ" (ناپ زبرد کے ساتھ) غیر عربی لفظ ہے جو کسی تہذیب کے بغیر عربی زبان میں داخل ہے، اور مجمع اللغات العربیہ نے اسے تسلیم کر لیا ہے۔ یہ لیکن کی نوٹ کا ایک پودا ہے جسے تمباکو نوشی، ماک میں تباہی لانے اور چبا کر کھانے میں استعمال کیا جاتا ہے، اس پودے کی ایک قسم خوبصورتی و برکت کے لئے کافی جاتی ہے، یہ پودا امریکی نسل کا ہے، قدیم اہل عرب اس سے واقف نہیں تھے۔

اس کے اور بھی نام ہیں، جیسے: دحان، (حوال) یمنی (تمباکو) تمباک (تمباکو)، اثر اللہ کر لفظ فارسیا و تر استعمال ایک مخصوص نوع کے تمباکو پر ہوتا ہے جو کثیف ہوتا ہے اور فقہ کے درجہ حسن کا نشا یا جاتا ہے، اہل کتب سے فائدہ کے درجہ میں۔

۲- تمباکو نوشی اور چبا کر استعمال کرنے میں تبغ سے ملتی جلتی ایک چیز "طباق" ہے، جو تگی جیسے پھولوں کے پتھوں سے بھر اہوا، ایک گھاس نما پودا ہے، تبغ کے مقابلہ میں طباق اہل عرب کے نزدیک معروف ہے، "طباق" عربی لفظ ہے۔

المعجم الوسیط میں ہے: "طباق" نشا یا جانے والا تمباکو ہے جس کے پتوں کا چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے پلوپٹ کر کے نشا یا جاتا ہے (۱)۔

(۱) المعجم الوسیط "شیخ، عتیق"، لسان العرب الجدید: قسم المصطلحات، تہذیب الفروق ۲۱۶۔

بعد کسی ور کی نکل آتی تو اس کے لئے شمن سے حصہ ہوگا، اور شتہ کی بائ سے اس کے حصہ کے مطابق لوٹا لے گا، اور اگر قبضہ سے پہلے ہی اور کی نکل جاتی ہو اس کی تیاریج جائز نہیں تھی جیسے پہلا، تو اس کے لئے شمن سے کوئی حصہ نہ ہوگا لہذا شتہ کی کچھ نہیں لوٹا لے گا، بلکہ اسے اختیار دیا جائے گا کہ پوری قیمت دے کر لے لے یا نہ لے لے چاہے تو چھوڑ دے، اور اگر اس کی تیاریج تھا جائز ہو جیسے رست، تو اس کے لئے شمن سے حصہ ہوگا اس کے مطابق بائ سے لوٹا لے گا۔

پھر یہ کہ تابع بیع میں داخل ہے یا نہیں اس کا نکل اس وقت ہے جب کہ اس کا ورنہ یہ جائے، بین اگر اس کا ورنہ دیا جائے تو ہوتا ہے بیع بن جائے گا لہذا اگر قبضہ سے پہلے ہی آفت ماویہ سے موصاف ہو جائے تو شمن سے اس کے حصہ کی مقدار ساتھ ہو جائے گی (۱)۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: "مطالع" "بیع"۔

ط- تعدی کرنے کی وجہ سے تابع کا ضمان ہوگا:

۱۳- اس قاعدہ کے فروع میں سے یہ ہے کہ جس نے کسی حاملہ عورت پر جناحمت کی، اور اس کا نسل ساتھ رکھا، تو ایک غایم، بنا ہوا (۲)۔

ی قاعدہ کے فروع میں سے یہ بھی ہے کہ غاصب پر شمی معصوب کے منافع، اور اس کی تعدی کا بھی ضمان ہوگا معصوب کے تابع ہو کر، یہ مسئلہ مابعدیہ، ثانویہ، ردائیلہ کے یہاں ہے، نتیجہ اس میں اختلاف ہے (۳)۔

(۱) شرح مجتہد امام محمد علیہ السلام ۱۵۱/۲، ۱۵۳۔

(۲) ابن ماجہ ۵/۵، ۳۷۷، طبع مصر۔

(۳) ابن ماجہ ۵/۵، ۱۲۰، طبع مصر، جوہر الاکلیل ۱۵۱، ۱۵۰، طبع ر. ر. روضہ اللہ میں ۱۵، ۱۳، طبع المکتب الاسلامی، کتاب الفتناء ۱۱/۱، طبع مصر۔

۳- دھان (دھواں نوٹھی) کے بارے میں فقہاء فرماتے ہیں: یہ دسویں صدی ہجری کے آخر اور گیارہویں صدی ہجری کے اوائل میں ظاہر ہوا، سب سے پہلے سے روم (یعنی عثمانی ترکوں) کی سرزمین میں گنریہ لائے اور مغرب کی سرزمین میں ایک بیابانی لایا جو خود کو حکیم بتاتا تھا، پھر سے مصر، حجاز، ہندوستان اور مشرق وسطیٰ میں لایا گیا (۱)۔

تمباکو سے متعلق احکام:

تمباکو استعمال کرنے کا حکم:

۴- جب سے دھان (سگریٹ نوٹھی) جو تمباکو کا مرادف نام ہے، کا رواج ہوا ہے، اس کے استعمال کے حکم میں متا، با اختلاف چلا آ رہا ہے، جس کا سبب یہ ہے کہ اس کے استعمال سے نقصان پہنچنے کے سلسلہ میں، یہ اس پر منطبق ہوئے والے اس لال کے سلسلہ میں اختلاف ہے جو قیاسی ہیں، کیونکہ تمباکو کے سلسلہ میں کوئی نص نہیں ہے۔

بعض فقہاء نے کہا ہے کہ تمباکو نوشی حرام ہے، کچھ دھرماء نے فقہاء نے کہا ہے کہ یہ دھرماء ہے، کچھ فقہاء نے کہا ہے کہ یہ مکروہ مکرمہ ہے۔

ہر فقہی مسلک کی ایک جماعت نے مذکورہ احکام میں سے ہر حکم کے مطابق فتویٰ دیا ہے، ذیل میں اس کی تفصیل ہے:

تمباکو کی حرمت کے قائلین و ران کے وائل:

۵- تمباکو نوشی کی حرمت کے قائلین میں سے شیخ اسلامی، سیسی اور صاحب الدر المنہجی ہیں، ابن عابدین نے شیخ عبد الرحمن عبادی کے

(۱) فتح الباری، ۱۸/۱۹۰، طبع اخیر النسخ، تہذیب الفروق، ۲۱۶/۱، الدر المنہج، ۲۵/۲۹۵۔

نویسندگان کی کراہت تحریری کو ظاہر سمجھا ہے۔

مالکیہ میں سے اس کی حرمت کے قائل سالم سہوری، ابو الہیثم تھانی، محمد بن عبد الکریم فلکون، خالد بن احمد اور ابن حمزہ وغیرہ ہیں۔
شافعیہ میں سے محمد بن عیسیٰ غزی، قلیوبی، ابن حمزہ وغیرہ اس کو حرام قرار دیتے ہیں۔

حنابلہ میں سے شیخ احمد ہوتی اور بعض علماء نجد اس کی حرمت کے قائل ہیں۔

اس میں سے بعض فقہاء، جیسے ثانی، قلیوبی، محمد بن عبد الکریم فلکون اور ابن عابدین وغیرہ نے اس کی حرمت پر تحریر بھی لکھی ہے (۱)۔
تمباکو نوشی کی حرمت کے قائلین نے مندرجہ ذیل دلائل سے استدلال کیا ہے:

۶- ۱- تمباکو نوشی سے شروع شروع میں پوری مدھوشی کے ساتھ تھوڑے تھوڑے آتا ہے، پھر ہر بار اس میں تھوڑی تھوڑی کمی آتی رہتی ہے، یہاں تک کہ جب عرصہ دراز ہو جاتا ہے تو اسے نشہ کا احساس بھی نہیں ہوتا، لیکن اسے ایک لذت اور ایک ایسا سرور حاصل ہوتا ہے جو اس کو نشہ سے زیادہ پسند ہوتا ہے۔ یا حرمت کی دلیل یہ ہے کہ نشہ آوری (اسکار) سے مراد مطلقاً عقل پر چھا جانے والی کیفیت ہے، اگرچہ اس کے ساتھ سرور و لذت کی شدت نہ ہو، اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ پہلی بار تمباکو نوشی سے یہ کیفیت پیدا ہوتی ہے، اس دلیل کی رو سے تمباکو ایک نہیں بلکہ پہلی تمباکو نوشی پر عذاب کی جائے، تمباکو کی

(۱) الدر المنہج، ۲۵/۲۹۵، تہذیب الفروق، ۲۱۶/۱، الفروق، ۲۱۶/۱، فتح الباری، ۱۸/۱۹۰، طبع اخیر النسخ، ریحہ المسترشدین، ۲۱۰/۱، حاشیہ قلیوبی، ۶۹/۱، حاشیہ قلیوبی، ۷۰/۱، حاشیہ الشروانی، ۲۳۷/۱، مطالب الولی، ۲۱۶/۱، ۲۱۹/۱، الفکر العبدی، ۵/۱، المسائل المنہج، ۲۵/۲۹۵، رسائل (۱) رسائل، ۵/۱، دلائل البطل، ۵/۵، من مجموع المسائل المنہج، ۱/۱، حاشیہ غیر المبرر، ۵/۱، طبع دار الکتب العلمیہ۔

قبیلہ و ریشہ، مقدمہ حرام ہوگی۔

۷-ب۔ اگر نہ جانے کہ تمباکو نوشی بیدار کرتا ہے یا نہ تمباکو اپنے استعمال کرنے والے شخص میں سستی اور ذہنی پائین پیدا کرتا ہے اور اس طرح شرب کی مدد ہوئی و بددلتی کیفیت میں شامل ہو جاتا ہے، حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں: ”یہی رسول اللہ ﷺ سے سستی کا سبب تھا کہ وہ مسکرو و مصرو“ (۱) (رسول اللہ ﷺ نے نہ نشہ پیدا کرنے والی درست بنا دینے والی چیز سے منع فرمایا ہے)۔ علماء فرماتے ہیں کہ ”مفتہ“ نام وہ چیز ہے جو حصائے بدن میں سستی اور ذہنی پائین پیدا کرے اور اس میں کمزوری و ضعف لائے تمباکو کی خدمت کی دلیل و حجت کے لئے حضرت ام سلمہؓ کی حدیث کافی ہے۔

سین اس کی بنیاد پر تمباکو نہ تو نجس ہے اور نہ اس کے استعمال کرنے والے پر حد جاری کی جائے گی، البتہ اس کی قلیل مقدار بھی کثیر مقدار کی طرح حرام ہوگی، تاکہ اس کے اثرات نہ مرتب ہو جائیں، اس لئے کہ عموماً معمولی تمباکو نوشی سے بھی مایوسی واقع ہو جاتی ہے، عقل کی حفاظت ان پانچ ظلیات میں سے ہے جن پر تمام اہل عقل کا اتفاق ہے (۲)

۸-ج۔ تمباکو نوشی سے بدن، عقل، احوال و خیال کو نقصان ہوتا ہے، تمباکو سے قلب میں سستی پیدا ہوتا ہے، قوی میں کمزوری آتی ہے، رنگ روخ پر جاتا ہے، درجہ میں اس کے جھریں کی طاقت سے ہی امراض و مریض پیدا ہوتی ہیں، جیسے کھانسی جو آگے چل کر مرض سل پیدا کرتی ہے، اور بڑا تمباکو نوشی سے ارد گرد کے سیادہ پڑ جاتے

(۱) حدیث: ”یہی رسول اللہ ﷺ سے سستی کا سبب تھا کہ وہ مسکرو و مصرو“ کی روایت ابو داؤد (۳۸۹۷) طبع عزت عید عباسی نے کی ہے اس کی سند ضعیف ہے (مجموع المجلد ۳۳ ص ۷۲۳ فتح کردہ در کتاب المریض)۔

(۲) اس صہدین ۲۹۶/۵، تہذیب الفروق ۲۱۷/۱، ۲۱۸، الخواکیر الصغیرۃ فی المسائل الخفیہ ۲۵/۱۸۹۔

میں، اس سے حرارت بھی پیدا ہوتی ہے جو یک سوہک مسلک مرض کی قلیل اختیار کرتی ہے، اور اس طرح یہ کیفیت حکم قرآنی ”و لا تنصوا أنفسکم“ (۱) (اور اپنی جانوں کو قتل مت کرو) کے دلیل میں داخل ہو جاتی ہے۔ تمباکو نوشی سے رکوں کی ریں بند ہو جاتی ہیں، جس کے نتیجے میں رکوں سے زہر و جسم کی گہریوں تک غذا کا پہنچنا موقوف ہو جاتا ہے اور نتیجہ تمباکو نوشی کی اپنی ایک موت و قلع ہو جاتی ہے (۲)۔

فقہاء مزید کہتے ہیں کہ تمباکو نوشی کی مضرت پر اطباء کا اتفاق ہے۔ شیخ عیسیٰ فرماتے ہیں: انگریزوں کے ساتھ رہنے والے بعض افراد نے بتایا کہ انگریزوں نے مسلم دنیا میں تمباکو کو متعارف اس وقت کر دیا جب انگریز اطباء اس بات پر یک روئے ہو گئے کہ انگریز قوم کو تمباکو نوشی کا عادی ہونے سے روکا جائے، ورنہ اس کا حکم دیا جائے کہ وہ تھوڑی مقدار استعمال کریں جو صحت کے لئے ضرر رساں نہ ہو، اس لئے کہ ان اطباء نے ایک شخص کا پوسٹ مارٹم کیا جس کی موت تمباکو نوشی کے نتیجے میں جگر کے جلنے سے ہوئی تھی، اطباء نے دیکھا کہ تمباکو کے اثرات اس کی رکوں اور ریشوں میں داخل ہو چکے ہیں، اس کی ہڈیوں کے کھالے سیاہ پڑ چکے ہیں، اور اس کا دل خشک آج کی مانند ہو گیا ہے، لہذا ”اطباء نے انگریزوں کو تمباکو نوشی کا عادی ہونے سے روکا“۔ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی غرض سے تمباکو مسلمانوں کے ماتحت فروخت کرنے کی ترغیب دی۔ شیخ عیسیٰ فرماتے ہیں: اگر تمباکو کے مضرت میں سے صرف یہی بات معلوم ہوتی تو بھی یہ عقل کو اس سے بریر پر مامور کرنے کے لئے کافی تھی (۳)۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے: ”الحلال میں

(۱) سورہ نساء ۲۹۔

(۲) فتح الباری ۱/۱۸۸، ۱۲۳، حاشیہ قلیوبی ۱/۶۹، البیہقی علی الشیخ ۲/۶۹۳، الخواکیر الصغیرۃ فی المسائل الخفیہ ۲۵/۱۸۹۔

(۳) فتح الباری ۱/۱۸۸، الخواکیر الصغیرۃ ۲۵/۱۸۹۔

الدر المختار۔ ابن عابدین صاحب فتاویٰ مہدی شیخ محمد عباسی مہدی اور
علامہ شادہ الخاں کے شارح موصی ہیں۔

قائلین جواز میں مالکیہ میں سے علی جمہوری ہیں انہوں نے
اس کے مباح ہونے کے موضوع پر رسالہ لکھا ہے جس کا نام ہے
”غایۃ الیقین لحل شرب مالا یغیب العقل من الدخان“
اس رسالہ میں انہوں نے اس کی لاجست پر اندر مذہب اربعہ میں سے
مستند علماء کے فتاویٰ نقل کئے ہیں، اور اس کی متابعت کرتے ہوئے
اعضائے مدارس مالکیہ نے حلت کی رائے اختیار کی ہے، جن میں ہوتی،
صاہی، امیر اور صاحب تہذیب الفروقی ہیں۔

ثانیہ میں سے جواز کی رائے پانے والوں میں فعلی، جمعی،
رشیدی، شمس، باہلی اور عبد القادر بن محمد بن شمس حسینی طبری مکی
ہیں، انہوں نے ”دفع الاشتباک عن تناول النجاک“ کے
نام سے رسالہ بھی لکھا ہے۔

حنابلہ میں سے تمباکو کے جواز کی رائے کرنی صاحب دلیل
مطالب کی ہے، اس موضوع پر ان کا ایک رسالہ بھی بنام ”البرہان
فی شأن شرب الدخان“ ہے۔

اسی طرح شوکانی بھی اس کی لاجست کے قائل ہیں (ک)

تمباکو کی لاجست کے قائلین نے مندرجہ ذیل دلائل سے
استدلال کیا ہے:

۱۴- الف۔ تمباکو کے استعمال سے نشہ پیدا ہونے، یہ بدبوٹی پیدا
ہونے یا ضرر پہنچنے کا ثبوت (اس رائے کے قائلین کے نزدیک) نہیں

(۱) ابن ماجہ ج ۵/۲۹۶، ۲۹۷، الفتاویٰ المہدیہ ج ۵/۲۹۸، ۲۹۹، علی ا شہ
ار ۹۸، فتح الباعی لہامک ار ۸۹، ۹۰، تہذیب الفروقی ار ۹۱، ۹۲،
الدرونی ار ۵۰، المشرح المکمل ار ۳۳، المشرقی علی تحفہ الکناج
۳۰۹/۸، جامعہ لکھنؤ ار ۷۰، مطالب ہولی اسی ۳۷/۶، ۳۸، انوار اللعینۃ
فی المسائل الفقیہہ ج ۳/۸۰، ۸۱، رسالہ اوزار مسائل ہندیہ ج ۱/۵۰، ۵۱۔

ڈھونگ تھا، اس کے پردہ میں میث، سوہ لعب اور نشہ آمیزی کے خفیہ
مقصد تک رسائی حاصل ہو گئی، خفیہ نے اس کو حرام قرار دیا ہے،
انہوں نے ”میث“ کی تعریف کی ہے کہ وہ ایسا عمل ہے جو غرض صحیح کے
مطابق نہ ہو، اور ”غدا“ ایسا فعل ہے جس میں نہ سے کوئی
غرض ہی نہ ہو، اور ”لعب“ وہ فعل ہے جس میں لذت ہو۔ نماز کے
مطابق وہ میں میث کی حرمت ثابت کرنے والوں میں صاحب کتاب
الاحتساب (۱) بھی ہیں جنہوں نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا
ہے: ”الْحَسْبُ لَنَا مَا خَلَقْنَاكُمْ عِبَا“ (۲) (ماں قیامت ہمارا خیال
تھا کہ ہم نے تمہیں یوں ہی بے مقصد پیدا کر دیا ہے)، اور ان میں
صاحب کافی بھی ہیں، جنہوں نے اس حدیث رسول اللہ ﷺ
سے استدلال کیا ہے: ”کل شیء یلہو بہ الرجل باطل إلا دمیۃ
الرجل بقوسہ، وفادیہ فرسہ، وملاعبتہ امرتہ، فابہن من
الحق“ (۳) (ہر وہ چیز جس سے انسان کیلٹا ہے باطل ہے، سوائے
تیرے مد زکی، اپنے گھوڑے کی تربیت، اور اپنی بیوی کے ساتھ لطف
مداری کے کہ یہ تیری حق ہیں)۔

تمباکو کے جوڑے قائلین اور ان کے دلائل:

۱۳- تمباکو نوشی کے جوڑے کی رائے اختیار کرنے والوں میں خفیہ میں
سے شیخ عبد شمس ماہسی ہیں، تمباکو کی لاجست کے موضوع پر
انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے جس کا نام ہے ”الصلح بین
الإخوان فی إباحة شرب الدخان“، ان کی میں صاحب

(۱) فتح الباعی لہامک ار ۹۸۔

(۲) سورہ سوسر ۱۱۵۔

(۳) حدیث ”کل شیء یلہو بہ الرجل باطل إلا دمیۃ الرجل
بقوسہ“ کی روایت احمد (۳/۳۳ طبع المصنف) اور حاکم (۲/۹۵ طبع
دائرة المعارف العثمانیہ) نے کی ہے حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور وہ بھی نے
اس کی موافقت کی ہے۔

ہے، تمباکو کے پھیا و اور اس سے لوگوں کی واقفیت کے بعد یہ بات معروف ہوئی ہے، لہذا یہ دعویٰ غلط ہے کہ اس سے نشہ پیدا ہوتا ہے یا مدہوشی طاری ہوتی ہے، اس لئے کہ نشہ آوری اعضاء کی حرمت کے ساتھ عقل نامیہ ہو جانے کا نام ہے، اور مدہوشی میں عقل جاتی رہتی ہے اور اعضاء بھی ڈھیلے پر جاتے ہیں، اور تمباکو نوشی کرنے والے کے مدہوش ہونے کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی بلکہ جو شخص اس کے استعمال کا عادی نہیں ہوتا اس کے مدہوش ہونے کے استعمال سے متوالی کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے، اور یہ سب تحریم نہیں ہے شش حسن شطنیہ میں دینے بھی ہوتا ہے (۱)۔

شش علیہ فرماتے ہیں: پہلے پہل تمباکو استعمال کرنے والے کو جو اثرات پیدا ہوتی ہے اس کا عقل کے ختم ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ اس سے عقل زائل ہو جاتی ہے تو اتنی بات تو قطعی ہے کہ وہ مسکر (نشہ پیدا کرنے والا) نہیں ہے، اس لئے کہ نشہ آور کے ساتھ سرور و مستی ہوتی ہے، جب کہ تمباکو میں یہ بات نہیں ہے، پس تمباکو کا استعمال ایسے شخص کے لئے جائز ہوگا جس کی عقل زائل نہ ہوتی ہو، اور اس میں مزاجوں کے فرق سے اور قلت و کثرت کے لحاظ سے فرق ہوتا ہے، کبھی ایک شخص کی عقل زائل ہو جاتی ہے، جب کہ دوسرے شخص کی عقل زائل نہیں ہوتی ہے، اور کبھی زیادہ مقدار میں استعمال کرنے سے تو عقل زائل ہو جاتی ہے، لیکن کم مقدار میں استعمال کرنے سے زائل نہیں ہوتی ہے (۲)۔

۱۵-ب۔ ثیاء کے اندر اصل مباحث ہے، جب تک کہ کسی شخص میں اس کی حرمت و زنا ہو، لہذا شریعت کے قواعد اور عمومی اصولوں کے مطابق تمباکو کوئی سبب مباح ہوگا، کیونکہ تمباکو جہد کی پیداوار ہے، (۱) حاشیہ مطابروں میں ۱۷/۲۱، ابن ماجہ ۲۹۶/۵، تہذیب الفروق ۲۹۶/۵، تہذیب الفروق ۲۹۶/۵۔

شارح کے زمانہ میں اس کا وجود نہ تھا اور اس کے بارے میں کوئی نص وارد نہیں ہے اور نہ ہی قرآن یا حدیث میں اس کا کوئی حکم موجود ہے، لہذا یہ ان امور میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے درگزر فرمایا ہے، اور احتیاط کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ اللہ کی جانب غلط انتساب کرتے ہوئے اس کو حرام یا مکروہ بتایا جائے، جس کے لئے دلیل کی موجودگی ضروری ہے، بلکہ احتیاط یہ ہے کہ اس کو مباح بتایا جائے جو اصل ہے، نبی کریم ﷺ نے باوجود صاحب شریعت ہونے کے ام الخبائث شراب کی تحریم میں توقف اختیار فرمایا تا آنکہ نص قطعی مازل ہوئی، لہذا سبب کی انسان سے اس کے بارے میں پوچھا جائے تو اسے کہنا چاہئے کہ یہ مباح ہے، لیکن اس کی مہک و بو طبیعتوں کو ناپسند ہوتی ہے، لہذا وہ طعم ناپسند ہے، شرعاً میں (۱)۔

۱۶-ج۔ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ تمباکو سے کچھ لوگوں کو نقصان پہنچتا ہے تو یہ ایک عارضی عین ہونی، وہ اپنی ذات میں ضرر رساں نہیں ہے، جس کو نقصان پہنچے اس کے لئے حرام ہوگا دوسرے کے لئے نہیں، اور نہ ہر ایک کے لئے اس کی حرمت لازم آئے گی، شہد بھی کچھ لوگوں کو نقصان پہنچاتا ہے، بلکہ کچھ لوگ تو اس کے استعمال کرنے سے بیمار ہو جاتے ہیں، حالانکہ شہد میں نص قطعی کے مطابق شفا ہے (۲)۔

۱۷-د۔ مباح امور میں اس طرح مال شرف کرنا مباح نہیں ہے، اس لئے کہ اگر وہ منقول شرفی (تہذیر) کا نام ہے، حضرت بن مسعودؓ نے تہذیر کی تفسیر یہی ہے کہ مال کو اس کے حق کے حدود میں شرف کرنا تہذیر ہے، لہذا اگر مال کو اس کے حق میں شرف کیا جائے تو چہ وہ مباح ہو تو وہ حلال نہیں ہے، اور یہ دعویٰ کہ وہ مباح ہے تو یہ

(۱) ابن ماجہ ۲۹۶/۵، تہذیب الفروق ۲۹۶/۵، مطابروں میں ۱۷/۲۱، ۲۱۸، الفواکد ۸۳/۲، طحاوی ۲۳/۳۔
(۲) ابن ماجہ ۲۹۶/۵، تہذیب الفروق ۲۹۶/۵، مالک ۲۱۸، ابوداؤد ۲۱۸/۵، ۵۰۹، الفواکد ۸۳/۳۔

تمباکو کے ساتھ خاص نہیں ہے (۱)۔

۱۸-ھ۔ محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بغیر نی، لیل شرعی کے عقل و دماغ کو فیصلہ مانا باطل ہے، چونکہ تمباکو کو حرام قرار دینا صریح نہیں ہے، بلکہ صریح و رویداری یہ ہے کہ (شریعت میں) وہ حرام کی تباہی بغیر کسی تبدیلی و تغیر کے لی جائے، اور یا اصل ایسا و اہل دین میں سے، شرلوگوں پر لعن و لعن ہر ان کے مارے میں فسق و سرکشی کا فیصلہ صرف ان کے تمباکو نوشی کی وجہ سے نہیں یہ صورت اس مت کے عوم کی ہے، خواص کی بات تو ہے (۲) آیا یہ صریح ہے یا نہ؟

۱۹-و۔ ابن عابدین نے کہا ہے کہ تمباکو نوشی کی حرمت کا فتویٰ دینے والوں کی تباہی واجب نہیں ہے، اس لئے کہ ان کا فتویٰ اگر اجتہاد پر مبنی ہے تو اس کا اجتہاد درست نہیں ہے، چونکہ اجتہاد کی شرائط نہیں پائی جاتی ہیں، اور اگر یہ فتویٰ کسی دوسرے اجتہاد کی تقلید پر مبنی ہے تو بھی درست نہیں ہے، چونکہ اسوں نے اس کے لامل عقل نہیں سے ہیں، پھر ان کے سے فتویٰ دینا کیونکر درست ہوگا اور کیونکر ان کی تقلید واجب ہوگی؟

وہ مزید فرماتے ہیں: اس زمانہ میں حال یا حرام قرار دینے کا فتویٰ دینے والے وقت حق بات یہ ہے کہ اس اصولوں کو پیش نظر رکھا جائے جو بیضاوی نے "اصول" میں ذکر فرمایا ہے، رہا ہے کہ یہ اصول اصول شریعت میں نفع پہنچانے والے ہیں۔

۱۔ منافع کے سلسلہ میں اصل باحت ہے، اس پر ملامت کرنے والی حیوت بے شرمیں۔

۲۔ مضر (نقص) کے سلسلہ میں اصل حرمت اور ممانعت ہے، اس سے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: "لا ضرر ولا

ضرر" (۱) (نہ دہنداء نقصان پہنچانا ہے اور نہ ہرگز اس میں نقصان پہنچانا ہے)۔

ابن عابدین پھر لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ اگر تمباکو کے بارے میں ثابت ہو جائے کہ اس میں ایسی ضرر رسائی ہے جس سے منافع ختم ہو جاتے ہیں تو اس کی حرمت کا فتویٰ دینا جائز ہوگا، اور اگر اس کی ضرر رسائی ثابت نہ ہو تو اصلاً وہ حلال رہے گا مزید یہ کہ تمباکو کی حرمت کا فتویٰ دینے میں مسلمانوں سے حرمت کا رالہ ہونا ہے، چونکہ مسلمان تمباکو کے استعمال میں مبتلا ہیں، لہذا اس کو حلال قرار دینا اس کو دہم قرار دینے کی پست زیادہ تر ہے، اس کی حرمت ثابت کرنا ایک شہادہ ہے جس کی تائید مشعل سے ہو سکتی گی، ہاں اگر تمباکو سے کچھ مخصوص لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو تو ان کے لئے تمباکو حرام ہوگا، اس کے برعکس اگر تمباکو سے کسی کو فائدہ پہنچتا ہو اور اس کے پیش نظر جان و مال، تو اس کے حق میں تمباکو نوشی مرغوب ہے۔

ابن عابدین کہتے ہیں: یہی جو بے شک کی الدین محمد بن علی بن محمد بن حیدر زری نے دیا ہے (۲)۔

تہذیب الفروق میں ہے: جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے تمباکو نوشی اور اس کے استعمال سے کسی بھی طور پر محفوظ رکھا ہو، اسے پس چاہئے کہ لوگوں کو اس کے استعمال پر آمادہ کرے اور اس کے نتیجے میں ان کی ذلت میں بے اطمینانی اور ان کے دین میں بے روشنی پیدا کر دے، کیونکہ کسی امر کی تبدیلی کے لئے شرط ہے کہ اس کا منکر ہونا مستفقہ ہو (۳)۔

(۱) حاشیہ لا ضرر ولا ضرر - "کی روایت ابن ماجہ (۲/۸۳ طبع لکھنؤ) نے کی ہے ابن رجب حنبلی نے جامع العلوم والحکم (ص ۲۸۶ طبع لکھنؤ) میں کہا ہے کہ اس کے اور بھی طرق ہیں جن میں سے بعض سے بعض کو تقویت ملتی ہے۔

(۲) تہذیب الفروق ۲/۲۲۰، تنبیح الفتاویٰ جلد ۲ ص ۲۶۵، ۲۶۶۔

(۳) تہذیب الفروق ۲/۲۲۱۔

(۱) تہذیب الفروق ۲/۲۱۸، مطالب ولی اس ۲/۲۱۷۔

(۲) مطالب ولی اس ۲/۲۱۸۔

تمباکو کی کراہت کے قائلین اور ان کے دلائل:

۲۰- تمباکو نوشی کی کراہت کے قائلین میں حنفیہ میں سے ابن عابدین، ابو اسود اور علامہ لکھنوی ہیں۔

مالکیہ میں سے شیخ یوسف صلتی ہیں۔

شافعیہ میں سے شروانی ہیں۔

حنابلہ میں سے، ہوتی رحیب فی، احمد بن محمد متقوری بھی ہیں (۱)۔

حضرات نے مندرجہ ذیل استدلال دئے ہیں:

۲۱- الف۔ اس کی بو مایہ پسندیدہ ہوتی ہے لہذا کچی پیاز، ہنسن اور زیت (ایک قسم کی بدبودار ترکاری) وغیرہ پر قیاس کرتے ہوئے تمباکو بھی مکروہ ہوگا۔

۲۲- ب۔ تمباکو کی حرمت کے دلائل ثابت نہیں ہیں، البتہ ان سے شک پیدا ہو جاتا ہے، اور محض شک کی بنا پر کسی شی کو حرام قرار نہیں دیا جاسکتا، لہذا حرمت کے قائلین کے ذکر کردہ دلائل کو دیکھتے ہوئے صرف مکروہ بہا جاسکتا ہے (۲)۔

(۱) ابن عابدین ۲۹۶/۵، تہذیب الفروق ۴/۱۹۸، المشروعی علی محمد بن سراج ۳۳۷، مطالب ولی النبی ۶/۲۱۷، ۲۱۸، الخواکر الخدیوہ ۲/۲۰۲۔

(۲) موسومہ کیمیل کی رائے ہے کہ تمباکو نوشی اس صورت میں حرام ہے جب کسی کو اس سے کسی قسم کے فائدہ کے بغیر صرف نقصان پہنچتا ثابت ہو، خواہ یہ نقصان عقل کو پہنچتا ہو یا جسم کی یا تمباکو نوشی اس رقم کو اپنی اور اپنے خاندان کی فلاحی ضرورت میں خرچ کرنے کا سخت ضرورت مند ہو، اگر ایسی صورت نہ ہو تو تمباکو نوشی مکروہ ہے اس لئے کہ اس کی بہکنا پسندیدہ ہو اور ہوتی ہے اور اس لئے کہ وہ ایک نوع کے نقصان سے خالی نہیں ہے بالخصوص کثرت نوشی کی صورت میں اس کا مالی اور صحت سے متعلق نقصان جتنی ہے تو ڈوبینے والی نہادہ پینے لگتا ہے اور اس کی بو کی گندگی جو صرف اس کے اندر ہوتی ہے اس کے بے شمار صحت، نفسیات اور مال سے متعلق نقصانات میں سے اولیٰ درجہ کا نقصان ہے پسے تو اس کا دھواں اور گرد کے ٹوکوں کو تکلیف پہنچاتا ہے بند کرے اور گروں کی ہو اگر خراب کر دیتا ہے ہزاروں کے نتیجے میں بھیجروے کی مایوں میں سوزش اور سخت کھانسی پیدا ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں موجود دھواں مادہ آہستہ آہستہ

مساجد قرآن، علم کی مجالس اور محفلوں میں تمباکو نوشی کا حکم:

۲۳- مساجد میں تمباکو نوشی کی حرمت پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے خواہ وہ اس کی اباحت کے قائل ہوں یا اس کو مکروہ بتاتے ہوں یا اس کی حرمت کی رائے رکھتے ہوں، جیسا کہ مساجد میں ہنسن اور پیاز کھانا منع ہے اور جس طرح پیاز، زہن کھانے والے شخص کا مسجد میں داخل ہونا منع ہے جب تک کہ اس کے منہ سے بدبو نہ ہو جائے، کیونکہ ہنسن اور پیاز کی بو مایہ پسندیدہ ہوتی ہے، جس سے فرشتوں اور نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہے، پیاز اور ہنسن کے حکم میں تمباکو بھی شامل ہوگا، اس لئے کہ اس کی بو بھی مایہ پسندیدہ ہوتی ہے، مساجد صرف اللہ کی عبادت کے لئے بنی جاتی ہیں، لہذا انہیں گندی اشیاء اور مایہ پسندیدہ دھواں سے بچانا ضروری ہے، چنانچہ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”من أكل البصل والثوم والكراث فلا يقرب من مسجدنا، فإن الملائكة تتأذى مما يتأذى منه بنو آدم“ (۱) (جس نے پیاز، ہنسن اور کراث (ایک قسم کی بدبودار ترکاری) کھایا ہو وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ کوئی ان چیزوں سے تکلیف پہنچاتی ہے جن جسم میں مراہت کر جاتا ہے کیپلو کی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس میں نیوکلیئیں ہوتا ہے اور آگے چل کر اس سے بھیجروے کا کینسر جیسا سوزی و مہلک مرض پیدا ہوتا ہے جس کے علاج سے طب کی دنیا آج تک حیران و پریشان ہے ان سب کے علاوہ حکومت کی جانب سے اس پر لگائے جانے والے زبردست ٹیکسوں کی وجہ سے اس کی قیمت مساوات کی گئی ہو جاتی ہے حکومت نے خوف فقیں اس لئے لگایا تھا کہ لوگ اس کے استعمال سے دور رہیں، لیکن اس کے استعمال کے زبردست پھیلاؤ کو دیکھتے ہوئے حکومتوں نے اس کو خوب آمدنی حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیا اور اس طرح تمباکو نوشی اور اس کے مصائب لوگوں میں عام ہو گئے کہ اب عادی انسان کے لئے اس کا بھڑانا بڑا لذت و نواز ہوتا ہے بعض تمباکو نوشی تو اس پر اس قدر ذریعہ کر جاتے ہیں جس سے ایک متوسط خاندان کی کفالت ہو سکتی ہے۔

(۱) حدیث: ”من أكل البصل والثوم والكراث...“ فی ماہیت مسلم (۱/۳۹۵ طبع طبعی) نے کی ہے۔

سے لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے۔

ابن عابدین فرماتے ہیں: مسجد کے اندر نہسنا، پیاز اور اس جیسی بدبو والی اشیاء کا کھانا منوع ہے، اس لئے کہ صحیح حدیث میں نہسن اور پیاز کھانے والے کو مسجد کے قریب آنے سے منع کیا گیا ہے، بخاری شریف کی شرح میں علامہ عینی فرماتے ہیں: اس ممانعت کی علت فرشتوں اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانا ہے۔

ابن عابدین فرماتے ہیں: حدیث میں جس چیز کا ذکر آیا ہے اسی کے حکم میں ہو، وہ چیز، غسل ہو، کی بو مایہندیدہ ہو، خود وہ کھانی جائے، الی چیز ہو یا کچھ اور۔

ابن عابدین نے طحاوی سے نقل کیا ہے کہ تمباکو، پیاز اور نہسن کے حکم میں داخل ہے۔

شیخ علیش مالکی فرماتے ہیں: مساجد اور محافل میں تمباکو نوشی بدشہ جرم ہے، اس لئے کہ اس کی بو مایہندیدہ ہوتی ہے اور ”مجموع لائبر“ سے باب الجمعہ میں منقول ہے کہ ہر مایہندیدہ بو، الی شئی کا مسجد اور محضوں میں استعمال حرام ہے۔

ابن عربی علی تختہ الحجاج میں ہے: پیاز اور نہسن کھانے والے شخص کی طرح مایہندیدہ بو والے شخص کو بھی مسجد میں داخل ہونے سے روکا جائے گا، اسی حکم میں اس وقت مشہور تمباکو کی بو بھی ہے (۱)۔

۲۴- اسی طرح تمباکو نوشی کرنے والے کے لئے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں جب تک اس کے منہ سے بوزائل نہ ہو جائے، اس مسئلہ کو پیاز اور نہسن کھانے والے کے لئے بوزائل کے باقی رہنے تک مسجد میں

داخلہ کی ممانعت پر قیاس کیا گیا ہے، فقہاء نے مایہندیدہ بو کی موجودگی کو جمعہ اور جماعت سے گریز کے لئے عذر مانا ہے، بشرطیکہ اس نے جماعت کے ترک کی نیت سے باقاعدہ ایسا نہ کیا ہو۔

ایسے شخص کے لئے داخلہ کی ممانعت صرف مسجد کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ مساجد کے علاوہ نماز کے مقامات جیسے عید گاہ اور جنازہ گاہ وغیرہ مقامات عبادت، اسی طرح علم و دین کی محضوں اور اجتماعات میں بھی داخلہ کی ممانعت ہے، فقہاء نے اس سے تمباکو کی بو آنے والے شخص کے لئے مسجد یا عبادت کے مقامات اور اجتماعات میں داخلہ کی ممانعت کی تعلیل میں فقہاء کا اختلاف بھی ہے، حنفیہ اور مالکیہ نے اسے حرام قرار دیا ہے، شافعیہ اور حنابلہ نے اسے مکروہ بتایا ہے۔

۲۵- منہ سے تمباکو کی بو آنے والے شخص کے لئے مسجد یا عبادت کے مقامات اور اجتماعات میں داخلہ کی ممانعت کی تعلیل میں فقہاء کا اختلاف بھی ہے، حنفیہ اور مالکیہ نے اسے حرام قرار دیا ہے، شافعیہ اور حنابلہ نے اسے مکروہ بتایا ہے۔

اسی طرح نماز، ذکر اور تلاوت قرآن کی محضوں کے علاوہ دیگر اجتماعی مقامات جیسے دینی محفل اور قضا کی مجالس میں ایسے شخص کے داخلہ کے بارے میں بھی فقہاء کا اختلاف ہے۔

شیخ طاہر زہر اور دیا ر مصر کے مفتی شیخ محمد مہدی عباسی نے فقہاء کی مجالس میں ایسے شخص کے داخلہ کے جو رکائوتی دیا ہے۔

شیخ علیش مالکی فرماتے ہیں: محضوں میں تمباکو کا استعمال حرام ہے۔

شافعیہ اور حنابلہ نے اسے مکروہ بتایا ہے۔

۲۶- جہاں تک بازار وغیرہ کا تعلق ہے تو امام نووی فرماتے ہیں: نہسن، پیاز اور کراث کے حکم میں ہو، وہ چیز، غسل ہو، نہسن مایہندیدہ بو ہوتی ہے، خود وہ مذہبی نوعیت کی ہو یا کچھ اور، علماء نے مساجد پر عبادت کے مقامات اور علم و دین کی محضوں کی ممانعت کو قیاس کیا ہے۔

(۱) ابن عابدین ۱/۴۴۳، ۲۹۶/۵، ۲۹۷، فتح الباری ۱/۸۸۹، جامعہ المشروعی علی تختہ الحجاج ۲/۴۷۵، ۴۷۶، کتاب احتیاج ۱/۴۷۵، ۳۶۵، ۳۶۶

ہے۔ اُس اس سے اتفاق کیا جاتا ہو اور اس کے معمولی حصہ سے عذر
ممن ہو تو اس کو زحمت کرنا جائز ہوگا، اس لئے کہ اس میں جائز نفع
ہے (۱)۔

تمباکو کی پاکی اور ناپاکی کا حکم:

۲۹- مالکیہ: ”مناہیہ نے تمباکو کے پاک ہونے کی صراحت کی ہے،
درہ فرماتے ہیں: بناءً على ان پاک چیزوں میں سے ہیں، پودے کی
تمام اقسام بھی طاهر ہیں، صاوی فرماتے ہیں: اسی میں سے تمباکو بھی
ہے (۲)، نہایہ المحتاج کے حاشیہ میں شبراہی فرماتے ہیں: ہمارے
زمانہ میں معروف تمباکو کو زحمت کرنا درست ہے، اس سے کہ وہ
پاک ہے۔ اس سے اتفاق یا جاتا ہے، اسی کے مثل ”حاشیہ نعل“
حاشیہ شبراہی: ”مناہیہ قلیہ“ میں آیا ہے (۳)۔

اس کے علاوہ قرآنی نے چالیسویں فرق میں فرمایا ہے: ”وَلَا تَقْرَبُوا
مَالَ الْيَتَامَىٰ إِلَّا بِالْمَعْرُوفِ“ (غزوہ اُحیٰ) غزوہ اُحیٰ
کرنے اور مسامحہ کرنے والی شیاؤں کا قاعدہ (منہیہ) غزوہ اُحیٰ
کرنے اور مسامحہ کرنے والی شیاؤں کی بہت شے پیدا کرنے والی
اشیاء کے تین خصوصی مقام ہیں: حد، جس کرنا، اور معمولی مقدار کی
حرمت، پہلی وہ اشیاء (غزوہ اُحیٰ پیدا کرنے اور مسامحہ کرنے والی
اشیاء) میں۔ مد جاری ہوتی ہے، مرنے ان میں نجاست ہے، لہذا جس
فحص نے اپنے ساتھ بھنگ یا ایلون رکھ کر نماز پڑھی تو اس کی نماز
بالاتفاق باطل نہیں ہوئی (۴)، اس کے علاوہ ان لوگوں نے تمباکو کو
حرام بتایا اور اس کی حرمت کی سلسلہ نشہ آوری قرار دی ان میں سے بعض

کریں گے؟ اور اگر قابل استفادہ ہونے کے بعد ضائع کیا جائے تو کیا
حکم ہوگا؟

تو انہوں نے جو بوجہ دیا: ”مناہیہ کو اس کے قابل استعمال
ہونے سے پہلے نقصان پہنچایا جائے تو نقصان“ لے ان جو اس کی
قیمت ہوگی، وہ ناپاکی میں، سب ہوگی (اسیدہ ہم کے ساتھ)، اور
ناپاکی کا فیصلہ کرنے میں تاخیر کی گئی یہاں تک کہ بھیجی اپنی سابقہ
حالت پر لوٹ گئی تو قیمت ساتھ ہو جائے گی اور نقصان پہنچانے
والے کی ناپاکی کی جائے گی، اور اگر لائق استعمال ہونے کے بعد
ریزدہ کی گئی تو حتمی طور پر زیادہ دینی کے دن کی قیمت اس پر واجب
ہوگی (۵)۔

مناہیہ کے یہاں اس مسئلہ کا رد ”حاشیہ شبراہی“ میں ملی
نہایہ المحتاج ”میں آیا ہے: ہمارے زمانہ میں معروف تمباکو کو زحمت
کرنا درست ہے، اس لئے کہ وہ بعض لوگوں کے نزدیک پاک اور
قابل اتفاق ہے (۶)۔

”حاشیہ شبراہی“ میں علی تحفہ ”محتاج“ میں اس سے متعلق آئی ہوئی
تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ تمباکو زحمت کرنا جائز ہے، اس لئے کہ اس
کی حرمت میں اختلاف ہے۔ بعض لوگ اس سے اتفاق بھی کرتے
ہیں، جیسے کہ جب اس کے ترک سے ضرر پہنچنا معلوم ہو تو اس وقت
اس کی زحمتی، درست ہوگی (۷)۔

حناہ کے یہاں اس سلسلہ میں کوئی صراحت نہیں ملی،
میں ”کشاف الفتاویٰ“ میں جو کچھ آیا ہے اس سے قیاساً فی حق کا
جو زمستفہ ہونا ممکن ہے، کہتے ہیں کہ ”گھاس“ ”رہ“ ”سے فی قسم سے

(۱) کشاف المحتاج ۱۵۵ ص ۱۵۵۔

(۲) شرح المغیر ۱۹۱ طبع بکلیں۔

(۳) نہایہ المحتاج ۳۱۸ ص ۳۱۸، حاشیہ الجمل ۱۱۵ ص ۱۱۵، حاشیہ الشروانی ۲۸۸ ص ۲۸۸۔

۲۸۹ ص ۲۸۹، حاشیہ قلیہ ۱۹ ص ۱۹۔

(۴) الفروق الشروانی ۲۱۸ ص ۲۱۸۔

(۵) فتح الباری ۴۷۲ ص ۴۷۲۔

(۶) نہایہ المحتاج وحاشیہ شبراہی ۳۱۸ ص ۳۱۸۔

(۷) حاشیہ الشروانی علی تحفہ المحتاج ۲۳۷ ص ۲۳۷، حاشیہ الجمل ۲۲ ص ۲۲۔

تثلاً لازم ہوئی، یہ تکہ اہل کے نزدیک رمضان میں دس کے وقت صرف جماع کرنے سے کنارہ لازم ہوتا ہے^(۱)۔

اسی طرح تمباکو چبانے یا ناک میں کھینچنے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس لئے کہ اس سے بھی ایک نوع کی کیفیت طاری ہوتی ہے، اور اس کا مزدِ مطلق تک پہنچتا ہے، ورنہ اس کو اس کا مزد ملتا ہے جس طرح نکلڑی سے تمباکو چوسنے سے مزد ملتا ہے۔

مالکیہ نے اس کی صراحت کی ہے، وغیرہ مسانک کے قواعد بھی اس کے خلاف نہیں ہیں (۲)۔

شوہ کا بیوی کو تمباکو نوشی سے منع کرنے کا حق:

۳۱۔ جمہور فقہاء (حنفی، مالکیہ، شافعی، حنبلیہ) کے رائے کے مطابق یہ ہے کہ شوہر کو حق ہے کہ بیوی کو ہر ایسی چیز سے منع کرے جس کی وہ نا پسندیدہ ہوتی ہے، جیسے پیاز، سرسبز لہسن، اسی میں معروف تمباکو کا استعمال بھی آتا ہے، اس لئے کہ اس کی بو پورے طور پر لذت اندوزی میں ممانعت بنتی ہے، بالخصوص جبکہ شوہر خود تمباکو نوش نہ ہو۔

ثانویہ اور حنبلیہ کی دوسری رائے یہ ہے کہ شوہر کے لئے بیوی کو اس سے روکنے کا حق نہیں ہے، اس لئے کہ یہ چلی سے مانع نہیں بنتا ہے۔ (۳)۔

(۱) ابن ماجہ، ۲/۹۷، شرح الصغیر، ۶/۳۴ طبع النسخ، فتح الباری، ۱/۳۸،
۱/۹۷، الشروانی علی تحفہ المحتاج، ۳/۴۰۰، البحر فی علل الاقناع، ۲/۳۸،
کشاف المحتاج، ۲/۴۰

(۲) فتح علی شاہ ایک امر ہے۔

(۳) ابن ماجہ ۲/۲۵۵، شرح المستدرک ۵۲۰ طبع مجلس، مجمع الجلیل
۳۵۴ بحیری علی الخطیب ۳۵۷، العرب ۱۲/۷۱، مجموع
۱۵/۲۸۶، ۲۸۳ طبع المجلس، المضاف ۵۲/۸، میل الماروت ۲/۷۲،
الغنی ۳۰، کتاب التفتاح ۱۹۰، مطالب ولی ۵/۲۶۳۔

لوگوں کے ذریعے شہر پر قیام کرتے ہوئے تمباکو بھی نہیں ہے (۱)۔

حنفیہ کے مسلک میں ہمیں اس سلسلہ میں کوئی سرست نہیں ملتی۔
 یمن کے قواد سے معلوم ہوتا ہے کہ تمباکو پاک ہے، چنانچہ
 ابن عابدین فرماتے ہیں: جامد مشروب جیسے خشک اور افیون کے
 سلسلہ میں ہم نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے اس کو ناپاک بتایا ہو۔ اور
 حرام ہونے سے اس کا ناپاک ہونا لازم نہیں آتا، جیسے زہر قاتل، جو
 حرام ہونے کے باوجود پاک ہے (۲)۔

ی طرح حنا بلہ کے مسلک میں بھی ہمیں اس سلسلہ میں کوئی صراحت نہیں ملے، البتہ ”نیل المارِب“ میں آیا ہے: غیر سیال شے برہمن پاک ہے (۳)۔

تمہا کو نوشی سے روزہ کا ٹوٹنا:

۳۰۔ فقہاء کا اتفاق ہے کہ روزہ کے درمیان معروف تمباکو کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اس لئے کہ تمباکو روزہ توڑنے والی اشیاء میں ہے، اسی طرح اگر تمباکو پیے بغیر صرف دھواں خلق میں داخل ہو جائے تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا، بلکہ قصداً اس کو ناک میں کھینچنے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا، عیسٰی اور بغیر ارادہ کے دھواں خلق تک پہنچ جائے، جیسے سی تمباکو نوش کے پاس بیٹھنے سے بغیر ارادہ کے خلق میں دھواں داخل ہو جائے جب کہ اس سے احتراز منہ نہ ہو تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

”نفعی و مالکیہ کے نزدیک اگر وہ بالمشقہ یا عرسہ تو اس پر تقاضا
”رکن روہ و نوں لازم ہوں گے، ثانی نفعی و مالکیہ کے نزدیک صرف

(۱) مباشر الفرق / ۳، ۷۔

(۳) این مجادلتی ۵/۴۹۳

(۳) نیز انما و شرح (کلی الطالب) ۱۰۰۱

بیوی کے نقشہ میں تمہارے کو:

۳۲- حضرت شافعہؓ و درخشاں بدمی نے اپنے بیوی اور بطور لذت تہہ کو نوشی کی عادت رکھتی یہ تو شوہر کی دھم داری ہے کہ شفعہ کے ضمن میں تہہ کو بھی اس کے لئے فراہم کرے۔

حصہ دے رہے ہیں کہ تمہا کوئی فراہمی ضرور ہو لازم نہیں ہے،
 اگرچہ تمہا کو کے ترک سے بیوی کو نقصان پہنچتا ہو۔ اس کا علاج یہ ہوتا ہے
 میں: اس سے کہ تمہا کو یہ تو وہ کے قبیل سے ہو گا یا لذت کے شور پر
 ہو گا۔ ورنہ وہ لذت میں سے ہر وہ شور پر لازم نہیں ہیں۔

مالک نے اس کی صراحت نہیں کی ہے، البتہ ان کے قول سے اس بارے میں حنفیہ کی طرح ہیں کہ دواء اور لذت شوہر پر لازم نہیں ہیں (۱)۔

تمہا کو کے ذریعہ علاج کا حکم:

۳۳- مقابہ کے متعلقہ معمولی قواعد میں سے ایک یہ ہے کہ موافقہ، جن کی حرمت نہایت منصوص ہے جیسے شراب، ان سے طاعت جائز نہیں ہے۔

میں وہ شیا جن کے بارے میں میں نے سوچا نہیں ہے ان کا علم
موت کے بعد ہوتا ہے۔ اس کے مختلف ہوئے کی وجہ سے مختلف ہے۔

تن فقہاء سے رہے دی۔ تمباکو ماپاک ہے اور اس سے شرب کی طرح نشہ پیدا ہوتا ہے، اس کے زہریک تمباکو سے ماٹ جائز نہیں ہے۔

میں جمہور فقہاء کے نزدیک تمباکو پاک ہے اور اس سے طہارت
 کھانا بڑا ہے، جیسا کہ ان کی عمارات سے ظاہر ہوتا ہے، یہ حکم اس
 صورت میں ہے جب اس سے طہارت ممکن ہو۔

(ابن عابدی ۶۳۹ھ، الشرح المختصر ۵۱۹ھ، حاشیہ تختہ الحج للشرع والی ۹۸۸ھ، المحل علی شرح الحج ۹۰۳ھ، حاشیہ مطالب بولی ای ۶۱۶ھ۔

شیش میٹھیں مانگیں فرماتے ہیں: تمباکو مالیت، لیٹھی ہے، اس سے کہ وہ پاک ہے اور اس میں ایسے شخص کے شرعی منفعت ہے جس کی طبیعت میں اس کے استعمال کی وجہ سے خلل پیدا ہو چکا ہو اور تمباکو اس کے لئے اودھن یا بوہیں تمباکو وغیرہ تمام دھواں کی طرح ہے جن سے دیکھوں کا علاج کیا جاتا ہے۔

تمہیں کونوٹھی کرنے والے کی مامت:

۳۴۔ ابن عابدین نے شیخی سے نقل کیا ہے کہ: ”یہ شخص کے پیچھے مار پڑنا مکروہ ہے جو سو ادھوری یا کسی حرام خوری میں معرہ ہو۔ یا وہ کسی مکروہ چیز کا استعمال یا بندی سے کرنا ہو، جیسے کہ گت کے رمانہ میں تیار کئے جانے والے تمباکو کا استعمال کرے (۴)۔“



(۱) ابن جلیون ۵/۲۹۳، ۲۹۳، فتح البعلی لما یک ۴۸۱، مفتی الکتاب ۳۰۶، حاشیہ الشریعہ ۵/۳۸۵، ۳۸۵، البیرونی علی الاقاع ۲/۳۲۸، ۳۲۸، کشف القناع ۵/۵۵، مجموعہ قادیانی ج ۳، ۳۳، ۳۳۔

(۲) ابن جلیون ۵/۳۹۶۔

الصبح: صبح روشن ہو، واضح ہوئی فقہاء کے عرف میں صبح کی نماز میں انا کا مطلب ہے فجر کی روشنی پھیلنے کے وقت نماز پڑھنا۔

شرعی حکم:

۴- آیات کو فضل و ثواب کے حصوں کے سے ال کے ال اوقات میں ادا کرنا مستحب ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ سے جب دریافت کیا کہ کون سا عمل افضل ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "الصلوة فی اول وقتها" (۱) (نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھنا) فقہاء کے ایک باجمہلین حکم ہے۔

۵- اس حکم سے دو نمازیں مستثنیٰ ہیں جن کو کسی سبب سے موثر کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جیسے گرمی کے وقت میں ظہر کی نماز میں ادا (۲) (عذر آنا) ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ادا شد الحر فابردوا بالصلاة (۳) (جب گرمی سخت ہو تو نماز کو بعد اتر کے پڑھو)۔

اسی طرح دنبالہ اور خنجر نے عشاء کی نماز کا تشہد کیا ہے، اس لئے کہ نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "لو لا ان اثنی علی المؤمنین لأمرتهم بتأخیر العشاء" (۴) (اگر مجھے مؤمنین پر راز میں محسوس ہوتا تو میں ان میں عشاء کی نماز کو الامان، لمصباح المہیر۔

(۲) حدیث: "الفضل الأعمال الصلاة فی اول وقتها" کی روایت بخاری (صحیح ۳۰۱۲ طبع انتقیر) ورملم (۸۹۱۱ طبع مجلس) نے کی ہے۔

(۳) حدیث: "إذا اشتد الحر فابردوا بالصلاة" کی روایت بخاری (صحیح ۲۰۱۲ طبع انتقیر) نے کی ہے۔

(۴) حدیث: "لو لا ان اثنی علی المؤمنین لأمرتهم بتأخیر العشاء" کی روایت ابوداؤد (۳۰۱۲ طبع عزت عید دعا) نے حضرت ابوہریرہ کی حدیث سے کی ہے اس کی اصل صحیح بخاری (صحیح ۵۰۱۲ طبع انتقیر) میں حضرت ابن عباس کی حدیث سے ہے۔

تبکیر

تعریف:

۱- تبکیر: لفظ "تکیر" (کاف کی تثنیہ کے ساتھ) کا مصدر ہے۔ اس کا اصل معنی اس کے ہند فی وقت میں سویرے کھانا ہے، یہ لفظ کسی بھی وقت میں جلدی کرنے اور عجلت کرنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: "بکرو بالصلاة" یعنی اس کے نماز اس کے اول وقت میں پڑھی، اور کہا جاتا ہے: "بکرو بالصلاة المعرب" یعنی انہوں نے مغرب کی نماز سورق چھپے کے وقت پڑھی، کسی بھی قسم کی طرف جلدی کرنے کے لئے "بکرو الیہ" کہتے ہیں۔

فقہاء کے بھی ان میں ۱۰ معنوں میں یہ لفظ استعمال کیا ہے (۱)۔

متحدہ الفاظ:

غ- تغلیس:

۲- فجر کی نماز میں تغلیس کا مطلب ہے فجر کی نماز کو طلوع فجر کے بعد روشنی پھیلنے سے پہلے پڑھنا۔

ب- ب- ب- ب:

۳- نماز کا معنی ہے واضح ہونا اور ظاہر ہونا، کہا جاتا ہے: "اسمر

(۱) لسان العرب، لمصباح المہیر، انہار بن واہب، اعظم المصنف بپاشی ابوداؤد ۱۱۳۱ طبع مجلس، انہی ۲۹۹۲ طبع ماریض۔

تبکیر ۶-۸

تلاش کے لئے سویرے سویرے نکلو، صبح سویرے میں برکت و کامیابی ہے۔

ان ائمہ نے فرماتے ہیں: حضرت بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے مروی ہے کہ فجر کی نماز کے بعد ایک وقت ہوتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ بندوں کے رسیں رزق تقسیم کرتا ہے، اور یہ وقت ثابت ہے کہ اس وقت میں ایک فرشتہ پکارتا ہے: "اللهم اعط مسکاً خصالاً، واعط ممسکاً قللاً" (۱) (اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بادل دے اور بخل کرنے والے کو پردہ دے) اور بخل کرنے والے کو پردہ دے، نیز صبح سویرے کا وقت شوق و حرص، روح میں نشاط، جسم کی راحت اور دل کی صفائی کے نماز کا وقت ہوتا ہے، یہ اور دیگر ان جیسے اسباب کی وجہ سے اس وقت رزق تقسیم ہوتا ہے (۲)۔

تعمیم میں جلدی رہنا:

۸- شرط سے ہی بچوں کو ذہنی و عملی فراغت کی تعلیم دینی چاہئے، تاکہ بلوغ کے وقت تک یتیمزیں ان کے دلوں میں راسخ ہو چکی ہوں، ان کی طبیعت ان سے مانوس ہو چکی ہوں، اور ان کے عصب و جو رج ان اعمال کے عادی ہو چکے ہوں۔

امام ذہبی فرماتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ ماں و باپ کی دلداری ہے کہ چھوٹے بچوں کو ان چیزوں کی تعلیم دیں جو بولنے کے بعد ان سے تعلق ہوتی ہیں، یعنی ظہارت، مہار، رورہ، حرمت زنا، لواطت و پوری حرمت شراب نوشی، محبوبت وغیرہ۔

ہوں نے اس پر استدلال اس حدیث شریفہ سے کیا ہے: "یا

- (۱) حدیث: "اللهم اعط مسکاً" کی روایت بخاری (صحیح ۳۳۳ طبع انتقید) اور مسلم (۲/۷۰۰ طبع الجلی) نے کی ہے۔
(۲) تحت الاحادی ۳۴۳ طبع انتقید، صحیح الترغی و شرح ابن العربی ۵۵۵، ۲۱۶ طبع المطبعہ دار المعرفہ ۱۳۵۰ھ

تاخیر کر کے پڑھنے کا حکم دیتا)۔ یہی مالکیہ اور شافعیہ کا ایک قول ہے، حنفیہ نے عصر کی نماز کا اس میں اضافہ کیا ہے (۱)۔

۶- "تبکیر" دن کے اہل حصہ میں ٹکنے کے معنی میں ہے، اور یہ جمعہ اور عیدین کی نماز کے سلسلہ میں رہا ہے، اس وقتوں نمازوں کے لئے تبکیر یعنی دن کے شروع حصہ کو حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ نے منتخب بنایا ہے اس سے کہ نبی کریم ﷺ کا قول ہے: "من غسل يوم الجمعة واغتسل وبكروا وبكروا، كان له بكل خطوة يحطوها اجر مائة، صليها وقيامها" (۲) (جس نے جمعہ کے دن نہایا دھویا اور پہلے پہلے رہا ہو، اس کے لئے قدم پر ایک سال کے روزوں اور نمازوں کا ثواب ہے)۔

امام مالک فرماتے ہیں: رہا کاری کے اندیشہ کی وجہ سے تلخ مستحب نہیں ہے (۳)۔

تلاش رزق کے لئے سویرے نکلتا:

۷- تلاش رزق اور تجارت کے لئے سویرے نکلتا مستحب ہے، چنانچہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "يا كروا لندعو في طلب الرزق فإن العلو بركة و معاج" (۴) (رزق کی

- (۱) ابن ماجہ ۱/۲۵۷، ۲۵۷ طبع سوم بلاق، الاختیار ۲۰۰ طبع دار المعرفہ، رد المحتار ۱/۸۰، ۸۰ طبع دار الفکر، المعنی ۱/۸۸ طبع مفتی الحق ۱/۱۲۵، ۲۶ طبع معظی الجلی۔

(۲) حدیث: "من غسل يوم الجمعة وبكروا، كان له بكل خطوة يحطوها اجر مائة، صليها وقيامها" کی روایت ترمذی (۲/۳۶۸ طبع الجلی) نے کی ہے اور اس کو صحت کہا ہے۔

(۳) مفتی الحق ۱/۸۰، رد المحتار ۱/۸۸، المعنی ۱/۸۸ طبع الجلی، المعنی ۱/۸۸، ۸۰ طبع مفتی الحق، الطحاوی علی الدرر ۱/۳۳ طبع دار المعرفہ، بیروت، الفتاویٰ الجندیہ ۱/۱۳۹ طبع المکتبۃ الاسلامیہ ترکی۔

(۴) حدیث: "يا كروا طلب الرزق، فإن العلو بركة و معاج"۔ "کوزہ نور" طبع لکھنؤ، "وسط المسیر" کی پہلی جلد میں اس کی سندیں شامل ہیں، قیس بن سعد بن ریح بن ثابت ہے جو ضعیف ہے صحیح الخوارزمی (۳/۱۱ طبع الفتی)۔

تبلیغ ۸، تبلیغ ۱

تبلیغ

ایہا مدین اموا قوا انفسکم و اہلیکم مدینہ (۱) (۱) اے
ایس والو! آپ آپ کو و گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔ حضرت علی
بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مخلص و رقاہ و مائتے میں اس آیت کا
مطلب ہے کہ بچوں کو اس چیزوں کی تعلیم و بہن کے درمیان جسم کی
”گ سے بچائیں۔

و بچوں کی تعلیم کی وجہ سے اللہ کے ارادہ سے آنے والا مذہب
اس کے والدین سے یا اس کی تعلیم کا درمیان والوں سے یا ان کے
ساتھ سے یا مستقبل میں خود اس بچوں سے یا تمام لوگوں سے یا
عمومی طور پر و سرور یا جاتا ہے (۲)۔

تعریف:

۱۔ تبلیغ: ”تبلیغ“ کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: پہنچانا، کہنا جانا ہے:
”بلغہ السلام“ جب کوئی کسی کو سلام پہنچائے، اور ”بلغ الكتاب“
بلوغاً یعنی خط پہنچ گیا (۱)۔

اصطلاح میں ”تبلیغ“ اس سے زیادہ خاص ہے، یہ کہ اس
سے ”خبر“ یا ”اطلاعت“ ملتا ہے، اس سے کہ اس میں خبر پہنچانا ہوتا
ہے (۲)۔

تبلیغ ربانی بھی ہوتی ہے، اور پیغام ربانی، و تحریر کے درمیان
بھی، امیاء و مردم کی ریا و تبلیغ ربانی ہوتی تھی، ”تبلیغ و رسالہ“ یہ ہے
کہ کوئی شخص کسی قاصد کو کسی آدمی کے پاس بھیجے، اور قاصد سے مثال
کے طور پر یہ کہنے میں نے اپنے اس غلام کو فلاں غائب شخص کے
ماتحتی قیمت میں فروخت کیا، تو تم اس کے پاس جاؤ اور کہو: فلاں
نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے، ”مجھ سے کہہ دے کہ اس سے ہو: میں
نے اپنا یہ غلام فلاں کے ماتحتی قیمت میں فروخت کیا ہے، پھر ”ر
قاصد جاے اور پیغام پہنچا، سے اور اس شخص میں: یہ جواب دے
کہ میں نے قبول کیا تو بیع منعقد ہو جائے، اس سے کہ قاصد کی
”شیت“ بھیجے ۱۰ لے شخص کے سپرد اور اس کے کلام کے ترجمان کی ہے،



(۱) سورہ فرقان ۶۱۔

(۲) کفایۃ الطالب الربانی ۱/ ۱۵۰ تا ۱۵۱ شرح کردہ در المعرف المجموع للمعوی
۲۱۶ طبع المیزان

(۱) المصباح۔

(۲) ابن ماجہ ۱/ ۳۱۹۔

تبلیغ ۲-۳

وہ اس کے کلام کو مرسل الیہ تک پہنچانے والا ہے، گویا سمیٹنے والا ہدایت
خود حاضر ہوا اور اس نے بیچ کا بیابان کیا، اور وہ اس نے مجلس میں
قبول کیا، محمد پیغام رسائی تبلیغ کا ایک وسیلہ ہے (۱)۔

متعلقہ غلط:

کتبت:

۲- تابت: یہ ہے کہ ایک شخص کی دوسرے شخص کو کہنے کے میں نے
پنا گھوڑ جس کے اوصاف یہ ہیں اتنی قیمت کے عوض تمہارے
ہاتھ نہ دست کیا، ورنہ یہ تحریر مرسل الیہ کے پاس پہنچے وہ اسی مجلس
میں کہے: میں نے یہ یہ اس طرح بیچ کر مکمل ہو جائے گی، اس لئے
کہ غیر موجود شخص کے کلام کے قائم مقام اس کی تحریر ہوتی ہے، گویا وہ
خود حاضر ہے، ورنہ وہی یہ بے بیشک کر رہا ہے، اور اس شخص مجلس
میں قبول کر رہا ہے، اس طرح تحریر تبلیغ کی قیمت زیادہ خاص
ہے (۲)۔

شرعی حکم:

پیغام رسائی:

۳- اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مامور کیا تھا کہ وہ اللہ کے پیغامات
ان اقوام تک پہنچائیں جن میں انہیں مبعوث کیا گیا ہے، تاکہ ان
قوم کے لئے اللہ کے مقابلہ میں کوئی حجت باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے: "رَسُولًا مُّبَشِّرِينَ وَ مُنذِرِينَ لِّئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى
اللَّهِ حِجَابٌ بَعْدَ أَوَّلِ سَلَامٍ" (۳) (اور پیغمبروں کو (م) لے بھیجا) تو انہی کی
ساتھ لے لے اور ڈارے و لے (بنا کر)، تاکہ لوگوں کو پیغمبروں کے

(آنے کے) بعد اللہ کے سامنے عذر نہ باقی رہ جائے)۔ نیز ارشاد
باری ہے: "يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنَ رَبِّكَ،
وَ إِنْ لَمْ تَعْلَمْ لِمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ، وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" (۱)
(اے (نار) پیغمبر جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار
کی طرف سے اتر رہا ہے (سب) آپ (لوگوں تک) پہنچا دیجئے، ورنہ
اگر آپ نے یہ نہ کیا تو آپ نے اللہ کا پیغام پہنچایا ہی نہیں اللہ آپ کو
لوگوں سے بچائے رکھے گا)۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں: اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ
اے رسول! آپ کے رب کی طرف سے جو کچھ بھی آپ پر نازل
یا یا ہے، وہ سب آپ پہنچا دیجئے، اگر اس میں سے کچھ بھی آپ
نے پوشیدہ رکھا تو آپ نے اس کے پیغام کو میں پہنچا دیا، یہ اللہ کی
طرف سے نئی باتیں کو، اور آپ ﷺ کی امت کے حاملین علم کو
تایید ہے کہ وہ شریعت الہی کا ایک روحانی پوشیدہ رہیں۔

صحیح مسلم میں حضرت مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کرتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں: جس نے بھی تم سے یہ بات کہی
کہ محمد ﷺ نے جی کا کچھ حصہ چھپا دیا، وہ جھوٹا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا
ہے: "يَا أَيُّهَا الرُّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنَ رَبِّكَ، وَ إِنْ
لَمْ تَعْلَمْ لِمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ" (۲) (اے رسول! جو کچھ تمہارے
رب کی طرف سے تمہارے پر نازل یا یا ہے، سب پہنچا دو، اگر تم
نے ایسا نہیں کیا تو تم نے اس کا پیغام نہیں پہنچا دیا)۔

حضرت ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی سے پوچھا
کہ کیا آپ کے پاس جی کا کچھ ایسا حصہ بھی ہے جو قرآن میں نہیں

(۱) سورہ مائدہ ۶۷۔

(۲) حدیث: "مَنْ حَفِظَكَ أَنْ مَحَمَّدًا ﷺ كَمَ شَيْئًا... " کی روایت
بخاری (الفتح ۲۷۵/۸ طبع استنباطی) اور مسلم (۱/۱۶۰ طبع بیروت) کے کی

(۱) المدفع ۳۸/۵۔

(۲) عوالد سابق۔

(۳) سورہ نساء ۱۶۵۔

تبلیغ ۳-۵

ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ”نہیں، قسم اس ذات کی جس نے اُنہ کو پھر ڈرا اور جاندار کی تخلیق کی، صرف وہ فہم و سمجھ ہے جو اللہ تعالیٰ قرآن کے سلسلہ میں کسی کو عطا فرمادیتا ہے، اور جو کچھ اس صحیفہ میں ہے، میں نے پوچھا: اس صحیفہ میں کیا ہے؟ فرمایا: ”یت اور قیدی کو چھڑانے کے حکام اور یہ کہ کسی مسلمان کو کسی گناہ کے بدلہ قتل نہیں کیا جائے گا“ (۱)۔

سہمی دعوت کی تبلیغ:

۴۔ غیر مسلموں تک اسلامی دعوت پہنچانا فرض کفایہ ہے، رسول اللہ ﷺ نے غیر مسلم بادشاہوں کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے قاصد بھیجے، چنانچہ آپ نے شاہ مغول وغیرہ کو خطوط لکھے اور صحابہ کرام نے یہی طریقہ پایا (۲)۔

ہام کے پیچھے تبلیغ:

۵۔ نماز کی سنتوں میں سے ہے کہ امام ”اللہ اکبر“، ”سمع اللہ لمن حمده“ اور سلام بقدر ضرورت بلند آواز سے کہے، تاکہ مقتدی حضرات سن سکیں، ضرورت سے بہت زیادہ بلند آواز میں کہنا مکروہ ہے۔ ہام کی طرف سے عکبر نماز شروع کرنے، نیز اس میں مختلف رکات کی طرف منتقلی کی اطلاع کے لئے ہے، اگر اس کی آواز پیچھے تک نہ پہنچتی ہو تو اس کی جا ب سے کوئی مقتدی اس کی آواز پہنچائے گا، عکبر

(۱) تفسیر القرطبی ۱/۲۳۰، ۲۳۳۔

حدیث ابی ذریرہؓ ”قلت لعلی...“ کی روایت بخاری (التح ۲۶۰/۱۲ طبع استغیہ) کے ہے۔

(۲) تفسیر راہی ۳/۳۸۔

حدیث ”کومل الرسول ﷺ إلی الموقل...“ من کثیر کی روایت والکلبیہ (۲۷۲، ۲۷۳ طبع دار الکتب العلمیہ) میں ہے جسے ہمارے بھیجی کی جانب منسوب کیا ہے۔

سے مراد ہے جو عکبر تحریرہ غیر دوکان مل ہو، جس قدر مد فرماتے ہیں: امام کے لئے ”تخب“ ہے کہ بلند آواز سے عکبر کہے، تاکہ مقتدی حضرات سن کر عکبر کہہ سکیں، اس لئے کہ مقتدیوں کے لئے امام کی عکبر کے بعد ہی عکبر کہنا جائز ہے، اگر امام مقتدیوں تک پہنچے آواز نہ پہنچائے تو کوئی مقتدی زور سے عکبر کہے، تاکہ اس کی آواز مقتدیوں تک یا ان لوگوں کو پہنچ جائے جن تک امام کی آواز نہ پہنچ رہی ہو، اس لئے کہ حضرت جابرؓ کی روایت ہے، ”فرماتے ہیں: ”صلی بنا رسول اللہ ﷺ وأبو بکر حمده، فإدا کبر رسول اللہ ﷺ کبر أبو بکر لیسمعا“ (۱) (رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ماز پڑھانی، اور حضرت ابو بکرؓ آپ ﷺ کے پیچھے تھے، جب رسول اللہ ﷺ عکبر کہتے تو حضرت ابو بکرؓ بھی عکبر کہتے، تاکہ ہم تک آواز پہنچ جائے)۔ اس سلسلہ میں ہر مسلک میں تفصیل ہے:

چنانچہ حنفیہ اور شافعیہ کے ہر ایک سر امام عکبر افتتاح کہتے تو ماری صحت کے لئے نہ مری ہے، عکبر سے اس کا قصد تحریرہ نماز ہو، اور صرف خبر، یا مقصد، ہو تو اس کی ماریں ہوں، اگر اس کی نیت وہ نون باتوں کی ہو، یعنی تحریرہ ماری بھی مقصد ہو، لوگوں کو بتانا بھی تو یہی شرعا مطلوب ہے، اسی طرح پیچھے سے عکبر سننے، لے نے اگر تحریرہ ماری کے قصد سے غالی ہو کر صرف ”رہنچی“ کی نیت کی ہو تو نہ خواہ اس کی ماری ہو، نہ وہ لوگوں کی جو اس صورت میں اس کی عکبر پر ماریں، اس لئے کہ لوگوں نے یہ شخص کی قید، کی ہے جو نماز میں داخل ہی نہیں ہوا ہے، اور اگر پیچھے سے عکبر کہنے

(۱) ابھی ۱/۲۶۲ طبع المایض۔

حدیث جامعہ ”صلی بنا رسول اللہ ﷺ وأبو بکر حمده...“ کی روایت بخاری (التح ۲۰۳/۲ طبع استغیہ) اور مسلم (۱/۳۳۳، ۳۳۴ طبع عیسیٰ المابلی الحلی) کے ہے۔

۱۰۔ لے کا قصد تحریم نماز کے ساتھ ساتھ مقتدیوں تک آواز پہنچانا بھی ہو تو یہی شرط مطلوب ہے۔

اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ عکبر تحریمہ طیارکن ہے، لہذا اس کے تحقق کے لئے ضروری ہے کہ احرام یعنی نماز میں داخل ہونے کا قصد پایا جا رہا ہو۔

جہاں تک امام کی جانب سے تسمیع (سمیع اللہ لمن حمدہ کہنا) اور مکبر کی جانب سے تحمید (ربنا لک الحمد کہنا) اور امام و مکبر دونوں کی جانب سے تکبیرات، تعال کا خلق ہے تو ان سب سے صرف سلام (تلا) مقصود ہو تو نماز قاسد نہیں ہوگی، حکم میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ سلام کا قصد قصد نماز نہیں ہے، جیسے کہ کوئی شخص دوسرے کو اپنے نماز میں ہونے کی اطلاع دینے کے لئے سبحان اللہ کہے، اور چونکہ مطلوب یہ ہے کہ تکبیر میں رکوع اور سلام دونوں مقصود ہوں، تو اگر کسی شخص، سلام کا قصد یا تو گویا اس کے، رکوع یا رکبہ تحریمہ کے علاوہ میں عدم رکوع نماز قاسد نہیں ہوتی ہے (۱)۔

ملاحظہ کے رکوع کسی متعین شخص کو لوگوں تک آواز پہنچانے کے سے مقرر کرنا جائز ہے، اور اس کی نماز درست ہوگی، خواہ اس کے تکبیر اور تحمید سے محض مقتدیوں تک آواز پہنچانے کا قصد یا ہو۔

ان کے رکوع تک پہنچ رہے ہیں کہ آواز پہنچانے والا (مکبر) اپنے بیوی عورت ہو یا بے غصہ ہو، اس کی غیاء یہ ہے کہ آواز پہنچانے والا امام کی نماز کے سے علامت ہے، یہ درری اور لسانی کا اختیار رد قول ہے۔

یک رکوع یہ ہے کہ آواز پہنچانے والا امام کا نائب اور مکمل ہے، لہذا اس کے سے آواز پہنچانا ہی وقت جائز ہوگا جب اس کے اندر امام کی تمام شرائط پائی جاتی ہوں (۲)۔

(۱) ابن ماجہ ص ۱۹۱ صحیحہ ذوی الایمان علی احکام الصلح فلف الامام (مجموع رسائل ابن ماجہ ص ۱۳۸) مجموع ۳۹۸ ص ۳۳۷
(۲) حاشیہ الدہلوی ص ۳۳۷

ملاحظہ کے رکوع تک امام کے لئے آواز بلند کرنا مستحب ہے، تاکہ مقتدیوں کو نماز کے رکعات میں منتقل ہونے کی خبر دے سکے جیسے کہ عکبر تحریمہ کو بلند آواز سے کہے، اگر امام کی آواز قتی بلند نہ ہو کہ تمام لوگ سن سکیں تو کسی مقتدی کے لئے بھی مستحب ہے کہ پٹی آواز بلند کر کے لوگوں کو سنا دے (۱)۔

سلام پہنچانا:

۶۔ علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ سلام میں پہل کرنا ایک ایسی سنت ہے جس کی ترغیب دی گئی ہے اور سلام کا جواب دینا اس سنت ترغیب کی رد سے مرض ہے: "وإذا حجتهم بفحیة فحیوا بما حجت منہا فودقواھا" (۲) (اور جب تمہیں سلام یا چائے تو تم اس سے بہتر طور پر سلام کر دیا اسی کو لوگوں)۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سلام کا جواب اس سے بہتر طور پر یا اسی طرح دینے کا حکم دیا ہے، اور اگر وجوب کے لئے ہوتا ہے جب تک کہ کوئی دوسرا طریقہ اس معنی سے مائع نہ بن رہا ہو، ظاہر یہ ہے کہ خط و کتابت میں نیز کسی قاصد سے سلام پہنچانے کے لئے کہنے میں یہی حکم وجوب ہوگا، اسی طرح سلام لے جانے والے کو چاہئے کہ سلام پہنچائے۔

حضرت عائشہؓ کو جب نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ جبرئیل علیہ السلام انہیں سلام کر رہے ہیں تو انہوں نے: "وَعِیْبَةُ السَّلَامِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ" (وہ ان پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو) فرمایا (۳)۔

قرطبی فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی شخص کے پاس سلام بھیجے تو وہ اس

(۱) ابن ماجہ ص ۱۹۱ صحیحہ ذوی الایمان علی احکام الصلح فلف الامام (مجموع رسائل ابن ماجہ ص ۱۳۸) مجموع ۳۹۸ ص ۳۳۷

(۲) سورۃ نساء ص ۸۶

(۳) حدیث صحیحہ: اخبار عائشہ بسلام جویط ص ۱۰۰ کی روایت بخاری (صحیح ۱۰۶۷ طبع استغنی) ابو مسلم (۱۸۹۶ طبع مکتبۃ المدینہ) سے کی ہے

تبلیغ، تبہنی

کو ہی طرح جو بوجے جس طرح اس کے مخاطب ہونے کی صورت میں دیتا ہے، ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا: میرے والد آپ کو سلام کہتے ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا: "وعلیک السلام وعلی ایک السلام" (۱) (اور تم پر سلام اور تمہارے والد پر سلام)۔

تبہنی

تعریف:

۱۔ "تبہنی" کا معنی ہے: دوسرے کی اولاد کو ہٹا بیٹا بنانا (۲)۔ دور جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ ایک شخص کسی شخص کو اپنا متبہنی بناتا تو وہ اس کی اولاد کی طرح ہو جاتا، لوگ اسے اپنی طرف نسبت کر کے پکارتے اور وہ اولاد کی طرح میراث پاتا (۲)۔

عرب کے استعمال میں تبہنی (متبہن بنائے) کے معنی میں لفظ "ما" (۳) زیادہ مستعمل ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: ادعی فلان فلان (ناں نے ناں کو بیٹا بنایا)، اسی سے لفظ "بجی" یعنی تبہنی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وما جعل ادعیاءکم ایمانکم" (۴) (اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا ایمان بنا دیا)۔

= لہذا من یصلنا صفحتہ ہم کتاب اللہ علیہ (ان گندگیوں سے بچے جن سے اللہ نے منع فرمایا ہے جو کسی گندگی کا مرتکب ہو وہ اللہ کی پردہ پوشی کے ذریعہ پردہ رکھے، اور اللہ سے توبہ کرے لیکن جو شخص اپنے جرم کو بیون کرے گا تو ہم اس پر اللہ کی کتاب کا حکم جاری کریں گے) اور حاکم (۲۳۳/۳ طبع دارالکتب المرینی) نے بھی اس کی روایت کی ہے اور کہا ہے یہ حدیث صحیح اور شیخین کی شرط کے مطابق ہے ابھی نے اس کی موافقت کی ہے۔

(۱) القاموس مادۃ "ن"۔

(۲) التاج ۵/۳۳۳۔

(۳) لمصباح المیزان مادۃ "ما"۔

(۴) سورۃ احزاب ۳۳۔

حاکم کو پوشیدہ مجرموں کے بارے میں اطلاع دینا: ۱۔ فقہی مذہب میں یہ درست موجود ہے کہ جو معاصی تہی ہوں اس میں کسی شخص کو خواہ وہ محتسب ہو یا کوئی اور تحسین نہیں کرنا چاہیے اور نہ پردہ پوش کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من اصاب من هذه القادورات شيئا فليستر بستر الله تعالى، فانه من يبد لنا صفحته نعلم عليه كتاب الله تعالى (۲) (جو شخص ان گندگیوں میں سے کسی گندگی کا مرتکب ہو جائے تو وہ اللہ کی پردہ پوشی کے ذریعہ پردہ ہی رکھے، لیکن جو شخص اپنے جرم کو بیان کرے گا تو ہم اس پر اللہ کی کتاب کا حکم جاری کریں گے)۔ اور اگر جرم ظاہر ہو جائے تو اس سلسلہ میں تفصیل ہے جسے اصطلاح "تجسس" اور "شہادت" میں دیکھا جائے۔

(۱) المقرئ ۵/۱۰۳۔

حدیث: "وعلیک السلام وعلی ایک السلام" کی ابو داؤد (۳۹۸/۵ طبع عزت عید دہاس) نے کی ہے مذکور ہے کہا: اس کی سند میں غیر معروف روایت ہے۔

(۲) الاحکام السلطانیہ لابی یحییٰ ۲۸۰، الاحکام السلطانیہ للماوریدی ۵۲۔ حدیث: "من اصاب من هذه القادورات شيئا..." کی روایت مالک نے موطا (ص ۱۵ طبع دارالافتاء) میں حضرت ربیع بن انیس سے مرسل کی ہے بیہقی (۳۳۰/۸ طبع دارالعرف) نے حضرت ابن عمر سے موصوفہ من لفظ میں اس کی روایت کی ہے "فاجتنبوا هذه القادورات التي اهلها عيبها، فمن اثم فليستر بستر الله عز وجل، وليب إلى الله

فقہاء بھی لفظ ”تہجی“ کا استعمال اس کے لغوی معنی میں ہی کرتے ہیں۔

متحدہ غلط:

غ۔ متعلق:

۲- ”الحق القامد الولد جائید“ (تیاہ شاس نے لڑکے کا نسب اس کے باپ سے جوڑ دیا) کا معنی ہے: اس نے بتایا کہ یہ لڑکا اس کا بیٹا ہے، اس لئے کہ اسے ان دونوں کے درمیان مشابہت نظر آئی، ”استحققت الشیء“ کا معنی ہے: میں نے اس کا الحاق چاہا، القاسوس میں ہے: ”استلحق لفلان“ یعنی اس نے فلاں کا الحاق چاہا (۱)، متعلق صرف باپ کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے، حنفیہ کے نزدیک یہ تہجی نسب کو کہتے ہیں، متعلق کا قیود صرف بھول نسب پر ہوتا ہے۔

لہذا، متعلق صرف ایسے شخص کے متعلق ہوگا جو بھول نسب ہو، مہی بھول نسب اور معلوم نسب دونوں کے لئے ہو سکتی ہے، اس کی تفصیل اصطلاح ”متعلق“ میں دیکھی جائے (۲)۔

ب۔ موت:

۳- اس ذریعہ والا کو کہتے ہیں، اسی سے ام ”نوفہ“ ہے (۳)۔
فقہاء کی اصطلاح میں لفظ ”موت“ حقیقی نسب سے صلی لڑکے کے سے ہوتے ہیں، پس موت صلی نسب سے ہی ہوگی، لفظ ”ابن ابول کریم“ پوتا اس سے نیچے کی، لا بھی مرہ لیتے ہیں۔

موت تہجی کے درمیان فرق یہ ہے کہ موت صلی نسب سے

متعلق ہے، جہاں تک تہجی کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ مرد یا عورت کسی ایسے شخص کے بارے میں دعویٰ کریں جو ان دونوں کی اولاد نہ ہو، اس کی تفصیل اصطلاح ”موت“ میں مذکور ہے۔

ج۔ قرار نسب:

۴- ماں یا باپ کا بغیر کسی سبب کے قرار کے موت کا قرار دینا اور لڑکے کو نہ دیا مار لایا۔ قرار دینا یہ سبب کا قرار دینا ہے، لہذا قرار معلوم سبب کو صحیح قرار دینا ہے۔

مہی معلوم نسب اور بھول نسب دونوں کے سے ہوتی ہے، مہی کو اسلام نے ختم کر دیا، قرار سبب بھی باقی ہے، سب کا قرار کرنے کے بعد اس سے رجوع درست میں ہے اور قرار کا صدور ہونے کے بعد اس کی غی جائز ہے (۱) دیکھیے: اصطلاح ”قرار“۔

د۔ تہجی:

۵- تہجی کا دعویٰ قرار سبب کی شہدوں میں سے ایک شہد ہے، تہجی وہ چھوٹا بچہ ہے جو ایسی جگہ پایا جائے جہاں اس کی ماں اور باپ کا علم ہونا ضروری ہو، (۲) جہاں تک تہجی کا تعلق ہے تو وہ معلوم نسب اور بھول نسب دونوں کے لئے ہوتی ہے، اور تہجی کا دعویٰ دراصل ظاہر میں حقیقی نسب کی طرف لوٹنا ہے، تہجی کے در یہ معنی میں ہوتا ہے۔

شرعی حکم:

۶- اسلام نے تہجی (منہ بولا بیٹا بنانے) کو حرام قرار دیا ہے، اور اس

(۱) فقہاء اصطلاح، القاسوس، ج ۱، ص ۱۵۹، لکھنؤ، ۱۳۰۴ھ، ۱۹۸۳ء، ص ۱۶۵/۵۔

(۲) لغت، ۸/۵۔

(۳) القاسوس، ج ۱، ص ۱۶۵۔

(۱) القاسوس، ج ۱، ص ۱۵۹، لکھنؤ، ۱۳۰۴ھ، ۱۹۸۳ء، ص ۱۶۵/۵۔

(۲) احکام اصطلاحی، ج ۱، ص ۲۳۲، ص ۲۰۰۔

تبوءۃ

تعریف:

۱۔ حیونۃ لغت میں لفظ ”بوۃ“ کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: ٹھہرنا، کہا جاتا ہے: ”بوۃ دار“ یعنی میں نے فلاں کو گھر میں ٹھہرایا۔

”مہا“ ”مگر“ ہے جہاں پابندی سے رہائش اختیار کی جائے، اسی سے ہے: ”بوۃ اللہ صولا“ یعنی اللہ نے فلاں کو فلاں مقام پر قار کیا اور ٹھہرایا^(۱)، اسی معنی میں قرآن کی آیت ہے: ”وَلَقَدْ بَوَّأْنَا بَنِي إِسْرَٰءِیْلَ مَبُوءًا مَّصْلُوقًا“^(۲) (اور ہم نے بنی اسرائیل کو بہت اچھا ٹھکانا دیا)۔ اور اسی معنی میں یہ حدیث بھی ہے: ”من کلمب علی متعمداً فلیتبرأ مقعدہ من النار“^(۳) (جس شخص

کے تمام اثرات کو غلط ٹھہرے ہو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَمَا جَعَلَ ادْعِیَاءَکُمْ اَبْنَاءَکُمْ ذَلِکُمْ قَوْلُکُمْ بِآلِوٰہِکُمْ، وَاللّٰہُ یَقُولُ الْحَقُّ وَہُوَ یُہْدِی السَّبِیْلَ“^(۱) (اور نہ تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا بیٹا بنا دیا یہ صرف تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے اور اللہ حق بات کہتا ہے اور ہی (سیدھا) راستہ دکھاتا ہے)۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”ادْعُوْهُمْ لِاَسْمَآئِهِمْ“^(۲) (انہیں ان کے آباء کی طرف منسوب نہ کرو)۔

تبئی عربوں میں جاہلیت کے دور میں بھی اور اسلام کی آمد کے بعد بھی معروف تھی وہ جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ کسی شخص کو اُپری آدمی کی نسبت اور حیثیت چھپی لگتی تو اسے اپنے ساتھ شامل کر لیتا اور اپنی اولاد میں سے ایک بیٹے کے برابر میراث میں اسے حصہ دیتا۔ اور اس آدمی کو اسی شخص کی جانب منسوب یا حاکم یا چنانچہ باحاکمات فلاں فلاں کامیاب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فوت سے قبل وصارت یہ بن حارث کو نہ متبئی بنادیتا، چنانچہ نہیں رہے بن محمد باحاکمات تھا۔ یہ حالت اس وقت تک رہی جب قرآن کی یہ آیت مارل ہوئی: ”وَمَا جَعَلَ ادْعِیَاءَکُمْ اَبْنَاءَکُمْ“^(۳)۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے تبئی کا نظام ختم کر دیا اور متبئی بنائے۔ لوگوں کو حکم دیا کہ متبئی کو اپنی جانب منسوب نہ کریں، بلکہ اگر اس کا باپ معلوم ہو تو باپ کی طرف اس کی نسبت کریں، اگر باپ معلوم نہ ہو تو اسے ”مولیٰ“ ”مر“ بنی بنائی“ کہا جائے۔ اس طرح حقائق کی تبدیلی سے لوگوں کو روکا گیا اور وراثت کے حق کو ضائع یا کم ہونے سے محفوظ رکھا گیا۔

= ابن طلحہ ۱۱۰ھ، قال ابن الاثیر ۵۲۲ھ، تاریخ الخلفاء ۴/۲۹۱، تفسیر القرآن ۵/۱۹۰، ۱۹۱، الرازی ۵/۲۵۲، ۵۹۲، ۵۹۳، احکام الدیاری ہاشم جامع القصول ۲/۲۳۲، الخ الجلیل ۳/۳۰۲، تنکبۃ النسخ ۷/۳۸۰، حاشیہ الدیوبی ۳/۱۵۳، المدونہ ۳/۳۲۷، ۳۲۸، نہیۃ النجاج ۸/۳۹۳، حواشی الشروینی علی التہذیب ۱۰/۳۷۵، الفی ۶/۳۷۷، تفسیر لاریات ۱۱۶، ۱۱۵ھ۔

(۱) المصباح المہر، محیط الحیۃ، لسان العرب، محیط بلاد الشام، ابن ماجہ ۱/۳۷۷، تفسیر القرطبی ۸/۳۷۷۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۱۰۔

(۳) حدیث: ”من کلمب علی متعمداً فلیتبرأ مقعدہ من النار“۔ ”ک“ روایت بخاری (النسخ ۱/۲۰۱، ۲۰۲، طبع التفسیر) ورمسلم (۳/۲۲۹، ۲۳۰، طبع الجلی) نے کی ہے الفاظ مسلم کے ہیں۔

(۱) سورہ احزاب ۵۷۔
(۲) سورہ احزاب ۵۷۔
(۳) سورہ احزاب ۵۷۔
(۴) بلوغ الراتب فی معرکہ احوال العرب ۳۰، ۳۳، والذی فی ۷/۱۱۰، مقدمہ

نے میری جانب قصداً جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

صحت میں اس لفظ کا معنی یہ ہے کہ آقا اپنی بامری اور اس کے
شوم کے درمیان ربط و تعلق قائم کر دے اور بامری کو شوم کے حوالہ
نہیں دے اور اس سے خود کام نہ لے۔

”رہو مدی“ کا کہے پاس آئی جانی ہو اور اس کی خدمت ترقی ہو تو
یہی صورت میں ”قبوۃ“ نہیں ہوگا۔

اس کے احکام معلوم کرنے کے لئے فقہ کی کتابوں میں ”کراج“ کے مباحث^(۱) نیز اصطلاح ”رق“ دیکھیں جائے۔

تعریف:

۱۔ جمع: لغت میں گائے کے یک سالہ بچہ کو کہتے ہیں، اس کو جمع
اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی ماں کے تابع ہوتا ہے، یہ ماہ و بچہ کو
سمیع کہتے ہیں، مذکر لفظ کی جمع اسمعہ ہے اور مؤنث کی جمع توات
ے^(۱)۔

اصطلاح میں جمع اور تہجد کا معنی لغوی معنی سے خارج نہیں ہے، یہ تہجد اور تہجد کا مسلک اور مافیہ کے نزدیک معتقد ہے (۲)۔

مالک کے نزدیک ایک سال سے مراد ایسا بچہ ہے جو دو سال پورے کر کے تیسرے سال میں داخل ہو گیا ہو (۳)۔

شرعی حکم:

۴۔ علماء و افاق ہے کہ گائے و اسب سب تر میں کی نقد ایک چٹائی
جائے تو اس میں بطور رفاۃ ایک تھیلہ جب ہوگا اس سے کہ حضرت
معاذؓ کی حدیث ہے، مؤخر مآتے ہیں: بعثی رسول اللہ ﷺ
أصلق أهل اليمن، فعمري لن أأخذ من البقر من كل



(١) القاسم، المغرب في ترتيب العرب لأمة بني -

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ج ۲/۲۸۰ طبع مصطفیٰ طبعی مصر دار الفکر، کشت و اقتناع
۱۹۱۲، الحاشیہ لابن قدامہ ج ۲/۵۹۲، شرح اصباح ج ۳/۸۰۸ طبع مصطفیٰ طبعی
مصر۔

(۳) جامعة المدینة المنورة ۱۴۳۵ھ

(۱) ابن حبان بن ۶۳، مع القدير ۴۷۸، اشرح البغوي ۲/۴۱۸، ۵۱۸
القرشي ۱۰۳، روضه الطالبين ۷/۴۱۸، نهاية النجاشي ۱/۵۳۲، ۵۳۰
الرجز ۲/۴۲، الحلي ۱/۵۶۳، ۵۶۵.

تمیزت ۱

ثلاثین تیساً (۱) (رسول اللہ ﷺ نے مجھے، اہل بصر کی زکاۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تو مجھے حکم دیا کہ تمیں گایوں پر ایک تیسع وصول کروں)۔

تمیں سے زائد گائے کی تعداد ہونے پر تیسع کے وجوب کے مسئلہ میں تفصیل ہے جو اصطلاح "زکاۃ" میں مذکور ہے۔

تمیزت

تعریف:

۱- تیزت لغت میں "بیت الامر" کا مصدر ہے، جس کا معنی ہے: رات میں کوئی منسو پہ نانا، "بیت البیت عمی الامر" کا معنی ہے: رات میں کسی کام کا حزم نہ کرنا، بقول کا سینہ "مبیتہ" (۱) (تا، پر رہ کے ساتھ) ہے "بیت العدو" کا معنی ہے: دشمن نے رات کے وقت حیا۔ (۲)۔

قرآن کریم میں ہے: "و یبتغون ما لا یؤزی من القول" (۲) (جب وہ رات میں اس بات کا مشورہ کرتے ہیں جو اسے پسند نہیں)۔ "و میرت میں ہے: "هذا امر یبیت بیدل" (یہ وہ معاملہ ہے جس کو رات میں طے کیا گیا ہے)۔

"تیزت اصطلاح میں لغوی معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے، بیت اسم مصدر ہے، اس سے لفظ تعان کا رشتہ ہے: "لما من اهل القرى ان یاتیهما ماسا بیاقا و هم ناسمون" (۳) (تو کیا ہستی ۱۰ لے اس سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب شب کے وقت آپڑے: راغالیکہ وہ سو رہے ہوں)۔



(۱) حضرت سجاد کی حدیث "امری ان اعلیٰ من البصر من کل ثلاثین تیساً" کی روایت سنائی (۲/۵ طبع المکتبۃ النجفیہ) اور حاکم (۳/۹۸ طبع دہلوی) لطائف النجفیہ نے اس کو مستحضر اور رد ہے اور وہی سے نقل کیا ہے۔

(۱) المصباح المہر مادۃ "بیت"۔

(۲) سورۃ نساء ۱۰۸۔

(۳) سورۃ اعراف ۷۷۔

متحدہ غلط:

غ - ر غارہ:

۲- عرب "بیات" اور "مہیروت" کے الفاظ دشمن پر شب خوں مارنے کے لیے استعمال کرتے ہیں (۱)۔

قرآن کریم میں ہے: "قَالُوا تَفَاسُّوْا بِاللّٰهِ لَبِيَّتُهُ وَاهِنَةٌ ثُمَّ لِيَقُوْلُوْا لَوْ لَٰهُ مَا شَهِدْنَا مَهْلِكَ اَهْلِهِ وَاَنَا لَصَادِقُوْنَ" (۲) (وہ بولے آپس میں خدا کی قسم کھاؤ کہ ہم شب کے وقت صالح اور ان کے متعلقین کو جا ماریں گے پھر ان کے وارث سے کہہ دیں گے کہ ہم ان کے متعلقین کے مارے جانے کے وقت موجود بھی نہ تھے، وہم بولکل چے ہیں)۔ دشمن کے لیے تیرت اور غارہ کے درمیان فرق یہ ہے کہ لفظ غارہ مطلق ہے، خواہ رات میں حملہ کیا جائے یا دن میں، جبکہ مہیروت صرف رات میں حملہ کرنے کو کہتے ہیں۔

ب - بیوتہ:

۳- بیوتہ لفظ "ہات" کا مصدر ہے، اس کا معنی ہے: رات میں کام کرنا، یہ لفظ اس معنی میں لفظ "یات" سے زیادہ عام ہے، رات کو سونے کے معنی میں اس لفظ کا استعمال کم ہوتا ہے۔

مقبول سے کبھی بیوتہ کے درمیان راتوں کی تقسیم کے اثرات کے معنی میں استعمال کرتے ہیں، اس معنی میں یہ لفظ، بیات سے علاحدہ ہو جاتا ہے (۳)۔

مہیروت کا حکم:

۱- اول: مہیروت العدہ (دشمن پر شب خوں مارنا):

۴- اس دشمنوں پر شب خوں مارنا جائز ہے دن سے قبل کرنا جائز ہے۔ یعنی دو کفار دن تک دعوت اسلام پہنچی اور انہوں نے دعوت کو ٹھکرایا اور تیزی سے دُشمنی پر تیار نہیں ہوئے اور ہمارے دُشمن کے درمیان کسی قسم کا معاہدہ صلح نہیں ہوئی ہے۔

امام احمد فرماتے ہیں: شب خوں مارنے میں کوئی حرج نہیں ہے، غزوہ بدرم شب خوں ہی تو قتل فرماتے ہیں: ہم میں جانتے کسی نے دشمن پر شب خوں مارنے کو ناپسند کیا ہو۔

حضرت اصعب بن کثامہ فرماتے ہیں: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ سے دریافت کیا کہ شریکین کی گواہیوں پر ہم رات میں حملہ آور ہوتے ہیں، تو ان کی خواتین اور بچے بھی نشانہ بنتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہم صہم" (۱) (وہ بھی ان میں سے شامل ہیں) اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے (۲) تو ہم کہیں گے کہ یہ ممانعت ان کو عمر قتل کرنے سے متعلق ہے، ان دنوں احکام کے درمیان تہیق اس طرح ممکن ہے کہ ممانعت کا تعلق عمر قتل کرنے سے ہے اور بلاحت دیگر صورتوں میں ہے (۳)۔

اس مسئلہ میں اس صورت میں مزید تیزی کی تفصیلات ہیں جب کفار کے ساتھ کوئی مسلمان بھی ہو اور قتل کر دیا جائے، یہ تفصیلات

(۱) حدیث اصعب بن کثامہ "ہم صہم" کی روایت بخاری (طبع ۱۳۶۶ھ طبع

التقریر) اور مسلم (۳۴۳۳ طبع طبری) نے کی ہے۔

(۲) حدیث "لھی من قبل النساء والمویۃ" کی روایت بخاری (طبع

۱۳۸۱ھ طبع التقریر) اور مسلم (۳۴۳۳ طبع طبری) نے کی ہے۔

(۳) ابنی ۳۴۹۸ھ طبع المباحض الحدیث۔

(۱) المصباح لمیرلسان العرب لادۃ "بیوتہ"، المجلد ۲/۲۵۶۔

(۲) سورہ نمل ۲۹۔

(۳) المصباح لمیرلسان العرب، المجلد ۲/۲۹۹۔

اصطلاح ”جہاد“ و ”دعوت“ میں دیکھی جاسکتی ہیں (۱)۔

گرامام یہ پہلا شہر نے دعوت دینے سے قبل رات میں حملہ کر دیا تو وہ سہ گار ہوگا، یہ لکھ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”فَابْدِ لَهُمْ عَلَى سَوَاءٍ“ (۲) (تو آپ (وہ محمد) ان کی طرف انی طرح واپس کر دیں)۔

اسی صورت میں شب خون کے نتیجے میں مارے جانے والوں کے خواتین کے سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے:

مسیب و حناجد کے نزدیک مقتول خواتین نہیں ہوگا، اس لئے کہ نہ اس کے پاس ایسا ہے ورنہ سے امان حاصل ہے۔ لہذا اس کا خواتین نہیں ہوگا۔

بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ اس کے خواتین میں دعوت، اگر کفار دلازم ہوگا، امام شافعی سے بھی یہ منقول ہے (۳)۔

بعض فقہاء کی رائے ہے کہ اہل کتاب، رنجوس کو قتال سے قبل دعوت دینا، جب نہیں ہے، اس لئے کہ دعوت ان تک پہنچی چکی ہے، ورنہ اس لئے کہ ان کی کتابوں میں رسالت محمدی کی بشارتیں و رہنمائی ہیں، بت پرستوں کو جنگ سے پہلے دعوت اسلام دینی جائے گی (۴)۔

۵۔ جن لوگوں کو دعوت پہنچی چکی ہے، ان پر شب خون مارے سے قبل اس کو دعوت اسلام دینا مزید گناہی و خاطرہ تہیب ہے، ورنہ اس سے بھی کہ وہ جاہل ہیں کہ ان سے دین و مذہب کے لئے جنگ (۱) شرح روض الطالب ۱/۱۹۱ طبع المکتبۃ المائتۃ کربلا ۱۳۱۳ھ

(۲) سورۃ انفال ۵۸۔

(۳) البحر الرائق ۵/۸۰، ابن ماجہ ۲۲۳، مطالب اُولیٰ اُلیٰ شرح غایۃ المستملی ۲/۵۰۷، ۵۰۸، روضۃ الطالبین ۱۰/۲۳۹، منیٰ الحجاج ۳/۲۲۳، بحسب لاسی قدس سرہ ۸۶/۱۰۳، بحسب لاسی قدس سرہ ۸۶/۱۰۳

کر رہے ہیں، مال لوٹنے اور بچوں کو قیدی بنانے کے لئے نہیں، حدیث سے ثابت ہے کہ بنی کریم ﷺ نے خیبر کے دن جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جنتہ اعدا کیا، ورنہ جنگ کے سے بھیجی تو نہیں حکم دیا کہ پہلے انہیں دعوت دیں، حالانکہ یہ وہ لوگ تھے جن تک دعوت پہنچی چکی تھی (۱)۔

بغیر دعوت کے شب خون مارنا بھی جائز ہے اس سے کہ صحیح حدیث ہے: ”فَإِنَّ نَعَارَ عَلِيٍّ بَنِي الْمُصْطَلِقِ لِيَلَا وَهُمْ غَالِبُونَ“ (۲) (بنی کریم ﷺ نے بنو المصطلق پر رات میں حملہ کیا جب وہ غائل تھے)۔ حضرت اسامہ کو حکم دیا کہ اس پر علی الصبح حملہ کریں (۳)۔

دریافت کیا گیا کہ شرکین پر شب خون مارا جاتا ہے تو ان کی عورتیں اور بچے بھی زہ میں آتے ہیں تو فرمایا: ”هَمَّ مِهْمٌ“ (۴) (وہ بھی ان میں سے شامل ہیں) یہ سارے وہ لوگ تھے جن تک دعوت پہنچی چکی تھی، ورنہ سابقہ دلائل کی وجہ سے شب خون مارنا جائز نہ ہوتا (۵)۔

۶۔ رمضان کے روزہ کی نیت رات میں کرنا:

۶۔ جمہور فقہاء کی رائے ہے کہ رمضان کے روزے کی نیت رات

(۱) حدیث: ”أَمْرٌ عَلَيْهِ يَوْمَ عَظِيمٍ ...“ کی روایت بخاری (المجلد ۶/۳ طبع استغنی) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: ”أَمْرٌ عَلَيْهِ يَوْمَ عَظِيمٍ وَهُمْ غَالِبُونَ“ کی روایت بخاری (المجلد ۵/۱۵۰ طبع استغنی) نے کی ہے۔

(۳) حدیث: ”عَهْدَ إِلَى أَسَامَةَ أَنْ يَغِيرَ عَلِيٌّ بَنِي صَبَاحًا“ کی روایت ابن سعد نے الطبقات (۶/۱۶۳ طبع دار صادر) میں کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔

(۴) حدیث: ”هَمَّ مِهْمٌ“ کی روایت (فخر رازی ۲) میں گذر چکی۔

(۵) البحر الرائق ۵/۸۱، روضۃ الطالبین ۱۰/۲۳۹، منیٰ لاسی قدس سرہ ۸۶/۱۰۳، منیٰ الحجاج ۳/۲۲۳

تہیت ۷، تتابع ۱-۳

میں غروب شمس سے لے کر طلع فجر تک کے درمیان نماز واجب ہے،
امام ابو حنیفہؒ نے اس میں رات میں نیت نماز مستحب ہے، بینہ ان
میں زوال تک بھی نیت رسیا ہائی ہے، اس میں تفصیل ہے جسے
اصطلاح ”نیت“ و ”صوم“ میں دیکھا جائے (۱)۔

تتابع

بحث کے مقامات:

۷- تہیت سے متعلق بحث فقہ، کتاب ”السر“ و ”ابواب“ میں
کرتے ہیں۔

تعریف:

۱- تتابع کا ایک معنی ”مواظات“ یعنی کسی کام کو پے در پے کرنا ہے،
چنانچہ کہا جاتا ہے: ”تابع فلاں بین الصلاة و بین القراءة“
یعنی فلاں نے نماز اور قرأت کو پے در پے ادا کیا، کوئی ایک کو دوسرے
کے بعد بلا فاصلہ یا۔

۲- ”تتابع الأشياء“ کا معنی ہے: بعض شئی بعض کے بعد
حاصل ہونی اور ”تابع بین الأمور متابعة وتباعا“ کا معنی ہے:
اس نے کاموں کو یکے بعد دیگرے لگانا انجام دیا (۱)۔
۳- اس کا اصطلاحی معنی لغوی معنی سے ملے میں ہے۔

اجمالی حکم:

۲- تتابع، کفارات کے رد میں، عتکاب میں، وضو، غسل میں
ہوتا ہے، مراعات و پیشہ اس کو مواظات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اس کے
احکام وضو، غسل کے بیان میں ملاحظہ سے جاسکتے ہیں۔

نماز مکمل کے رہ زہ میں تتابع:

۳- اپنی قسم میں حادث ہونے والے شخص کی رتی استطاعت نہ
ہو کہ وہ دس مسنیوں کو کھانا کھلائے یا ان کو کپڑا پہنائے یا غلام آزاد

(۱) لسان العرب، المصباح المہیر مادۃ ”تتابع“۔

(۲) البیہقی علیٰ طیب ۲/۲۶۱، لا شاہ و نظائر لابن نجیم ص ۷۷، الاختیار
۲/۲۵۴، جوہر للکلیل ۱/۳۸۸، شیخ المبارکی ص ۹۰، مثل الاوطار ۳/۲۷۰،
لہوہ فی اصول فقہ ص ۹۷۔

تتابع ۴

کفارہ ظہار کے روزے میںتابع:

۴- کفارہ ظہار میں پہلے غلام آزاد کرنا ہے، اس کے بعد دوسرے درجہ روزہ رکھنا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: "وَالَّذِينَ يَظَاهَرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مَنْ قَبْلَ أَنْ يَتَمَاسَا دَلِكُمْ مَوْعُظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا نَعْمُونَ حَبِيرٌ"۔ پس تم بعد فصيام شہریں متتابعیں من قبل ان يتماسا۔ پس تم يستطع فاطعام ستين مسكيا ذلك لتؤموا باللہ ورسوله وتلك حدود اللہ وللكافرين عذاب الیم" (۱) (جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں، پھر اپنی کہی ہوئی بات کی تائید کرنا چاہتے ہیں، تو اس کے ذمہ قبل اس کے کہ دونوں باہم اختلاط کریں ایک غلام کو آزاد کرنا ہے، اس سے تمہیں نصیحت کی جاتی ہے ورنہ تو پوری خبر ہے اس کی جو تم کرتے رہتے ہو، پھر جس کو پیسہ نہ ہو تو قبل اس کے کہ دونوں باہم اختلاط کریں اس کے ذمہ دو سو درہمیں کے روزے ہیں، پھر جس سے یہ بھی نہ ہو سکے تو اس کے ذمہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھانا ہے، یہ (احکام) اس لئے ہیں تاکہ تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے)۔

لہذا ظہار کرنے والے شخص اگر غلام آزاد کرنے پر کسی وجہ سے قادر نہ ہو جیسا کہ پہلی آیت میں ہے تو دو گنا روزہ یعنی روزے رکھے، اس کے درمیان نہ رمضان آئے نہ عیدین، نہ یوم النہی، جیسا کہ دوسری آیت کے ثمرات میں دریافت کیا ہے، یہ جہاں سے قبل ہے، لہذا اگر روزہ کے درمیان دن میں یا رات میں جان سیر یا بھوسہ رکھ کر کی وجہ سے یا باعذر عورت سے جماع کر لے تو پھر از سر نو روزہ رکھنا ہوگا، یہ نکتہ ارشاد باری ہے: "مَنْ قَبْلَ أَنْ يَتَمَاسَا"۔

(۱) سورہ بکاءہ ۴۳

کرے یا اس سے عاجز ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ روزہ کی طرف منتقل ہو جائے، لہذا تین دن روزہ رکھ لے۔ پھر اس مسئلے میں اصل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "لَا يُوَاحِدُكُمْ اللَّهُ بِالْعَوْفِي اِيْمَانِكُمْ وَلَكِنْ يُوَاحِدُكُمْ بِمَا عَفَيْتُمْ الْاِيْمَانَ فَكَفَّارَتُهُ اِطْعَامُ عَشْرَةِ مَسْكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا يَطْعَمُونَ اَهْلِيكُمْ اَوْ كَسْوَتُهُمْ اَوْ خَرِيرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ذَلِكُمْ كَفَّارَةُ اِيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ" (۱) (اللہ تم سے تمہاری بے معنی قسموں پر مواخذہ نہیں کرتا لیکن جن قسموں کو تم مضبوط کر چکے ہو ان پر تم سے مواخذہ کرتا ہے، سو اس کا کفارہ دس مسکینوں کو اوسط درجہ کا کھانا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو یا کرتے ہو یا نہیں کھڑا دینا یا غلام آزاد کرنا یا جن جس کو (اتنا) نقد نہ ہو تو اس کے سے تین دن کے روزے ہیں، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم حلف نہ چکے ہو)۔

اس متابع کے تحقق مقبلاً کے درمیان اختلاف ہے، چنانچہ مصنف کی رائے جو ثابتہ صحیح قول، ارشاد نفعیہ کا ایک قول ہے، یہ ہے کہ "تتابع" جب ہے، حضرت ابن مسعودؓ کی اس شانہ قرأت کی بنا پر: "فصيام ثلاثة ايام متتابعات" (۲) (تاکہ تین روزے رکھے)۔

ورماتہ یہ خیال یہ ہے کہ مسلسل روزے رکھنا یا الگ الگ روزے رکھنا دونوں جائز ہیں۔ ثانیہ کا دوسرا قول بھی یہی ہے (۳)۔ دیکھئے: "کفارہ یحییٰ"۔

(۲) سورہ بکاءہ ۴۳

(۳) ابن ماجہ ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، الموطأ فی فقہ الامام مالک فی ۴/۴۲۲، ابنی لاسی قد مر ۸/۳۳۲، ۳۵۲

(۴) شرح الکبیر ۴/۴۲۲، ۴۳۳، الموطأ فی فقہ الامام مالک ۴/۴۲۲

تابع ۵

مستعمل روزے رکھنے کے وجہ میں حنفیہ (۱) مالکیہ (۲) شافعیہ اور حنبلیہ (۳) نے اسی سے استدلال کیا ہے، شافعیہ کا دینا یہ ہے کہ روزہ رکھنے کے درمیان بوقت شب تکمیل کفارہ سے پہلے اپنی بیوی سے محبت رلے تو سہ گار ہوگا، متابع تہ نہ ہوگا (۴)۔
دیکھئے: ”کفارہ نمبر ۱“۔

رمضان کے دنوں میں روزہ توڑنے پر جو کفارہ واجب ہے اس کے روزوں میں تسلسل:

۵- رمضان کے دن میں جماع کرنے سے بالاتفاق کفارہ واجب ہوتا ہے، درجہ بوجہ جو کفارہ کھانے پینے سے صرف حسب امر مالکیہ کے روزہ کفارہ جب ہوتا ہے ”رکفارہ کی“، مالکی غایم آراء، اگرے یہ روزہ رکھنے یا کھانا کھانے کے ذریعہ ہوتی ہے۔ اور حنفیہ، شافعیہ اور حنبلیہ حنبلیہ کے روزہ کفارہ ایک پلے غایم آراء، اگرے اس کے بعد مرد کا درجہ ہے۔ درمیان حمد کی ایک روایت یہ ہے کہ غایم آراء، اگرے، کھانا کھانے، درمیان رکھنے کے درمیان اختیار حاصل ہوگا۔ جس کے ذریعہ بھی کفارہ ہو کر دے کافی ہوگا، یہ اس بنا پر کہ لفظ ”تأخیر“ کے لئے ہے، اس لئے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت ہے: ”ان رجلا الفطر فی رمضان فامرہ رسول اللہ ان یکفر بعق رقبة أو صیام شہرین متتابعین أو إطعام ستین مسکیناً“ (۵) (یک شخص نے رمضان میں روزہ توڑ دیا تو آپ

ﷺ نے حکم دیا کہ کفارہ ”اگرے یا دو غایم آراء“ اگرے یا دو مہینے لگانا روزہ رکھنے یا ساتھ مہینوں کو کھانا کھانے)۔
”مالکیہ کے نزدیک بھی اس کے کفارہ میں تخریر ہے، مہینوں نے کھانا کھانے کو غایم آراء نے پر ترجیح دی ہے؟ اس طرح اسوں نے اس کو پہلے نہ پر رکھا ہے، یہ تک اس کا نفع زیادہ ہے، اس لئے کہ اس سے بہت سے افراد ”غایم آراء“ تھے ہیں اور انہوں نے روزہ رکھنے پر غایم آراء نے کو ترجیح دی ہے، اس سے کفارہ ”اگرے“ میں ”اگرے“ کو غایم آراء دینا ہے، درمیان رکھنے میں یہ بات نہیں ہے لہذا درمیان کے ایک تیسرے نے یہ پر ہوگا۔

حواد: ”اسکی کفارہ میں اختیار ہو یہ روزہ کا نمبر، اگرے یہ تیسرے درجہ میں ہو بہر صورت رمضان میں روزہ توڑ دینے کا کفارہ باتفاق انہما بعد دو مادگانا روزہ رکھنا ہے، اس حدیث کی بنا پر جو حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں: ”بسمنا نحن جلوس عند النبی ﷺ إذ جاءہ رجل فقال: یا رسول اللہ! هلکت، قال: مالک؟ قال: وقعت عسی امرئ فی وقتا صائم، فقال رسول اللہ ﷺ: هل تجد رقبة تعتقها؟ قال: لا، قال: فهل تستطيع أن تصوم شہرین متتابعین؟ قال: لا، قال: فهل تجد إطعام ستین مسکیناً؟ قال: لا، قال: فمکث النبی ﷺ، فبما نحن عسی ذلک، فقی النبی ﷺ بعرق فیہا تمر - والعرق: المکتل - قال: فی السائل؟ فقال: أنا، قال: خذ هذا فتصدق بہ، فقال الرجل: علی أفقر منی یا رسول اللہ! فرأیہ ما بین لابتیہا - فیرید الخرقین - أهل بیت أفقر من أهل بیتی فصحبک النبی حتی بلغت أنیبہ، ثم قال: أطعمہ أھک“ (۱) (تم

(۱) الاثر فی شرح الخوارزمی، ۳/۳۳۳، طبع ممبئی، ۱۳۶۱ھ

(۲) اشرع الکبیر، ۲/۳۳۷، ۳۵۱، ۳۵۲

(۳) اشرع الکبیر، ۲/۳۵۹، ۳۶۵، ۳۶۷، طبع المرایض المردہ

(۴) لہجہ عربیہ، ۲/۱۱۶، ۱۱۸

(۵) حدیث: ”ان رجلا الفطر فی رمضان“ کی روایت مسلم (۲/۲۸۳) طبع ممبئی، ۱۳۶۱ھ

(۱) ابن ماجہ، ۱/۱۰۹، لہجہ عربیہ فی حق الامام شافعی، ۱/۱۰۹، لہجہ عربیہ فی حق الامام شافعی، ۱/۱۰۹

تابع ۸

تفصیل کے لئے دیکھئے: ”نذر“ کی اصطلاح۔

اعتکاف میں تسلسل:

۸۔ حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے اپنے چند دنوں کا اعتکاف لازم کر لیا مثلاً: دس دن یا ان دنوں کا اعتکاف ان کی راتوں کے ساتھ مسلسل کرنا واجب ہوگا اگرچہ اس نے شرط لگائی ہو۔
یونکہ اعتکاف کی بنیاد تسلسل پر قائم ہے۔

اسی طرح ”نذر“ ایک مادہ اور یہی متعین مادہ کی نیت نہیں کی تب بھی اس پر رات و دن مسلسل اعتکاف کرنا لازم ہوگا، اور سب چاہے تفریق کے حساب سے شروع کرے، چاہے اعتبار سے نہیں اگرچہ اس نے یہ مہینہ کو متعین یا ہفتہ چار کے اعتبار سے شمار کیا جاتا ہو۔ اور اگر اس نے متفرق طور پر اعتکاف یا تو پھر اس روز مسلسل کرے، نام نذر فرماتے ہیں کہ اگر اس نے ایک مادہ کے اعتکاف کی نذر مانی تو اسے اختیار ہوگا، چاہے تو متفرق طور پر اعتکاف کرے یا مسلسل کرے اور اگر صرف دن کی نیت کی، رات کی نہیں، تو بھی اس کی نیت صحیح ہوگی، کیونکہ ”ہوم“ کی حقیقت دن کی سفیدی ہے (۱)۔

اگر مطلق اعتکاف کی نذر ہو، اس میں تابع یا عدم تابع کی قید نہ ہو تو مالک کے نزدیک مسلسل اعتکاف کرنا لازم ہے، اگرچہ شخص ایک ماہ تیس دن کے اعتکاف کی نذر مانے تو وہ اس کو متفرق طور پر کرے، اس کے برخلاف یہ مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک ماہ یا چند دن روزہ رکھنے کی نذر مانے تو ایسے شخص پر مسلسل روزہ رکھنا لازم نہیں۔

دنوں میں فرق یہ ہے کہ روزہ صرف دن کا ہوتا ہے، رات کا نہیں، لہذا جس طرح وہ روزہ رکھے، خواہ مسلسل رکھے یا جہاں جہاں

ہے، بخلاف اعتکاف کے کہ تو رات و دن پورے زمانے کو محیط ہوتا ہے، ویسا ہی حکم تسلسل کا تقاضا کرتا ہے۔

”مطلق“ سے مراد یہ ہے کہ غلط تابع کی شرط نہ ہو ورنہ تابع یا عدم تابع کی نیت بھی نہ ہو، اگر اس میں اس دنوں میں سے کسی ایک کی نیت ہو تو نیت کے مطابق عمل کیا جائے گا اور مختلف اعتکاف کے شروع کرنے یعنی اس میں داخل ہونے کے وقت جیسی نیت کرے گا وہ لازم ہوگا، یعنی اگر مسلسل اعتکاف کی نیت کرے گا تو مسلسل اعتکاف کرنا لازم ہوگا اور اگر الگ الگ اعتکاف کی نیت کرے گا تو الگ الگ لازم ہوگا، صرف نیت کرنے سے اس پر کچھ لازم نہ ہوگا، اس لئے کہ محض نیت سے کچھ واجب نہیں ہوتا (۱)۔

اور ثانیہ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک ماہ اعتکاف کرنے کی نذر مانی، مہینہ کو متعین کر لیا تو اس پر رات و دن کا مسلسل اعتکاف کرنا لازم ہوگا، خواہ مہینہ مکمل ہو یا ناقص، اس لئے کہ مہینہ دو چاندوں کے درمیان وقت کا نام ہے، خواہ پورا ہو یا ناقص۔

درامہ مہینہ کے دنوں کے اعتکاف کی نذر مانی ہے تو صرف دن میں اعتکاف لازم ہوگا، رات میں نہیں، کیونکہ اس نے دن کو خاص کر لیا ہے، اس لئے رات کا اعتکاف لازم نہیں، اگر مہینہ نذر مانی ہو اور وہ اعتکاف نہ کرے تو اس کی قضا لازم ہوگی، اور بڑا ہوگا کہ مسلسل قضا کرے یا الگ الگ، اس سے کہ مسلسل و نیکی کی شرط وقت کے اندر تھی، لہذا جب وقت ختم ہو گیا تو حکم بھی فوت ہو گیا، جیسا کہ رمضان کے روزے میں (اگر رمضان کا روزہ قضا ہو جائے تو تابع کا حکم نہیں رہتا ہے) ”ر مسلسل اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو اس کی قضا بھی مسلسل لازم ہوگی، اس سے کہ اس جگہ تسلسل کا حکم نذر کی وجہ سے ہے، لہذا وقت کے فوت ہونے سے وہ ساقط نہ ہوگا۔

تابع ۹

اور اگر ایہ کہ تسلسل اس پر لازم ہوگا اور قاضی کہتے ہیں کہ تسلسل لازم ہوگا اور یہی ایک قول ہے، کیونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو رات و دن دونوں میں کیا جاتا ہے۔ لہذا جب اس نے مطلقاً فرمایا تو تسلسل لازم ہوگا (۱)۔ دیکھئے: ”اعتکاف“۔

کنارات کے روزوں میں تسلسل کو ختم کرنے کی چیزیں:
کفارہ کے روزوں میں تسلسل مندرجہ ذیل چیزوں کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے: (۱) کوئی نماز نہ پڑھنا، نہ کرنا یا ہے:

الف- اگر وہ یا سوہ غیرہ کی وجہ سے روزہ توڑ دینا:
۹- تنبیہ کی رائے یہ ہے کہ عذر یا بلا عذر افطار کر لینے کی وجہ سے تسلسل ختم ہو جاتا ہے، حالت جنس میں عورت کا عذر اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس کی وجہ سے تسلسل ختم نہیں ہوتا۔ اور انہوں نے مرض اور غیر مرض کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے اور اس میں اگر وہ بھی شامل ہے۔ اور کفارہ ظہار میں اگر کوئی شخص بھول کر کھ پی لے تو صاحب ”الفتاویٰ الہندیہ“ کی صراحت کے مطابق یہ نقصان دہ نہ ہوگا (۲)۔

اور چاند کا اعتبار نہ کرنے کی صورت میں انسٹھ دن کا روزہ رکھنا کافی نہیں، اور اگر چاند کے اعتبار سے دو ماہ کے روزے رکھے تو اس کا روزہ کافی ہوگا، حتیٰ کہ اگر اٹھ دن دن ہی پورے ہوئے تو بھی صحیح ہے (۳)۔

مالیہ کی رائے یہ ہے کہ تکلیف دہ اگر ادھر مارا یا قتل کی دھمکی

اور غیر معین مہینہ کے اعتکاف کی نذر مانی اور چاند کے اعتبار سے ایک مہینہ کا اعتکاف یا تو یہ اعتکاف کافی ہو جائے گا، خواہ وہ مکمل ہو یا ناقص، اس سے کہ اس پر بھی مہینہ کا اطلاق ہوتا ہے اور اگر تفتی کے شمار سے ایک ماہ کا اعتکاف یا تو تمیز کا اعتکاف لازم ہوگا، اس سے کہ مہینہ تفتی کے شمار سے تمیز کا ہوتا ہے، لہذا اگر تسلسل کی شرط لگائی ہے تو لگاتار رخصت ہو کر ہوگا، اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے رثاء فرمایا: ”من صوم وسفی فعلیہ الوفاء بما سنی“ (۱) (جس نے متعین طور پر نذر مانی تو جو اس نے متعین کیا ہے اس کو پورا کرنا اس پر لازم ہے)۔ اور اگر الگ الگ اعتکاف کی شرط لگائی ہے تو جائز ہے کہ الگ الگ کرے یا مسلسل کرے، کیونکہ مسلسل کرنے والا الگ الگ کرنے والے سے افضل ہے، اور اگر مطلق نذر مانی ہے تو مسلسل اور جدا جدا دونوں طرح جائز ہے، جیسے کہ کوئی شخص ایک ماہ روزہ رکھنے کی نذر مانے (۲)۔

اور متاثرہ کا مذہب یہ ہے کہ جس شخص سے چند دن مسلسل اعتکاف کرے کی نذر مانی تو وہ اس کا روزہ بھی رکھے، اگر کسی دن روزہ نہ رکھے تو اس کا تسلسل ختم ہو جائے گا اور اگر روزہ شروع کرنا ضروری ہوگا، کیونکہ اس نے جس طرح نذر مانی تھی اس طرح ادا نہیں کیا (۳)۔

اور اگر ایک ماہ اعتکاف کرنے کی نذر مانی تو چاند کے اعتبار سے ایک مہینہ یا تمیز کا اعتکاف لازم ہوگا۔ اور اس میں تسلسل کے سلسلہ میں، اقوال ہیں، ایک یہ ہے کہ تسلسل اس پر لازم نہیں ہوگا

(۱) حدیث: ”من صوم وسفی فعلیہ الوفاء بما سنی“ کو دیکھئے
نصب الراية (۳۰۰ طبع دار المطبوعات مصر) میں نقل کیا ہے اور کہا کہ یہ عربی ہے

(۲) انوار الیقین، المجلد الثانی، ص ۱۸۸۔

(۳) کشف القناع عن متن الاقناع، ص ۳۹، طبع مصر، مصر۔

(۱) انشی لابن قدامہ، ص ۳۱۲۔

(۲) فتح القدیر مع الفتاویٰ، ص ۲۳۰، طبع مصر، الفتاویٰ الہندیہ، ص ۲۱، طبع المکتبۃ الاسلامیہ۔

(۳) انشی بہا، فتح القدیر، ص ۳۹، طبع مصر۔

تابع ۱۰

اور متاثرہ نے فرمایا ہے کہ صحیح مذہب کے مطابق کرنا یہ مطلب ہے
نسیان کی وجہ سے روزہ توڑنے سے تسلسل ختم نہیں ہوتا ہے۔ اس
حدیث کی بنا پر جس میں فرمایا گیا: ”ابن اللہ وضع عن اہل
الخطا والنسیان وما استکروا عیہ“ (۱) (اللہ تعالیٰ نے
میں کی امت سے خطا و نسیان اور سرکد کو سنا کر لیا ہے)۔ ہاں سر
ماہی کی وجہ سے روزہ کو کسی شخص نے توڑ دیا تو یہ مذر قابل قبول نہ
ہوگا۔ اور جس نے مطلب کی وجہ سے انکار کر لیا مثلاً کسی نے رات سمجھ کر
کھانا کھا لیا یا غروب کا خیال کر کے روزہ افطار کر لیا اور اس کے خلاف
ظاہر ہوا تو ایسے شخص کے روزہ کا تسلسل ختم نہ ہوگا۔ اور جس شخص نے دو
مادہ پھل ہونے کا مان کر کے روزہ توڑ دیا، اس کے خلاف ظاہر ہو تو
اس کے روزہ کا تسلسل ختم ہو جائے گا یا نہیں اس نے یہ سمجھ کر افطار کر لیا
کہ ایک ہی مادہ کا روزہ واجب ہے یا یہ سمجھ کر کہ تسلسل واجب میں ہے
روزہ توڑ دیا یا بلا عذر انکار کر لیا تو اس کے روزہ کا تسلسل ختم ہو جائے گا،
اس لئے کہ اس نے از خود اس کو ختم کر دیا ہے اور ماہ اقیات کی وجہ سے
مذہب دہریہ سمجھا جائے گا (۲)۔

ب۔ حیض و نفاس:

۱۰۔ متاثرہ اس پر متفق ہیں کہ جس کفارہ میں عورت پر ۱۰۰ روپے کے
روزے فرض ہوتے ہیں جیسے کفارہ قتل تو اس کی ”جنگی کے“ اور ان
حیض یا نفاس کا آجانا اس کے تسلسل کو ختم نہیں کرے گا، اس لئے کہ یہ
دونوں چیزیں عورت کے لئے لازم ہیں، اور اس وجہ سے بھی کہ ان

وجہ کی وجہ سے کوئی شخص روزہ توڑے تو اس سے تسلسل ختم نہیں
ہوگا۔ اسی طرح صبح صادق کے بعد رات سمجھ کر کچھ کھانا یا غروب شمس
سے قبل غروب شمس سمجھ کر انکار کر لیا تسلسل کو ختم کرنے والا نہیں
ہے۔ ہاں اگر غروب میں شک تھا اس کے باوجود انکار کر لیا تو تسلسل
ختم ہو جائے گا، اور اسی طرح اگر کسی شخص نے آستھون روزے رکھے
اور یہ سمجھ کر کہ روزے مکمل ہو گئے انکار کر لیا تو بھی ان کے نزدیک
تسلسل ختم نہ ہوگا (۱)۔

اور بھول کر کھانی یا مالدیہ کے مشابہ قول کے مطابق تسلسل کو ختم
کرنے والا نہیں ہے۔ اور ظہار کرنے والے کے ماہ و ہر کوئی شخص
دن میں بھول کر یا رات میں جان بوجھ کر جماع کر لے تو اس سے
تسلسل ختم نہیں ہوگا (۲)۔

شافعیہ نے ذکر کیا ہے کہ کھانا کھانے کے لئے اگر وہ تسلسل کو ختم
کرنے والا ہے، اس لئے کہ کھانے کے لئے اگر وہ روزہ کو ختم کر دیتا
ہے، جیسا کہ شافعیہ کا یہی قول ہے، اس لئے کہ یہ ایسا سبب ہے جو کم
پیش آتا ہے، دونوں صورتوں میں شافعیہ کا یہی مذہب ہے، جیسا کہ
”امروہۃ“ میں بیان کیا گیا ہے ”وہم یجوزون ان یؤخروا یا یأخروا“ اور
ہر آج سے ان دونوں کو مرض کے مثل قرار دیا ہے۔ اور اسی طرح جب
سی سے ناک میں پانی ڈالا پھر پانی دماغ تک پہنچ گیا تو اس صورت
میں القطار تسلسل کے متعلق اختلاف ہے، اس کی بنا اس قول پر ہے کہ
یہ روزہ کو توڑے والا ہے، مرووی نے فرمایا کہ اگر روزہ توڑی کسی کے منہ
میں کھانا ڈال دیا تو نہ اس کا روزہ ختم ہوگا اور نہ اس کا تسلسل، شافعیہ
سے تمام صورتوں میں ہی کو قطعاً قرار دیا ہے (۳)۔

(۱) حدیث ابن اللہ وضع عن اہل الخطا والنسیان وما استکروا عیہ
علیہ کی روایت حاکم (۲/۱۹۸ طبع دار الفکر الشریعہ) کے کی ہے
اور نووی نے اسے حسن قرار دیا ہے جیسا کہ حاکم کی ”المناہدۃ“
(ص ۳۳۰) میں مذکور ہے دارالکتب العلمیہ میں ہے۔
(۲) کتاب النکاح ۵/۳۸۳ طبع مصر، الاصابہ ۲/۲۶۱ طبع مصر۔
(۳) حواہر لائل ۲/۳۷۷ طبع دار المعرفۃ لخرش ۳/۱۱۸ طبع دار صادر
۲/ حواہر لائل ۱/۳۷۷ طبع دار المعرفۃ الدینی ۳/۵۱۳
۳/ روہۃ لکھنؤ ۸/۳۰۳ طبع المکتب الاسلامی۔

تابع ۱۱-۱۳

جو نفاس سے خالی ہوں، اور مالکیہ و شافعیہ کا مذہب صحیح و مستحب کی رائے یہ ہے کہ نفاس کی وجہ سے تسلسل ختم نہ ہوگا حیض پر قیاس کرتے ہوئے اور اس وجہ سے بھی کہ اس میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے۔

ج- رمضان، عیدین، یام تشریق کا درمیان میں آجانا: ۱۲- حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ ماوراء منہ، عید الفطر عید الاضحیٰ اور یام تشریق کا درمیان میں آجانا صوم کن رو کو ختم کر دیتا ہے، صوم رمضان کے واسطے ہونے اور باقی روزوں کے حرام ہونے کی وجہ سے، اور اس وجہ سے بھی کہ مویاتہ، مجینوں کے پائینے پر قادر ہے جس میں مذکورہ یام نہ ہوں۔ اور قیدی کے علاوہ کے روزوں کے متعلق بھی شافعیہ کا یہی مذہب ہے اور قیدی جب اپنے حجتہ سے روزہ رکھ لے پھر اس کے دو ماہ مکمل ہونے سے قبل رمضان یا عید وغیرہ آجائے تو اس کے تسلسل کے ختم ہونے کے بارے میں وہی اختلاف ہے جو بوجہ مرض اختیار کر لینے سے انقطاع تسلسل کے متعلق ہے (۲)۔

د- مالکیہ نے ذکر کیا ہے کہ عید کے دن جان کر روزہ توڑنا صوم کفارہ کے تسلسل کو ختم کر دے گا، جیسے کوئی شخص اپنے کفارہ بظہار کے لئے جان کر ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں روزہ شروع کرے اور اسے معلوم ہو کہ اس کے درمیان عید آجائے، یہی وہی ہے کہ اس کے جو اس سے ماہ انتہ ہو تو اس کا تابع ختم نہ ہوگا۔ جیسے کسی نے دی ایچ کے مہینہ کفرم کا مہینہ مان کر کے اس میں روزہ شروع کر دیا پھر اس کے بعد ۱۰ لے مہینہ کو صفر کا مہینہ سمجھ کر اس میں بھی روزہ رکھ دیا، اور بعد میں اس کے خلاف ثابت ہوا۔

- (۱) تبیین الحقائق ص ۱۰ طبع دار المعرفۃ، المرقی ص ۸۱ طبع دار الفکر، روضۃ المکین ص ۲۰۲ طبع المکتب الاسلامی، کشف الغت ص ۵۲ طبع المصنف۔
(۲) تبیین الحقائق ص ۱۰ طبع دار المعرفۃ، المرقی ص ۸۱ طبع دار الفکر، روضۃ المکین ص ۲۰۲ طبع المکتب الاسلامی۔

دونوں میں عورت کے عمل کو کوئی دخل نہیں ہے، اور اس وجہ سے بھی کہ یہ صوم کے منافی ہے اور کفارہ کو سنایا تک مؤثر کرنے میں خط و ہے، ہاں شافعیہ میں سے متولی نے کہا کہ اگر حضر کے سلسلہ میں ہی عورت کی ایسی عادت ہو کہ جس میں صوم کفارہ کی گنجائش ہوتی ہے اور یہ اس یام کے علاوہ میں روزہ رکھے اور قیاساً سے حیض آجائے تو اس کا تسلسل ختم ہو جائے گا (۱)۔

د- کفارہ یمنین کے روزوں کے تسلسل کو حیض ختم کر دے گا، اس قول کی بنا پر جس کے مطابق کفارہ یمنین میں تسلسل واجب ہے، جیسا کہ حنفیہ نے ذکر کیا ہے، اور شافعیہ کے یہ قول اس سے ایک قول یہ ہے کہ تسلسل واجب ہے اس کے یام کے ختم ہونے کی وجہ سے، بخلاف دو ماہ کے (۲) (کہ یہ بھی مدت ہے)۔

اس کے علاوہ علامہ نووی نے ”الروضة“ میں کہا ہے کہ جب ہم نے کفارہ یمنین میں تسلسل کو واجب قرار دے دیا ہے تو اگر وہ اس کی دیکھی کے درمیان حائضہ ہوئی تو اس کے انقطاع تسلسل میں وہی ہے، اقوال میں جو دو ماہ کے دوران بوجہ مرض اختیار کر لینے کے بارے میں ہیں، وہ بہت ممکن ہے کہ اس میں انقطاع تسلسل کا حکم یقین ہو (۳)۔

۱۱- حنفیہ کے نزدیک صوم کفارہ کا تسلسل نفاس کی وجہ سے ختم ہو جاتا ہے اور شافعیہ کا ایک قول جس کو جو اہل حق سرخس نے نقل کیا ہے جو ان کے قول صحیح کے بالفاظی ہے، یہی ہے اس لئے کہ نفاس کا تحقق کم ہوتا ہے اور اس لئے کہ یہ امکان ہے کہ وہ اپنے مہینوں کو اختیار کر لے

- (۱) تبیین الحقائق ص ۱۰ طبع دار المعرفۃ، المرقی ص ۸۱ طبع دار الفکر، روضۃ المکین ص ۲۰۲ طبع المکتب الاسلامی، حاشیہ الفیول ص ۲۱ طبع المصنف، کشف الغت ص ۵۲ طبع المصنف۔
(۲) تبیین الحقائق ص ۱۰ طبع دار المعرفۃ، المرقی ص ۸۱ طبع دار الفکر، روضۃ المکین ص ۲۰۲ طبع المکتب الاسلامی۔
(۳) روضۃ المکین ص ۲۰۲ طبع المکتب الاسلامی۔

تابع ۱۳-۱۴

اور ثانیہ کا یہ قول یہ ہے کہ وہ مرض کی طرح ہے۔۔۔ اور
حنابلہ کے نزدیک وہ عرجس میں انہیں مباح ہے تسلسل کو ختم کرنے
والا نہیں ہے (۲)۔

۱۳- حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا فطارت:

۱۴- جیسا کہ "الروضۃ" میں آیا ہے کہ اگر بچہ کے بارے میں خوف
کی وجہ سے حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت انہیں رکے تو شافیہ کا
ایک قول یہ ہے کہ مرض کی طرح اس سے تسلسل ختم نہیں ہوگا اور دوسرا
قول یہ ہے کہ یقیناً تسلسل ختم ہو جائے گا، اس سے کہ یہ اس کا فعل
اختیاری ہے۔

اور حنابلہ کا خیال یہ ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کا
اپنی حالت پر یا بچہ پر خوف رہنا تسلسل کو ختم کرنے والا نہیں ہے، یہ تکہ
یہ ایک ایسا انحصار ہے جو عذر مباح کی وجہ سے ہے جو وہاں کی
طرف سے نہیں ہے، لہذا یہ مرض کے مشابہ ہوگا (۳)۔

اور حنفیہ کا یہ مذہب کہ انحصار خود بالاعتذار ہوا بل عذر تسلسل کو ختم
کرنے والا ہے، اور مالکیہ کا یہ کہنا کہ ہر فعل اختیاری سے تسلسل ختم
ہو جائے گا، مثلاً سفر، ان، دنوں کا مقنضی یہ ہے کہ وہ دنوں عورتیں خود
اپنی جان پر خوف کر رہی ہوں یا بچہ پر بہرہ صورت ان دنوں کے
انحصار کی وجہ سے تسلسل ختم ہو جائے گا (۴)۔

= المکتبۃ الاسلامیہ، الخرجی ۱۱۸ طبع دار صادر، جوہر لا کلیل ۱/ ۳۷۷ طبع
دار المعرفہ۔

(۱) روضۃ العالمین ۸/ ۲۰۳ طبع المکتبۃ الاسلامیہ۔

(۲) کتاب الفتن ۵/ ۲۸۲ طبع مصر۔

(۳) روضۃ العالمین ۸/ ۳۰۲ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، مفتی الحقانج ۳/ ۳۶۵ طبع
الجلبی، کتاب الفتن ۵/ ۲۸۲ طبع مصر۔

(۴) فتح القدیر مع المختار ۷/ ۲۳۰ طبع الامامیہ الخرجی ۱۱۸ طبع دار صادر،
جوہر لا کلیل ۱/ ۳۷۷ طبع دار المعرفہ۔

نقذہ کے نزدیک دخول رمضان سے ماہِ وقف ہونا ان پوفس کے
رجح قول کے مطابق عید سے ماہِ وقف ہونے کی طرح ہے، اور ثانی
کی صورت کے مطابق عید سے ماہِ وقف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ
اس بات سے ماہِ وقف ہو کہ وہ میوں کنارہ وہ آجائے لی، نہ یہ کہ وہ یوم
عید کے حکم سے ماہِ وقف ہو، اس میں اوجہ اختلاف ہے، چونکہ
انہوں نے ذکر کیا ہے کہ ماہِ اقلیت سے حکم سے ماہِ وقف ہونا ہے
اور یہی قول اکثر ہے، ورنہ ماہِ وقفہ کے نزدیک عید کے دن بعد ۱۰
دن عید کی حکم میں داخل ہیں۔ "ایام تشریق کے تیسرے دن کا
روزہ کفایت کرے گا، اور اس کا انحصار بالاتفاق تسلسل کو ختم کرنے
والا ہے، جیسا کہ شرعی میں آیا ہے (۱)۔

اور حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ اس سب چیزوں سے صوم کنارہ کا
تسلسل ختم نہیں ہوتا، شرعی طور پر رمضان کے روزہ کے فرض ہونے کی
وجہ سے، اور اس وجہ سے کہ عیدین میں انحصار کرنا اور ایام تشریق
میں روزہ نہ رکھنا بھی شرعی طور پر واجب ہے۔ یعنی یہ سب ایسے
اوقات ہیں کہ شریعت نے ان اوقات میں رات کی طرح روزہ رکھنے
سے منع فرمایا ہے (۲)۔

۱۴- سفر:

۱۳- حبیب و مالکیہ کے نزدیک "کونی شخص حالت سنہ میں ایسا
کرے تو تابع ختم ہو جائے گا اور ثانیہ کا بھی ایک قول یہی ہے، اس
لئے کہ ان حضرات کے نزدیک عذر یا بلا عذر انحصار کرنا تسلسل کو ختم
کرنے والا ہے (۳)۔

(۱) الخرجی ۱۱۸ طبع دار صادر، جوہر لا کلیل ۱/ ۳۷۷، ۳۷۸ طبع
دار المعرفہ۔

(۲) کتاب الفتن ۵/ ۲۸۲ طبع مصر، الاوصاف ۹/ ۲۲۳ طبع قرط۔

(۳) فتح القدیر مع المختار ۳/ ۲۳۰ طبع مصر، الفتاویٰ الهندیہ ۱/ ۵۱۲ طبع

و-مرض:

۱۵- حنفیہ کے نزدیک مرض فی وجہ سے انکار کرنا صوم کفارہ کے تسلسل کو ختم کرتا ہے۔ وراثیہ کا قول حدیث جو ظہر ہے۔ یہی ہے، یونکہ حنفیہ نے نقطہ تسلسل کے سلسلہ میں عذریا یا مذرا انکار کرنے میں کوئی تفریق نہیں کی ہے، سوائے عورت کی حالت حیض کے، ورنہ وجہ سے بھی نہ مرض، نہ صوم نہیں، حیض کا وراثیہ نے ذکر کیا ہے۔ یونکہ مرض تو بافتی رتو، روزہ تو زنا ہے (۱)۔

وراثیہ کا قول قدیم یہ ہے کہ مرض صوم کفارہ کے تسلسل کو ختم کرنے والا نہیں ہے، کیونکہ یہ صوم رمضان کے اصل وجوب سے بڑھا ہوا نہیں ہے اور صوم رمضان کا وجوب مرض کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے، اور حنبلیہ کی بھی یہی رائے ہے، اگرچہ مرض خطرناک نہ ہو، کیونکہ حیض کی طرح اس میں بھی اس کو کوئی اختیار نہیں اور اسی کے مثل ہنوت اور بیہوشی ہے (۲)۔

ز- بعض راتوں میں نیت بھول جانا:

۱۶- وراثیہ کا مذہب یہ ہے کہ رات کے بعض حصوں میں نیت بھول جانا، اسی طرح تسلسل کو ختم کر دیتا ہے جس طرح عمدانیت کو چھوڑ دینا ورنہ سورہ کے ترک میں نسیان کو عذر نہیں قرار دیا جائے گا۔ یہ اس صورت میں ہے جبکہ پوری رات میں نیت کرنے کو شرط قرار دیا جائے، جیسا کہ صحیح کے ہمتا میں وراثیہ کا قول ہے۔ اور اگرچہ بعضوں کے دنوں میں روزہ رکھنا یا پھر فارغ ہونے کے بعد کسی ایک دن کے بارے میں اس کو شبہ ہو کہ اس دن نیت کی تھی یا نہیں تو صحیح قول کے

مطابق اس پر روزہ روزہ رکھنا لازم نہیں، جیسا کہ نووی نے کہا ہے۔ اور ان دنوں سے فارغ ہونے کے بعد کسی ایک دن میں شک واقع ہونے کا کوئی اثر نہ ہوگا (۱)۔ وراثیہ نے کتاب الجھض میں متخیرہ (وہ عورت جو اپنے لایم حیض بھول جائے) کے مسائل کے ضمن میں اس کو ذکر کیا ہے۔

ح- عجمی:

۱۷- وراثیہ ظہار کرنے والا شخص ایسی عورت سے دن میں جاں بوجھ کروٹی کر لے جس سے اس نے ظہار کیا ہے تو اس کا یہ فعل باطل و ناقص، تسلسل کو ختم کرنے والا ہوگا، اور اگر اس سے رات میں جاں بوجھ کر بھول کر وٹی کی یا دن میں بھول کر وٹی کی تو اس میں اختلاف ہے۔

امام ابو حنیفہ اور امام محمد کی رائے یہ ہے کہ ظہار کرنے والے نے اگر اس عورت سے رات میں جاں کر یا دن میں بھول کر وٹی کر لی جس سے اس نے ظہار کیا تھا تو اس کی وجہ سے اس کا تسلسل ختم ہو جائے گا، اس لئے کہ روزہ میں شرط یہ ہے کہ جہاں سے خالی ہو، اور امام ابو یوسف کی رائے یہ ہے کہ تسلسل ختم نہ ہوگا، کیونکہ اس کی وجہ سے روزہ ہی فاسد نہیں ہوتا، اگرچہ روزہ کو جہاں پر مقدم کیا شرط ہے، یونکہ ہم نے جہاں بیان کیا ہے اس میں بعض کو مقدم کرنا ہے ورنہ جو آپ نے فرمایا ہے اس میں کل کو موثر کرنا لازم آتا ہے (۲)۔

مالکیہ اور حنبلیہ کا خیال یہ ہے کہ مظاہر کا اپنی مذکورہ جہاں سے مجامعت کرنا مطلقاً تسلسل کو ختم کر دیتا ہے، خواہ رات میں ہو یا دن میں، بھول کر ہو یا جان کر، وراثیہ و حنفیہ کی بنا پر ہو یا عجمی کی بنا پر عذر کی

(۱) روئے اللمعین ۲/۸۸، ۳/۳۰۳ طبع المکتب الاسلامی، مفتی الکھاج ۳/۳۶۵ طبع المکتب الاسلامی۔

(۲) تبیین الحقائق ۳/۱۰ طبع دار المعرفۃ، فتح القدیر ۳/۴۳۹، ۴/۲۳۰ طبع الامیر بہ حاشیہ ابن ماجہ ۲/۵۸۲ طبع المصنف۔

(۱) فتح القدیر مع فتاویٰ ۲/۲۳۰ طبع الامیر بہ روئے اللمعین ۲/۸۸، ۳/۳۰۳ طبع المکتب الاسلامی۔

(۲) نہایت الکھاج ۴/۹۵ طبع المکتبۃ الاسلامیہ، کتاب الفتاویٰ ۵/۲۷۳ طبع المصنف۔

تابع ۱۸

میں سے کی چیز کو بھول گیا پھر اسی درمیان اس کو یاد آیا مگر اس کو دھویا نہیں، یعنی جس وقت یا آیا ان وقت نہ کیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اگر توبہ بارت حاصل کرے، خواہ بھول کر ایسا کیا ہو یا جان کر۔
 ماں اگر نماز سے قبل کی سبابت کے یہاں نے کے باوجود سے بھول گیا تو چونکہ وہ خفیہ ہے اس باوجود سے وہ اثر انداز نہ ہوگی اور ہمیں اس مسئلہ میں مالکیہ کے علاوہ کسی کی کوئی صراحت نہیں ملے۔



دنا پر ہو جو افق کو مباح تر دیتا ہے، مثلاً غ (۱)، یہ نکتہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "مَنْ قَبِلَ اَنْ يَسْمَا" (۲) (قبل اس کے کہ وہوں مانم ختم طریق)۔

اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ اس کا رات میں جماعت کرنا تسلسل کو ختم نہیں کرتا، ماں گہ گاہ ہوگا (۳)۔

اور غیر مقام کا اس سے دن میں جان بوجھ کر دہلی کرنا تسلسل کو ختم کر دے گا جیسا کہ حنفیہ میں سے صاحب "اخذایہ" نے صراحت فرمائی ہے، ماں اگر رات میں جان بوجھ کر دہلی کی یا دن میں بھول کر دہلی کی تو تسلسل ختم نہ ہوگا جیسا کہ صاحب مالکیہ، حنابلہ نے صراحت فرمائی ہے، کیونکہ یہ اس کے لئے حرام نہیں ہے۔

اور اسی کے مثل وہ صورت بھی ہے جب کوئی ایسے عذر کی وجہ سے دہلی کرے جو اس کے لئے انکار کو مباح کرنے والا ہو، جیسا کہ حنابلہ نے صراحت کی ہے (۴)۔

ط۔ جس صورت میں تسلسل نہ ختم ہو اس کی قضا:

۱۸۔ مالکیہ نے فرمایا کہ اپنے روزے کے درمیان جن ایام کا روزہ توڑ دیا ہے، ان کی قضا میں تاخیر سے، اسی طرح ان روزوں کی قضا میں تاخیر سے جن کی قضا روزہ کے ساتھ حلال واجب تھی، کفارہ کے روزے کا تسلسل ختم ہو جاتا ہے۔

گراں کی قضا کو مؤخر کر دینا روزہ کا تسلسل ختم ہو جائے گا اور انہوں سے اس کو، اس شخص سے تشبیہ کی ہے جو سو یا تسلسل کے فرائض

(۱) الخرش ۳/۸، طبع درمیان کتبات القضا ۵/۳۸۳ طبع مصر۔

(۲) سورہ بکاردہ ۳۳۔

(۳) دوضہ الفہم ۸/۳۰۲ طبع المکتب الاسلامی، مفتی المکناج ۳۶۶/۳ طبع بھٹن۔

(۴) الفہم ۳۳۹/۳ طبع الامریہ الخرش ۳/۸، طبع درمیان کتبات القضا ۵/۳۸۳ طبع مصر۔

(۱) الخرش ۳/۸ طبع درمیان کتبات القضا ۵/۳۸۳ طبع مصر۔

”تعلقہ الفاظ:

تخصن:

۲- تخص کا ایک معنی قلعہ کے ذریعہ حفاظت چاہنا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: ”تخص العدو“ جب دشمن قلعہ بند ہو جائے اور اس کے ذریعہ محفوظ ہو جائے (۱) تو کو یہ تخص اور اس جنگ چھینے اور حفاظت چاہنے کی ایک قسم ہے۔

تترس

تعریف:

۱- تترس کا لغوی معنی: احوال کے ذریعہ چھینا اس کے ذریعہ پناہ اور محفوظ ہونا ہے (۲)۔ تتریس کا بھی یہی معنی ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: ”تترس بالتترس“ وہ احوال کے ذریعہ چھپا اور اس نے حفاظت چاہی (۳) جیسا کہ مالک بن انس کی حدیث میں ہے، انہوں نے فرمایا: ”کان ابو طلحة يتترس مع النبي ﷺ بتترس واحد“ (۴) (حضرت ابو طلحہ نبی ﷺ کے ساتھ ایک ہی احوال میں چھپنے کی کوشش کر رہے تھے)، اور اس طرح بھی استعمال ہوتا ہے: ”تترس بالشیء“ یعنی اس کو احوال کی طرح بنالیا اور اس کے ذریعہ چھپا اور کہا جاتا ہے: ”تترس الکفار بأسارى المسلمين وعصيانهم أثناء الحرب“ (۵) (دوران جنگ کفار نے مسلمان قیدی اور ان کے بچوں کو احوال بنالیا)۔
اور اس کا فقہی استعمال لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔

اجمالی حکم اور بحث کے مقامات:

۳- دوران جنگ مسلمانوں کی جانب سے ان کا محاصرہ کئے جانے کے وقت اگر کفار مسلمانوں اور ان کے قیدیوں کو احوال بنالیں تو بھی با اتفاق قاتل، ان کو تیر مارنا جائز ہے، بشرطیکہ اس کی ضرورت ہو، دیں طور کہ تیر ماری سے تیر مارنے میں مسلمانوں کو شکست ہو سکتی ہو یا شعائر اسلام کے تخریب کر دیے جاتے کا خطر ہو، اور وقت تیر ماری کفار کی نیت کی جائے کی، اور جب دانی نہ ہونے کی وجہ سے ان کو تیر مارنے کی ضرورت نہ ہو یا اس کے بغیر ان پر غالب آنے کی کوئی صورت ہو تو ثانویہ درجہ کے ایک ان کو تیر مارنا جائز نہیں اور حنفیہ میں سے حسن بن ریا کا بھی یہی قول ہے، مگر حسن بن ریا کے حامیوں نے حنفیہ کے نزدیک یہ جائز ہے (۶)۔

اور مالکیہ کی رائے یہ ہے کہ موقوف کریں گے، مرنے کو احوال بنالیا جاتا ہے ان کا اور وہ نہیں کریں گے، ہاں جہیں احوال بنالیا جاتا ہے ان پر تیر مارنے کی وجہ سے کفار سے بڑھنے والے

(۱) مومن: کور کثرت، حاکم و عمرہ سے بچنے کے لئے ہاتھ میں لیا جاتا ہے۔
سان العرب، تاج العروس، المصباح المہیر مادۃ ”تترس“۔

(۲) سان العرب، تاج العروس۔

(۳) حدیث: ”کان ابو طلحة يتترس مع النبي ﷺ بتترس واحد“۔
بخاری (صحیح) ۱۳۳۰ طبع استنبول) نے کی ہے۔

(۴) المصباح المہیر۔

(۱) سان العرب، تاج العروس، المصباح المہیر مادۃ ”تخص“۔

(۲) فتح القدیر ۵/۱۹۸ طبع ادباء التراث العربی، الدار الحدیثہ ۳۳۳ طبع
ادباء التراث العربی، طب ۳۵۱ طبع دار الفکر، بیروت ۱۴۰۲ھ،
طبع دار الفکر، بیروت ۱۴۰۸ھ، طبع ۲۸۷ طبع دار الفکر،
بیروت ۱۴۰۸ھ، ۲۵۰ طبع مکتبۃ الریاض العربیہ۔

۱۔ مجاہدین کو خطرہ ہو سکتا ہو تو یہ احوال بنائے گئے لوگوں کی حرمت ختم ہو جائے گی، خواہ ان لوگوں کی تعداد میں احوال بنایا گیا ہے مجاہدین سے زیادہ ہو یا کم ہو، یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب وہ لوگ مسلمانوں کی کسی صف کو احوال بنالیں اور ان سے قتال نہ کرنے کی صورت میں مسلمانوں کی شکست ہونے کا گمان ہو (۱)۔

لہذا تیسری مداری کے نتیجے میں کسی مسلمان کو تیر لگ جائے اور وہ شہید ہو جائے، تیسری مداریوں کا علم بھی ہوتا ہے تب بھی اس پر اہمیت و حسب نہ ہوگی، ورنہ یہی کہ قول کے مطابق اس پر کوئی کفار بھی نہ ہوگا کیونکہ جہاں فرض ہے، فرض کی، ان کی سے ہی تا اس کو بوزا نہیں جاسکتا۔ حسن بن زیاد، اس میں اختلاف ہے، کیونکہ وہ بوب اہمیت و کفارہ کے قائل ہیں۔

شافعیہ اور حنابلہ کا ایک ہی قول ہے کہ اس صورت میں کفارہ واجب ہوگا، اہمیت کے متعلق ان کے قول ہیں۔ شافعیہ کا ایک قول یہ ہے کہ تیسری مداریوں کے بارے میں اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ مسلمان ہیں اور اس سے بچ کر دوسری جانب تیسری مداری ممکن تھی تو اس پر اہمیت و حسب نہ ہوگی۔ اگر اس مسلمان پر تیسرا چارے بغیر کفارہ کو مارا ممکن نہ تھا تو اہمیت و حسب نہ ہوگی (۲)۔

اسی طرح حنابلہ کی ایک روایت میں ہے کہ اہمیت و حسب نہ ہوگی، کیونکہ اس سے ایک مؤمن کو غلطی سے قتل کر دیا جائے اور دوسری روایت یہ ہے کہ اہمیت و حسب نہ ہوگی، کیونکہ اس سے مباح تیسری مداری کے رعب

(۱) خطاب ۳۵/۳۵ طبع دار الفکر، جامعۃ الدین ۱۲۸۳ھ طبع دار الفکر

(۲) فتح القدیر ۵/۹۸، اوسط ۱۰/۱۵۳، شرح لموضی ۳/۹۱، توضیح المسائل ۱۰/۳۲۶، حسب نہیہ الحجاج ۷/۱۰۰، فتاویٰ کو جودیت کے متعلق آئی ہیں کفارہ کے لئے بھی ضروری قرار دیا ہے نہیہ الحجاج ۳/۸۳، ۳۵۰، ۳۲۹، ۳۵۰

۱۔ اور اہرب میں قتل کیا ہے (۱)۔

۴۔ اور اگر کافروں نے اپنے بچوں، اپنی عورتوں کو احوال بنالیا تو انہیں کے زنا، یہ ان کو نشانہ بنانا مطلقاً جائز ہے، اور تائب کا مذہب بھی یہی ہے، تیسری اندازی سے لڑنے والے دشمنوں کو نشانہ بنانے کا ارادہ کیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر متفق سے حمد یہ، حالانکہ ان کفار کے ساتھ ان کی عورتیں اور بچے بھی تھے (۲)، اور قرآنی کے شدید ہونے نہ ہونے کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ نبی ﷺ تیسری اندازی کے لئے لڑائی کے شدید ہونے کے وقت کا انتظار نہیں فرمایا کرتے تھے (۳)۔

۵۔ مالکیہ، شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ اس پر تیسری اندازی کرنا جائز نہیں ہے، حسب ضرورت اور پیش ہوا لہذا با ضرورت تیسری نہیں کی جائے گی اور شافعیہ کے ظاہر روایت کے مطابق با ضرورت ان سے ترک قتال واجب ہوگا، لیکن معتد روایت جو "الروضہ" میں ہے یہ ہے کہ روایت کے ساتھ ان پر تیسری اندازی کرنا جائز ہوگا (۴)۔

۶۔ مالکیہ نے احوال بنانے کے حاتم "جہا" کے بوب میں تفصیل سے ذکر کیا ہے، حاتم "جہا" نے نہیہ قتال پر تشکیک ہے اور حاتم میں مکررات، مکررات اور منہ بات کا ذکر کیا ہے۔

(۱) انہی ۳۵۰/۸

(۲) حدیث "روسی البی" بالمتبعی۔ مالکی روایت ابو داؤد نے اس معنی کے ساتھ مراءیل میں کی ہے اور اس کی سند ضعیف ہے دیکھئے تلخیص البحر لابن حجر (۳/۱۰۳)۔

(۳) فتح القدیر ۵/۹۸، اوسط ۱۰/۶۵، جامع المسائل ۷/۹۱، ۹۲، ۹۳، ۳۲۹، ۳۵۰ طبع مکتبۃ المریض الحدیث۔

(۴) خطاب ۳۵/۳۵ طبع جامعۃ الدین ۱۲۸۳ھ نہیہ الحجاج ۵/۶۵

تترب ۱-۲

احدكم فليغسله سبعاً" (سب تاقى كے برتن ميں منہ ڈال
۱۔ تو اسے سات دفعہ دھوئے) (بخارى و مسلم) اور مسلم نے یہ
اضافہ کیا ہے: "اولاھن بالتراب" (۲) (پہلی مرتبہ پانی سے دھوئے)،
یہ اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا ہے کہ نبی ﷺ
نے فرمایا: "اذا ولع الكلب في الإناء فاعصوه سبع مراب
وعفوه النامة بالتراب" (۳) (جب تاقی ميں منہ ڈال دے تو
سات مرتبہ دھو اور آخری مرتبہ ميں مٹی کاؤ)۔

۱۔ تراب یہ ہے کہ پہلی ہی مرتبہ پانی کا استعمال کرے۔ تاکہ
الفاظ حدیث کی موافقت ہو سکے۔ اس کے بعد پانی کا استعمال کرے
تاکہ موصاف صحیحہ آجائے، اور جس بعد بھی مٹی سے دھوئے کافی
ہے، اس لئے کہ ایک روایت ميں: "احداھن بالتراب" (اس ميں سے
ایک بعد مٹی سے دھوئے) اور ایک روایت ميں: "اولاھن بالتراب"
(ان ميں سے پہلی بعد مٹی سے دھوئے) ہے، اور ایک حدیث ميں:
"في النامة" (آخری بعد) کا لفظ ہے، ن سب کا حاصل یہ ہے
کہ اسے دھونے ميں مٹی کے استعمال کا کوئی متعین محل نہیں ہے۔

۲۔ مٹی کے بجائے اشنان یا صابون وغیرہ استعمال کرے یا ٹھنڈے
مربعہ دھوئے تو صحیح یہ ہے کہ وہ کافی نہیں، کیونکہ اس طہارت ميں مٹی کا
استعمال امر قہری ہے، لہذا کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں
ہو سکتی۔

۳۔ بعض نابالغ کی رائے یہ ہے کہ اگر مٹی موجود نہ ہو یا مٹی سے

(۱) حدیث: "اذا ولع الكلب في الإناء أحدكم فليغسله سبعاً" حضرت
ابو ہریرہؓ کے واسطے سے متفق علیہ ہے بخاری (صحیح ۱/۲۷۳ طبع مشکوٰۃ)
نے اس کی روایت کی ہے ابو مسلم (۱/۲۳۳ طبع المجلد) نے "اولاھن
بالتراب" کا اضافہ کیا ہے۔

(۲) حدیث: "اذا ولع الكلب في الإناء فاعصوه سبع مراب
وعفوه" کی روایت مسلم (۱/۲۳۵ طبع مشکوٰۃ) نے ہے۔

تترب

تعریف:

۱۔ تترب، تراب کا مصدر ہے، کہا جاتا ہے: "تربت الشيء"
تترب فتترب" یعنی میں نے اس کو خاک آلود، یا تو وہ خاک آلود
ہو گیا، ورنہ جاتا ہے: "تربت الشيء" میں نے اس پر مٹی ڈال
دی، یہ کہا جاتا ہے: "تربت الكتاب تترباً" اور "تربت
القرطاس فاما اتوبہ" یعنی میں نے اس پر مٹی ڈال دی تاکہ جو زائد
روشنائی اس پر پڑ گئی ہے وہ سوکھ جائے (۱)۔

لہذا اس طرح "تترب الشيء" کا لغوی، اصطلاحی معنی مٹی
پر مٹی ڈالنا ہے۔

جملہ حکم:

۲- کتے کی نجاست کو پاک کرنے میں مٹی کا استعمال:

۱۔ بات بات پاک مٹی پاکی حاصل کرنے کے لئے استعمال کی
جاتی ہے، مثلاً جب کوئی کتا کسی برتن ميں منہ ڈال دے تو اس وقت
اس برتن کو پاک کر کے کے لئے اس کو سات دفعہ دھو یا ضروری ہے،
ان ميں سے ایک دفعہ مٹی سے بھی دھوئے، یہ تو نابالغ اور شافعیہ کی
راے ہے۔ اس سے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی ﷺ سے روایت
کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "اذا ولع الكلب في الإناء

(۱) الصحاح، سہر، العرب، الصحاح، المعجم، بخاری، اصطلاح مادة "ترب"۔

شیطان، اٹھل بوجاتا ہے)۔ راتھ کے قائم مقام ہر دوشی ہوسکتی ہے جس سے مقصد حاصل ہو جائے، مثلاً پڑ یا کوئی کمر وغیرہ۔

پھر وہ اپنی آواز بھی پست رکھے، کوئی تہ زہ نکالے، اس حدیث کی بنا پر جس کو ابن ماجہ نے عبد اللہ بن سعید المقبری عن ابن عمر رسول اللہ ﷺ کے طریق سے نقل کیا ہے: ”اذا تثاؤب أحدکم فليضع يده على فيه، ولا يعوي، فإن الشيطان يصحك منه“ (۱) (جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنے ماتھ کو اپنے منہ پر رکھ لے اور آواز نہ نکالے، کیونکہ اس سے شیطان ہنستا ہے)، پھر وہ انگڑائی لینے اور مڑنے سے رک جائے، جیسا کہ بعض لوگوں کو لاحق ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ سب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے (۲)۔ اور روایت کی گئی ہے: ”فہ کان لا يتمطی، لأنه من الشيطان“ (۳) (نبی ﷺ انگڑائی نہیں لیتے تھے، کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہے)۔

نماز میں جمائی آتا:

۳- نماز کی حالت میں جمائی لیما مکروہ ہے، کیونکہ امام مسلم کی روایت ہے: ”اذا تثاؤب أحدکم فی الصلاة فليكظمه ما استطاع، فإن الشيطان يدخل منه“ (۴) (جب تم میں سے کسی کو مار لی حالت میں جمائی آئے تو وہ اپنے منہ کو بند کرے، کیونکہ

(۱) حدیث: ”اذا تثاؤب أحدکم“ کی روایت ابن ماجہ (۱/۳۰۰ طبع النجفی) نے کی ہے اور اہل روایت میں ہے کہ اس کی سند میں عبد اللہ بن سعید ہیں جن کے ضعف ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

(۲) ابن ماجہ میں اس ۳۳۳، نہایت کثرتاً ۵۶۲، الآداب الشریعہ ۳۴۵۔

(۳) حدیث: ”کان لا يتمطی لأنه من الشيطان“ کو ابن عمر سے صحیح (۱۰/۱۳۳ طبع المنقیر) میں اختلاف ابن عمر کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۴) حدیث: ”اذا تثاؤب أحدکم فی الصلاة“ کی روایت مسلم (۴/۲۲۹۳ طبع النجفی) نے کی ہے۔

تثاؤب

تعریف:

۱- ”تثاؤب“ (ہر کے ساتھ): وہ سستی ہے جو انسان کو لاحق ہو اور اس کی وجہ سے وہ اپنے منہ کو بند کر لے (۱)۔
اس کا اصطلاحی معنی اس کے لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔

شرعی حکم:

۲- امام نے اس کی صراحت کی ہے کہ جمائی مکروہ ہے، لہذا جس شخص کو جمائی آئے اسے منہ بند کر لیا چاہئے اور بقدر طاقت اس کو روکنا چاہئے، اس لئے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”فللمردہ ما استطاع“ (۲) (جہاں تک ممکن ہو اسے دفع کرو)، اس کی صورت یہ ہے کہ وہ اپنے دونوں ہاتھوں کو بند کرے یا اس طرح کا کوئی عمل کرے، ورنہ جب اس کی طاقت نہ ہو تو اپنے ہاتھ کو اپنے منہ پر رکھ لے، اس لئے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اذا تثاؤب أحدکم فليمسک بيده على فيه، فإن الشيطان يدخل“ (۳) (جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اسے اپنا منہ اپنے ہاتھ سے بند کر لیا چاہئے، کیونکہ

(۱) المصباح المنیر مادۃ ”ثؤب“۔

(۲) حدیث: ”فلمردہ ما استطاع“ کی روایت بخاری (صحیح ۱۰/۶۱۱ طبع المنقیر) نے کی ہے۔

(۳) حدیث: ”اذا تثاؤب أحدکم“ کی روایت مسلم (۴/۲۲۹۳ طبع النجفی) نے کی ہے۔

تکایب ۳، تثبیت ۱-۳

شیطان داخل ہو جاتا ہے (یہ اس وقت ہے جب کہ اس کا نفع کرنا ممکن ہو، البتہ اگر نفع کرنا ممکن نہ ہو تو مکر وہ نہیں ہے اور وہ اپنے بائیں ہاتھ سے، اور ایک قول یہ ہے کہ اپنے ہی ہاتھ سے منہ دھوا تک لے، یہی رے حنفیہ و شافعیہ کی ہے، اور مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک اس میں کچھ فرق نہیں۔ اور سنت نماز میں جہاں تک ممکن ہو منہ کو بند کرنا مستحب ہے۔ اگر منہ کو بند کرنا ممکن نہ ہو تو اپنے ہاتھ کو اپنے منہ پر رکھ لے حدیث مذکور کی وجہ سے (۱)۔

تثبیت

تعریف:

۱- سنت میں تثبیت کا معنی: رے و رمحہ میں چھٹی طرح غور و فکر کرنا ہے (۱)۔

اور اصطلاح میں مراء کی حقیقت حال کو دریافت کرنے میں پوری حاکت اور کوشش صرف کر دینا ہے۔

متعلقہ الفاظ:

تحری:

۲- سنت میں تحری کا معنی ارادہ کرنا اور جستجو کرنا ہے۔

اور اصطلاح میں یہ کسی شئی کی حقیقت سے واقفیت و شہ رہونے کے وقت مابین زمان کے رمحہ اس کو حاصل کرنا ہے (۲)۔

اجمائی حکم:

تثبات کے احکام بہت ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

الف- نماز میں استقبال قبلہ کا تثبیت:

۳- اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ استقبال قبلہ صحت نماز کی شرط

(۱) ابن ماجہ ص ۲۳۳، نہایۃ المحتاج ص ۵۱۲، المغنی ص ۱۲/۲ طبع المباحث

کشف المحتاج ص ۳۷۳، حب الجلیل ص ۸۲/۲، الدرر النوری ص ۲۸۱۔

(۲) ابن ماجہ ص ۲۳۳، الدرر النوری ص ۲۵، ص ۶۸، فتح المباری ص ۱۱۲۔

(۳) حدیث "إذا تلاء ب أحدکم" کی روایت (فقہ نمبر ۲) میں

مذکور ہوئی۔

(۱) لسان العرب، المصباح اللغوی، ص ۲۰۰، شرح المصباح، ص ۲۰۰۔

(۲) قواعد فقہ المجددی ص ۲۲۰، المصباح ص ۲۰۰، شرح المصباح، ص ۲۰۰۔

اصلاح ص ۲۰۔

تثبت ۳-۵

ہے، اس سے کہ اللہ تعالیٰ کا رٹا ہے: "فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ إِذَا دُخِلَ عَلَيْهِمْ شَظْرَةٌ أَوْ كَانُوا لِلْحَرَامِ مَحْجُورِينَ أَوْ عَصَوْا حُرْمًا أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاكِبُونَ" (۱) (اچھا اب رہتے پناچہ و مسجد الحرام کی طرف اور تم لوگ جہاں میں بھی ہو پناچہ سے ریا رہا ہی کی طرف) اور اس سے چند حوال مستثنیٰ ہیں جن میں استتال قبلہ شرط نہیں ہے، مثلاً خوف کی نماز سولی پر پناچہ سے ہوئے شخص کی نماز، نہ بننے والے کی نماز، اور مہاجر سفر کی نماز وغیرہ (۲) دیکھئے: "استتال قبلہ"۔

میں، جیسے بال "درغبار وغیرہ۔
اور یہ کہ شعبان کے تیس دن مکمل کر لے جائیں بشرطیکہ آمان مذکور بالا تنجہاں سے خالی نہ ہو، یہ تک رسوں اللہ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: "صوموا لرؤیتہ و افطروا لرؤیتہ، فإن عسی علیکم فاکملوا علف شعبان ثلاثین" (۳) (چند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند، عید روزہ رکھو، اگر وہ تم لوگوں سے پوشیدہ ہو جائے تو شعبان کی تیس گنتیاں پوری کرلو)۔

حسب، مالکیہ اور شافعیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور امام احمد کی ایک روایت بھی یہی ہے (۴)۔

بال ہونے کی حالت میں چاند کا اختلاف ہے، چنانچہ انہوں نے اسی شعبان کے اعتبار کو ضروری قرار دیا ہے، و تیس شعبان کے روزہ کو واجب قرار دیا ہے، یہ تک یہ رمضان کی پہلی تاریخ ہے، ایک دوسری حدیث: "لا تصوموا حتیٰ تروا الهلال، ولا تفطروا حتیٰ تروہ، فإن عم علیکم فافقدوا لہ" (۵) (تم لوگ روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو اور روزہ نہ توڑو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو، پھر اگر تم پر چاند پوشیدہ ہو جائے تو اس کا اندازہ کرلو) کے معنی لفظ پر عمل کرتے ہوئے یعنی احتیاطاً روزہ رکھ لو (۶)، دیکھئے: "اہل"۔

ب۔ گوہوں کی گوی میں حقیقت کا تثبت:

۴۔ گوہوں کی گوی میں حقیقت ہر کی تجویز کا قاضی کے لئے مناسب ہے، و رہین کے درے میں ماہیہ پر پوشیدہ طور پر سواں کرنے و تحقیق کرے سے ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہے جب ان کی عدالت معصوم نہ ہو، کیونکہ قاضی کو عدالت کی تحقیق کا حکم دیا گیا ہے (۳)، دیکھئے: "ترکیہ"۔

ج۔ رمضان کے چاند کی رویت میں حقیقت کا تثبت:

۵۔ تیس شعبان کی شب میں ماہ رمضان کے چاند کی رویت کی تحقیق کرنا مستحب ہے، تاکہ اس کا آغاز ہوتا چلیں ہو جائے اور یہ طریقوں میں سے کسی ایک کے وسیع ہوگا:

یک: یہ کہ اس کے چاند کو دیکھ یا جائے، اور یہ اس وقت ممکن ہوگا جب "سب" سے خالی ہو جو رویت سے مانع ہو سکتی

(۱) حدیث: "صوموا لرؤیتہ و افطروا لرؤیتہ" کی روایت بخاری (الفتح ۱۱۹۳ طبع انتقادی) نے کی ہے۔

(۲) دلائل الصالح ۸۲/۴ اور اس کے بعد کے صفحات طبع شرکت المطبوعات اطمینان مصر، الخرجی علی بن خضر طبع ۲۰۲۲/۲۳۵، طبع دار صادر بیروت، جامعہ الدینی علی الشرح الکبیر ۵۰۹/۲ اور اس کے بعد کے صفحات، شرح الروض ۳۰۹/۲ طبع المكتبة الاسلامیہ۔

(۳) حدیث: "لا تصوموا حتیٰ تروا الهلال"۔ "کی روایت بخاری (فتح ۱۱۹۳ طبع انتقادی) میں مسلم (۵۹۴/۲ طبع کنس) نے دی ہے۔

(۴) ابن ابی قدامہ ۹۰/۲ طبع المریض۔

(۱) سورہ بقرہ ۳۳۔

(۲) البحر الرائق ۴۹۹/۲، حاشیہ ۱/۶۱، مواہب الجلیل ۵۰۷/۲، شرح البروض ۱۳۳/۲، المنی ۴۳۱/۲، طبع المریض۔

(۳) میں الکام ۱۰۵/۲، التلوی فی عمیرہ ۶۱۳/۲، حاشیہ الدینی علی شرح الکبیر ۱۶۹/۲، اور اس کے بعد کے صفحات طبع بیروتی المریض۔

تثبت ۶

وہی سقوں کے کلام کا تثبت :

ﷺ نے فرمایا: "الناسي من الله والعجدة من الشيطان" (سوچ بھنکار کام کرنا اللہ کی طرف سے ہے، اور جلد بازی شیطان کی طرف سے)۔

۶- ناسق جو خبر پیش کرے اس کی تحقیق ضروری ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن مَصِيبًا قَلِيلًا مَّا يَجْعَلُهُ لِفُضْحِكُمْ عَلَى مَا لَكُمْ بِهِ مَادِمُكُمْ" (۱) (اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق آئی تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ تمہیں تمناوائی سے کسی قوم کو ضرر پہنچے، (اور) پھر اپنے کئے پر پچھتاؤ)۔ اس میں "تبیہوا" کی جگہ "فتبہوا" کی قرأت بھی آئی ہے۔ اور تبیین تثبت ہی مراد ہے۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ آیت ولید بن ابی عتبہ کے بارے میں مازل ہوئی ہے۔ ثمان بن ملہ اس طرح ہے کہ سعید بن قتادہ سے نقل کیا ہے کہ بنی عتبہ کے ولید بن عتبہ کو تنبیہ ہی المصطلق کے پاس صدق (رکابہ مصل کرے والا) بنا کر بھیجی، جب ان لوگوں نے اس کو دیکھا تو وہ لوگ ان کی طرف منتہاں کے سے آئے تو یہ بارگے مارنے لگے بنی عتبہ کے پاس وہیں "کر جہ" کی کہ وہ لوگ مرتد ہو گئے، اس پر بنی عتبہ کے حضرت خالد بن ولید کو بھیجی "ار حکم" یا کہ "اتقہ کی تحقیق کر لیا اور جلد بازی سے کام نہ لیا۔ حضرت خالد چلے اور رات میں ان کے پاس آئے، پھر انہوں نے اپنے جاسوسوں کو جیسا تو انہوں نے آکر یہ خبر دی کہ وہ لوگ مدم پر بنے ہوئے ہیں اور انہوں نے ان فی ان اور نمازیں، جب صبح ہوئی تو حضرت خالد ان کے پاس آئے اور جو کچھ جاسوسوں نے کہا تھا اس کو صحیح پایا تو دوبار بنی عتبہ کے پاس وہیں آئے اور آپ ﷺ کو بتایا، اس پر آیت کریمہ مارل ہوئی (۲) اور بنی



(۱) سورہ محرمات ۶۔

(۲) آیت: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا" کے سبب نزول سے متعلق حدیث کی روایت ابن جریر (۳۶/۱۳۳ طبع لکھنؤ) نے کی ہے اور اس کے مرسل ہونے کی وجہ سے اس کی سند ضعیف ہے۔

(۱) تفسیر القرطبی ۱۶/۱۱۳۱ طبع دار الکتب المصریہ

حدیث: "الناسي من الله والعجدة من الشيطان" کی روایت ابو یوسف کی ہے اور بنی عتبہ کے جاسوسوں کے جاسوسوں کے جاسوسوں (فیض القدیر للحدادی ۳/۲۷۸ طبع المکتبۃ التجاریہ)۔

تشلیٹ ۱-۲

روایت بھی یہی ہے اور یہ چہرہ، ہاتھوں اور پیروں کو تین مرتبہ دھونے سے متعلق ہوگا، اس طرح کہ اعضاء مکمل طور پر دھل جائیں، مالکیہ کے مذہب مشہور کے مطابق یہ مستحب ہے، ایک قول یہ ہے کہ دوسری دفعہ وضو است ہے اور تیسری دفعہ دھونا مستحب ہے اور ایک قول اس کے برعکس بھی ہے، دوسروں میں پیروں کو تین مرتبہ دھونے کے متعلق مالکیہ کے مشہور قول ہیں:

ہذا قول: یہ ہے کہ دونوں پاؤں، چہرہ اور دونوں ہاتھوں کی طرح ہیں، لہذا ان میں سے ہر ایک کو تین تین دفعہ دھونا جائے گا، اور یہی قول معتد ہے۔
دوسرا قول: یہ ہے کہ وضو میں دونوں پیروں کو صاف کرنا فرض ہے، اس کی کوئی تحدید نہیں ہے۔

اور حنفیہ کے نزدیک مسح کے مسح میں تشلیٹ سنت نہیں، حنابلہ کا مذہب صحیح بھی یہی ہے اور مالکیہ کی رائے یہ ہیں کہ مسح کے مسح میں تیسری مرتبہ دونوں ہاتھوں کو کھانے میں کوئی فضیلت نہیں، اور سٹر علماء مالکیہ کا خیال یہ ہے کہ مسح میں ہاتھ کو تین مرتبہ پھیرنا فضیلت (یعنی مستحب) ہے، بشرطیکہ اس کے ہاتھ میں تری باقی رہے، اور دوسری مرتبہ مسح کرنے کے لئے نیپاؤنی نہ لے (۱)۔

شافعیہ کا مذہب "حنابلہ کی ایک رائے یہ ہے کہ تین دفعہ مسح کرنا سنت ہے، بلکہ شافعیہ کے نزدیک دینی اور عامہ پر مسح کرنے، مسوک کرنے، تمیہ کہنے اور اسی طرح باقی سنن میں تشلیٹ سنت ہے۔

موسوز پر مسح کرنے میں تشلیٹ سنت نہیں، بعض شافعیہ کا قول یہ ہے کہ تین دفعہ نیت کرنا بھی سنت ہے (۲) اور اس میں یہ ہیں کہ

(۱) فتح القدیر ۱/ ۲۷۷، ابن ماجہ ۱/ ۸۸، ابوداؤد ۱/ ۲۳۹، ۲۵۹، ۲۶۲، جامعہ
الترمذی ۱/ ۵۰۲، ابوالکلیج ۱/ ۳۳۲، المسند ۱/ ۲۷۶، ۲۷۷، بغی
۱/ ۳۹۰، ۴۲۷، سنن ابی داؤد ۱/ ۶۵۔
(۲) المسند ۱/ ۲۷۶، ۴۲۷، ابوالکلیج ۱/ ۳۳۲، ۳۳۳، بغی ۱/ ۲۷۷۔

تشلیٹ

تعریف:

۱- تشلیٹ: ثلث کا مصدر ہے اس کا لغوی معنی ہوا، قمع، استعمال کے اختلاف سے مختلف ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: "ثلث الشيء" (اس نے اس کو کھڑے کھڑے کر کے تین حصوں میں تقسیم کر دیا)، "ثلث الدرع" اس ہتھی کو تیسری دفعہ سیراب کیا، وثلث الشراب پی جانے والی چیز کو تینا پکایا کہ اس کا ٹکٹ یا دو ٹکٹ ختم ہو گیا، "ثلث الاثمن" اس نے خود کو مار کر دو کو تین کر دیا۔

اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کا اطلاق کسی کام کو تین مرتبہ کرنے پر ہوتا ہے اور اس شیعہ پر بھی جس کو پکانے کی وجہ سے اس کا ایک یا دو تہائی حصہ ختم ہو گیا ہو (۱)۔

جہاں حکم:

مندرجہ ذیل صورتوں میں تشلیٹ کا حکم اس کے مواقع کے اختلاف سے مختلف ہو جاتا ہے:

نہ- وضو میں تشلیٹ:

۲- ہر ٹکٹ کے نزدیک وضو میں تشلیٹ سنت ہے، مالکیہ کی ایک

(۱) سنن العرب، تاج المروس، الصحاح، اللغات العربیہ، تین دفعہ، اگر نہ مالکیہ
"ثلث"، ابن ماجہ ۱/ ۸۸، صحیح البخاری ۱/ ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، نہایت
ابن ماجہ ۱/ ۹۳۔

تثلیث ۳-۴

رہے یہ ہے کہ وہ دفعہ مسح کرے (۱)۔

مذکورۃ المصدر آراء کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: "نوصا النبی ﷺ مرة مرة" (۲) (نبی ﷺ نے وضو میں ایک ایک دفعہ دھویا)، امام بخاری نے اس کی روایت کی ہے اور حضرت عثمانؓ سے مروی ہے: "ان النبی ﷺ نوصا ثلاثا ثلاثا" (۳) (آپ ﷺ نے وضو میں تین تین دفعہ دھویا)۔

پھر اگر کوئی شخص تین مرتبہ پوری طرح دھوے کے بعد اس عقائد کے ساتھ اس پر اضافہ کرے کہ سنت تو تین ہی دفعہ ہے تو حسب کی ایک روایت کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں اور حسب کی دوسری روایت اور انہماک شائد ب یہ ہے کہ وہ مکروہ ہے (۴)۔

ب- غسل میں تثلیث:

۳- اس مسئلہ کے بارے میں ایک وضو کی طرح غسل میں بھی تثلیث سنت ہے۔ لہذا وہ اپنے سر کو تین دفعہ دھو، پھر بائیں پہلو کو تین دفعہ دھو، اور دائیں پہلو کو تین دفعہ دھو، یہ ہے کہ غسل میں تثلیث واجب ہے اور اگر تین دفعہ کافی نہ ہو تو کافی ہونے کی حد تک اضافہ کرتا ہے (۵)۔

(۱) مجموعہ ۳۳۴

(۲) حدیث: "نوصا النبی ﷺ مرة مرة" کی روایت بخاری (صحیح ۲۵۸ طبع انتقادی) کی ہے۔

(۳) حدیث عثمان: "ان النبی ﷺ نوصا ثلاثا ثلاثا" کی روایت بخاری (صحیح ۲۵۹ طبع انتقادی) کی ہے۔

(۴) فتح القدیر ۱/۴۷، ابن ماجہ ۸۱/۸، خطاب ۲/۲۵۹، ۲/۲۶۲، حاشیہ البدلی ۱/۱۰۱، ۱/۱۰۲، مجموعہ ۳۳۰، فتح علی شرح الحجج ۱/۲۷۷، انہماک ۱/۳۰۹، البدلی شرح منہج ۱/۱۱۱۔

(۵) فتح القدیر ۱/۵۱، ابن ماجہ ۸۱/۸، خطاب ۱/۱۶۱، نہایت الحجج ۱/۲۷۷، فتح علی شرح منہج ۱/۱۱۱، انہماک ۱/۲۷۷۔

اور اس سلسلے میں اصل وہ روایت ہے جو حضرت عائشہؓ سے مروی ہے: "کان النبی ﷺ إذا اعتسل من الجنابة غسل يديه ثلاثا، وتوضأ وضوءه للصلاة، ثم يحبل شعره بيده، حتى إذا طرأ أنه قد روى بشوته أفاض الماء عليه ثلاث مرات، ثم غسل سائر جسده" (۱) (نبی ﷺ جب غسل جنابت فرمایا کرتے تھے تو اپنی ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوتے، ہر نماز کے لئے وضو کرنے کی طرح وضو فرماتے پھر بالوں میں بذریعہ انگلی خلال فرماتے، یہاں تک کہ جب یہ گمان ہو جاتا کہ کھالیں تر ہو گئیں تو اس پر تین دفعہ پانی بہاتے پھر پورے بدن کو دھوتے)۔

ج- غسل میت میں تثلیث:

۴- اس مسئلہ کے بارے میں ایک غسل میت میں تثلیث مستحب ہے اور حنفیہ کے بارے میں سنت ہے، اس سے زیادہ دفعہ دھونے کے جوڑ پر بھی اماموں کا اتفاق ہے، یہ تکفیریت کو غسل، یہ کام مقصد صاف ستھر کرنا ہے، لہذا "تین مرتبہ دھونے سے صفائی حاصل نہ ہو تو خمسوں کا وقت تک زیادہ کرنا صحیح ہے، مگر غسل کے عاقبہ دھونے کا خیال رکھنا چاہئے (۲)۔

مذکورہ احکام کی دلیل شیخین کی روایت کردہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی لخت جگر حضرت زینبؓ کو غسل دیے، ایوں سے فرمایا: "ابدئي بيمينها ومواضع الوضوء واعسها ثلاثا فو خمساً فو سبعاً فو أكثر من ذلك إن رخص ذلك

(۱) حدیث: "کان النبی ﷺ إذا اعتسل من الجنابة غسل يديه ثلاثا، وتوضأ وضوءه للصلاة، ثم يحبل شعره بيده، حتى إذا طرأ أنه قد روى بشوته أفاض الماء عليه ثلاث مرات، ثم غسل سائر جسده" (۱) (نبی ﷺ جب غسل جنابت فرمایا کرتے تھے تو اپنی ہاتھوں کو تین مرتبہ دھوتے، ہر نماز کے لئے وضو کرنے کی طرح وضو فرماتے پھر بالوں میں بذریعہ انگلی خلال فرماتے، یہاں تک کہ جب یہ گمان ہو جاتا کہ کھالیں تر ہو گئیں تو اس پر تین دفعہ پانی بہاتے پھر پورے بدن کو دھوتے)۔

(۲) فتح القدیر ۲/۳۷۷، ابن ماجہ ۸۱/۸، خطاب ۲/۲۵۹، ۲/۲۶۲، حاشیہ البدلی ۱/۱۰۱، ۱/۱۰۲، مجموعہ ۳۳۰، فتح علی شرح الحجج ۱/۲۷۷، انہماک ۱/۳۰۹، البدلی شرح منہج ۱/۱۱۱۔

مثبت ۶-۷

(جب تم مل کا کوئی رکوع میں ”سبحان ربی العظیم“ تین مرتبہ کہہ لے تو اس کا رکوع پورا ہو گیا اور یہ اس کی کم مقدار ہے، اور جس شخص نے اپنے جہد میں تین مرتبہ ”سبحان ربی الاعلیٰ“ کہا تو اس کا جہد پورا ہو گیا اور یہ اس کی کم مقدار ہے۔)

”واللہ کے سوا ایک کوٹ اور حمد میں شیخ پڑھنا مستحب ہے۔
خود وہ کسی بھی لفظ میں ہو، انہوں نے اس میں نہ کوئی حد مقرر کی ہے
اور نہ ہی عامائی تعین کی ہے“ (۱)۔

۱۔ اجازت لینے میں - ثلث؛

۷۔ جب کوئی شخص کسی کے پاس جانے کے سے اجازت لے کر اسے یہ خیال ہو کہ اس نے اس سے تو فقہاء کا اس پر اتفاق ہے، تین مرتبہ اجازت طلب کرنا جائز ہے اور یہ ثلاثہ کے ایک مسئلہ پر ہے کہ تین سے زیادہ مرتبہ اجازت طلب نہ کرے۔

اور نام مالک نے فرمایا کہ تمین مرتب سے زائد اجازت طلب کرنا جائز ہے، یہاں تک کہ اس کا سننا یقینی ہو جائے، اور جب اجازت طلب کرنے کے بعد یقین سے یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے نہیں سنا تو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ تمین سے زیادہ اور بار بار اجازت طلب کرنا جائز ہے، یہاں تک کہ اس کا سننا یقینی ہو جائے (۲)۔

کے نزدیک تثلیث مستحب ہے، حنا بلہ کی ایک روایت بھی یہی ہے
 «وہ لکھیہ ثنائیہ کا مسک» حنا بلہ کی دوسری روایت یہ ہے کہ کہتے
 کہ تین میں سے دو لئے و نجاست کے طہ و دہی بھی بیخ میں مدثر ط
 نہیں ہے، و خنزیری نجاست کے متعلق ثنائیہ «و حنا بلہ کا خیال یہ
 ہے کہ وہ کہتے کی نجاست کی طرح ہے» (۱)۔

۵۔ رکوع و سجدہ کی تسبیحات میں تثلیث:

۶۔ رسول اللہ کے نزدیک رکوع کی تسبیح ”سبحان ربی العظیم“ اور تہجد میں کی تسبیح ”سبحان ربی الاعلیٰ“ کو تین تین مرتبہ کہنا سنت ہے اور اس حضرت کے نزدیک تیس سے زیادہ دفعہ کہنا بڑھتی کا عمدہ پانچ، سات یا سو پہنچ کر ہے، مستحب ہے، حبیب اور حنا بلہ کے نزدیک اور شافعیہ کے نزدیک یہ دو مرتبہ کہنا مستحب ہے، یہ تو اس صورت میں ہے جب دو تہجد ہو۔ اور امام کو چاہے کہ اتنی لمبی تسبیح نہ کرے کہ مقتدی اکتا جائیں، اور شافعیہ کے نزدیک امام کے لئے تین سے زیادہ مرتبہ پڑھنا مکروہ ہے (۲)۔

اس کی اصل حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی آپ ﷺ سے روایت کردہ یہ حدیث ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "إِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَقَالَ فِي رُكُوعِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ثَلَاثًا فَقَدْ تَمَّ رُكُوعُهُ، وَذَلِكَ أَجْرُهُ، وَمَنْ قَالَ فِي سَجْدَتِهِ: سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ثَلَاثًا فَقَدْ تَمَّ سَجْدَتُهُ، وَذَلِكَ أَجْرُهُ" (۳)

() المرسوم رقم ٩٣ / فتح القدير / ١٨٥، ١٨٦، خطاب / ١٥٩، نهاية الحج
١ / ٢٠٥٥، ٥٣

(۳) اسبوط ۱/۴۱، الخطی ۱/۲۳، فتح القدر ۱/۲۵۹، ۲/۲۶، نہایت الخراج ۱/۵۹۳، ۵۹۴، الخطی ۱/۵۱، ۵۲، مثل الخ ۱/۳۱۔

(۳) حدیث: ادا و کف احدکم .^۱ کی روایت ترمذی (۳۷۴ طبع
نجدی) نے حضرت عمر بن عبداللہ بن عقیل عن ابن مسعود کے طریق سے کی

ہے وہ فرمایا ہے کہ اس کی سند متصل نہیں ہے کیونکہ حوت بن عبد اللہ کی شہرت ابن مسعود سے ملاقات ثابت نہیں۔

(۱) مکتبہ المدینہ، لاہور، ۲۳۸ء۔ ج ۱، ص ۵۳۸۔

(۲) مجلة الفکر، ۲۳/۱، ۲۳؛ تفسیر القرطبی، ۲/۲۱۳؛ انعام الجصاص، ۳/۸۲.

برائج المصنّاج ٥ / ١٣٣، ١٣٥

شنبہ

تعریف:

۱- لغت میں ہے: "شبیہ" نسبی کا مصدر ہے اور کہا جاتا ہے: "نسبت الشیء" جب تم کسی چیز کو وہ بناؤ۔ "رماہ" کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، چنانچہ جب کوئی شخص ایک کام مکمل کر کے وہ کام بھی اسی کے ساتھ کر لے تو کہا جاتا ہے: "نسبی بالامر الناس" (۱)۔
اور اس کا لغوی معنی اصطلاحی معنی سے الگ نہیں ہے۔

بحث کے مقامات:

۲- "شبیہ کا لفظ اولان، قنات، علی نماز، انض کے ساتھ من رہا تب اور رات کی نماز (نفل) کے بیان میں "رہا ہو ہے، یونکہ نہ بیٹ ہے: "صلاة انہیں منشی منشی" (۲) (رات کی نماز (نفل)۔۔۔ رات ہے) اسی طرح پیڈر کے عقیدہ کے بیان میں "ریڈیٹہ" اور کی "بات" کے بیان میں "رہا ہو ہے، مثلاً، کالج، طابق، اسلام، سرموت کے بیان میں "رہا ہو ہے" کی تحصیل پنی پنی جگہ پر ہے۔

تحویب

تعریف:

۱- تحویب جنوب، جنوب کا مصدر ہے اور اس کا ملٹی مجرد اب یثوب بمعنی لونا ہے، اسی سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَبَدَّ جَعْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَأَنفًا" (۱) (اور وہ وقت بھی یا، رہا جب ہم نے نہ کعبہ کو لوگوں کے لئے ایک مقام رجوت اور مقام "من مقرر کیا) یعنی ایسا مکان بنا دیا جس کی طرف لوگ لوٹتے ہیں اور اسی سے اہل عرب کا قول ہے: "قَاب الی فلاح عقیدہ" یعنی فلاح کی عقل لوٹ گئی "رہا" "ثوب" بھی اسی سے ہے کہ "شخص کے عمل کا ثبوت ہی کی طرف لوٹتا ہے" (۲)۔

اور تحویب کے معنی "رہا ہو ہے، مثلاً، کالج، طابق، اسلام، سرموت کے بیان میں "رہا ہو ہے" کی تحصیل پنی پنی جگہ پر ہے۔

اور تحویب کا اصطلاحی معنی ہے: "یک مرتبہ ہر کار کا عدت کرنے کے بعد، دہری مرتبہ پھر احادیث، مثلاً، "الصلاة خیر من النوم" یا "الصلاة حاضرة" یا "کی" اور لفظ کے ذریعہ، خواہ کسی بھی زبان میں ہو اور نبی ﷺ، رسی پ کے زمانہ میں اسی کا نام تحویب تھا (۳)، یونکہ اس میں "میتلین" (حی عسی

(۱) سورہ بقرہ ۱۲۵۔

(۲) تاج المروء، المغرب لسان العرب مادة "ثوب"، فتح القدیر ۲/۱۳ طبع دار احیاء التراث العربیہ، قطیف ۲۳۲، ۲۳۳ طبع دار الفکر۔

(۳) تاج المروء، المغرب مادة "ثوب"، قطیف ۲۳۲، ۲۳۳ طبع دار الفکر۔

(۴) انہی ۲/۸ طبع المراسم۔

(۱) لسان العرب ۸/۴۳، المصباح المیزان ۹/۳۳ مادة "شبیہ"۔

(۲) حرمین: "صلاة اللیل معنی معنی" کی روایت بخاری (الفتح ۲/۴۷۷ طبع المنقہ) اور مسلم (۵/۱۶ طبع المکتب) نے کی ہے۔

تھویب ۲-۵

ب- دما (پکارنا):

۳- دما بمعنی طلب کرنا ہے، یہ آواز بلند و پست دونوں طرح ہوتا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: ”دعوہ من بعد“ (میں نے اس کو دور سے پکارا) اور کہا جاتا ہے: ”دعوت اللہ فی نفسی“ (میں نے اپنے دل میں اللہ کو پکارا) یہ دما اور تھویب دونوں سے عام ہے۔

ج- ترجیع (آواز کو حلق میں گھمانا):

۴- کہا جاتا ہے: ”رجع فی آداه“ جب مؤذن شہادتین کو یک مرتبہ آستہ کہے اور دوسری مرتبہ آواز بلند کہے (۲)، اس کو سننے پر مقرر سے میں تھویب اور ترجیع یک ہیں ہیں، دونوں پہنچنے کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ اضافہ، کسر، یک تھویب کا مکمل، اس فجر میں مومنوں کا ”الصلاة خیر من النوم“ کہنا ہے، جب تک ترجیع بمعنی شہادتیں کو مقرر سے کا تعلق ہے تو بولگو اس کے قائل ہیں ان کے، ایک یہ تمام مومنوں کی ”ال میں ہے۔

اجمائی حکم اور بحث کے مقامات:

۵- تھویب کے مواقع استعمال اور اوقات نماز کے اختلاف سے اس کا اجمالی حکم بھی مختلف ہوتا ہے۔

قدیم یا بدل تھویب فجر کی ”ال میں ”معلتیں“ کے بعد یا ”ال کے بعد جیسا کہ بعض حنفیہ کے، ایک صحیح قول ہے، ”الصلاة خیر من النوم“ کا اضافہ سنا ہے۔ یہ تمام فقہاء کے، ایک سنت ہے ”رخص حنفیہ“ رخص ثنائیہ کے، ایک یہ عشاء میں جائز ہے (۳)۔

(۱) حوالہ سابقہ۔

(۲) المصباح لمیر باد ”رجع“۔

(۳) بدائع الصنائع، ۱/۳۸ طبع دارالکتب المرآۃ المجموع ۳۷، ۳۸، ۳۹ طبع المکتبۃ السنیہ۔

الصلاة، حی علی الفلاح) کے معنی کو دہرانا ہے یا اس وجہ سے کہ جب یک مرتبہ ”حی علی الصلاة“ کے دہرنا نماز کے لئے ہیں، پھر ”حی علی الفلاح“ کہا تو ”الصلاة خیر من النوم“ کے دہرنا اس لئے دہرنا نماز کے لئے ہیں۔

فقہاء کے نزدیک تھویب کا استعمال تیس طرح سے ہوتا ہے:

الف- پرانی تھویب یا تھویب اولیٰ: یہ فجر کی ”ال میں ”الصلاة خیر من النوم“ کا اضافہ کرنا ہے۔

ب- نئی تھویب، یہ آواز، تمامت کے درمیان ”حی علی الصلاة“، ”حی علی الفلاح“، یا کسی ایسی دوسری عبارت کا اضافہ کرنا ہے جو ہر شہر کے لوگوں کے درمیان متعارف ہو۔

ج- وہ تھویب جو ایسے اشخاص کے لئے خاص ہے جو مسلمانوں کے معذرت اور مصالح میں مشغول رہتے ہوں، چنانچہ ایک شخص ان لوگوں کو، اوقات نماز کی خبر دینے کے لئے مقرر کیا جائے، تو اس طرح خبر دینے والے نے پر بھی ”تھویب“ کا لفظ بولا جاتا ہے (۱)۔

متعلقہ غلط:

غ- نداء (آواز دینا):

۲- نداء کا معنی پکارنا اور ایسے الفاظ کے ذریعہ آواز بلند کرنا ہے جو بمعنی ہوں (۲)، تو نداء اور تھویب پکارنے اور آواز بلند کرنے کے اعتبار سے یک ہیں مگر نداء تھویب کے مقابلہ میں عام ہے۔

(۱) اہل سنت ۱/۱۲۸ طبع دارالعرف بدائع الصنائع ۱/۳۸ طبع دارالکتب المرآۃ لکھنؤ بر حاشیہ فتح القدیر ۱/۲۳ طبع دارالایاء التراث المرآۃ لکھنؤ ۱/۳۳۲ طبع دارالافتاء النہایۃ المحتاج الی شرح المسماح ۱/۲۰۹ طبع معظی لکھنؤ۔

(۲) المصباح لمیر باد ”نداء“، الفروق فی الفقہ ۳۰، ۳۱ طبع دارالافتاء السنیہ۔

تھویب ۶-۷

و بعض شافعیہ سے اس کو تمام نمازوں میں جائز قرار دیا ہے (۱) مالکیہ
و حنابلہ کے نزدیک فجر کے طرہ نمازوں میں یہ مکروہ ہے اور حنفیہ
و شافعیہ کا مذہب بھی یہی ہے (۲)۔

ذون فجر میں تھویب:

۶- امام ابو حنیفہ اور امام محمد بن حسن کے طرہ تمام فقہاء کے نزدیک یہ
ثابت ہے کہ فجر کے لئے وہ "میں شروع ہوتا ہے ایک" ان کے
وقت سے قبل اور وہی وقت شروع ہونے کے بعد۔ اور وہی نے
فرمایا کہ اصحاب کا ظہر طاری ہے کہ تھویب فجر کی "ان میں شروع
ہے، غروب وقت سے پہلے ہو یا وقت کے بعد، اور بغوی نے "العبد یب"
میں فرمایا کہ دو اقوال میں سے صحیح یہ ہے کہ اگر ان اول میں تھویب
کی گئی ہو تو ان ثانی میں تھویب نہ ہوگی۔ بقیہ فقہاء جو فجر کے لئے وہ
ذون کی مشروعیت کے قائل ہیں ان کی کتابوں کے مطابق سے یہ
ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی ایسی وضاحت نہیں کی ہے کہ تھویب
ان اول میں ہوگی یا "ان ثانی میں یا دونوں میں، رائج یہ ہے کہ دونوں
میں کی جائے کی جیسے کہ نووی نے اس کو رائج قرار دیا ہے (۳)۔

۷- اور نئی تھویب جسے حنفیہ میں سے علماء کوفہ نے ایجاد کیا ہے یعنی
"سعی علی الصلاة" اور "سعی علی العلاج" کو فجر کی "ان
و اقامت کے درمیان، و مرتبہ زائد کہ ناپاہ شہ کے لوگوں کی اپنی مروت
عبارت کے مطابق مثلاً کھٹکھارٹا یا "الصلاة الصلاة" یا "قامت،

قامت" وغیرہ کا اضافہ نہ کیا، تو معتقد میں حنفیہ کے نزدیک یہ صرف
"ان فجر میں مبتدئ ہے" متاثرین حنفیہ نے تمام نمازوں میں اس کو
"تختہ قرار دیا ہے (۱)۔

اور جو لوگ مسلمانوں کے امور و مصالح کی انجام دہی میں
مشغول ہوں مثلاً امام وغیرہ ان کو خاص طور پر وقایع نماز کی خبر
پانے کے لئے ایک شخص کو مقرر کرنا حنفیہ میں سے امام ابو یوسف
کے نزدیک جائز ہے اور شافعیہ کا یہ کہوں اور بعض مالکیہ کا یہ کہوں
بھی یہی ہے، اور حنابلہ کا خیال بھی یہی ہے کہ امام وغیرہ نے ذون
نہی ہو (۲)، اور محمد بن حسن اور بعض مالکیہ نے اس کو مکروہ قرار دیا
ہے (۳)۔



(۱) مجموعہ سرحدیہ، طبع المکتبۃ المنقوبہ

(۲) کشف القناع ۱۵۵، المغنی ۸۰، المطالب ۳۱، المجموع ۳۷۷،
بدائع الصنائع ۳۸۸۔

(۳) کیمیل کی رائے یہ ہے کہ اس وقت فجر کی ذون ثانی کے ساتھ تھویب کو مخصوص
کرنے کا عمل زیادہ قوی ہے کیونکہ مسلمانوں کے عمل کا تسلسل یہی رہا ہے جو
اس کو رائج قرار دیتا ہے۔

(۱) بدائع الصنائع ۳۸۸، فتح القدیر ۲۲۳۔

(۲) بدائع الصنائع ۳۸۸، المطالب ۹۹، کشف القناع ۵۵۔

(۳) فتح القدیر ۲۱۳، المطالب ۳۱۱۔

تجارت ۱-۵

پانچویں صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

۳- فی اجملة تجارت کے جو زپر مسلمانوں کا جہان ہے اور یہ خلعت کا تقاضا بھی ہے، اس لئے کہ لوگ ایسی بہت سی چیزوں کے ضرورت مند ہوتے ہیں جو انہوں نے قبضہ میں ہوتی ہیں اور یہ طریقہ زندگی بھی ہے اور تجارت کا شروع و جاز ہونا ہی اور حد طریقہ ہے جس سے ہر شخص اپنے مقصود کو حاصل کر سکتا ہے اور اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے (۱)۔

محتاجہ الفاظ:

الف- بیع (بیچنا):

۴- بیع کے معنی ہیں: مال کو مال کے عوض اس طرح بدلنا کہ مالک ہٹا اور مالک ہٹانا پایا جائے۔

جہاں تک تجارت کا تعلق ہے تو وہ یہ ہے کہ کوئی شخص کسی چیز کو نفع کے ساتھ فروخت کرنے کے لئے خریدے، لہذا دونوں میں فرق یہ ہے کہ تجارت میں نفع حاصل کرنے کا ارادہ ہوتا ہے، خود یہ متعلق ہو یا نہ ہو۔

ب- مسرہ (دانی):

۵- مسرہ لغت کے اعتبار سے تجارت ہے۔ خطابی نے فرمایا کہ ”مسار“ محض لفظ ہے اور ان میں سے بیعت لوگ ان سے خرید و فروخت ہوتی تھی محض ہوتے تھے، ان ہی عجیبوں سے یہ لفظ لے لیا گیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کو لفظ تجارت سے بدل دیا (۲) جو

(فیض الباری ۲/۴۸۲ طبع المکتبۃ الاسلامیہ)۔

(۱) ابنی ۵۶۰۳۔

(۲) حدیث: ”کان اسم التجارة مسامرة لغيره رسول اللہ ﷺ کی روایت ترمذی (۵۰۵۳ طبع المکتبۃ الاسلامیہ) اور حاکم (۲/۲۷ طبع دار الفکر)۔

تجارت

تعریف:

۱- تجارت لغت و اصطلاح میں نفع کی غرض سے خرید و فروخت کے ذریعہ مال کے بدلے کو کہتے ہیں (۱)، اور یہ دراصل مصدر ہے جو پیش پر دلالت کرتا ہے اور اس کا فعل تجر، يتجر، تجراً و تجارة استعمال ہوتا ہے۔

تجارت کے شروع ہونے کی دلیل:

۲- تجارت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ“ (۲) (اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر مت کھاؤ ہاں البتہ کوئی تجارت ہو جو باہمی رضامندی سے ہو)۔ نیز اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ”لَقَدْ فَضَّلْنَا الْفُلَّانَةَ لِنُتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ“ (۳) (پھر جب نار پوری ہو چکے تو زمین پر چلو پھرو اور اللہ کی روزی تلاش کرو)۔

اور رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ہے: ”التاجر الأمين الصدوق مع السيبين والصدیقین والشهداء“ (۴) (امانت دار

(۱) تاج المروی، ردۃ تحریر۔

(۲) سورہ سجادہ ۲۹۔

(۳) سورہ بقرہ ۲۰۹۔

(۴) حدیث: ”التاجر الأمين الصدوق الأمين“ کی روایت ترمذی (۵۰۶۳ طبع المکتبۃ الاسلامیہ) نے کی ہے اس کی سند ضعیف ہے کیونکہ اس میں انقطاع ہے

تجارت ۶-۸

عربی زبان کا ایک اسم ہے (۱)۔

دوسرے کا اصطلاحی معنی ہے: بائع اور مشتہی کے چکر بنانا اور سرور و شخص ہے جو بائع اور مشتہی کے درمیان بیچ کو نافذ کرنے کے لئے کام کرے، اسی کا دوسرا نام لال ہے، چونکہ یہ بیچ کی طرف مشتہی کی طرف ہوتی رہتا ہے (۲)۔

شرعی حکم:

۶- تجارت ایک معاشی پیشہ ہے جسے انسان حصول زرعی غرض سے اختیار کرتا ہے اور یہ مالی مشروٹ ہے، چونکہ اس کے ذریعہ معاشرہ کی ضروریات پوری ہوتی ہیں لہذا اسلام پر مباح ہے، اور دین میں داخل ہے، اور کبھی کبھی اس میں بقیہ احکام شریعہ ۴۰؛ واجب، حرمت، کرہت وغیرہ جاری ہوتے ہیں، ان احول و ظروف کے لحاظ سے جو اس کے مطابق ہوتے ہیں۔

۷- تجارت سے متعلق احکام شمول فقہ کی بنیادی کتابوں کے، سے فقہاء و دہام مراد دیتے ہیں جن کو وہ حضرات حسبہ، آداب شریعہ اور فقہی کی کتابوں میں ذکر کرتے ہیں اور بعض حضرات نے اس میں مخصوص کتابیں تالیف فرمائی ہیں، مثلاً: رمسی نے اپنی کتاب "الانتساب فی شرح المستطاب" اور ابو بکر حلال نے "کتاب التجارۃ" تالیف کی۔ اور کچھ نے حالات اور تجارتی مسائل پر لکھے ہیں جن کا حکم فقہاء کے یہاں سرور عام قواعد اور ان کے احکام سے معطوم ہوتا ہے۔

جیسا کہ فقہاء و مال تجارت کے بعض مخصوص احکام کو عرض فرما رہا ہوں (۱) ہے حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور وہ بھی اس کی موافقت کی ہے۔
(۱) تحفۃ الراوی ص ۹۸
(۲) ابن ماجہ ص ۹۸

(سلمان تجارت) کی زکاۃ کے باب میں یہاں کرتے ہیں، جیسے زکاۃ کا واجب ہوا ایسے مال میں نہ ہو اور وہ غرض تجارت نہ ہو تو اس میں زکاۃ واجب نہ ہو، جیسے پٹا اور زمینیں، انی طرح اس موال میں نکالی جانے والی زکاۃ کی نوٹ اور اس کی مقدار کا بدلہ جانے کے غرض تجارت ہونے کی صورت میں اس میں زکاۃ واجب ہے، جیسے جانور اور موال جن کے شراب لگ جاتے ہیں، نیز تجارت کے بعض احکام ضرورت اور دوسری قسم کی شرکتوں کے باب میں یہاں لکھے جاتے ہیں۔

تجارت کی فضیلت:

۷- تجارت حصول مال کا بہترین طریقہ ہے بشرطیکہ حرام مال کی طرح بیچوں سے بچے اور تجارت کے آداب کی رعایت کرے۔

حدیث میں آیا ہے: **مسئل السی مسئلہ** ہی الکسب **اطلب** فقال **عمل الرجل بیدہ وکل بیع مبرور** (۱) (نبی ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ! کون سی مانی پاکیزہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا اور ہر پاکیزہ بیچ) شریعتی نے اپنے حاشیہ میں فرمایا کہ آپ ﷺ کے قول: **کل بیع مبرور** میں تجارت کی طرف ایک اشارہ ہے (۲)۔

ممنوعات تجارت:

۸- تجارت میں ہر طرح کا فریب، دھوکہ اور جھوٹی قسم کے ذریعہ سلمان کو رائج کرنا حرام ہے۔ حضرت رفاع بن رافعؓ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کے ہمراہ عید گاہ کی طرف نکلا، آپ

(۱) حدیث: **اطلب الکسب عمل الرجل بیدہ**۔ "نحوہ (۳-۴) ص ۴۰
طبع المکتبہ (۱) ہے کہ ہے ابن حجر نے فرمایا کہ ان کے رجال میں کوئی حرج نہیں ہے (فیض القدیر ص ۵۳ طبع المکتبہ التجاریہ)۔
(۲) حاشیہ المشرقاوی علی التقریر ص ۳۲ طبع عیسیٰ الخلی۔

کر کے کم قیمت میں اس کا سامان خرید لے۔ اس کی تفصیل ”تلمیذی لہربان“ کی اصطلاح میں ہے۔

۱۰- ان قبیل سے احکار (مذکورہ وقت کرنے کے لیے سامان کو روک کر رکھنا) ہے۔ اس لئے کہ حدیث ہے: ”البحالب موزوق والمحتکر ملعون“^(۱) (مذکورہ وقت کرنے کی غرض سے مال لانے والے کو موزوق دیا جاتا ہے اور مال کو روک کر رکھنے والا ملعون ہے) نیز حدیث ہے: ”لا یحتکر إلا خاطیہ“^(۲) (گنہ گار ہی مال کو روک کر رکھتا ہے)۔ تفصیل کے لئے ”احکار“ کی اصطلاح دیکھی جاسکتی ہے۔

۱۱- ان قبیل سے یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے بھوہ پر بھوہ کرے، یعنی بائع و مشتری سامان کی قیمت میں متفق ہوں اور عقد منعقد ہونے کے قریب ہو، پھر ایک تیسرا شخص آکر یہ چاہے کہ وہ اس کو زیادہ قیمت دے کر پہلے کے قبضہ سے نکال لے^(۳)۔

۱۲- ان قبیل سے دشمن کے ساتھ ایسی چیز میں کی بیع کرنا ہے جس کے رعیہ دشمن مارے خلاف جنگ میں مستعد ہوں، جیسے تھپڑ مار لو، اور چھوٹے کے بعد ہی یوں نہ ہو، کیونکہ نبی ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ اس میں اس کے علاوہ چیز میں کو ان کے ہاتھ نہ دھت کرنا جائز ہے، بشرطیکہ مسلمان اس کے ضد و مدت مند نہ ہوں^(۴)۔

(۱) حدیث: ”البحالب موزوق والمحتکر ملعون۔“ کی روایت ابن ماجہ (۸۲۷۴ طبع النسخ) نے کی ہے اور بیہقی نے اس کی روایت میں فرمایا کہ اس کی سند میں علی بن زید بن جعدان ہیں جو ضعیف ہیں۔

(۲) حدیث: ”لا یحتکر إلا خاطیہ“ کی روایت مسلم (۳۳۸۳ طبع النسخ) نے کی ہے۔

(۳) لسان العرب مادة ”سوم“، النسخ ۳۳۶۴ طبع مکتبۃ المیزان۔

(۴) ابن ماجہ (۲۲۶۴)، جوہر لاکل (۲/۳۵۳)۔

ﷺ نے لوگوں کو خرید و فروخت کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ”یا معشر النصار“ (اے تاجروں کی جماعت!) تو لوگوں نے آپ ﷺ کو ”زیر لیب نہ“ اور پٹی روئیں اور نکائیں آپ کی طرف بلند کر لیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”ان النصار یبعثون یوم القیامۃ لبحاراً، إلا من اتقى اللہ و ہرّ و صدق“^(۱) (بے شک قیامت کے دن تاجر اس حال میں اٹھائے جائیں گے کہ وہ فاجر نہ ہوں گے، سوائے اس شخص کے جو اللہ سے ڈرے، نیک عمل کرے اور سچ بولے)۔

حضرت ابو ذر نے نبی ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ثلاثة لا یکلمہم اللہ یوم القیامۃ، ولا یظفر إلیہم، ولا یرکبہم، ولہم عذاب الیم، قلت: من ہم؟ یا رسول اللہ؟ فقد حسروا وخابوا، قال المنان، والمسبل إزارہ والمنفق سلعہ بالہلف الکاذب“^(۲) (قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تین قسم کے لوگوں سے نہ بات کرے گا، نہ ان کی طرف، نہ کچھ گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دہناک عذاب ہوگا، تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ یقیناً وہ کھائے میں ہوں گے، اور ما کام ہوں گے، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”سب جتاوے ملا، اپنے یہ بد کوئٹے سے نیچے نکالے، الا، رجبوئی قسم کے، رعیہ ہذا سامان رائج کرے ملا۔“

۹- ”ممنوعات تجارت میں سے“ تلمیذی خطاب ہے، ”ارود یہ ہے کہ شہری و دیہاتی سے اس کے بار بار میں پہنچنے سے قبل ہی ملاقات

(۱) حدیث: ”ان النصار یبعثون یوم القیامۃ لبحاراً۔“ کی روایت ترمذی (۵۰۶۴ طبع النسخ) نے کی ہے اس کی سند مجہول ہے (میزان الاحوال مدہی ۲۳۸ طبع النسخ)۔

(۲) حدیث: ”ثلاثة لا یظفر اللہ إلیہم یوم القیامۃ۔“ کی روایت مسلم (۱۰۳ طبع النسخ) نے کی ہے۔

تجارت کے آداب:

۱۳- تجارت کا ایک ادب یہ ہے کہ معاملہ میں نرمی برتی جائے، اچھے خدق کا نظام رہو، جنگ نہ کیا جائے، اور مطالبہ کے درمیان لوگوں کو حق میں متا نہ کیا جائے۔

اس کے تعلق بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، ان میں سے ایک حضرت جابر بن عبد اللہ کی وہ روایت ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "رحم الله رجلا سمحا اذا باع ولا اشترى ولا التقصى" (۱) (اس آدمی پر اللہ کی رحمت ہو جو بیچنے اور خریدنے میں تقصیر کرنے کے وقت اچھے اخلاق سے پیش آنے والا ہو)۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "غفر الله لرجل كان بكم سهلا اذا باع، سهلا اذا اشترى، سهلا اذا التقى" (۲) (اللہ تعالیٰ نے مسند کر دی اس شخص کی جو تم سے قبل خریدنے اور بیچنے میں تقصیر کرے کے وقت نرمی سے پیش آتا تھا)۔

۱۴- وہ اس کا ایک ادب مشتہ ہو کر کو چھوڑ دینا ہے۔ مثلاً ایسے بار بار میں تجارت کرنا جس میں حرام و حائل مخلوط ہوتے ہوں۔ اور ایسے شخص سے معاملہ کرنا جس کا بیعت مال حرام ہو (۳) اس لئے کہ حدیث ہے: "الحلال بين والحرام بين وبين ذلك أمور مشبهات لا يضمنها كثير من الناس: أمن الحلال هي أم من الحرام؟ فمن تركها فقد استبرأ لنفسه وعرضه" (۴) (حرام و حائل

دونوں واضح ہیں، اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے کہ وہ حلال ہے یا حرام، تو جس نے اس کو چھوڑ دیا اس نے اپنے آپ کو اپنی عزت کی حفاظت کر لی)۔

۱۵- ان قبیل سے صدقہ و رمانت کی توثیق ہے، حدیث میں ہے: "الساخر الأمين الصدوق مع السيب والصدیق والشهداء" (۱) (مانت، رمانت، صدیقین و شہداء کے ساتھ ہوگا)۔

۱۶- "وہی قبیل سے مال تجارت میں سے پھر صدقہ کرنا ہے، اس لئے کہ حدیث ہے: "إن الشيطان والإثم يحضران البيع فاشربوا بعكم بالصدقة، فإنها تطميء غضب الرب" (۲) (شیطان اور نادمہ دونوں بیچ کے وقت حاضر ہوتے ہیں، تو تم اپنی بیچ کے ساتھ صدقہ کرنا بھی شامل کرنا، یونکہ وہ رب کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتا ہے)۔

۱۷- "وہی قبیل سے صحیح سویرے تجارت کے سے جانا ہے، حضرت صحیح غامدی کی روایت ہے، "وہی قبیل سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللهم بارك لأمتي في بكورها" (۳) (اے اللہ میری امت کی صحیح میں برکت دے)، "کہا گیا ہے کہ صحیح ایک نادمہ آدمی

(۱) حدیث: "الساخر الأمين الصدوق مع السيب"۔ "کی ترویج" (تقریباً ۲) میں گذر چکی۔

(۲) حدیث: "إن الشيطان والإثم يحضران البيع"۔ "کی روایت ترمذی (۵۰۵/۳ طبع النسخ) اور حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے (۲/۲۷۲ تذکرۃ معارف الصحابہ) اور وہابی نے اس کی تصدیق کی ہے۔

(۳) حدیث: "اللهم بارك لأمتي في بكورها" کی روایت ترمذی (۵۰۸/۳ طبع النسخ) نے صحیح غامدی سے کی ہے، سفار کے فریب میں اس حدیث کے من روایوں کا تذکرہ کیا ہے جو سنائی ہیں، پھر یہ کہ اس کی بہت سی سندوں میں کلام ہے اور ان میں سے بعض سندیں حسن ہیں (الترغیب والترہیب ۵۲۹/۲ طبع النسخ)۔

(۱) حدیث: "رحم الله رجلا سمحا اذا باع ولا اشترى..." کی روایت بخاری (صحیح ۳۰۶۳ طبع التقریب) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: "غفر الله لرجل كان بكم سهلا اذا باع..." کی روایت ترمذی (۱۰۱/۳ طبع النسخ) نے کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(۳) تصویب ۱۸۶۳۔

(۴) حدیث: "الحلال بين والحرام بين..." کی روایت بخاری (صحیح ۲۸۰۳ طبع التقریب) اور مسلم (۱۲۱۹/۳ طبع النسخ) نے کی ہے۔

تجارت ۱۸

تھے، جب وہ اپنے تاجروں کو روانہ کرتے تو انہیں صبح سویرے روانہ کرتے، اس طرح وہ مالدار ہو گئے اور ان کا مال بڑھ گیا (۱)۔

مال تجارت میں زکاۃ کا جوہر:

۱۸۔ مال تجارت میں زکاۃ واجب ہے (۲)، اور مال تجارت وہ مال ہے جس کی طبیعت کسی معاوضہ کے ساتھ حاصل کرتے وقت اس کے ذریعہ تجارت کا قصد کیا جائے بشرطیکہ اس پر سال گزر جائے حدیث کے ساتھ فقہاء (۳) نیز حضرت حسن علیہ السلام، جابر بن عبد اللہ، ثاری، نخعی، اور علی، ابو حنیفہ، حنفی، و اصحاب رائے اسی کے قائل ہیں۔ امام مالک، شافعی نے اپنے قول میں یہ بھی فرمایا ہے۔

وہ مالکہ جس نے تاجر مدیر یا تاجر یا تاجر کے درمیان فرق یا ہے، تاجر مدیر، وہ مال ہے جو سالوں کو اس کی باقی قیمت پر فروخت کر کے دوسرے سال لائے، مثلاً ۱۰۰ روپے، تو یہ شخص ۱۰۰ روپے سال زکاۃ لے کرے گا اور تاجر یعنی مال کا سال کرے، ملاقات جو بار بار میں سالوں تجارت لے جائے، یا تاجر سال ہے تاکہ قیمت نہ ہو جائے تو یہ تاجر کی تجارت پر زکاۃ واجب نہ ہوگی، تاکہ اس کا مال شکل نقد ہو جائے، خواہ اس کے پاس وہ مال سالہا سال یوں نہ باقی رہے (۴)۔

مہرے اس حدیث سے استدلال یا ہے: ”کان رسول اللہ ﷺ یأمرنا أن نخرج الصدقة مما نعد للبيع“ (۵)

(۱) تہذیب الاثر ۴/۲۰۴

(۲) انہی ۳۰۴، روح البیان ۲/۲۶۶، بیان المصالح ۲۰۴۔

(۳) وہ سات فقہاء ہیں: سعید بن المسیب، عروہ بن زریع، القاسم بن محمد، عید اللہ بن محمد، عروہ بن زریع، سلیمان بن یارور، سابق بن ابی سلمہ بن عبد الرحمن بن عوف ہیں اکثر کے نزدیک۔ دیکھئے الموسوعۃ جلد ۱۰ تراجم الفقہاء کی کتاب۔

(۴) المدوۃ ۲/۵۳۳، الدرر ۱/۲۷۳، ۲/۷۳۳۔

(۵) حدیث ”کان یأمرنا أن نخرج الصدقة“ کی روایت ابو داؤد

(رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم ہر اس مال کی زکاۃ ”اگر میں جو ہم حق کے لئے تیار کرتے ہیں“ نیز اس حدیث سے: ”وفی البر صدقة“ (۱) (پڑے میں زکاۃ ہے)۔ اس میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ اصل میں زکاۃ واجب نہیں، لہذا یہی طور پر یہ ثابت ہوا کہ اس کی قیمت میں زکاۃ واجب ہوگی، ورنہ اس کے درمیان اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں کہ حوالہ دہ (سب گزرا) اور جوہر نصاب دفتوں کا وجوب زکاۃ میں اعتبار کیا گیا ہے (۲)۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح ”عروض تجارت“ (۳) (۴) تجارت کی زکاۃ (۵)۔



(۱) ۲/۱۲ طبع عزت حیدر عباسی، ۱۷۷۱ء کی ہے ابن حجر نے یہ روایت کی سند میں جمالت ہے (۱) طبع ۹۲۲ء طبع شرکت المصاحف الفیہ ۸۔

(۲) حدیث ”وفی البر صدقة“ کی روایت احمد (۵/۹۶، طبع المصنف) اور حاکم (۱/۳۸۸، دائرة المعارف الشافعی) نے کی ہے حاکم نے سے صحیح قرآن ہے حدیث میں نے ابن کی موافقت کی ہے۔

(۳) ساتھ مراجع، انہی ۳۰۴، روح البیان ۲/۲۶۶، بیان المصالح ۲۰۴۔

(۴) ابن ماجہ ۲/۳۳۳، انہی ۳۰۴، کتاب المصالح ۲/۲۶۶، ۲/۷۳۳۔

انہی ۳۰۴، کتاب المصالح ۲/۲۶۶، ۲/۷۳۳۔

اور حنفیہ نے یہ شرط لگائی ہے کہ دونوں ہنموں کے درمیان کی مجلس یا کسی نماز کے درمیان فصل نہ رہے لہذا اگر اس طرح فصل نہ ہو تو غرہ ہے، اور بعض حنفیہ سے تجدید ہنموں کی شرط عینت بھی نقل کی گئی ہے اگرچہ کسی مجلس یا نماز کے درمیان فصل نہ رہے۔

اور تجدید ہنموں کے لئے مالتیہ نے یہ شرط لگائی ہے کہ پہلے ہنموں سے کوئی عبادت نہ رہے، (۱) طواف یا نماز (۲)۔

اور اس کے شرع ہونے کی ایک دلیل یہ حدیث ہے: ”مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طَهْرٍ كَتَبَ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ“ (۳) (جو شخص طہارت کی حالت میں ہنمو کرے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جائیں گی)۔

اور حناۃ مار کے لئے ہنمو کرتے تھے اور حضرت علی ہنمو کر کے آیت دلیل کی تلاوت فرمایا کرتے تھے: ”يَا أَيُّهَا الدِّينُ آمَنُوا إِذَا فُتِنَ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسُوا وُجُوهَكُمْ“ (۴) (اے ایمان والو جب تم مار کو انھو تو چہرے میں در ہاتھوں کو ہنمو سمیت صو یا کر) اور اس وجہ سے بھی کہ تہہ، سلام میں ہمار کے لئے ہنمو ضروری تھا، پھر اس کا وجوب منسوخ نہ ہوا، اور اصل مطلوب باقی رہا (۵)، کیجئے اصطلاح ”ہنمو“۔

کان کے مسح کے لئے نیا پانی:

۳- امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ کانوں کا مسح کرنے کے سے نیا

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۸۱

(۲) مواہب الجلیل ص ۳۰۲

(۳) المقرطی ص ۸۱

حدیث ”مَنْ تَوَضَّأَ عَلَى طَهْرٍ كَتَبَ لَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ“ کی روایت

ترمذی (۸۷۱ طبع المجلد) نے کی ہے اور فرمایا کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

(۴) سورۃ المائدہ ص ۶

(۵) مفتی امجد ص ۳۷

تجدید

تعریف:

۱- تجدید لغت کے مترادف ”جند“ کا مصدر ہے، اور جند یہ قدیم کی ضد ہے، اسی سے ”جند و صوء“ اور عہدہ اور ثوبہ“ ہے، یعنی اس نے ہنمو، یا عہدہ یا پٹہ دیا نیا (۱)۔
اور اصطلاح شرعی کا استعمال بھی اسی معنی میں ہے۔

شرعی حکم:

۲- چار مواقع مقام کے تفاوت سے تجدید کا حکم مختلف ہوتا ہے: چنانچہ جمہور فقہاء کے نزدیک ہنمو کی تجدید سنت ہے یا مستحب ہے، ان کی اصطلاحات کے اختلاف کی بنیاد ہے، اور امام احمد سے اس مسئلے میں دو روایتیں ہیں: ان میں سے صحیح روایت جمہور کے مطابق ہے اور دوسری روایت یہ ہے کہ اس میں کوئی فصیلت نہیں ہے (۲)۔

اور شافعیہ نے مستحب ہونے کے لئے یہ شرط لگائی ہے کہ پہلے ہنمو سے کم رکعت نماز نہ پڑھ لے، اگر اس سے پہلے ہنمو سے کوئی نماز نہیں پڑھی تو تجدید ہنمو واجب نہیں، اگر اس سے اس کے خلاف کیا، اور ہنمو کر لیا تو اس کا ہنمو درست نہیں ہوگا، یہ تکہ مطلوب نہیں (۳)۔

(۱) لسان العرب، لمصباح مادہ ”جند“۔

(۲) مجلس لا من قبلہ ص ۳۳

(۳) مفتی امجد ص ۳۷

تجدید ۳-۵

مرتبہ عورت کے نکاح کی تجدید:

۵- جمہور فقہاء کے نزدیک اگر کوئی عورت مرتبہ ہو جائے اور اس دم کی طرف نہ لوٹے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ حنفیہ نے کہا کہ اس کو قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ موت تک قید کر دیا جائے گا۔

در بعض فقہاء حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب کوئی شادی شدہ عورت مرتبہ ہو جائے تو اس پر اسلام لانے اور شہرہ اس سے نکاح کی تجدید کرنے پر زور دیا جائے گا خود اس کی رضا مندی کے بغیر ہی یوں نہ ہو بشرطیکہ اس کا شوہر یہ چاہتا ہو۔ اور جب وہ مسکین ہو جائے تو شوہر کے علاوہ سے نکاح کرنا اس کے سے چاہئیں اور ہر کا ضعیف کے لئے لازم ہے کہ تھوڑے مہر پر اس کے نکاح کی تجدید کرے۔ تفصیل ”رؤت“ کی اصطلاح میں ہے۔

۱۔ اگر زوجین میں سے کوئی ایک دخول کے بعد مرتبہ ہو جائے تو حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک مرتبہ ہوتے ہی نکاح ختم ہو جائے گا، پھر اگر ان میں سے مرتبہ ہونے والا مسلمان ہو جائے اور عدت باقی ہو تو تجدید نکاح نہ دینی نہیں۔ اور ثانیہ، متاבלہ کا مذہب یہ ہے کہ عدت کے ختم ہونے تک نکاح موقوف رہے گا۔ اگر عورت کے مدت میں رہتے ہوئے مرتبہ ہونے والا شخص مسلمان ہو جائے تو وہ دونوں اپنے نکاح اول پر باقی رہیں گے، اور اگر وہ مسلمان نہ ہو تو مرتبہ ہونے کے وقت ہی سے نکاح کو فسخ مانا جائے گا اور اسی وقت سے مدت شمار کی جائے گی (۱)۔ اس کی تفصیل ”رؤت“ کی اصطلاح میں ہے۔

پانی بیہ سنت ہے، اس کے بغیر سنت حاصل نہ ہوئی، تمام حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک صحیح یہی ہے (۱)۔ اور حنفیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ سر کے سے سے ہوئے پانی سے ہی دونوں کا مسح کرنا سنت ہے (۲)۔

مستحقہ کے سے پٹی و رمدی کی تجدید:

۴- ثانیہ کا صل مذہب یہ ہے کہ نماز کے وقت مستحاضہ پر پٹی و رمدی گدی کا استعمال ضروری ہے۔ وضو پر قیاس کرتے ہوئے اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں ہے، اس لئے کہ جب نجاست مسلسل ہو تو اس کے زوال کا کوئی معنی نہیں۔ یہ اختلاف تو اس صورت میں ہے جب پٹی کے اطراف پر خون طہ نہ ہو، اگر پٹی اپنی جگہ سے نہ ہٹے۔ اور اگر پٹی کے اطراف پر خون طہ ہو جائے یا وہ پٹی جگہ سے ہٹ جائے تو نئی پٹی لگانا ضروری ہے، اس میں ان کا ایک ہی قول ہے (۳)۔

در حنابلہ کے نزدیک پٹی کا دوبارہ باندھنا اور خون کو نماز کے سے ہونا ضروری نہیں، بشرطیکہ باندھنے میں کوئی کمی نہ کرتی ہو۔ اور بعض فقہاء حنفیہ نے نجاست کو کم کرے کی غرض سے مستحاضہ اور غیر معذور لوگوں کے لئے پٹی یا گدی باندھنے کو تحب قرار دیا ہے اور تجدید کے مسئلہ میں کوئی سرحت نہیں لی ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ واجب نہ ہو، کیونکہ صل پٹی ہی واجب نہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں مالکیہ کی کوئی سرحت نہیں ملی (۴)۔

(۱) مفتی الکناج، ۱/۹۰، ۱/۱۳۵، ۱/۱۳۸، ۱/۲۳۸۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ، ۱/۸۳، ۱/۸۴۔

(۳) مفتی الکناج، ۱/۱۱۴۔

(۴) (ص ۷۷) ۳۵، الخلاء و علی مرتبی، اصلاح ص ۸۰، دارالایمان دہلی۔

(۱) البحر الرائق شرح کتر الدکات، ۳/۲۳۰، حاشیہ ابن ماجہ، ۳/۴۴، ۳/۴۵، مع المشرع المکبیر، ۷/۵۶۵، ۷/۵۶۶۔

تجرد

دیکھئے: ”عمود“۔

تجربہ

تعریف:

۱- ”تجربہ“ ”حزبت“ کا مصدر ہے، اس کا معنی ہے: ”زمانہ، چنانچہ کہا جاتا ہے: ”حزبت الشیء تجرباً وتجربة“ معنی میں نے اس کوئی فائدہ آزمایا (۱)۔
درفۃ ما، اس کو اس کے لغوی معنی ہی میں استعمال کرتے ہیں۔

اجمالی حکم:

۲- افطار کے مباح ہونے میں مرض کا اثر اگر تجربہ سے اس کے بڑھنے کا اندیشہ ہو:
ایسے مریض کے لئے افطار کرنا جائز ہے جس کو تجربہ سے مرض کے نہ ہونے کا اندیشہ ہو، اگرچہ تجربہ اس مریض کے علاوہ کسی دوسرے مریض کا ہو، بشرطیکہ مرض ایک ہو (۲)۔
ہاں تک اس تندہ دست شخص کے حکم کا تحقق ہے، جس کو روزہ رکھنے سے مرض قائم و دائم ہو، وہ شرطہ مرض جو افطار کو جائز کر دے، اسے وہاں فی تفصیل ”صوم“ کی صراح میں، لکھی جاسکتی ہے۔

مدت خیار میں مئی کو آزمانا:

۳- مدت خیار میں مئی کو آزمانا جائز ہے، اگر یہ آزمائش سات کے

(۱) المصباح المصغر، لسان العرب، مجموس اللغات، ص ۵۳۵۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ، ج ۱/۲، ص ۱۶۱، طبع بولاق، جامعہ الدہلوی، ۱۳۵۵ھ۔

تحریر ۶-۳

بدلنے سے بدل جاتی ہے اور اس کے بعض اہم مشورہ جیٹ میں (۱) اس کو یہ قرار دینے کی دلیل ہے، لہذا حنفی کے رد ایک دلائل سے جازت ہوئی (۱)۔

ب- کپڑے کا تجربہ:

۱- کپڑے کی مانی چوڑائی معلوم کرنے کے لئے مدت حیا میں اس کا تجربہ کرنا جائز ہے اور جمہور فقہاء کے نزدیک اس کو اجازت نہیں سمجھا جائے گا۔ حنفی نے یہ مسئلہ ہی ہے کہ مشق کی کپڑے کو ایک مرتبہ پہن کر وہ بورہ اس کی مانی چوڑائی معلوم کرنے کے لئے پہنچا اس کا خیال ساتھ ہو جائے گا۔ یہ کپڑے کو بار بار پہننے کی کوئی ضرورت نہیں، اس سے کہ مقصد تو صرف ایک ہی ہوتا ہے پہننے سے حاصل ہو جاتا ہے۔

۲- کپڑے کے ایک مدت حیا میں کپڑے کو استعمال کرنے کی سولہ صورتیں ہیں۔ ان کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں سے بعض صورتوں میں تجربہ کرنے کے لئے مذکور شرائط کے ساتھ کپڑے پہننا حرام ہے (۲)۔ موضوع کی تفصیل کے لئے ”خیار شرط“ کی اصطلاح کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

ب- مکان کا تجربہ:

۵- حقیقی گھر مکان ہو اور مدت حیا میں مشق کی سے اس میں اقامت اختیار کر لی یا کسی کو اتارنے کے ساتھ یا بلا اتارنے اس میں ٹھہر یا تو اس کا اختیار ختم ہو جائے گا، کیونکہ یہ طبیعت کو اختیار کرنے یا

(۱) کتاب الفتاویٰ ۲۰۸ طبع عالم الکتب، جامعہ المدینہ، ۱۳۳۴ھ طبع دار المعرفہ۔

(۲) بدائع الصنائع ۲۰۵ طبع المجالس تحت القہواء ۹۰/۲، المشرح البیہر ۳۶، جامعہ المدینہ، ۱۳۳۴ھ طبع دار المعرفہ، المجلد ۱۱، الفروع لابن المفلح ۹۰/۸، کتاب الفتاویٰ ۲۰۸ طبع عالم الکتب۔

ج- جانور کا تجربہ:

۶- فقہاء کی رائے ہے کہ مدت حیا میں جانور کا تجربہ کرنا جائز ہے، لہذا وہ اس کی رفتار اور اس کی خوراک کو دیکھے گا۔ تجربہ کی کیفیت ہر کس مدت میں جانور کا تجربہ ممکن ہے اس میں کچھ تفصیل اور اختلاف ہے، جس کے لئے اس کے مقام نیز ”خیار شرط“ کی اصطلاح کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے (۳)۔

(۱) بدائع الصنائع ۲۰۵، تحت القہواء ۹۰/۲۔

(۲) المشرح البیہر ۳۶، ۱۳۶، شرح الفروع ۱۱/۵۔

(۳) المجلد علی شرح المسح ۱۱۹، آسنی الطالب ۵۵/۲، المشرح البیہر مع الفروع ۲/۳، مفتی الکتاب ۳۹/۲، رد المحتار ۳۵۵، فتح الفروع ۹۰/۸، کتاب الفتاویٰ ۲۰۸۔

(۴) بدائع الصنائع ۲۰۵ طبع المجالس تحت القہواء ۹۰/۲، المشرح البیہر ۳۶، جامعہ المدینہ، ۱۳۳۴ھ طبع دار المعرفہ، المجلد ۱۱، الفروع لابن المفلح ۹۰/۸، کتاب الفتاویٰ ۲۰۸ طبع عالم الکتب۔

(۵) المشرح البیہر ۳۶، ۱۳۶، مفتی الکتاب ۳۹/۲، رد المحتار ۳۵۵، فتح الفروع ۲/۳، مفتی الکتاب ۳۹/۲، کتاب الفتاویٰ ۲۰۸۔

میں، لکھ جائے ہیں۔

بچہ کی عقل مندی معصوم نہ رہے لے، اس کا تجربہ:

۷۔ بچہ کی عقل مندی معلوم کرنے کے لئے اس کو آزمایا جائے گا۔ اور یہ اس طرح ہوگا کہ اس کے حوالہ ایسے تعمرات لے جائیں گے جس میں اس کے چپے لوگ تعمر کر رہتے ہیں۔

اگر وہ تاجر کی ولادت میں سے ہے تو خرید و فروخت کا کام اس کے حوالہ کیا جائے گا، اور اگر اس نے بار بار معاملہ کیا اور دھوکہ نہ کھایا اور جو مال اس کے قبضہ میں تھا اس کو ضائع نہ کیا تو وہ عقل مند ہے اور فاشکار رہا نہ فاشکاری کے درمیان آزمایا جائے گا اور ان لوگوں کے اثرات کے درمیان آزمایا جائے گا جو مصالح و مصلحت کی انجام دہی میں مشغول ہوں، مگر یہی کہتا ہے کہ "اس کی نگرانی نہ کرو" اور پیشہ وروں کا بڑا ہی پیشہ کے درمیان آزمایا جائے گا جس سے اس کے والد و سرپرست متعلق ہیں۔

ہام ابو حنیفہ، ہام زفر اور ہام بخاری کی رائے یہ ہے کہ جو شخص
بے تقویٰ کی حالت میں بالغ ہو، وہ اس کے بچپن کی حد مرت نہیں۔
جب اس کی عمر کے پچیس سال مکمل ہو جائیں تو ان کے نزدیک اس کا
ماں اس کے حوالہ کردینا ضروری ہے اگرچہ وہ عقل مند نہ ہو۔ یہ نکتہ
اس کاماں اس کے حوالہ نہ کرنا تاوانب سیکھانے کے لئے تھا اور جب
اس سے اب نہ سیکھا اور وہ اس عمر کو پہنچ گیا کہ اس عمر میں وہ ابنِ ستائے
تو اب اس کے مودب ہوئے کی امید نہیں (۱)۔

رشد کے معنی اور پچھ کی عقل منہ کی معلوم کرے کے لئے اس کے تجربہ کے وقت کے سلسلہ میں فقہاء کی مختلف راہیں اور مقامات میں جو ”حجرت“، ”رشد“ اور ”منہ“ کی اصطلاحات

(۱) بحسب مع شرح الکبیر ۳۳۵، نہایۃ الحاج ۳۵۵، مفتی الحاج ۱۶۹،
طبع معضی بحسب، حاشیہ الطحاوی علی الدر الخیر، ۳۵۵، دور الحکام شرح عجلیۃ
لاحقاً، ۱۸۳، ۳۳۵، تفسیر القرطبی، ۵۸۳۔

قیافہ شناس کی مہارت کو جاننے کے لئے اس کو آزمانا:
۸۔ ثبوت نسب کے متعلق قیافہ شناس کی بات جن لوگوں کے نزدیک کامل عمل ہے ان کے نزدیک قیافہ شناس کے سامنے میں یہ شرط ہے کہ وہ اصابتِ رائے میں تجربہ رہتا ہو، اس سے کہ حدیث ہے: "لا حکم الا ذو تجربۃ" (۱) (تجربہ کاری خیم ہوتا ہے)۔ اور اس وجہ سے بھی کہ قیافہ شناس کا کام ہے، ابد قیافہ شناس کا اس علم سے واقف ہونا ضروری ہے اور بھی تجربہ کے پیمانے ہوتا ہے۔

قیافہ شناس کی مہارت کو جانے کے سے اس کے رہانے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک لڑکا ایسی چند عورتوں کے درمیان پیش کیا جائے کہ ان میں سے کوئی اس کی ماں نہ ہو، ایسا تین مرتبہ کیا جائے، پھر اسے ایسی چند عورتوں کے درمیان پیش کیا جائے کہ ان میں اس کی ماں بھی ہو، پھر اگر وہ سب کے بارے میں درست رائے قائم کر لے تو اسے تجربہ کار سمجھا جائے گا۔

یہاں اس طرف اشارہ کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حنفی قیافہ شناس کے قول پر عمل کرنے کو مطلقاً جائز قرار دیتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس نے قیافہ شناس کے قول کو حکم میں دلیل کے طور پر قبول کرنے کے لئے شرطیں میں لگائی ہیں (۴)۔

ہر موضوع سے "معلق تصدیق" کے ہے "قید" کی اصلاح
 دیکھی جاسکتی ہے۔

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام دو بچہ مرثیہ کی روایت (۱۹۸۳ء طبع)
 (۲) (۱۹۸۳ء طبع) نے کی ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ (دیکھئے میزان الاعتدال
 ۲۳۴ طبع ۱۴۰۳ھ)۔

(۲) روح الطائفتی ۱۰۲/۴ نہایت کتاب ۸/۳۵ مطاب و لکھی
۳۶۶۲ فتح کردہ کتاب لا طلاق، المعنی مع شرح الکبیر ۶/۳۹۸ صمد القاری
شرح صحیح افشاری ۱۰۹/۱۰۰ طبع لکھنؤ، مہرود الخیر اصطلاح ثبت۔

تجربہ ۹، تجزو، تجسس ۱-۲

ہل علم کا تجربہ:

۹- جن ہل علم کے قول پر تنازعات میں عمل کیا جاتا ہے ان کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کا علم مناسب تجربوں سے حاصل ہوا ہو۔ جیسے: اکر، اخیر وغیرہ۔

تجسس

تعریف:

۱- تجسس کا لغوی معنی خبروں کی جستجو کرنا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: حسس الأخبار وتجسسها، جب کوئی شخص خبروں کی تحقیق جستجو کرے، اسی سے جاسوس ہے جو خبروں کی جستجو کرنا ہے اور مخفی امور کی کھوج کر رہتا ہے، پھر اسے آنکھ سے دیکھنے کے لئے بطور استعارہ استعمال کیا گیا (۱)۔

اس کا اصطلاحی معنی لغوی معنی کے ارادہ سے خارج نہیں ہے۔

تجزؤ

دیکھئے: "تجسس"۔

متعلقہ الفاظ:

الف- تجسس:

۲- اس کا معنی خبر دریافت کرنا ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: "رجل حساس للأخبار" یعنی اس کو خبروں کی بڑی معلومات حاصل ہے، اور احساس کا معنی اصلی دیکھنا ہے اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "هَلْ تَحَسُّسُ مِنْهُمْ مَنْ أَحَدٍ" (۲) (سو آپ ان میں سے کسی کو بھی دیکھتے ہیں)، یعنی یا تم دیکھتے ہو، پھر یہ مجد ان اور ہم کے لئے استعمال کیا جانے لگا، خواہ کسی بھی حالت میں قوت مد رک کے ذریعہ ہو، اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وَلَا تَحَسُّسُوا" (اور ٹوہ میں مت لگے



(۱) المصباح الحیر۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۸۸۔

تجسس ۳-۵

رہو) کو "ولا تحسسوا" کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے (۱)۔
پیشتر نے فرمایا کہ یہ دو لفظ ایک ہی معنی میں اُردہ کیا ہے کہ
تجسس کا اطلاق برائی پر ہوتا ہے اور تجسس (حار کے ساتھ) کا
استعمال کثر بھائی میں ہوتا ہے (۲)۔

ب- ترصد (گھات میں بیٹھنا):

۳- ترصد کا معنی ہے: "تر پر بیٹھنا" رانی سے "رصدنی" ہے۔
یعنی وہ شخص جو سڑکوں پر اس غرض سے بیٹھتا ہو کہ لوگوں کو دیکھ کر ان کا
مال غلامی لے لے (۳)۔

تجسس اور ترصد اس اعتبار سے متحد ہیں کہ دونوں کا معنی لوگوں
کے حالات کی جستجو کرنا ہے مگر تجسس تو قیثش اور کوشش کے ذریعہ ہوتا
ہے تاکہ خبریں معلوم ہو سکیں، خواہ اس کو ہوا یا ایک جگہ سے دوسری جگہ
جا کر اور "ترصد" کا تحقق تو بیٹھنے، انتظار کرنے اور گھات میں لگنے
سے ہوتا ہے۔

صحت (بخور سننا):

۴- صحت کا معنی: "ستمع یعنی کان کا" ہے۔ کہا جاتا ہے: "اصت
بصاۃ" یعنی اس نے کان لگایا۔ "بخور" سے سننے کے لئے خاموش رہا
تو یہ تجسس سے عام ہے، کیونکہ صحت تو چھپ کر اور اطمینان میں
طرح ہوتا ہے (۴)۔

شرعی حکم:

۵- تجسس کے مثل حرام ہیں: حرمت، وجوب، رباحیت۔

مسلمانوں کے خلاف قیثش جستجو کرنا دراصل حرام و ممنوع
ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "ولا تحسسوا" (تم
جاسوسی نہ کرو)، اور اس وجہ سے بھی کہ اس میں مسلمانوں کی پردہ داری
اور زیب بونی ہے۔ "رجس کو نہوں نے چھپ رکھا ہے اس کو شکار کرنا
ہے۔" در رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یا معشر من امن بلسانہ
ولہ یدخل ایمانہ الی قلبہ لا تتبعوا عورات المسلمین،
فان من تتبع عورات المسلمین تتبع اللہ عورۃ حتی
یفضحہ ولو فی جوف بینہ" (۱) (اے وہ لوگو جو صرف زبان
سے ایمان لائے ہو اور زبان تمہارے دل میں نہیں داخل ہو ہے، تم
مسلمانوں کی پردہ داری نہ کرو، کیونکہ جو شخص مسلمانوں کی پردہ داری
نہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی پردہ داری نہ کرے گا اور اس کو رسوا کرے گا،
چاہے وہ گھر کے اندر ہی رہے ہو)۔

دن سب نے فرمایا کہ پردہ پوشی واجب ہے، مگر عام حکم اور
رہائے چار آدمیوں میں سے ایک سے (کہن سے پردہ پوشی واجب
نہیں ہے)۔

اور قیثش کرنا بھی واجب ہوتا ہے، چنانچہ بن الماشون سے نقل
یا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ چوروں اور کونوں کے رہنے کی جگہ
کی قیثش کی جائے لی اور ان کے خلاف تعامن نہ کیا جائے گا، یہاں تک
کہ قاتل روہیے جائے یا طعن کر دے یا جہاں (۲)۔ ان کی تلاش
بغیر تجسس اور بغیر ان کی حالتوں کے دریافت کئے ہوئے نہیں ہوسکتی۔

مسلمانوں اور غیر مسلموں کے درمیان جنگ کے وقت کفار
کے لشکر کی حالت کی تحقیق کرنے کے لئے جاسوسوں کو بھیجنا مباح ہے

(۱) فقیر المکات ۵۶۸/۳۔

عبدیہ "یا معشر من امن بلسانہ" کی روایت "مدی
(۳۷۸/۳ طبع اعلیٰ) نے کی ہے مگر ملایا ہے کہ یہ جس غرض سے ہے۔

(۲) تہذیب الامور ۱۷۱/۳۔

(۱) سورۃ احزاب ۱۲۔

(۲) المصباح لمیر تقیر المشرقی ۵۰۱۸/۳۔

(۳) المصباح لمیر۔

(۴) المصباح لمیر۔

تجسس

تاک ان کی تعداد، ان کے اسباب جنگ اور گھبرنے کے مقامات وغیرہ سے متعلق معلومات حاصل ہو سکیں۔

ی طرح تفتیش کرنا مباح ہے جب حاکم کو پخیر دی جائے کہ قندس کے گھر میں شراب ہے، لہذا اگر چند کوئی کے گھر میں شراب ہونے کی کوئی دلیل تو صاحب خانہ کے حوالے کی تفتیش کی جائے لی، لہذا اگر وہ اس چیز میں مشہور ہو جس کی خبر دی گئی ہے تو اس کا مواخذہ ہوگا اور اس کا حال پوشیدہ ہو تو تفتیش کی ضرورت نہیں ہے۔ امام مالک سے اس پولیس کے بارے میں دریافت کیا گیا جس کے پاس ایک شخص نے پخیر دی کہ چند لوگ ایک گھر میں شراب پینے کے سے کھنڈ ہوئے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ لوگ ماسلوم گھر میں ہوں تو اس کی تفتیش نہیں کی جائے گی، اور اگر وہ گھر اس میں مشہور ہو تو اس کی تفتیش کی جائے گی۔

درمختص کو اس بات کا حق ہے کہ وہ جرائم کا ارتکاب کرے و لوں کی تلاشی لے، کیونکہ ان مقرر کئے جانے کی بنیاد ہی مرہومہ و رنئی عن المنکر ہے (۱)۔

دوران جنگ مسلمانوں کے متعلق تفتیش کرنا:

۶۔ مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنے والا یا تو مسلمان ہوگا یا نبی یا کافر حربی اور مارون رشید سے جب امام ابو یوسف سے ان لوگوں کے متعلق حکم دریافت کیا تو انہوں نے جواب میں فرمایا: اے میرے مومنین! آپ سے سب جاسوسوں کے متعلق دریافت فرمایا ہے جو پائے جاتے ہیں تو وہ یا تو ذمی ہوں گے یا حربی یا مسلمان، تو اگر وہ حربی ہوں یا یہود و نصاریٰ یا رنجوی میں سے ایسے نبی جو یہ کہہ کر تے ہوں تو ان کی گردنیں مار دیے، اور اگر مسلمانوں میں سے ہوں

تو انہیں درناک دیکھئے اور ان کو طویل مدت تک قید میں رکھئے یہاں تک کہ وہ توبہ کریں (۱)۔

امام محمد بن اسحق نے فرمایا کہ جب مسلمان کسی ایسے شخص کو پائیں جو مسلمان ہونے کا دعویدار ہو اور وہ مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کا جاسوس ہو جو مسلمانوں کی پوشیدہ باتیں لکھ کر اس کے پاس بھیجنا کرتا ہو، پھر اس نے برضا و رغبت اس کا قتل کر لیا ہو تو اسے قتل نہ کیا جائے گا، امام اسے درناک مزا دے گا، پھر فرمایا کہ اس جیسے شخص، حقیقت مسلمان نہیں ہو سکتا، تاہم اس کو قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ ان چیزوں سے آدمی کا مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے ان کو اس نے نہیں چھوڑا ہے، لہذا وہ ظاہر میں اسلام سے خارج نہیں مانا جائے گا جب تک وہ ان چیزوں کو نہ چھوڑ دے جن کے ذریعہ وہ اسلام میں داخل ہوا ہے۔

۷۔ اس لئے بھی کہ اس کو اس کے بے کام پر لاج نے آمادہ کیا ہے، بد اعتقادی نے نہیں اور یہ بہترین توجیہ ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اسی کا حکم دیا ہے۔ فرمایا: ”الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ آنسًا“ (۲) (جو اس) کلام کو کانٹا کرتے ہیں پھر اس کی اچھی اچھی باتوں پر چلتے ہیں)۔ اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کی روایت سے اس پر استدلال کیا گیا ہے، کیونکہ انہوں نے قریش کو یہ لکھ بھیجا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تم سے جنگ کرنے لے ہیں، لہذا تم اپنا حاکم بنو، اس پر حضرت عمرؓ نے ان کے قتل کا ارادہ فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: ”مہلا یا عمر! فاعل اللہ قد اطلع علی اهل بدر فقال: اعملوا ما شئتم فقد

(۱) الخراج لابن یوسف ۲۰۶، ۲۰۵۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۸۱۔

تجسس ۶

عصرت لکم“ (۱) (عمر ذرا بھر و اشاہد کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے احوال پر مطلع ہونے کے بعد اس سے یہ کہہ دیا ہے کہ اے اہل بدر! میں تم کو بخش چکا ہوں اب تم جو چاہو کرو) تو اگر وہ اس کی وجہ سے کافر اور واجب القتل ہو جاتے تو رسول اللہ ﷺ انہیں نہ چھوڑتے، خواہ بدری ہوں یا غیر بدری، و اسی طرح اگر ان کا قتل بطور حد ضروری ہوتا تو رسول اللہ نہیں نہ چھوڑتے، ”ان کے متعلق یہ آیت مازل ہوئی: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْبُوا عَدُوِّي وَعَدُوَّكُمْ أُولَئِكَ“ (۲) (اے ایمان والو! تم میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بنالیا) تو قرآن نے ان کو مومن قرار دیا ہے اور حضرت بابہ کا وہ واقعہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے جب ان سے عترت کے مشورہ یا قتل تو انہوں نے اپنی انگلی اپنے حلق پر زاری تاکہ انہیں یہ بتا دیں کہ اگر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر آمین گئے تو انہیں قتل کر دیا جائے گا، انہیں کے بارے میں یہ آیت مازل ہوئی: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْبُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ“ (۳) (اے ایمان والو! خیانت نہ کرو اللہ اور رسول کی)۔

اسی طرح اگر ذمی نے ایسا کیا تو اسے بھی درناک قرار دیا جائے گی، ورنیل کے حوالہ کیا جائے گا اور وہ اپنے اس فعل کی وجہ سے عہد کو توڑنے والا نہ سمجھا جائے گا، کیونکہ اگر کوئی مسلمان ایسا کرتا ہے تو اس کا یہ فعل اس کے لئے مان کو ختم کرے، ملائیس تو اسی طرح اگر کوئی ذمی ایسا کرے تو یہ اس کے عہد کو بھی توڑے، ملائیس نہ ہوگا۔ یا آپ! دیکھتے نہیں کہ اگر کوئی ذمی ذبیق کرتے ہوئے قتل بھی کرے اور

مال بھی لے لے تو یہ اس کے عہد و جہاد کو توڑنے والا نہیں ہوتا ہے، اور اگر وہ دھرم سے قطعہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہوئے اذکار زنی کرے تو یہ جہاد اولیٰ نہ ہوگا (یہ ناقض عہد و جہاد نہ ہوگا) اسی طرح اگر کوئی مستامن (آمن) لے کر، اور اسلام میں رہنے والا) ایسا کرے تو یہ اس کے لئے بھی ناقض مان نہ ہوگا۔ جیسا کہ سرور شمس ذبیق کرے (تو یہ اس کے لئے ناقض مان نہیں) اس تمام صورتوں میں اسے نہ اذکار کے طور پر تکلیف دی جائے گی، کیونکہ اس نے حرام کا ارتکاب یا اور اپنے فعل سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا رد کیا۔ اگر اس کے مان طلب کرتے وقت مسلمانوں نے اسے کہہ دیا تھا کہ ہم نے تمہیں اس شرط کے ساتھ مان دیا ہے کہ تو مسلمانوں کے خلاف شرکوں کی جاسوسی نہیں کرے گا یا ہم نے تمہیں اس شرط کے ساتھ مان دیا ہے کہ اگر تو نے حربوں کو مسلمانوں کی پوشیدہ باتوں سے باخبر کیا تو تیرا مان ختم ہو جائے گا اور صورت حال یہی ہو (مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنا ہو) تو اس کے قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لئے کہ جو چیز کسی شرط کے ساتھ مطلق ہو وہ شرط کے پائے جانے سے قائل معدوم رہتی ہے۔ چونکہ اس نے اس کے مان کو اس شرط کے ساتھ مطلق کیا ہے کہ جاسوس نہ ہو، لہذا جب یہ خلاف ہو گیا کہ وہ جاسوس ہے تو وہ حربی ہو گیا جس کو کوئی مان نہیں ہے، لہذا اس کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور امام اگر مناسب سمجھے کہ اس کو سولی دے دی جائے تاکہ دھرم کو اس سے بہت ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، ورنہ یہ مناسب سمجھے کہ دھرم سے قید یوں کی طرح اس کو مال غنیمت بنا دیا جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، البتہ یہاں پر اس کو قتل روکنا بہتر ہے تاکہ دھرم کو اس سے بہت ہو۔ اور اگر بجائے مر کے عورت ہو تو اس کے قتل کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ اس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے

(۱) حضرت حاطب ابن ربیعہ کی حدیث کی روایت بخاری (فتح ۱۳۳ طبع)
(۲) تفسیر (ابو مسلم) (۱۹۳۱ طبع المجلد) نے کی ہے
(۳) سورہ بقرہ ۱۹۰
(۴) سورہ انفار ۲۷

تجسس ۷

کا رادو یہاں ہے اور اس حالت میں حریت کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ جب وہ قتل کرے (تو اس کو قتل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے) اور اس کو سولی دینا پسندیدہ ہے۔ کیونکہ وہ عورت ہے اور عورت کی ستر پوشی ہلی ہے۔ اور اگر مبالغہ لڑکا اس کام میں پکڑا جائے تو اس کو مال قیمت بنایا جائے گا اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ حکام شرع کا مخاطب نہیں ہے، لہذا اس کا قتل خیانت نہ ہوگا جو موجب قتل ہو، بخلاف عورت کے، اور یہ ظلم ہے بچہ کی کہ اگر وہ قتل کرتے ہوئے پکڑا جائے اور اس کو قیدی بنایا جائے تو اس کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ بخلاف عورت کے کہ اگر وہ قتل کرتے ہوئے قیدی بنا کر رفتار کر لی جائے تو اس کو قتل کرنا جائز ہے۔ اور وہ زحاجو قتل کے لائق نہ ہو، نتیجتاً قتل ہو تو اس کے سلسلے میں وہی حکم ہے جو عورت کا ہے، کیونکہ وہ بھی مخاطب ہے، اور اگر مستامن اس کا انکار کرے کہ اس نے ایسا کیا ہے اور کہے کہ جو خط لوگوں نے اس کے پاس پیا ہے، وہ اسے راستہ میں ملا تھا اور اس نے اسے لے لیا تھا تو مسلمانوں کے سے یہ جار نہیں کی، اسے بائبل قتل کر دیں، کیونکہ بظاہر وہ مسلمان ہے تو جب تک وہ شکی ثابت نہ ہو جائے جو اس کے من کو ختم کرنے والی ہے اس کا قتل کرنا حرام ہوگا۔ پھر اگر وہ اس کو مار پیٹ یا قید یا ذلیل خانہ میں بند کرنے کی دھمکی دیں یہاں تک کہ وہ اتر کر لے۔ وہ جاسس ہے تو اس کے اس اتر کر کوئی اعتبار نہیں ہے، کیونکہ یہ مکروہ ہے اور مکروہ کا اتر کر باطل ہے، تو وہ قید کر لو یا قتل کا اور اس کا جاسس ہونا اس وقت ثابت ہوگا جب وہ خوش دلی سے اتر کر لے یا وہ اس کی کوئی دھمکی دیں۔ اور اس سلسلے میں مسلمانوں و حربیوں کی کوئی قائل قبول ہوئی، کیونکہ یہ شخص بھی مارے درمیان حربی ہے، چاہے مستامن ہی کیوں نہ ہو اور حربی کے خلاف حربی کی کوئی مقبول ہوتی ہے۔

اگر امام کسی مسلمان یا ذمی یا مستامن کے پاس کوئی خط پائے جس میں اس کی تحریر ہو "روہ پیچھا لیتی جاتی ہو،" اور وہ حربیوں کے بادشاہ کے سام ہو، جس میں وہ مسلمانوں کے پوشیدہ امور کی اطلاع دے رہا ہو تو امام اس کو قید کرے گا اور قتل کی وجہ سے اس کو مار نہیں جائے گا۔ کیونکہ تحریر میں تو اس کا انکار ہے کہ وہ خود ساختہ ہو اور ایک تحریر، دوسری تحریر کے منشا ہے، اور قتل ہے، لہذا اس کے سے جائز نہیں کہ وہ اس قسم کے احتمال کی بنا پر اس کو قتل کرے، مسلمانوں کو نظر رخصت ہوئے اسے قید کرے گا یہاں تک کہ حقیقت حال واضح ہو جائے، اگر کوئی امر واضح نہ ہو سکے تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا، اور مستامن کو دار الحرب واپس کر دیا جائے گا اور اسے اس کے بعد دارالاسلام میں ٹھہرنے کی اجازت نہ ہوگی، کیونکہ اس کے متعلق شک پختہ ہو چکا ہے، اور اس طرح کے اشخاص سے دارالاسلام کو پاک کرنا "إمالة الأذى" (تکلیف دہ چیز کو ہٹانا) کے قبیل سے ہے، لہذا یہ بہتر ہوگا (۲)۔

۷۔ مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ مستامن جاسوس کو قتل کر دیا جائے گا، اور بخون نے ایسے مسلمان کے بارے میں جو مسلمانوں کی خبر حربیوں کو لکھ بھیجتا ہو، کہا ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا، اور اس سے تو یہ نہیں مرانی جائے لی، اور جنگ کرنے والے کی طرح اس کی کوئی دیت اس کے ارٹ کو نہیں دی جائے لی۔ اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ بظاہر

(۱) یہ فقہاء و محدثین کا مذہب ہے، کیونکہ اس کے پاس خبریوں میں شراک کرے اور خبریوں کے خواہش معلوم کرنے کے وسائل نہیں تھے، اسی لئے انہوں نے احتیاط سے کام لیا اور ہمارے زمانے میں سائنس نے یہ انکشاف کر دیا ہے کہ ہم انہیں خبریوں کی ایک خاصیت ہے جس کی وجہ سے وہ خبریوں سے متاثر ہو جاتی ہے لہذا آج تحریر پر دیکھا اور اسے ایک ایسا طریقہ قرار دینا ممکن ہے جن کے موجب فیصلہ کیا جائے۔ یہی علم انگریزوں کے زمانہ ویرہ کا بھی ہے جن سے خبریوں کی قطعیت ثابت ہوئی ہے۔

(۲) اسیر الکبیر ۵/۲۰۳، ۲۲۳ طبع شرکت مطالعات۔

تجسس ۸

اس کو کوڑ مارا جائے گا اور لمبی قید میں رکھا جائے گا اور اس جگہ سے جاؤ، عن ربوہ جائے گا جہاں وہ تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے گا الا یہ کہ وہ توبہ کرے۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ لاش کی وجہ سے اس کو معذور سمجھا جائے گا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اگر وہ اس کا عادی ہو تو قتل کر دیا جائے گا اور اگر یہ فحش ہوتا ہے مارا جائے گا اور حد متناہک سے اس کی جائے گی (۱)۔

اللہ تعالیٰ کے فرماں: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا
عَمًى وَعَمًى كَمُؤْمِنِينَ“ (۲) اے ایمان والو! تم میرے دشمن
اور اپنے دشمن کو دوست نہ بنالیا کی تفسیر میں حسب دلیل تفصیل
مذکور ہے:

جو شخص مسلمانوں کے پوشیدہ امور کی ٹوہ میں زیادہ دربتا ہو، ان
سے واقف کرنا ہو اور دشمن کو ان کے حالات بتانا ہو وہ اس کی وجہ
سے کافر نہ ہوگا، اگر اس کا یہ عمل دنیوی غرض سے ہو اور اس سلسلے میں
اس کا عقائد درست ہو، جیسا کہ حاطب نے کیا تھا کہ ان کا ارادہ اس
کے ذریعہ صرف حمایت و ہمدردی حاصل کرنے کا تھا، انہوں نے مرتہ
ہوے کا رد و تمیز نہیں کیا تھا اور جب ہم نے یہ کہا کہ وہ کافر نہ ہوگا تو
کیا اس کو حد کی وجہ سے قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ اس میں لوگوں کا
اختلاف ہے امام مالک، ابن القاسم اور شہب کی رائے یہ ہے کہ
امام اس سلسلے میں حجتہ کرے گا، ”عبد الملک نے فرمایا کہ اگر اس
کی حد متناہک ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے گا، کیونکہ وہ جاسوس ہے۔
امام مالک نے فرمایا کہ جاسوس کو قتل کر دیا جائے گا اور یہی صحیح ہے، اس
سے کہ وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچانے والا اور ملک میں فساد پھیلانے
والا ہے، اور اس الملاحشون نے اس سلسلے میں تکرار کی رائے غالباً اس

(۱) تہذیب و کام ۲/ ۷۷، ۷۸۔

۲۔ سورہ مجملہ ۱۔

لئے اختیار کی ہے کہ حضرت حاطب بن ابی ریحزے گئے تھے۔
اگر جاسوس کافر ہو تو اوزان فرماتے ہیں کہ یہ اس کی طرف سے
نقض عہد ہوگا، اور اصح نے فرمایا کہ حربی جاسوس کو قتل کر دیا جائے گا
اور مسلمان جاسوس اور ذمی جاسوس کو سزا دی جائے گی۔ باب اگر وہ
اسلام کے خلاف مدد کریں تو قتل کر دیا جائے گا۔ اور حضرت علی
بن ابی حاتم سے روایت کی گئی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس مشرکوں کا
ایک جاسوس لایا گیا جس کا نام فرات بن حیان تھا، آپ ﷺ نے
اس کو قتل کر دینے کا حکم فرمایا تو اس نے چیخ کر کہا: اے اللہ کی
جماعت! یا میں قتل کر دیا جاؤں گا جبکہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے
دعا و کوئی معبود نہیں اور بیشک محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں؟ تو نبی
ﷺ نے حکم فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو، پھر فرمایا: ”اے حکم من اکمہ
الی ایمانہ، منہم فرات ابن حیان“ (۱) (تم میں سے بعض لوگ
وہ ہیں جن کو میں ان کے ایمان کے حوالہ کرتا ہوں، ان ہی میں سے
فرات ابن حیان ہے)۔

۸۔ امام شافعی اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان جاسوس
کی تفریہ جائے گی، اسے قتل کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور اگر وہ بدعت ہو
یعنی حد متناہک میں شائد ارضی رکھتا ہو تو اسے حضرت حاطب کی
حدیث کی بنا پر معاف کر دیا جائے گا۔ اور ان حضرات کے نزدیک
مسلمانوں کے پوشیدہ امور کی اطلاع دینے کی وجہ سے کسی کا عہد
بیان ختم نہ ہوگا، اگرچہ عہد نامہ امان میں ان کے اوپر یہ شرط کافی گئی
ہو، صحیح قول یہی ہے۔ اور اس کے علاوہ دوسرے قول کے مطابق شرط

(۱) تہذیب و کام ۲/ ۷۷، ۷۸، و فرات ابن حیان سے متعلق حضرت علی کی
حدیث کی روایت ابو داؤد (۳۳۱۱ طبع عزت عہد دہلی) اور حاکم
(۵۴۲۱ دررہ طعارف اشعاریہ) نے کی ہے حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے
اور ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔

ہونے کی صورت میں امان ختم ہو جائے گا (۱)۔

۹- حنا بلہ کی رائے یہ ہے کہ ذمیوں کا عہد و پیمان چند چیزوں کی وجہ سے ختم ہو جائے گا، ان میں سے جاسوسی کرنا یا جاسوس کو پناہ دینا ہے، یونکہ اس میں مسلمانوں کو نقصان پہنچاتا ہے (۲)۔

سابقہ تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ جاسوس مباح الدم ہے۔ م حال میں تمام لوگوں کے نزدیک اس کو قتل کرنا یا چارے گا، اور ذمی اور مستامن کے بارے میں امام ابو یوسف بعض مالکیہ اور حنا بلہ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

ورثا فعیہ کے چند قول ہیں، ان میں سے صحیح یہ ہے کہ مسلمانوں کے پوشیدہ امور کی اطلاع دینے کی وجہ سے ذمی کا عہد ختم نہیں ہوگا، کیونکہ یہ مقصد عقد میں تغل نہیں ہے، اور مسلمان جاسوس کی تعزیر کی جائے گی اور امام ابو یوسف، امام محمد اور بعض مالکیہ کے نزدیک سے قتل نہیں کیا جائے گا، ورثا فعیہ کی مشہور روایت اور حنا بلہ کا خیاب یہ کہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

کافروں کے خلاف جاسوسی کرنا:

۱۰- جنگ کافروں کی قطعاً، ان کے اسباب اور ان کے ہتھیار وغیرہ کے متعلق جاسوسی سراسر مباح ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے غزوہ بدر کے موقع پر ایک رات یہ تک نماز، افرائی، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "من دخل یقوم فیسر ما فعل القوم - بشرط لا یسبی ان یرجع - ادخلہ اللہ الجنة" (کوئی شخص ہے جو اٹھے اور مارے لئے دیکھے

لوگوں (شمنوں) کا یا حال ہے؟ بنی کی اس کے سے یہ شرط ہے کہ وہ لوٹ آئے؟ اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا)۔ روای حدیث حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص نہیں اٹھا، پھر آپ نے نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے تیس مرتبہ یہ فرمایا تو سخت خوف، سخت ہراس اور شدت بھوک کی وجہ سے کوئی نہیں اٹھا جب کوئی شخص نہیں اٹھا تو آپ ﷺ نے مجھے جیڑی جیڑی رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ کو بلایا (جب آپ ﷺ نے مجھے بلایا تو مجھے بغیر کوئی چارہ نہ رہا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یا حذیفہ اذهب فادخل فی القوم فانظر ماذا یفعلون ولا تخذلن شیئاً حتی تاتیا" (۱) (اے حذیفہ! جاؤ، لوگوں میں گھس جاؤ اور دیکھو کہ وہ لوگ کیا کر رہے ہیں، کوئی نئی حرکت نہ کرنا یہاں تک کہ تم ہمارے پاس آ جاؤ)۔ فرماتے ہیں کہ میں گیا اور لوگوں کے درمیان گھس گیا، اور ہوا اور اللہ کا شکر، ان کے ساتھ جو کچھ کر رہا تھا برا کر رہا تھا، جس سے نہ ان کی قیام گاہ پر تردد نہ ہو سکی، نہ ہی ان کی آگ بوقی رہی اور نہ کوئی خیمہ، تو ابو سفیان نے کھڑے ہو کر کہا: اے قریش کی جماعت! تم میں ہا، شمس اپنے ہم نشین کو دیکھ لے حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس شخص کا ہاتھ پکڑ لیا جو میرے پہلو میں تھا، پھر میں نے کہا کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں، پھر ابو سفیان نے کہا: اے قریش کے لو! خدا کی قسم اب تمہارے لئے ٹھہرنے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہی، جانور ہلاک ہو گئے، ہوتلہ نے ہم سے بد عہدی کی اور ان کے متعلق ہمیں مایوسد یہ بات پہنچی (۲)۔ یہ وہ ان جنگ کفار کے خلاف جاسوسی کرنے کے جواز کی دلیل ہے۔

(۱) غزوہ خندق ولى حدیث کو منہ اتفاق نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے اور اس کی اسناد میں اطلاع ہے (البدایہ و النہایہ لابن کثیر ۳/۱۱۳، طبع دار الحداد)۔
(۲) تفسیر ابن کثیر ۵/۳۰۳، طبع دار الحداد۔

(۱) ممدہ لغاری ۲۵۶/۱۳ طبع المصیر، شرح المنہج بحیثیہ البیرونی ۲۸۱/۳، تصدیق ۲۵۶/۳، نشر کاوی علی الخیر ۱۲/۲۔
(۲) شرح مشکوٰۃ روایات ۸/۳۸، طبع ۱۳۹۴ھ۔

تجسس ۱۱

حکم کارسایا کے خلاف جاسوسی کرنا:

۱۱۔ ماقبل میں گزر چکا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنا حقیقت حرام ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْهِنُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا" (۱) (اے ایمان والو! بہت سے مانوں سے بچو، کیونکہ بعض مان سنا دہوتے ہیں ورنہ میں مت گے رہو)۔

ورساکم وقت کے حق میں تو یہ حکم اور بھی سخت ہو جاتا ہے، کیونکہ مسلمانوں کی پوشیدہ باتوں کی تحقیق کرنے سے حکام کو روکنے کے سلسلہ میں خاص نصوص موجود ہیں، ان ہی میں سے ایک وہ روایت ہے جو حضرت معاویہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: "إِنَّكَ إِن تَبِعْتَ عَوْدَاتِ النَّاسِ الْمُسْلِمِينَ لَوَكَلْتَ أَنْ تَفْسِدَهُمْ" (۲) (اگر تو مسلمانوں کی پوشیدہ باتوں کی تحقیق کرے گا تو یقین ہے کہ تو نہیں بتاؤ، گایا بتاؤ کے قریب کروے گا)، حضرت ابوذرؓ سے فرمایا کہ یہ ایسی بات ہے جس کو حضرت معاویہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، اللہ تعالیٰ ان کو اس سے فائدہ پہنچائے۔ حضرت ابوہامزہؓ سے حدیث مرفوعہ نقل کی گئی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ الْأُمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيْبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ" (۳) (امام جب لوگوں میں شکوک و شبہات پاش کرے گا تو وہ انہیں بگاڑے گا)۔

(۱) سورۃ احزاب ۱۴۔

(۲) حدیث: "إِنَّكَ إِن تَبِعْتَ عَوْدَاتِ النَّاسِ ... " کی روایت ابوذرؓ (۱۹۹/۵ طبع عزت ہیدرماس) نے کی ہے اور اس کی سند صحیح ہے (عون معبود ۳۲۳/۳ طبع دارالکتب العلمیہ)۔

(۳) حدیث: "إِنَّ الْأُمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيْبَةَ فِي النَّاسِ ... " کی روایت ابوذرؓ (۲۰۰/۵ طبع عزت ہیدرماس) نے حضرت ابوہامزہؓ سے کی ہے اور نووی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ فیض القدیر (۲/۳۳۳ طبع المکتبۃ التجاریہ) میں ہے۔

مگر حاکم کے لئے رعایا کے خلاف جاسوسی کرنا اس وقت جائز ہو جائے گا جب جاسوسی نہ کرنے کی صورت میں کوئی ایسی حرمت پامال ہو رہی ہو جس کی تلافی ناممکن ہو، مثلاً سے کوئی قاتل اعتداء شخص یا شہر سے کہ ایک شخص اور سے شخص کو قتل کرنے کے سے تہائی میں لے یا ہے یا ایک مرد، ایک عورت کے ساتھ زنا کرنے کے سے اس کو تہائی میں لے یا ہے تو اس وقت اس کے سے جاسوسی کرنا اور تحقیق و تحقیق کرنا جائز ہے اس اندیشہ سے کہ میرمی پر دہریہ اور منوعات کا ارتباب لازم ہے آئے جس کی تلافی ممکن نہ ہو۔ اور اسی طرح اگر رضا کارانہ کام کرنے والوں کو یہ معلوم ہو جائے تو ان کے لئے بھی تحقیق و تحقیق کرنا جائز ہے۔

اور جو غیر شک کے اعتبار سے اس سے کمتر ہو اس کے خلاف تجسس کرنا اور اس کے پوشیدہ رازوں کا افشاء کرنا جائز نہیں ہے۔ اور یہ اعتدال یا یا ہے کہ حضرت عمرؓ ایک ایسی جماعت کے پاس گئے جو باہم شرب پانی رہے تھے اور شرب پانیوں میں آگ ساکار ہے تھے، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے تم کو شرب نوشی سے منع کیا تھا مگر تم لوگوں نے مقابلہ آرائی کی، اور شرب خانوں میں آگ سلگانے سے میں نے تم کو منع کیا تھا مگر تم لوگوں نے آگ سلگانی، تو ان لوگوں نے کہا: اے میرے اہل ایمان! اللہ تعالیٰ نے جاسوسی کرنے سے منع فرمایا ہے اور آپ نے جاسوسی کی، اور بلا جواز اندر سے منع فرمایا ہے اور آپ بلا اجازت داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا: یہ دنوں ان دنوں کے مقابلہ میں ہو گئیں اور دلوٹ گئے اور ان لوگوں سے کوئی تعرض نہ کیا۔

اور امام احمد سے اس سلسلے میں روایت مختلف ہے کہ برائی کا حکم ہونے کے باوجود اس کو چھپانا برا ہے یا نہیں، تو ابن منصور اور عبد اللہ

تجسس ۱۳

مختب کا تجسس:

۱۳۔ مختب دو شخص ہے جو مدانی کا حکم دے جب مدانی مترہک ہو جائے اور مدانی سے روکے جب مدانی کی جانے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَلَنُكَلِّمَنَّكَ مِنْكُمْ أُمَّةً يَدْعُونَ إِلَى الْحَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ“ (۱) (وہ ضرور ہے کہ تم میں ایک ایسی جماعت رہے جو نبی کی طرف ہدایت کرے اور مدانی کا حکم دے۔) (۲) یہ شخص تمام مسلمانوں کی طرف سے سچے ہے۔ مختب اپنی ولایت کی وجہ سے ہی مقرر ہے لیکن اس کے ”مہربانوں پر فیض کن یہ ہے۔

اور مختب کے لئے ان ممنوعات کی جاسوسی جائز نہیں ہے جو ظاہر نہ ہوں، نہ ہی اس کے لئے اس غرض سے کسی کی پردہ دہی جائز ہے کہ اس کو چھپ کر ان راہوں کے کرنے سے باز رکھ سکے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اجتنبوا هذه القادورة التي نهى الله عنها، فمن ألتها فليست بستر الله“ (۳) (اس برائی سے بچو جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے، تو جو کوئی اس کا مرتکب ہو، اسے چاہے کہ اللہ کے پردہ سے پنی پردہ پوشی کرے)۔

اگر عادات آمار کے ذریعہ گمان غالب ہو کہ کچھ لوگ چھپ کر مدانی رہ رہے ہیں تو اس کی قسمیں ہیں:

ایک یہ کہ یہ چیچنا کسی ایسی حرمت کی پامالی کے سلسلے میں ہو جس کی مدانی مامون ہو، مثلاً کوئی قاتل حق شخص سے یہ خبر دے کہ ایک شخص ایک عورت کے ساتھ زنا کرنے کے لئے اس کو تنہائی میں لے

نے مشا، ستار، درشتہ اور شیاء وغیرہ کے بارے میں روایت کی ہے اور کہا ہے کہ اگر یہ پوشیدہ ہوں تو ان کو نہ توڑا جائے اور ان سے یہ بھی عقل بیا گیا ہے کہ اس کو توڑ دیا جائے۔

ترہد کی یہ گھر سے گانے بجانے کی نگرانیوں سے جس کے لوگ پنی، ریں خام تر رہے ہوں تو گھر کے مامی سے اس پر نگیہ کرے گا اور چائیک گھر میں داخل نہیں ہوگا۔ اور اس کے مامو و ہر کی پوشیدہ چیزوں کی تحقیق و تمییز اس کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اور مہنا لانا کی نے مام احمد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے پناہ میں ہجرت کی، زنی تو پنی مجھ سے انہو تران کے پاس گئے، ان کو ہر بھیجی اور اس کو منع فرمایا۔

اور محمد بن حرب کی روایت میں اس شخص کے تعلق جو اپنے کسی پر ہی کے گھر میں یہی بات ہے یہ ہے کہ اسوں نے فرمایا کہ اس کو منع کرے، ترہد نہ مام تو اس کے پاس، پناہ میں کو جمع کر کے اس کو ڈرائے اور ہماس نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”وَلَا فَحْشَسُوا“ کے ذیل میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے مسلمان سے ہدفی سے منع فرماتا ہے جو ظاہر میں عادل ہو اور اس کے احوال پر پردہ ہو، پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جاسوسی سے منع فرمایا ہے بلکہ گنہگاروں کی پردہ پوشی کا حکم دیا ہے جب تک کہ ان کی طرف سے اس پر ہر اظہار نہ ہو، پھر روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے کہا گیا کہ یہ شخص ہے جس کی ۱۰ اڑھی سے شائبہ نپتی ہے تو حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ ہمیں جاسوسی سے منع کیا گیا ہے، ہاں اگر کوئی چیز ہمارے سامنے ہوئی تو ہم اس پر گرفت کریں گے۔

(۱) سورة آل عمران ۱۰۴۔

(۲) حدیث ۳۷۵۵ بحسبوا هذه القادورة التي نهى الله عنها۔ ”کی روایت حاکم (۲۳۳۳۳ طبع دائرة المعارف الشیخ) نے کی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ حدیث ۳۷۵۵ بحسبوا هذه القادورة التي نهى الله عنها۔

(۳) احکام اسلامیہ لابی بلی، ۲۷۹، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، احکام القرآن، ج ۳، ص ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱۔

گیا ہے، یہ وہ ایک دلی قتل کرنے کے لئے تلافی میں لے گیا ہے، تو
اسی حالت میں اس کے لئے جاسوسی کرنا اور تحقیق و تحقیق کرنا جازم
ہے تاکہ ناقابل تلافی عمل سے بچا جائے یعنی حرام کا ارتکاب اور
ممنوعات کا اختیار نہ کرنا۔

”دوسری قسم یہ ہے کہ وہ اس دورہ سے خارج اور اس دورہ سے
کتر ہو، ایسی صورت میں اس کے خلاف جاسوسی کرنا اور اس کے پوشیدہ
امور کو ظاہر کرنا جازم نہیں ہے (۱) جیسا کہ ماقبل میں ذکر چکا (۲)۔

گھروں کی جاسوسی کرنے کی سزا:

۱۳- امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ سے اور انہوں نے نبی ﷺ
سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”من اطلع فی بیت
قوم من غیر اذنہم حل لہم ان یقتلوا عنہ“ (۳) (جو شخص
لوگوں کے گھر میں ان کی اجازت کے بغیر جھانکے تو ان کے لئے جازم
ہے کہ اس کی ”تکھ پھوڑ دیں۔“

اس حدیث کی تاویل میں علماء کا اختلاف ہے، بعض نے کہا ہے
کہ یہ اپنے ظاہر پر محمول ہے، لہذا جن کو جھانکا گیا ہے ان کے لئے

(۱) الاحکام السلطانیۃ للامور دینی احکام ملاحظہ ۲۲۰ اور اس کے بعد کے صفحات۔
(۲) آج کے دور میں مختلف ممالک میں شریعتوں کے خلاف نیز ان لوگوں کے
خلاف جن کے بارے میں شرعاً ضرورت نہ ہو، مال چھیننے اور واجب العمل قوانین
کی خلاف ورزی کا گناہ کیا جاتا ہے وہ تحقیق جو واضح قرآن کی فہم پر ان
لوگوں کے بارے میں کی جاتی ہے جن کے متعلق ممنوعہ اشیاء و خلاف شراب اور
عجک کی تجارت، نیز معاملات میں دھوکہ دہی کا گناہ گزرتا ہے اسی طرح
بحرین اور بحر عرب کا رعب کا تعاقب تو اس میں فی کلہ احکام اسلام سے ٹکنا
لا رہے ہیں؟ بلکہ یہ سادہ کی بجائے، حقوق انسانی کے تحفظ اور اس و مکن کے
قیام کے لئے ضروری ہے۔

(۳) حدیث ”من اطلع فی بیت قوم۔“ کی روایت مسلم (۱۶۹۹) طبع
میں لکے کی ہے۔

جازم ہے کہ جھانکنے کی حالت میں جھانکنے والے کی ”تکھ پھوڑ دیں۔“
ان پر کوئی ضمان نہیں ہے۔ یہ ثنائیہ و متبادل کا مذہب ہے۔ مالکیہ و
حنبلہ کہتے ہیں کہ یہ اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے، لہذا ”کر کوئی“ تکھ
پھوڑا۔ تو اس پر ضمان لازم ہوگا، اور حدیث منسوخ ہے، یہ حکم
اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مارل ہونے سے قبل تھا: ”و ان عاقبہ
لعاقبوا بمثل ما عاقبہم بہ“ (۱) (اور اگر تم لوگ بدلہ لیا کرو تو
انہیں اتنا ہی، اتنا ہی پچھا، جتنا انہوں نے تمہیں پہنچایا ہے) اور یہ بھی
اقبال ہے کہ یہ حدیث بطور وعید آئی ہو نہ کہ طور و ثوب، اور حدیث
جسبہ آں کے مخالف ہو تو اس پر عمل جاری نہیں ہوگا۔

نبی ﷺ بھی ظاہر ایک بات فرماتے ”دورہ“ دورہ کی چیز پیتے
تھے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت عباس بن مراد اس نے
آپ ﷺ کی تعریف کی تو آپ ﷺ نے حضرت عباس سے
فرمایا: ”لعم فافطع لسانہ“ (۲) (ٹھوڑا اور اس کی زبان کاٹ دو)۔
آپ ﷺ کی ”تجسس کرنا“ سے کچھ دور ہے، آپ ﷺ کا مقصد
فی الواقع زبان کاٹنا نہیں تھا۔

حدیث میں اس کا بھی اقبال ہے کہ آپ ﷺ نے آنکھ
پھوڑنے کا ذکر کیا ہو، ”دورہ“ یہ ہو کہ اس کے سلسلے میں کوئی ایسی کارروائی
کی جائے کہ وہ اس کے بعد کسی دورے کے گھر میں نہ دیکھے۔

”تبیقہ نظام“ میں ہے: ”اگر کسی نے روشن دان یا دروازہ سے
جھانکا، اگر گھر والے نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو وہ ضمان ہوگا، یہ تکھ
وہ اس سے کم درجہ کی کارروائی کے درمیان اس کی توجہ کرنے والے کو
دفع کرنے پر قادر ہے، پھر اگر اس نے اس سے اس کی توجہ کا راہ

(۱) سورہ نمل ۱۲۶۔

(۲) حدیث ”قال لبلال لعم فافطع لسانہ“ کی روایت ابن اسحاق سے ہے
سیرت میں کی ہے جیسا کہ سیرت ابن ہشام (۲/۴۳۳) ۴۳۴ طبع مکتبہ
میں ہے۔

تجسس ۱۳، تجشو، تجمل، تجمل

یہ بین اس کی "نکھر" میں "کئی" حالانکہ اس کا مقصد آنکھ چھوڑنا نہیں تھا تو اس پر ضابطہ ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔

حقیقہ کا خیال یہ ہے کہ "نکھر" جھانکنے والے کی آنکھ چھوڑے بغیر اس کو دفعِ رمانس نہیں تھا، ورنہ اس نے اس کی آنکھ چھوڑ دی تو کوئی ضابطہ نہیں ہے، اور "نکھر" چھوڑے بغیر دفعِ رمانس قایم بھی اس نے "نکھر" چھوڑ دی تو اس پر ضابطہ لازم ہوگا۔

اور "نکھر" کوئی شخص صرف جاسوسی کرے، اور لوٹ جائے تو صاحب خانہ کے سے اس کی "نکھر" چھوڑنا بالفاظِ جار نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: "دفعِ المصائل" کی اصطلاح (۱)۔

اور جاسوسی کرنے والے کی "نکھر" ہے، یہ تو اس کے "تعلق" کوئی حد مقرر نہیں ہے، اور تعزیر مختلف ہوتی ہے جس کو متعین کرنے کا اختیار عام کو ہے۔

دیکھئے: اصطلاح "تعزیر" (۲)۔

دیکھئے: "طعام"۔

دیکھئے: "ترین"۔

تجشو

تجمل

تجمل

دیکھئے: "تقیہ"۔



(۱) تفسیر القرطبی ۱۲/۴، ۱۳/۲ طبع دارالکتب تبصرة لکھنؤ ۱۳۰۲، انجی

۱۸/۳۲۵، ۱۹/۹۸ اور اس کے بعد ابن ماجہ ۵/۵۳

(۲) ابن ماجہ ۱۳/۳۲۵، القرطبی ۳/۳۰۷، ۴/۸۰، تبصرة لکھنؤ حاشیہ فتح الاعلیٰ

الدرک ۴/۸۰، ۳/۳۰۸، تحفۃ المحتاج ۵/۷۵، ۱۸۱، مفتی المحتاج ۴/۹۱،

۱۱/۹۳، ۱۳/۱، حاشیہ التلویح ۳/۵۲، ۴/۹۰، انجی ۵/۵۲، ۱۸/۳۲۵

الاحکام سلطانہ لایبائی ۳/۲۹۵، ۴/۲۹۶۔

تجیز سے زیادہ خاص ہے، چونکہ تجیز طعام اور اس کے علاوہ دھری چیزوں کے ذریعہ بھی ہوتا ہے، "ترتوید صرف توشہ تیار کرنے اور پینے سے ہوتا ہے" (۱)۔

تجیز

تجیز سے متعلق احکام:

فتاویٰ کو سامان تجیز، پینے مجاہدین کے سے سبب جہاد تیار کرنے اور میت کی تجیز سے تعلق یہ بحث کرتے ہیں کہ وہ اس پر واجب ہے؟ اس کا حکم "اس کی مقدار کیا ہے؟ اس کی تفصیل حسب دلیل ہے:

دلہن کے لئے سامان تجیز تیار کرنا:

۴- شامیہ کا مذہب یہ ہے کہ سامان تجیز کے لئے عورت کو مجبور نہیں کیا جاسکتا (۲)۔ "مناہلہ کی تصریحات سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے، لہذا عورت "اس کے علاوہ کسی کو اس کے سے مجبور نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ "مستی لارا" اس میں آیا ہے: "یک یوی محض عقد کی بنا پر تمہل مہر کی مالک ہو جاتی ہے اور اس کے لئے کچھ متعین اضافی چیزیں بھی ہیں، مثلاً مکان اور اس میں تصرف کا حق (۳)۔

جہاں تک حنفیہ کا تعلق ہے تو "مصلحتی نے زہدی سے "تقدیہ" میں نقل کیا ہے کہ اگر کوئی عورت بغیر کسی مناسب سامان تجیز کے شہر کے پاس بھیج دی جائے، تو شہر کو اس کے باپ سے نقد یا اپنے کے مطالبہ کا حق حاصل ہوگا۔ اور "المحرر" میں "المستغنی" سے نقل کرتے ہوئے یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ اگر وہ ایک طویل مدت تک خاموش رہا

تعریف:

۱- تجیز کا لغوی معنی ہے: ضرورت کے اسباب مہیا کرنا۔ کہا جاتا ہے: "حیثوت المسافر" جب تم کسی کے لئے اس کے غ کا سامان تیار کرو۔ اور اس کا اطلاق دلہن یا میت یا مجاہدین کا سامان تیار کرنے پر بھی ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے: "حیثوت علی الحروب" شہید کے ساتھ جب تو زخمی کا کام تمام کر دے، اور اسے جلد قتل کر دے اور یہ بطور مبالغہ ہے۔ اسی کے مثل حیثوت ہے "اس کا فعل باب مع سے ہے اور یہ افعال کے وزن پر بھی آتا ہے (۱)۔

فقہاء کے یہاں اس کا مقابل اس کے لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔

متعلقہ غلط:

غف - اعداد (تیار کرنا):

۲- اعداد کا معنی تیار کرنا اور حاضر کرنا ہے، تجیز اعدادی پر نسبت عام ہے، کیونکہ تجیز اعداد اور اس کے علاوہ سب کو شامل ہے۔

ب - ترتوید (توشہ دینا):

۳- ترتوید: روڈنہ کا مصدر ہے، یعنی میں نے اس کو توشہ دیا۔ یہ

(۱) المصباح۔

(۲) المحلل ۳۴۳۔

(۳) فتاویٰ لاریات ۴/۲۰۷ تاریخ کردہ مکتبہ دارالمطبعات۔

(۴) المصباح، المصباح، المعجم الوسیط۔

تجیز ۵

تو پھر سے مقدمہ وار کرنے کا حق نہ ہوگا۔ لیکن ”اثر“ میں ”المزنیہ“ کے حوالہ سے ہے کہ صحیح یہ ہے کہ وہ باپ سے بی بی کا مطہ بہ نہیں رہتا، چونکہ عقد نکاح میں مال مقنسہ نہیں ہوتا ہے (۱)۔

اس کا مصعب یہ ہے کہ باپ بی بی کے لئے سامان جینے تیار کرے گا بشرطیکہ بی بی کا مہر اسی نے وصول کیا ہو، ورنہ بی بی نے خود بی بی نامہ وصول کیا ہے تو اس کو بی بی کے قول کے مطابق جو مہر جو ب بی کے قائل ہیں اسی سے سامان جینے کا مطالبہ کیا جائے گا، اور یہ عرف و عادت کے مطابق ہوگا (۲)۔

ورنہ لکھنے نے فرمایا کہ اگر عورت نے شوہر کے پاس شب زفاف میں جانے سے قبل بی بی اپنے مہر مقبل پر قبضہ کر لیا تو اس پر لازم ہے کہ شوہر یا دیہات کے عرف کے مطابق سامان جینے تیار کرے، حتیٰ کہ اگر عرف مکان شریف نے کا ہو تو یہ اس پر لازم ہوگا، مگر اس سے زیادہ کا تنظیم کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ اور مہر مقبل بی کی طرح وہ نقد مہر مؤجل ہے جس کو شب زفاف سے قبل بی بی لے کر دیا جائے، ورنہ اگر شب زفاف کے بعد مہر پر قبضہ کیا گیا ہے تو اس پر سامان جینے تیار کرنا لازم نہیں، خواہ مہر نقد ہو یا اوصار ہو لیکن اس کی ادائیگی کا وقت آپہنچا ہو، ورنہ عرف و عادت کے مطابق شوہر کا بی بی یا عرف کے پاس جانے کی وجہ سے عورت پر جینے والا لازم ہوگا (۳)۔

مجددین کے لئے اسباب تیار کرنا:

۵۔ مسلمانوں پر ضروری ہے کہ وہ جماعتی بمیل فقہ کو ترک نہ کریں، اور اس غرض سے وہ مجددین کے لئے ضروری سامان جنگ، اسباب جہاد، و قیادت تیار کریں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ“ (۱) شرح بدر ۳۶۷۔
(۲) ابن ماجہ میں اسی مقام پر اس کی طرف ایک ملاحظہ ہے۔
(۳) جامعہ بدولت ۳۳۳۔

فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْمَةِ“ (۱) اور اللہ کی راہ میں شرف کرتے رہو، اور اپنے کو اپنے ہاتھوں ملاکت میں نہ ڈالو، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَأَعِزُّوا لَهُمْ مَا سَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُؤْهِنُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ، وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ، اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ، وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَغْلِبُونَ“ (۲)
(۱) اور ان سے مقابلہ کے لئے جس قدر بھی تم سے ہو سکے سامان درست رکھو قوت سے اور پہلے ہوئے گھوڑوں سے جس کے درپوش تم اپنا رعب رکھتے ہو نقد کے، شمشوں اور پتھروں پر اور ان کے علاوہ دوسروں پر بھی کہ تم انہیں نہیں جانتے، اللہ انہیں جانتا ہے، اور جو کچھ بھی تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دے دیا جائے گا اور تمہارے لئے ذرا بھی کمی نہیں ہوگی)۔

مجددین کے لئے اسباب جہاد یا تمام مسلمانوں پر خواہ وہ وحکم ہوں یا محکوم فرض ہے، اور یہ بڑے ثواب کا کام ہے، نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”مَنْ جَاهَدَ غَارِبًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَقَدْ غَارِبًا“ (۳) (جس نے کسی مجاہد فی سبیل اللہ کے لئے اسباب جہاد تیار کئے تو اس نے جہاد کیا)۔
اور مجددین کے لئے اسباب جہاد تیار کرنے کا ایک درپوش ”فی سبیل اللہ“ کی منف سے رفاقت ہے۔

مالکیہ، شافعیہ، حنبلیہ اور مالکیہ داری کیوں نہ ہوں۔
رکعت دیا جائے گا، خواہ وہ مال داری کیوں نہ ہوں۔

لیکن مالکیہ نے یہ قید لگائی ہے کہ جہاد میں یہ مال دیا جا رہا ہو وہ

(۱) سورہ بقرہ ۱۹۵۔

(۲) سورہ انفال ۶۰۔

(۳) حدیث میں جہاد غاربا فی سبیل اللہ فقہ غرا“ کی روایت بخاری (فتح الباری ۳/۲۷۹ طبع انتقد) اور مسلم (صحیح مسلم ۳/۵۰۰ طبع جمعی) نے حضرت ربیع بن خثعم سے مروی ہے۔

تجیز ۶

مال چھوڑا ہو، اور ان اثراجات کو اس کے قرض، اس کی وصیت اور اس کی وراثت پر مقدم رکھا جائے گا سوئے ترک کی ک شیعہ کے دن سے غیر کا حق تعلق ہو، مثلاً عین رہن اور عقی وغیرہ، اور اگر اس کے پاس کوئی مال نہ ہو تو اس کی تجیز اس شخص پر واجب ہوگی جس پر اس کا نقد اس کی زندگی میں واجب تھا تو اگر اس میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو اس کی تجیز مسلمانوں کے بیت المال سے واجب ہوگی، بشرطیکہ بیت المال موجود ہو، اگر بیت المال موجود نہ ہو یا موجود تو ہو مین مال سے عیامن نہ ہو تو اس کی تجیز عام مسلمانوں پر فرض کئی ہوگی۔

اور بیوی پر بالاتفاق اپنے اس شہر کی تجیز واجب نہیں ہے جس کو چھوڑا، دوسرا ہے (۱)۔

۷۔ شہر پر اپنی منات یا مہ بیوی کی تجیز کے وجوب کے سلسلہ میں قدرے اختلاف ہے، جس پر تفصیلی بحث کے لئے اصطلاح "بنار" کی طرف رجوع کیا جائے۔



اس لوگوں میں سے ہوں جن پر جہاد واجب ہے، اور شافعیہ نے یہ قید رکھی ہے کہ ہمیں یہ مال زکاۃ دیا جا رہا ہو وہ ان لوگوں میں سے نہ ہوں جن کا نام فوجی رجسٹر میں درج ہے (۱)۔

۸۔ حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ محلہ کو مل زکاۃ اس وقت، یا جائے گا جب وہ محمد بن کی جماعت سے لگ تھلگ پڑ گیا ہو، اور یہ وہ لوگ ہیں جو پٹی محتاجی کی وجہ سے اسلامی لشکر کے ساتھ ملنے سے قاصر ہو گئے ہوں (۲)۔

اس سلسلے میں فقہاء کے اختلاف کا سبب، راصل دو اختلاف ہے جو مصارف زکاۃ سے متعلق اللہ تعالیٰ کے فرمان: "فی سبیل اللہ" (۳) (اور اللہ کی راہ میں) کی تفسیر میں ان کے درمیان پیدا جاتا ہے، اور اس سلسلے میں تفصیل ہے جس کے لئے زکاۃ کی اصطلاح کی طرف رجوع کیا جائے۔

میت کی تجیز:

۶۔ میت کے سے کفن، ان کے اسباب فراہم کرنا ضروری ہے، کیونکہ نبی ﷺ سے اس کا حکم فرمایا ہے، "اس وجہ سے بھی کہ مرد کی میں اس کی سزا پڑتی، جب ہے، لہذا یہ مردے کے بعد کفن کے وسیع اسی طرح، جب رہے گی۔

۷۔ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ میت کے لئے ان اسباب کی فراہمی سزا فرض کی ہے، چنانچہ اگر چند لوگ اس کو انجام دے دیں تو سب کے ذمہ سے فرض ساتھ ہو جائے گا، "رفر" یہی اسباب کے اثراجات میت کے ترکہ سے پورے کئے جا میں گئے، اگر اس نے

(۱) اور موجودہ میں یہ وہ لوگ ہیں جن کا بیت المال سے وسیع یعنی بخلاف مقرر ہو۔

(۲) البدیع ۵۴۴، ابن ماجہ ۶۱۴، الترمذی ۸۵۸/۸۶، متنی لمناج

۱۱۱، ہی ۲/۶۷۰۔

(۳) سورہ توبہ ۶۰۔

(۱) البدیع ۵۸۰، شرح الکبیر ۳۳۳، ۳۳۴، ۵۸۸۔

۸۹، ہی ۲/۵۲۱۔

ہے جو کسی شخص کے پاس بغرض حفاظت رکھا گیا ہو^(۱)۔ یہ ایک مانت ہے، اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا" (اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ مانتیں ان کے ہاں کو ادا کرو)۔

کہا گیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن حذافہ رضی اللہ عنہ کی ہے۔
 اس میں اس کے نام قبول کرنے سے قبل مازل ہوئی ہے، فتح مکہ
 کے دن وہ کعبہ کے کلید بردار تھے، جب نبی ﷺ مکہ میں داخل
 ہوئے تو انہوں نے کعبہ کا دروازہ بند کر دیا اور اس کی چابی اپنے سے
 یہ دعویٰ کرتے ہوئے کنار یا کہ ان کو یقین کے ساتھ معلوم ہو جاتا
 کہ وہ کعبہ کے رسول میں تو وہ ان میں اس سے منع نہ کرتے تو حضرت علیؓ
 نے اس کا ماتھہ مرزہ ان سے چابی چھین لی اور دروازہ کھول کر کعبہ
 میں داخل ہو گئے۔ جب باہر نکلے تو حضرت عباسؓ نے ان سے چابی
 مانگی تاکہ اس کو قایم (پانی پلانے کا عمل) کے ساتھ ساتھ کعبہ کی
 درباری کا شرف بھی حاصل ہو جائے، اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت
 مازل فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ چابی عثمان
 بن حذافہ کو واپس کر دیں اور ان سے معذرت چاہیں (حضرت علیؓ نے
 چابی واپس کر دی اور ان سے معذرت چاہی) تو انہوں نے کہا کہ
 تو نے ربہ و قی لی۔ تکلیف پہنچانی اور پھر نرمی کرنے آئے ہو تو
 حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے بارے میں قرآن
 مازل فرمایا ہے اور انہیں مذکورہ آیت پڑھ کر سن لی تو وہ مسعد
 ہو گئے، پھر جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ جب تک یہ
 گھر (کعبہ) رہے گا اس کی کنجی اور کلید برداری عثمان کی ولادت میں
 رہے گی (۳)۔

(۱) ابن ماجه ۴۴۳۳، مسند الامام احمد ۳۳۳۳۳، سنن ابی داود ۴۴۴۴، سنن ابی یوسف ۴۴۴۴.

$$\Delta H_{\text{fus}}^{\circ} \quad (F)$$

(۳) آیت "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأُمُاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا" سے مطلب یہ ہے کہ

تجہیل

حرف

۱۔ استعجیل کا ایک لغوی معنی یہی کہ جہالت کی طرف منسوب رہا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: "حقیقت فلاں" جب تم ہی کے بارے میں ہو کہ وہ جاہل ہے، جہل علم کی ضد ہے، "جہل علم یعنی بے باری کی بھی ضد ہے، کہا جاتا ہے: "جہل فلاں علی فلاں" جب کوئی ہی کے پس اچھڑ پڑے اور غلطی کرے ()۔

کہا جاتا ہے: ”جھل فلان جھلا و جھالہ“ اور نہایت پیہے کہ تو لاشی میں کوئی کام کرے۔

اصطلاح میں تجہیل یہ ہے کہ وہ شخص جس کے پاس لمایت رکھی گئی ہو وہ اپنی موت سے قبل اس وصیت یا ایٹو یا یتیم کے مال وغیرہ کا کچھ بھی حال نہ بیان کرے جو اس کے قبضہ میں ہو، اور یہ جانتا ہو کہ یہ اس کے وارث کو معلوم نہیں ہے اور اسی حال میں اس کی موت ہو جائے (۲)۔

جہاں حکم:

۲۔ تجھیں کبھی کبھی رویت کے سلسلے میں پیش آتی ہے، اور یہ دو مال

(۱) انصاح، سان العرب، انصاح الحميم يادہ "خیم"۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ص ۹۵ کہ الشاہ و تظاہر ابن کیم ص ۹۰ طبع المطبعہ
تہذیبیہ المصر

تجہیل ۵-۷

درگرہ رٹ و بیعت کو جانا ہو اور جس کے پاس لمانت رکھی گئی ہو اسے بھی معلوم ہو کہ وارث اس سے باخبر ہے اور وہ خود بیان کرنے سے قبل مر جائے تو اس پر ضمان واجب نہ ہوگا۔ اگر وارث نے کہا کہ مجھے معلوم تھا ورنہ لمانت کا مطالبہ کرنے والا وارث کے علم کا انکار کرتا ہے تاکہ تجہیل کی وجہ سے لمانت قائل ضمان ہو جائے تو دیکھا جائے گا: اگر وارث تفصیل بیان رویتا ہے اور کہتا ہے کہ لمانت کے اوصاف یہ ہیں تھے اور وہ مالک ہوئی تو اس کی بات مان لی جائے گی اور اس کے قائل ضمان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے ترک میں دین ہو جائے گی (۱)۔

۵- حاشیہ ابن عابدین میں ہے کہ ”مجمع الفتاویٰ“ میں کہا گیا ہے کہ وہ شخص جس کے پاس لمانت رکھی جائے نیز مضارب، مستعیر اور مستضع ورم و شخص جس کے قبضہ میں مل بطل لمانت ہو، اگر بغیر بیان کے مر جائے اور متعین طور پر لمانت معلوم نہ ہو سکتے تو مال اس پر اس کے ترک میں دین رہے گا، کیونکہ وہ تجہیل کی بنا پر بیعت کی ملائت چاہنے والا ہو گیا، اور تجہیل کی حالت میں مر جائے گا مطلب یہ ہے کہ وہ لمانت کا حال بیان نہ کرے جیسا کہ ”الاشباہ“ میں ہے۔

ارشاد عمر بن الخطابؓ سے اس مریش کے بارے میں دریافت کیا گیا جس سے یہ کہا کہ میرے پاس کان میں ملاں کا ایک ٹانڈا ہے جس کے درپردہ درم میں جن کی مقدار مجھے معلوم نہیں، پھر اس کا انقباض ہو گیا اور وہ ٹانڈا نہیں پایا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ تجہیل ہے، اس سے کہ ”البدیع“ میں اس کا قول ہے کہ وہ یعنی تجہیل یہ ہے کہ تفصیل بیان کرے سے قبل اس شخص کا انتقال ہو جائے اور متعین طور پر لمانت معلوم نہ ہو سکے۔

۶- لمانت کی ایک قسم رہن بھی ہے۔ جب مرثیہ بغیر بیان کے

ہوے مر جائے تو اس کی قیمت کا ضمان اس کے ترک میں سے ہے جب ہوگا اور اسی طرح وکیل جب مقبوضہ شی گویاں کے بغیر مر جائے (۱)۔

”مجلد“ کی دفعہ ۸۰۱ میں یہ عبارت ہے کہ ”جب اس شخص کا انتقال ہو جائے جس کے پاس لمانت رکھی گئی ہو اور وہ بیعت اس کے ترک میں متعین طور پر پائی جائے تو وہ اس کے وارث کے قبضہ میں بھی لمانت رہے گی۔ لہذا وہ صاحب لمانت کو اس ترکہ کا وارث اور ترکہ لمانت متعین طور پر اس کے ترک میں نہ پائی جائے اور وارث یہ ثابت کرے کہ جس شخص کے پاس لمانت رکھی گئی تھی اس نے اپنی زندگی میں بیعت کی تفصیل بیان کر دی تھی، مثلاً اس نے کہا دیکھا تھا کہ میں نے بیعت صاحب بیعت کو لوٹا دی دیوں کہا کہ پھر یہ دینی وہ ملاک ہو گئی تو ضمان لازم نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر وارث نے کہا کہ ہم وہ بیعت کو جانتے ہیں اور اس کے اوصاف بیان کر کے اس کی وضاحت کر دی، پھر اس نے کہا کہ وہ اس شخص کی وفات کے بعد جس کے پاس لمانت رکھی تھی بلاک ہو گئی یا ضائع ہو گئی، تو قسم کے ساتھ اس کی بات مان لی جائے گی اور اب ضمان واجب نہ ہوگا، اگر وارث اوصاف بیان کئے بغیر اس شخص کا انتقال ہو جائے جس کے پاس وہ بیعت رکھی گئی تھی تو یہ اس کی طرف سے تجہیل ہوں، لہذا اس کے ترک سے وہ مرثیہ قرضوں کی طرح بیعت بھی وصول کی جائے گی، اسی طرح اگر وارث ہے کہ ہم وہ بیعت کو جانتے ہیں اس کی تفصیل اور اوصاف نہ بیان کرے تو اس کا یہ قول کہ وہ ضائع ہو چکی معتبر نہ ہوگا، اس صورت میں اگر یہ ثابت نہ ہو گا کہ وہ ضائع ہو چکی ہے تو ترک سے ضمان لازم نہ ہوگا“ (۲)۔

۷- ابن تیمیہ کی ”الاشباہ والنظائر“ میں ہے کہ تجہیل کے ساتھ اس

(۱) رد المحتار حاشیہ ابن عابدین ص ۹۵ ج ۲ ص ۵۳۰

(۲) مجلة الاحکام فقہیہ وفیات ۷۷۷، ۷۸۰، ۷۸۲، ص ۵۳، ۵۴۔

(۳) الاشباہ والنظائر ص ۱۰۹۔

تجہیل ۷

حجر (تعرفات سے ضمانت) کی حالت میں اس کے پاس رکھی گئی ہو۔
آثر کے یہ تین مسائل ”الجامع الکبیر“ للخطاطی میں ہیں، اس طرح
مستثنیٰ مسائل اس ہو گئے، اور تفصیل بیان کے بغیر انتقال ہو جانے کا
مطلب یہ ہے کہ امانت کا حال یا نہ رہے اور سے یہ معلوم ہو کہ
اس کا وارث اسے نہیں جانتا ہے چنانچہ اگر اس نے یہ یاد کر دیا کہ وہ اپنی
زندگی میں کہہ دیا کہ میں نے اس کو لوٹا دیا ہے تو تجہیل نہیں ہے۔
بشرطیکہ وارث اپنے اس قول پر ثبوت پیش کرے ورنہ اس کی بات
قائل قبول نہ ہوگی۔ اور اگر وہ یہ جانتا ہو کہ اس کا وارث اس کو جانتا ہے
تو تجہیل نہیں ہے (۱)۔

ثانیہ کے ریکارڈ اگر اس شخص کا انتقال ہو جائے جس کے
پاس امانت رکھی گئی ہو اس حال میں کہ امانت اس کے پاس ہو اور اس
نے اس کو اپنی موت سے قبل صاحب امانت کو واپس نہ کیا ہو اور نہ اس
کی وصیت کی ہو یعنی کسی قاضی یا امانت دار شخص یہ وارث کو بتایا ہو جو
اس کی موت کے بعد اس کو واپس کرے، تو وہ اس کا ضمان ہوگا
بشرطیکہ وہ واپس کرنے یا اس کی وصیت کرنے پر قادر رہا ہو اور اس نے
ایسا نہ کیا ہو بخلاف اس صورت کے جب وہ اس پر قادر نہ رہا ہو، مثلاً
اچانک اس کا انتقال ہو گیا یا اسے دھوکے سے قتل کر دیا گیا یا وہ اس کو
لے کر سفر میں چلا گیا، کیونکہ وہ ان صورتوں میں اس سے قاصر ہے،
اور اس کا نقل غیر قاضی میں ہے، اور اگر قاضی کا انتقال ہو جائے اور
اس کے ترک میں یتیم کامل نہ پایا جائے تو چاہے وہ وصیت نہ کرے
پھر بھی وہ ضامن نہ ہوگا، کیونکہ وہ شریعت کا امین ہے، بخلاف
دوسرے امناء کے، نیز اس لئے کہ اس کی ولایت عام ہے اور جس
شخص کے پاس وہ بیعت رکھی جائے اس کی طرف سے کسی چیز پر اس
طرح کی عبارت لکھ دینا کوئی اثر نہ ہوگا کہ مثلاً یہ نکاح کی وصیت

شخص کی موت سے جس کے پاس امانت رکھی گئی ہو امانت قائل ضمان
ہو جاتی ہے، جس قسم کے حالات اس سے مستثنیٰ ہیں وہ فقہ کا متعلق
جب اس کا انتقال وقف فی آمدنی کو بیان سے بغیر ہو جائے، قاضی
جب اس کا انتقال اس حال میں ہو جائے کہ اس نے قیہوں کے
موال کے بارے میں یہ تفصیل نہ بتائی ہو کہ اس نے ان کو کس کے
پاس بطور وصیت رکھا ہے، سلطان جب مال غنیمت کا کچھ حصہ مجاہد
کے پاس بطور امانت رکھ دے پھر یہ وصاحت کے بغیر اس کا انتقال
ہو جائے کہ اس نے اسے کس کے پاس بطور وصیت رکھا ہے۔
”فتاویٰ قاضی خان“ میں وقف کے باب میں اور ”الخاصہ“ میں
وصیت کے باب میں اسی طرح ہے، اور اس کو دواویجی نے ”ریا ب“
اور تین صورتوں میں سے ایک صورت یہ ذکر کی ہے کہ شرکت مفادضہ
کرنے والے دو شریکوں میں سے ایک کا انتقال ہو جائے اور جو مال
اس کے قبضہ میں ہو وہ اس کا حال بیان نہ کرے اور نہ قاضی سے اس
کا تذکرہ کرے، اس طرح مستثنیٰ صورتیں چار ہو گئیں۔ اور صاحب
”الاشبہ“ نے اس پر چند مسائل کا اضافہ فرمایا ہے: یہاں ایک یہی کا
انتقال تفصیل بیان کے بغیر ہو جائے تو اس پر کوئی ضمان نہیں ہے جیسا
کہ ”جامع المصولین“ میں ہے۔ دوسرا یہ کہ باپ کا اپنے بیٹے کے
مال کی تفصیل بیان کے بغیر انتقال ہو جائے، اس کو بھی اسی میں۔ ریا
ہے۔ تیسرا یہ کہ وارث کا انتقال اس وصیت کی تفصیل بیان کے بغیر
ہو جائے جو وقت موت اس کے پاس رکھی گئی ہو۔ چوتھا یہ کہ صاحب
خانہ کا انتقال اس مال کی تفصیل بیان کے بغیر ہو جائے جو ہوا کے
ذریعہ اس کے گھر میں آ گیا ہو۔ پانچواں یہ کہ صاحب خانہ کا انتقال
اس مال کی تفصیل بیان کے بغیر ہو جائے جس کو مال کے مالک نے
صاحب خانہ کی لاش میں اس کے گھر میں رکھ دیا ہو۔ چھٹا یہ کہ کسی
بچہ کا انتقال اس وصیت کی تفصیل بیان کے بغیر ہو جائے جو

(۱) الاشارة الى ان هذا من حكم رخص ۱۰۹

تجہیل ۸

۸- حادوازیں، بیعت کا ثبوت یا تو موت سے قبل میت کے مقرر کرنے سے ہوگا یا اس کے ورثاء کے مقرر سے یا کواد کی کوادگی سے، اور اگر اس پر یہ لکھا ہو پایا جائے کہ یہ بیعت ہے تو یہ تحریرات کے خلاف حجت نہیں ہے، کیونکہ تمس ہے کہ اس اثنا میں اس سے قبل کوئی بیعت رہی ہو یا ان کے مورث کی بیعت ہی، ور کے پاس رہی ہو یا بیعت ہو اور اس نے اس کو خرید لیا ہو، یہی طرح اگر کسی نے اپنے والد کے کاغذات میں یہ لکھا ہو پایا کہ فلاں کی بیعت میرے پاس ہے تو اس بنا پر اس پر کچھ لازم نہ ہوگا کیونکہ تمس ہے کہ اس نے اسے لوٹا یا ہوا اور اس پر مہر لگانا انہوں یا ہونے والے کو (۱) اس کی تسہیل کے لئے "بنت"، "رہن"، "عاریت"، "مضاربہ"، "بیعت"، اور "ہف" کی اصطلاحات کی طرف رجوع کیا جائے۔



ہے یا اس کے اپنے کسی کاغذ پر یہ لکھنے کا بھی کوئی اثر نہ ہوگا کہ میرے پاس نقد کا ایسا مال ہے، الا یہ کہ وہ اس کا مقرر سے یا اس پر بیعت کا ہو جائے یہ رٹ اس کا مقرر کر لے (۱)۔

ورضوں کے تعلق مالکیت کا بھی یہی خیال ہے اور انہوں نے ور کی وقت کا اضافہ یہ ہے چنانچہ نموں نے فرمایا کہ اگر اس شخص کا انتقال ہو جائے جس کے پاس مانت رکھی گئی ہو اور اس نے اس کی نہ وصیت کی، ور نہ مال اس کے ترکہ میں پایا گیا تو بیعت کا ضمان لازم ہوگا لہذا اس کے ترکہ سے وصول یا حائے گا کیونکہ احتمال ہے کہ اس نے اس کو بطور قرض لیا ہو لہذا یہ کہ بیعت رکھنے کے دن سے دس سال کا طویل عرصہ گزر جائے تو ضمان واجب نہ ہوگا۔ اور اس کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ انہوں نے مانت صاحب مانت کو واپس لوٹا دی ہے۔ اور دس سالوں کے طویل ہونے کا محل وہ ہے جب اس بیعت کا کوئی ایسا ثبوت نہ ہو جو اعتماد کے لئے مقصود ہو، ور نہ ضمان ساتھ نہ ہوگا، خواہ دس سال سے زیادہ کا عرصہ گزر جائے، اور مانت کا مالک اسے لے گا، اگر اس پر موجود تحریر سے یہ ثابت ہو جائے کہ یہ اس کی ملک ہے، خواہ اس شخص کی ہو جس کے پاس مانت رکھی گئی تھی یا رکھنے والے کی (۲)۔

ور حنا بلہ کا خیال یہ ہے کہ اگر اس شخص کا انتقال ہو جائے جس کے پاس مانت رکھی گئی تھی اور وہ اس کے پاس موجود ہو، مانت اس کے مال سے ممتاز نہ ہو تو وہ صاحب مانت کا قرض ہو ہوگا، لہذا اگر اس کے ذمہ اس کے علاوہ کوئی اور قرض بھی ہو تو یہ مانت کے قرض پر اہم ہوں گے۔

(۱) شرح المسحیح وحامیہ، ج ۱، ص ۷۸، شرح روض الطالب وادی الطالب، ص ۷۸، مباحثہ کردہ المکتبہ الاسلامیہ۔
(۲) شرح الکبیر، ص ۲۵، ۲۶، جوہر لا کیل، ۱۲۲/۲۔

(۱) انہی لابن قدامہ، ص ۳۳، ۳۴، طبع المراسم، ص ۵۰۔

ہے جیسا کہ ابن الجزری نے "تاب التمجید" میں اس کی صراحت فرمائی ہے (۱) یعنی اس لئے کہ معرف (وہ چیز جس کی تعریف کی جائے) قراءت وہ ہے جو قواعد تجوید کی رعایت کے ساتھ کی گئی ہو نہ کہ مطلق قراءت، اور مطلق قراءت جو قواعد تجوید کی رعایت کے ساتھ کی فی ہر حرف کو اس کے مخرج سے ادا کئے بغیر نہیں ہوسکتی ہے۔

ابن الجزری نے فرمایا کہ تجوید کا معنی ہے: ہر حرف کو اس کا حق دینا، ان کو ان کے درجہ میں رکھنا، ہر حرف کو اس کے مخرج اور اس کی اصل کی طرف پھیرنا، اس کو اس کی نظیر کے ساتھ ملحق کرنا، اس کے لفظ کی فصیح و راسخ کی کمال وضع اور ساخت کے مطابق طافت کے ساتھ زبوں سے اس کی ادائیگی جو مبالغہ، بیجا کوشش، اضطراب اور تصنع سے پاک ہو (۲)۔

متعلقہ الفاظ:

الف - تلاوت، اداء اور قراءت:

۲- اصطلاح میں تلاوت یہ ہے کہ قرآن کریم کو تسلسل کے ساتھ پڑھا جائے مثلاً اجزاء اور اُسما کے اعتبار سے (یعنی چند اجزاء، ہر کے امتدادی، ان میں ان کو ختم کیا جائے یا پورے قرآن کو چھ حصوں میں تقسیم کر کے ان کو چھ ٹکڑوں میں ختم کیا جائے اور تلاوت مسلسل ہو)۔

اداء یہ ہے کہ استاد سے سن کر یا اس کی موجودگی میں پڑھ کر حاصل کیا جائے۔

۳- قراءت تلاوت اور تلاوت سے زیادہ عام ہے (۳)۔

۴- یہ امر مخفی نہیں کہ تجوید ان تینوں الفاظ سے زیادہ یک ٹی ہے،

(۱) شرح المقصد للجزری علی القاری ص ۲۔

(۲) الشرح للجزری ص ۲۱۲۔

(۳) شرح المقصد للجزری علی القاری ص ۲، کتاب مصطلحات اصول، ۱۰۰، شرح مسلم المصنف ۱۶، ۱۵، ۳۔

تجوید

تعریف:

۱- لغت میں تجوید کا معنی سی ٹی گوذید (عمد) ملتا ہے۔ اور ذہنی کی ضد ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: "جو ذہن فلاں کلا" یعنی ملاں نے اس کو عمدہ بنایا اور "جو ذہن القراءۃ" یعنی اس سے ایسی قراءت کی ہوسکتی کی حامیوں سے پاک تھی (۱)۔

اصطلاح میں یہ ہر حرف کو اس کا پورا پورا حق دینا ہے، ہر حرف کے حق سے مراد اس کی وہ صفت ذاتی ہے جو اس کے لئے ثابت ہو، جیسے شدت اور استعلاء اور حرف کے مستحق سے مراد وہ نتیجہ ہے جو صفات ذہنیہ لازمہ سے پیدا ہوتا ہے، مثلاً ایم (پڑھنا)، کیونکہ یہ استعلاء اور نگریر سے پیدا ہوتا ہے، اس لئے کہ یہ حرف کے ساکن ہونے اور مفتوح اور مضموم ہونے کی حالت ہی میں ہوتا ہے، کسرہ کی حالت میں نہیں ہوتا ہے (۲)، اور یہ سب کچھ ہر حرف کو اس کے مخرج سے ادا کرے کے بعد ہی ہوسکتا ہے۔ بعض لوگوں نے اس کو تجوید کی تعریف سے خارج مانا ہے، کیونکہ یہ تو اصل قراءت کے پائے جانے کے لئے مضبوط ہے، مگر شیخ علی القاری نے فرمایا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ حرف کو اس کے مخرج سے ادا کرنا بھی تجوید کی تعریف میں داخل

(۱) لسان العرب، طبعہ فی القراءات الشریعہ بن محمد بن الجزری التتوی ص ۳۳، ۳۶۔

(۲) المقصد للجزری شرحہ لکری الاصلی و علی القاری ص ۴، نہایت اقول امید شیخ محمد بن علی بن نصر ص ۱۱، و فی اللیثی ص ۱۰۰۔

لہذا وہ سب تینوں سے خاص ہے۔

کتاب یہ ہے (۱)۔

ب۔ ترتیل (تھہر تھہر کر پڑھنا):

۳۔ ترتیل لغت کے اعتبار سے ”رتیل“ کا مصدر ہے، کہا جاتا ہے: یونس فلان کلامہ، جب کوئی شخص اپنے کلام کے بعض حصہ کو بعض حصہ کے بعد تھہر تھہر کر اور کچھ کچھ بغیر جھلت کے پڑھے۔

اور اصطلاح میں ترتیل یہ ہے کہ حرف کے تبارک کی رعایت کی جائے اور قوف کٹھن نظر رکھا جائے۔

ی کے مثل حضرت علیؓ سے منقول ہے چنانچہ انہوں نے فرمایا کہ ترتیل حرف کو عمدہ بنانے اور قوف کو پچھاننے کا نام ہے (۱)۔

ترتیل اور تجوید کے درمیان فرق یہ ہے کہ ترتیل تجوید کے ذریعہ میں سے ایک درجہ ہے، اور تجوید میں دو درجہ شامل ہیں جو حرف کی صفات و تہ سے متعلق ہیں، اسی طرح وہ درجہ بھی جو ان صفات سے لازم آتے ہیں، جہاں تک ترتیل کا تعلق ہے تو دوسرے مخارج حروف کی رعایت اور قوف کو منسوب کرے تک عمدہ ہے تاکہ تیز قراءت میں حروف ایک دوسرے سے خلط ملط نہ ہو جائیں، اسی بنا پر علماء نے ترتیل کا اطلاق قراءت کے ایک درجہ پر کیا ہے جو مخارج و درجہ کی مکمل طور پر، انگلی سے متعلق ہے، اور اس کا درجہ ”تحقیق“ کے درجہ کے بعد ہے اور ان دونوں سے کمتر درجہ، طلی ہے جس کا نام ”تدویر“ ہے، پھر ”تدویر“ ہے جو آخری درجہ ہے (۲)۔

جمہان حکم:

۴۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ علم تجوید سے وابستگی فرض

جہاں تک اس پر عمل کرنے کا تعلق ہے تو متقدمین علماء قراءت و تجوید کا خیال ہے کہ تجوید کے تمام قواعد کا سیکھنا واجب ہے، جس کا تارک گناہ ہوگا، خواہ وہ حرف کو ان اغلاط سے بچانے سے متعلق ہوں جن سے اس کے مسیعوں میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے یا جن سے معنی میں تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے یا اس کے مد و موسور سے متعلق ہو جن کو علماء نے تجوید کی کتابوں میں درج کیا ہے، جیسے: غام وغیرہ۔ اور محمد بن الخضر نے ”المشر“ میں غام نصر الخیر کی سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ اچھی طرح ادا کر قراءت میں فرض ہے اور قرآن پڑھنے والے پر لازم ہے کہ اس کی قراءت اس طرح کرے جیسا کہ اس کی قراءت کا حق ہے (۲)۔

۵۔ متقدمین نے تجوید کے مسائل میں ”واجب شرعی“ اور ”واجب منافی“ کے درمیان تفصیل کی ہے، واجب شرعی وہ امور ہیں جن کے ترک سے سب سے تبدیلی ہو جائے یا معنی میں تبدیلی پیدا ہو جائے۔

۶۔ واجب منافی: وہ امور ہیں جن کو اس نے کے ماہرین نے قراءت کی کامل چنگی کی غرض سے لازم قرار دیا ہے، اور یہ تجوید کی کتابوں میں علماء کے بیان کردہ مسائل ہیں جو اس نوع کے نہیں ہیں جیسے: غام، غفاء، غیرہ، اس نوع کا تارک ان کے نزدیک گناہارت ہوگا۔

شیخ علی التاری نے اس کو بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ حرف کے مخارج، ان کی صفات اور ان کے متعلقات یہ سب ذہن عرب میں کامل لحاظ ہیں، لہذا مناسب ہے کہ ان کے ایسے تمام قواعد کی

(۱) نہایہ القول المفید میں شرح البحر در لغاری ص ۱۹۔

(۲) المشر ص ۲۱۱۔

تعلقات بحر جانی۔

(۲) شرح طبریہ المشر ص ۵، شرح البحر در لغاری ص ۲۰۔

تجوید ۳

رعایت و خوبی طور پر کی جائے جن کی رعایت نہ کرنے کی صورت میں لفظ کی اصل بدل جائے اور اس کا معنی غلط ہو جائے، اور اس کو اللہ کی رعایت و تحفظی طور پر کی جائے جن کی رعایت سے لفظ عمدہ بنتا ہے اور اس کی کئی کے وقت ربوب سے اس کا نطق بہتہ معلوم ہوتا ہے پھر کُن خفی کے تعلق جس کو صرف قرآن ہی جانتے ہیں انہوں نے فرمایا: مومن نہیں کہ یزید میں ہو کہ اس کے پڑھے، لے پڑھا اب مرتب ہو، چونکہ اس میں یہ حرف ہے (۱) یہ اس لئے کہ ابن الجری نے تجوید سے تعلق پتی منظوم کتاب میں اور ”الطیبة“ میں بھی فرمایا ہے:

والاحد بالتجوید حتم لازم

من لم یعلم القرآن اثم

(تجوید کا سیکھنا لازم ہے، جو شخص قرآن کو تجوید کے ساتھ نہ پڑھے وہ گنہگار ہے)۔

ن کفر زہد احمد اس کی شرح میں فرمایا: جو شخص اس پر قادر ہو اس پر یہ جب ہے، پھر فرمایا: اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو اس کے ساتھ مارل فرمایا ہے، اور یہ قرآن نبی ﷺ سے ہم تک تجوید کے ساتھ پڑھنا ہی ہے۔

۱۰ احمد بن محمد بن جریر نے قدرت کی اس قید کو ایک سے زہد مرتبہ ذکر فرمایا ہے (۲) اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس کی روایت شیخین سے حضرت عائشہ سے کی ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”المأثور بالقرآن مع السمرة انكروا البرودة، والذي يقرأ القرآن ويتبع فيه، وهو عليه شاق له احزان“ (۳) (قرآن کا ماہر بن عزیر، اور عواکف فرشتوں کے

(۱) شرح المعزریہ شیخ علی القاری ص ۳۰، نہایہ القول المفید ص ۲۵۔

(۲) شرح الطیبة لاجہ بن محمد بن جریر النوری ص ۸۵۹، یہ معنی الجریہ الطیبة اور اشترک فرماتا ہے۔

(۳) ص ۱۰۰، ”المأثور بالقرآن مع السمرة“ کی روایت بخاری (فتح

ساتھ ہوگا جو اہل ماہر لکھتے ہیں، اور جو قرآن پڑھتا ہے، اور اس میں بگاڑتا ہے، اور وہ اس پر دشوار ہوتا ہے تو اس کے لئے دوا ہے)۔

۱۱ ابن عاری نے اپنی ”شرح الجریہ“ میں کہیں مختلف قیہ مسئل سے تعلق مشہور قرآن میں سے ہر کاری کی پسندیدہ صورتوں میں ایک ہی مقام پر بعض کی پڑھنے کی رائے اور بعض کی باریک پڑھنے کی رائے کو، اسب مناسبت میں شمار کیا ہے لہذا اس کا تارک نہ گنہگار ہوگا اور نہ اس کو فاسق قرار دیا جائے گا، اسی قبیل سے وہ مسائل بھی ہیں جو مختلف سے تعلق میں، چونکہ کسی متعین محل پر کاری کے لئے وقف نہ رہا، اسب نہیں کہ ارفاق سے نہ رہے تو گنہگار ہو، اور کسی متعین لفظ پر وقف نہ رہا حرام بھی نہیں، لہذا یہ کہ وہ لفظ ہم پید کرنے والا ہو، اور وہ اس کا قصد بھی نہ رہے، تو اس نے اسے یہ معنی کا عقائد رکھا جو غرض ہم پید کرنے والا ہو تو وہ کار ہو پڑے گا، اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”ان الله لا يستحي“ پر وقف نہ رہے ان بنصوب مثلاً ما“ کے بغیر یا اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”وما من له“ پر وقف نہ رہے ”الا الله“ کے بغیر۔

۱۲ جہاں تک ملائم بات کے اس قول کا تعلق ہے کہ اس پر وقف نہ رہا، اسب ہے یا لازم ہے یا حرام ہے یا جائز نہیں ہے، اور اس طرح کے دو اناطہ جوہر جوہر یا تحریم پر ولایت کرتے ہیں تو اس سے مراد وہ نہیں جو فقہاء کے یہاں ثابت ہے کہ اس کے کرنے یا نہ کرنے کو ثواب ہوگا، اور اس کے تارک کو سزا ہوگی یا اس کے برعکس (یعنی کرنے یا نہ کرنے کو سزا ہو، اور چھوڑنے یا نہ کو ثواب)، بلکہ مراد یہ ہے کہ کاری کے لئے مناسب ہے کہ اس پر کسی ایسی مصلحت

= اباری ۱۹۱/۸ طبع انتقیر) اور مسلم (صحیح مسلم ۵۵۰/۱ طبع مکتب) کے کہ ہے الفاظ مسلم کے ہیں۔

(۱) نہایہ القول المفید ص ۲۶، ۲۵، ملاحظہ فرمائیے شرح الجریہ ص ۵۰۔

تجوید ۵

قائم کرنا عبادت ہے۔ اسی طرح اس کے الفاظ کی درستگی اور اس کے حرف کو اسی طرح قائم رکھنا جس طرح وہ امر قرأت سے حاصل ہوئے ہیں اور نبی ﷺ سے مربوط ہیں، بھی عبادت ہے (۱)۔

۱۰ امور جو تجوید کے ذیل میں آتے ہیں:

۵- تجوید قرآنی علوم میں سے ایک علم ہے۔ وقرآن سے متعلق ہے۔ علم سے اس کیفیت سے مختلف ہے۔ خواہ وہ عوام و نواب کو اس کی ضرورت ہے، یہ کہ انہیں کتاب اللہ کو اس طرح پڑھنے کی ضرورت پڑتی ہے جس طرح وہ مازل کی ہے۔ اور جس طرح وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہے، اور یہ تو اس کے مسلک یکنے سے ہو گیا علماء کی زبانی حاصل کرنے سے اور ان دونوں صورتوں میں مشق اور تکرار ضروری ہے۔

۱۱- عمر و ولد اپنی فرماتے ہیں کہ غور کرنے والے کے لئے تجوید اور ترک تجوید میں فرق صرف چیزے کی ریاضت کا ہے اور احمد بن الجزری فرماتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ تجوید کی بھلائی تک پہنچنے اور صحت و درستگی کی غایت تک رسائی حاصل کرنے کا کوئی ذریعہ ایسا ہے جیسا کہ ربانی شق "ارہتہ" نیکی کرنے والے کی بات سے نیچے کے لفظ کی تکرار "ہاں پر ربانی شق ہے۔

علم تجوید بہت سے مباحث پر مشتمل ہے:

جس میں سے اہم ترین یہ ہیں:

الف- حروف کے مخارج تاکہ ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج سے نکالنے تک رسائی حاصل ہو۔

ب- حروف کی صفات، یعنی جبر، ہمس، وغیرہ ان حروف کی شناخت کے ساتھ جو صفت میں مشترک ہیں۔

۱۲- خاطر ہفت رے جو اس پر ہفت زرنے سے حاصل ہوتی ہو، یا اس بنا پر کہ میں اصل کی وجہ سے معنی مقصود کے بدل جانے کا وہم نہ پیدا ہو جائے یا یہ مراد ہے کہ اس پر ہفت کرنا اور اس کے مابعد سے شروع کرنا مناسب نہیں، یونکہ معنی کے بدل جانے یا مقصود کے بگڑ جانے وغیرہ کا وہم ہوتا ہے۔

۱۳- وقرآن کا یہ قول کہ اس پر ہفت نہ کیا جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ فنی طور پر یہاں ہفت کرنا اچھا نہیں ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس جگہ ہفت کرنا حرام ہے یا مکروہ ہے بلکہ خلاف اولیٰ ہے، الا یہ کہ وہ وہم پیدا کرنے والے معنی کا ارادہ کر کے عہد ایسا کر رہا ہو (۲)۔

پھر ابن غازی نے قرأت کا ارادہ کرنے والے کے لئے تجوید کی حکمت کا بیان کیا، چنانچہ انہوں نے ثابت کیا ہے کہ یہ اس شخص پر واجب نہیں ہے جس سے مباحث قرأت سے بھی ہو، اس سے خون نہ ہوتا ہو، ہاتھ سے مسائل تجوید کی سمی، اقصیت نہ ہو، اسی طرح اس کا سینہ اس فصیح اللہ عربی شخص پر بھی واجب نہیں ہے جس کے کلام میں غلطی نہ ہوتی ہو، یوں تو کہ تجوید کے ساتھ قرأت کرنا اس کی بات ہو، لہذا ان دونوں قسموں کے اشخاص کے لئے احکام تجوید کا سینہ ایک امر منافی ہے میں جس کی طرف سے ان متفق علیہ حکام میں نقص ظاہر ہوا، وہ فصیح اللہ عرب نہ ہو تو اس کے سے مشق کی ربانی حکام کا سینہ، اس کے قصصوں پر عمل کرنا لازم ہے (۳)۔

۱۴- امام الجزری نے "النشر" میں فرمایا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ امت کے لئے جس طرح معانی قرآن کو سمجھنا اور اس کے حدود کو

۱- یہ القوس المفید نکاح ابن غازی ص ۲۶۔

۲- یہ القوس المفید ص ۲۶۔

(۱) النشر للجزری ص ۲۱۰، وفتح ص ۱۰۰۔

تجوید ۶

ن پ پر پڑھنا، ب و یک پڑھنا، بعض حرف مثلاً راء، لام کو پڑھنا اور ب و یک پڑھنا اور اس سے متعلق احکام۔

و نون ساکن، تونین و میم ساکن کے احوال۔

ھ مد و قصر، مدوں اقسام۔

و وقف، بتد قلع اور اس سے متعلق احکام۔

ر۔ مغائر مت جتنی موجود، رسم اللہ کے احکام قرآن کی تکمیل کے احکام اور قراءت کے قواب۔

علم تجوید کی کتابوں میں اس کی تفصیل کا مقام علم تجوید کی کتابیں ہیں، اسی طرح قراءت کی کتابوں کے اخیر کے مباحث جیسا کہ شاطبی کی منظوم کتاب ”حرز اللامانی“ میں ہے یا اس کے بعد فی حقه جیسا کہ محمد بن الجزری کی کتاب ”الخطیبہ“ اور علم قرآن کی بعض دوسری مسلسل کتابوں میں ہے مثلاً رشیدی کی ”الامان“ و ”الامان“۔

تجوید میں نقص پیدا کرنے والے، موزوں، ران کا حکم:

۶۔ تجوید میں نقص یا تو ”تنگی حرف میں ہوگا یا قراءت سے متعلق ان صوتی تغیرات میں جو طوق کے باطنی طریقہ کے خلاف ہوں۔

قسم اول کو تنہا کہا جاتا ہے، یعنی ”خطا“، رحمت سے عرض رہا، اور اس کی دو قسمیں ہیں: جلی و رخی۔

حن جلی: وہ خطا ہے جو الفاظ میں پیش آتی ہے اور اس سے قراءت کے عرف میں نقص پیدا ہوتا ہے، خود معنی میں نقص پیدا ہوا نہ ہو، اور اس کو صلی اس سے کہا جاتا ہے کہ وہ ایسا نقص ہوتا ہے جس کی واقعیت میں صحاح قرآن و غیر صحاح قرآن دونوں شامل ہوتے ہیں، یہ صلی لفظ کی اصل میں ہوتی ہے، مثلاً ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدلنا، اس کی حرکت میں ہوتی ہے کہ ایک حرکت کو دوسری حرکت سے یا

سکون سے بدل دیا جائے، خود اس صلی سے معنی میں تغیر پیدا ہوا نہ ہو۔ جو شخص اس قسم کی صلی کی تانی پر قادر ہو اس کے سے یہ صلی ”سرا حرام“ ہے، خود اس سے معنی میں نقص کا ہم پیدا ہو یا عرب میں تبدیلی لازم آتی ہو۔

”رخن“ یعنی ایسی صلی ہے جو لفظ میں پیش آتی ہے اور اس سے قراءت کے عرف میں نقص پیدا ہوتا ہے، معنی میں نہیں، اس کو رخی اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کا علم صرف صحاح قرآن اور علماء تجوید ہی کو ہوتا ہے، اور یہ حروف کی صفات میں ہوتی ہے (۱)، اور اس رخن رخی کی دو قسمیں ہیں:

ایک قسم تو ایسی ہے جس کو صحاح قراءت ہی جانتے ہیں جیسا کہ خطا کا ترک کرنا اور یہ فرض میں نہیں ہے جس کے ترک پر سزا مرتب ہو جیسا کہ ماقبل میں گزرا، اس میں سرورش اور حمید کا اندیشہ ضرور ہے (۲)۔

دوسری قسم کو صرف ماہرین قراءت ہی جانتے ہیں، جیسے رؤس کی غمراہ اور لاسوں کو بے محل ہونا کر کے پڑھنا، ”تنگی کے وقت اس قسم کے امور کو ملحوظ رکھنا مستحب اور بہتر ہے۔

دوسری قسم میں پیدا ہونے والے نقص کی دوسری قسم وہ ہے جو طریقہ قراءت کی منتقل حد میں کمی یا زیادتی سے پیدا ہوتی ہے، خود قراءت کے وقت حرف کی ”تنگی میں ہو یا حرکت کی“ ”تنگی میں، اور نقص کا سبب مست کرنے والے مرگانے کی طرح، رکوع میں گھمانے والے رخن کے ساتھ پڑھنا ہے، اور یہ مسموع ہے، یونکہ اس میں قراءت کو اس کے صحیح طریقوں سے ہٹانا، مرقعات کریم کو ان کاؤں سے تشبیہ دینا ہے جس کا مقصد مستحق فاحصوں ہوتا ہے (۳)۔

فقہاء نے اس کے ممنوع ہونے پر حضرت عباسؓ کی اس

(۱) نہایہ القول المفید، ص ۲۲، ۲۳، و نقال مسعودی۔ ۱۰۰۔

(۲) یعنی اس شخص کے حق میں جو اس پر قادر ہو۔

(۳) نہایہ القول المفید، ص ۲۳۔

تجوید ۶

روایت سے استدلال کیا ہے جس میں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ”بادروا بالعوت متا۔ بعوف السلفاء و كثرة الشرط، وبيع الحكم، واستحقاقا بالدم، وقطيعة الرحم، وشوا يتحلون القرآن مماير يقدمونه بغيرهم، وإن كان أقل منهم فقها“ (۱) (چوتھوں میں سے پہلے موت کی طرف سبقت کرو: بے قانونوں کی حکومت، کثرت شرط، حکم کی بیخ، خون کو معمولی سمجھنا، قطع رحم اور ایسی مستی کہ لوگ قرآن کو سارنگی بنالیں گے اور اس شخص کو آگے بڑھائیں گے جو ان کو گانا گائے گئے مگر چہ وہ ان میں سب سے کم سمجھ بوجہ ملا ہوگا)۔

شیخ زکریا انصاری فرماتے ہیں کہ عربوں کے فہم سے مراد یہ بھی طرح کی تھی ورنہ انہی سے پاک و ذریعہ قرأت ہے جس پر ان کی پیدائش ہوئی ہے، ورنہ بقول ”رناہ کے مرہمیں کے فہم سے مراد وہ نرم ہے جو علم موسیقی سے حاصل کیا جائے“ ورنہ حدیث میں ”شدو امر متحاب پر محمول ہے“ ورنہ قرأت پر بشرطیکہ الفاظ حرف کی صحت کو ملحوظ رکھا جائے، ورنہ تحریم پر محمول یا جائے (۲)۔

رائقی نے فرمایا کہ نمرود یہ ہے کہ ”در حرکتوں کے پھینکنے میں ریادت کرے، یہاں تک کہ فتح سے ایک درمہ سے ہو“ وغیرہ پیدا ہو جائے۔ نووی کہتے ہیں کہ مذکورہ طریقہ پر ریادت حرام ہے، اس طرح پڑھنے والا قاسق ہوگا اور سننے والا گنہ گار، کیونکہ وہ اس کو اٹھیا کر کے اس کے صحیح طریقہ سے ہٹ گیا۔ قرابت سے امام

(۱) حضرت عائشہ کی حدیث کی روایت احمد نے شریک کے واسطے سے ابویعلیٰ بن حمیر سے کی ہے اور حدیث اپنے شوہر کی بنا پر صحیح ہے (مسند احمد بن حنبل ۳۴۴۳، طبع المکتبہ، المستدرک ۳۳۳، طبع دارالکتب العلمیہ، راجع الحدیث شعب ۱۱، ناظر و عبد القادر ۱۱، ناظر ۱۱، طبع مؤسسۃ الرسالہ ک۔

۲ شرح اخر در بیان صاری ۳۰۔

رائقی کی مراد یہی ہے۔

سلام تجوید نے اس کے چند نمونے، ترکے میں: اس میں سے بعض کو تیس کہا جاتا ہے بعض کو تیریں، بعض کو تیر عید بعض کو تیریف، بعض کو قرأت بالیس و اذناؤنی الحروف (حروف کو لین و رخوت (نرمی) کے ساتھ پڑھنا)، بعض کو قرأت الحروف (زبور سے نالو کو گانا کر حروف کی ادائیگی کرنا اور تقطیع (حروف کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے پڑھنا) ہے (۱)۔

ان کے مطالب کی تعمیل ان کے مراجع میں مذکور ہے۔ ان میں سے ”الحرریہ“، ”رناہ“ ”نہایت القول المفید“ ہے، اور اس سلسلے میں امام علم الدین السجادی کی منظوم کتاب سے چند اشعار ذکر کئے گئے ہیں پھر اس کی شرح سے اس کا قبول نقل یا کیا ہے ہر حرف کے لئے ایک مینہ اس ہے جس سے اس کی حقیقت کی مقدار پہچانی جاتی ہے، اور مدینہ ان اس کا مخرج، اس کی صفت ہے، اور جب کوئی حرف اپنے مخرج سے اس حال میں نکلے کہ اعتدال کے ساتھ بغیر کسی کمی اور ریادت کے صفات کی رعایت کی گئی ہو تو یہ اپنی میزان پر نپا تا، ہوگا ورنہ بھی تجوید کی حقیقت ہے (۲)، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اسے مشق قرأت کی زبان سے سیکھا جائے۔

(۱) شرح لجز در بیان صاری و لغت صاری ۳۲، نہایت القول المفید ص ۳۰۰۔

(۲) لائق السیوطی، ۱۰۲، نہایت القول المفید ص ۳۰۔

تحالف

دیکھئے: "حلف"۔

تحبیس

دیکھئے: "حلف"۔



تحبیر

تعریف:

۱- لغت اور اصطلاح میں تحبیر یا احتجاریہ ہے۔ کسی زمین کی چاروں جانب پتھر یا کوئی دوسری علامت رکھ کر زمین کو قائل کاشت بنانے سے دوسروں کو روکا جائے۔
یہ انتہاس کا نام دیا جاتا ہے، طبیعت کا میں (۱)۔

اجمانی حکم اور بحث کے مقامات:

۲- مقامات اس بات پر اتفاق ہے کہ جس زمین کی تحبیر کی چابکی ہو اس کو قائل کاشت بنانا جائز نہیں ہے، کیونکہ جس نے اس کی تحبیر کی ہے دوسرے کے مقابلہ میں اس سے نفع اٹھانے کا یہ وہ مستحق ہے، لہذا اگر وہ شخص اس کو بیکار چھوڑ دے تو اس کے "حق فقہاء" کے یہاں تنبیہات ہیں۔

حنفیہ اور مالکیہ نے تحبیر کے ذریعہ حاصل ہونے والے انتہاس کے لئے ایک آٹھ مدت مقرر کی ہے جو تین سال ہے۔ یہ حکم تو بایں ہے، اور قضاء یہ ہے کہ اس مقررہ مدت کے گزرنے سے قبل کوئی دوسرا شخص اس کو قائل کاشت بنالے تو وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔ حنفیہ کے نزدیک یہی حکم ہے، اگر وہ اس کو قائل کاشت نہ

(۱) لسان العرب، المصباح المہیر مادۃ "حجر"، المصباح المہیر ۳۸۶/۵، شرح فتح القدیر ۳۸۸/۸، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، الدرر النوری ۳۰۷، طبع بیروت، مصر، معنی ابن قدامہ ۵۱۸/۵۔

تحدید ۱-۲

بنائے تو امام اس سے لے کر دوسرے کو دے دے گا، اس لئے کہ حضرت عمرؓ کا فرمان ہے کہ تخیر کرنے والے کو تین سال کے بعد کوئی حق حاصل نہیں ہے (۱)۔

ثانویہ کا مذہب جو منابہ لی یک رہیت ہے، یہ ہے کہ اگر تخیر کرنے والا شخص زمین کو استعمال میں نہ لائے، اور اس کو قابل کاشت بنائے والا کوئی دوسرا شخص آجائے تو ایسی صورت میں تخیر کرنے والا شخص ہی اس کا ریہہ مستحق ہے۔

منابہ کی دوسری رہیت یہ ہے کہ بغیر استعمال کے تخیر ہے سو، ورجح تو اسی شخص کا ہے جو اس زمین کو قابل کاشت بنائے (۲)۔
”تفصیل“ دیہات موت (ن ۲ ۱۶) کی اصطلاح میں بزر چکی ہے۔

تحدید

تعریف:

۱- لغت کے اعتبار سے تحدید ”محکمہ“ کا مصدر ہے، اور ”حد“ کی حقیقت یہ ہے کہ ”نا“ اور ”و“ چیزوں کے درمیان فرق کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے: ”حددت الحداد“ جب کوئی شخص گھر کی آخری حدیں ذکر کر کے اس کو اس کے قرب و جوار کے مکانات سے ممتاز کر دے (۱)۔

۲- فقہاء کی اصطلاح میں شئی کی تحدید سے مراد اس کے حدود کو ذکر کرنا ہے۔ ”یہ ریہہ دو تر زمین و جائیداد میں مستعمل ہے جیسا کہ لوگ کہتے ہیں: ”این ادعی عقاراً حلالہ“ (اگر کسی نے کسی زمین کا دعویٰ کیا ہے تو وہ اس کی تحدید کرے)۔ یعنی یہی اس کے حد ”یہاں کرے“ (۲)۔

متعلقہ الفاظ:

الف- تعیین:

۳- تعیین الیٰ شئ کا معنی ہے یہی چیز میں سے کسی ایک کو خاص کرنا، کہا جاتا ہے: ”عین النیۃ“ جب تم کسی متعین مرد و بیٹہ کو راہی سے خیار تعیین ہے، یعنی یہ کہ خریدار یا بیس چیز میں سے کسی ایک کو اس شرط پر خریدے کہ وہ اس کو تین دنوں کے اندر متعین کرے گا (۳)۔



(۱) شرح فتح القدیر ۸/۳۹، طبع دار معارف و اکتار ۵/۲۷۸، الفتاویٰ الہندیہ ۵/۳۸۹، الدرر السنی ۶۹۳، البرہانی ۱/۱۰۱، ۱۱۳۔
(۲) نہج المجاہد ۵/۳۲۷، ۳۳۷، طبع مکتبۃ الاسلامیہ، شرح المصباح ۳۹، ۹۳، اہل بن قدیر ۵/۵۶۹، ۵۷۰، کتاب الفتاویٰ ۳۹، ۱۱۳۔

(۱) لسان العرب، المصباح المہر لادۃ ”حد“۔
(۲) ابن ماجہ بن ۳۰، ۳۱، الفتاویٰ الہندیہ ۵/۳۱۹، ۳۲۰، طبع الفتاویٰ الہندیہ ۳/۵۳۔
(۳) الفتاویٰ الہندیہ ۳/۵۳۔

تحدید ۳-۵، تحریف ۱-۲

ب- تقدیر:

۳- تقدیر قدر سے ماخوذ ہے۔ اور کسی شے کا قدر اور اس کی مقدار اس کے مدد کرنے کا کہ ہے لہذا تقدیر کا معنی ہے: کسی شے کی مقدار مقرر کرنا یا اس کا مدد کرنا یا کسی امر کی درستگی اور تیاری میں غور و فکر کرنا۔ اور اسی سے قاضی کی طرف سے تعزیر میں جرم سے باز رکھنے والی کسی سزا کی تقدیر (تعیین) ہے جو جرم اور مجرم کے مناسب حال ہو (۱)۔

تحریف

تعریف:

۱- تحریف کا ایک معنی لغت میں ملتا ہے اور کسی شے سے اعراض کرنا ہے۔ کہا جاتا ہے: حروف عن الشئ بحرف حوفاً و تحوفاً: اس نے اعراض کیا، اور جب کوئی شخص کسی شے سے رخ پھیرے تو کہا جاتا ہے: تحوفاً (۱)۔

اور اصطلاح میں اس کا اطلاق جنگ میں تحریف اختیار کرنے پر ہوتا ہے یعنی یہ کہ مقتضائے حال کے مطابق جنگ کی ایک پوزیشن کو چھوڑ کر، دوسری کوئی ایسی پوزیشن اختیار کی جائے جو جنگ کے زیادہ مناسب ہو، یا ایک جماعت کو چھوڑ کر کسی دوسری ایسی جماعت سے لڑنے کا قصد کیا جائے جو اس سے زیادہ اہم ہو، یا دشمن پر بھرپور حملہ کے لئے اس کی کسی ایسی کمین گاہ کی تلاش کر کے جس کو پانا ممکن ہو، اس سے جنگ تک رسائی حاصل کی جائے (۲)۔

جہاں حکم:

۴- زمین و جاہ و... سے متعلق حقوق میں معتوقہ علیہ (مجبے) کی حد بیان کرنا جس سے جہالت ختم ہو جائے، صحت و نقد کے لئے شرط ہے، اور دعویٰ کے صحیح ہونے کے لئے اس کی حد بیان کرنا شرط ہے، یہ تاکہ زمین کو حاصر کرنا ممکن نہیں ہو، اشارہ سے اس کی پہچان کرنا دشوار ہے تو حدود کے فریضے اس کی پہچان کرائی جائے گی چنانچہ مدعی حدود پر بعد کو بیان کرے گا، مدعو، اللوں کے نام و نسب، درخت، درخت، باغ، کرے گا، نہ دعویٰ صحیح نہ ہوگا (۳)۔

اس کی تفصیل ”دعویٰ“ کی اصطلاح میں ہے۔

بحث کے مقامات:

۵- فقہاء و علماء (وہ بھی جس کا دعویٰ کیا جائے) کی تحدید کو ”کتاب المدعی“ میں اور معتوقہ علیہ (مجبے) کی تحدید کو ”کتاب“ اور ”اجارہ“ وغیرہ میں ذکر کرتے ہیں۔

اجمائی حکم اور بحث کے مقامات:

۲- اگر مسلمانوں، درہنہ میں و فوت میں مقید ہو، درہنہ میں کی تعدد مسلمانوں سے روائی ہو یا کم ہو تو بھارت میں وہ ایسے ہونا حرام ہے۔

(۱) لسان العرب الصحاح المصباح المسمی ماہ ”حرف“۔

(۲) تفسیر روح المعانی ۱۸/۱ طبع دار الفکر المصطفیٰ بیروت، ایسی مع شرح الکبیر ۱۰/۵۵۱، ۵۵۲ طبع دار الفکر بیروت، شرح طریقی ۵/۳ طبع دار الفکر بیروت۔

(۱) لسان العرب ماہ ”تد“، ابن ماجہ ۱۲/۷۷، جوہر لاکیل ۲/۲۹۶، ایسی ۲۳/۳

(۲) ابن ماجہ ۲۱/۳۲، حریار ۱۱۰/۲، مشکوٰۃ فتح القدیر ۷/۱۵۲۔

تحرری ۱-۳

مقصود کو حاصل کرنے کے لئے پوری کوشش کرنا ہے، رافضی اجتہاد کے عرف میں مجتہد کی طرف سے کی گئی اس انتہائی کوشش کے ساتھ خاص ہو گیا ہے جو احکام شریعت کا علم حاصل کرنے کے لئے وہ صرف کرتا ہے۔ اس کوشش کے ساتھ جو پیش آنے والے وعدہ کا حکم لاکھل سے معلوم کرنے کے سلسلے میں صرف کی جاتی ہے۔

تحرری بھی دلیل سے ہوتی ہے اور کبھی بغیر کسی علامت کے کے محض قلب کی شہادت سے (۱)۔

اس طرح ہر اجتہاد تحرری ہے اور ہر تحرری اجتہاد نہیں۔

ب- توفی (ارادہ کرنا):

۳- توفی "توفی" سے ماخوذ ہے بمعنی ارادہ کرنا، اس طرح تحرری اور توفی نہ ہر ہیں، مگر توفی کا استعمال معاملات میں ہوتا ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس شخصوں سے جو میراث کے متعلق جھگڑ رہے تھے فرمایا: "ادھبا و توخبا، و استھما، و لیحمل کل واحد مکتھا صاحبہ" (۲) (جاؤ حق کا قصد کرو، ورتے انداز میں کر لو، اہم میں کا بھروسہ اپنے ساتھی کو بری کرنا ہے)۔

۴- تحرری کا ثبوت استعمال عبادت میں ہوتا ہے (۳) جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إذا شك أحدكم في الصلاة فليبحر الصواب" (۴) (جب تم میں سے کسی کو پتہ نہ ہو تو شک

(۱) المسحوق للقرطبي ۵۰۲، الفرق في المذاهب ۶۹، حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۹۰ طبع دار الفکر بیروت۔

(۲) حدیث ۴۳۳۳ و توخبا "کی روایت احمد (۳۲۰/۱) طبع بیہقیہ (۱) اور ابوداؤد (۳۲۳) طبع عزت عید دہلی نے کی ہے ورنہ اس کی سند حسن ہے۔

(۳) الموسط ۱۸۶/۱۰ طبع دار المعرفۃ متن المصباح "توفی"۔

(۴) حدیث ۴۳۳۳ "إذا شك أحدكم" کی روایت بخاری (۱) طبع ۵۰۲/۱۰ طبع (۱) اور مسلم (۲۰۰/۱) طبع (۱) نے کی ہے۔

تحرری

تعریف:

۱- تحرری کا لغوی معنی "ارادہ کرنا" ہے چنانچہ آئینے ۱۰ لے کہتے ہیں: "التحرری مسرونک" یعنی میں آپ کی رضا چاہتا ہوں، اسی سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "فأولئك فعزوا وشدوا" (۱) (اس نے تو بھائی کا راستہ ڈھونڈ نکالا) اور اسی سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے: "تبحروا ليلة القدر في الوتر من العشر الاواخر" (۲) (۳۰ شبہ کی حق راتوں میں شب قدر کو تلاش کرو) یعنی اس کی تلاش کا اہتمام کرو (۳) اور اصطلاح میں یہ مقصود کو حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنا یا کسی چیز کی حقیقت معلوم نہ ہونے کے وقت غالب گمان کے ذریعہ اس کی تلاش کرنا ہے (۴)۔

متحدہ غلط:

غ- اجتہاد (کوشش کرنا):

۲- تحرری اور اجتہاد ایک ہی الفاظ ہیں، "ان دونوں کا مفہوم

(۱) سورہ ص ۱۳۔

(۲) حدیث ۴۳۳۳ "تبحروا ليلة القدر" کی روایت بخاری (۱) طبع ۲۵۹/۱۰ طبع (۱) شافعی کے ہے۔

(۳) المصباح لمیر تاج المعرفۃ لسان العرب متن المصباح "تحرری"، الموسط ۱۸۵/۱۰ طبع دار المعرفۃ لسان العرب ۱۶/۱۰۔

(۴) ابن ماجہ ص ۱۹۰، الموسط ۱۸۵/۱۰ طبع مصنفی لمایا المجلس، مطالب اولیٰ انی ۵۵۔

تحریر ۳-۷

ہو جائے تو اسے چاہئے کہ درست پہلو کا تعذر کرے۔

ج۔ ظن (گمان کرنا):

۴۔ ظن کا معنی ہے: تخیل (خائب) کے احتمال کے ساتھ رائج پہلو کا اور کہ چنانچہ ظن میں وہ امور ہیں سے ایک کو دوسرے پر ترجیح دینا ہوتا ہے تو یہ ترتیب دلیل ہو تو قائل مذمت ہے اور قری میں غائب مدب کے ذریعہ ترجیح دینا ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسی دلیل ہے جس کے ذریعہ علم کے یک پہلو تک رسائی ممکن ہے اگرچہ اس کے ذریعہ ہی سے امر تک رسائی نہیں ہوتی جو علم کو مستلزم ہو، مگر ظن کا استعمال بھی یقین کے معنی میں بھی ہوتا ہے (۱) جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "الَّذِينَ يَصْنَعُونَ الْإِيمَانَ مَلَاكُوتُهُمْ" (۲) (جنہیں اس کا خیال رہتا ہے کہ انہیں اپنے پروردگار سے ملنا بھی ہے)۔

د۔ شک:

۵۔ شک کا معنی ہے: ہر دو درجہ کے احتمالات کے درمیان تردد، یعنی اس کے بغیر کہ شک کرنے والے کے نزدیک ان دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح حاصل ہو (۳)۔
تحریر شک کو زائل کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

شرعی حکم:

۶۔ تحریر شروع ہے اور اس پر عمل کرنا جائز ہے۔ اس کی دلیل کتاب و سنت اور عقل سے ہے:

کتاب اللہ سے اس کی دلیل یہ آیت ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ"

(۱) المصباح المنیر، اعراف اللہ، لہجہ جانی، المصباح المنیر، ص ۱۸۶، ۱۸۷۔

(۲) سورہ بقرہ، ص ۲۶۔

(۳) المصباح المنیر، اعراف اللہ، لہجہ جانی، ص ۱۸۶، ۱۸۷۔

اعْمُوا إِذَا جَاءَ كُفُّوا الْمُؤْمِنَاتِ مَهَاجِرَاتٍ فَاثْتَحَوْهُنَّ، اللَّهُ
أَعْلَمُ بِإِيْمَانِهِنَّ، فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تُؤْجَمُوهُنَّ
إِلَى الْكُفَّارِ" (۱) (اے ایمان والو جب تمہارے پاس مسلمان
عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان کر لیا کرو، اللہ ان کے
ایمان سے خوب واقف ہے پس اگر انہیں مسلمان سمجھ لو تو انہیں
کافروں کی طرف مت واپس نہ کرو)۔

۷۔ یہ تحریر اور غائب مدب کے ذریعہ ہوگا، ورنہ اس پر علم کا اطلاق
یہاں ہے۔

۸۔ سنت سے دلیل دوا و حدیث میں جو قوی سے متعلق بحث
کے ضمن میں گذر چکی ہیں۔

۹۔ عقلی دلیل یہ ہے کہ احکام شرعیہ سے متعلق اجتہاد پر عمل
کرنا جائز ہے۔ اور یہ غائب مدب پر عمل کرنا ہے، پھر سے احکام شرع
کے نص میں سے ایک نص قرآن سے دیا گیا اگرچہ تدوین سے
احکام ثابت نہیں ہوتے۔ اسی طرح قری بھی، کی کہادت تک
رسائی حاصل کرنے کا ایک ذریعہ "رسیلہ" ہے اگرچہ اس کے ذریعہ
کہادت کا اثبات بد میں ہوتا (۲)۔

۱۰۔ علاوہ ازیں احکام شرع میں تحریر کا بیان بہت سی جہتوں پر ہو
ہے، اور مقامات کے اختلاف سے اس کا حکم بھی مختلف ہوتا ہے:

اول: پاک اور ناپاک اشیاء کے باہم مل جانے کی صورت
میں پاک شے کو معلوم کرنے کے لئے تحریر کرنا:

الف۔ سیرتوں کا باہم مل جانا:

۷۔ اگر دو برتن جن میں پاک پانی ہو ایسے برتنوں کے ساتھ مل
جائیں جن میں ناپاک پانی ہو، اور معاً مشتہر ہو جائے، اس کے

(۱) سورہ بقرہ، ص ۱۸۶۔

(۲) المصباح المنیر، ص ۱۸۶، ۱۸۷۔

تحرری ۸-۹

ہے کہ دوہر ایک برتن سے وضو کر کے نماز ادا کرے (۱) انھیں
”اشتہاد“ کی اصطلاح میں ہے۔

ب۔ کپڑوں کا باہم مل جانا:

۸۔ اگر کسی شخص پر پاک کپڑے یا پاک کپڑے کے ساتھ مشتبہ
ہو جائے اور ان کے درمیان امتیاز ناممکن ہو اور اس کے پاس اس
کے علاوہ یقینی طور پر کوئی پاک کپڑا نہ ہو اور نہ کوئی ایسی چیز اس کے
پاس ہو جس سے وہ ان کو اچھوٹے اور وہاں پاک سے پاک کو ممتاز نہ
کر سکتا ہو اور اسے نماز کی ضرورت ہو تو حنفیہ کے نزدیک وہ تحرری
کرے گا، مالکیہ اور مزنی کو چھوڑ کر ثانیہ کا بھی مشہور مذہب یہی ہے،
اور وہ اس کپڑے میں نماز پڑھے جس کے متعلق اس کی تحرری یہ ہو کہ وہ
پاک ہے، خواہ غلبہ پاک کپڑوں کا ہو یا ماپاک کپڑوں کا یا دونوں
کپڑے برابر ہوں۔

در حنبلیہ اور مالکیہ میں سے بن الماشون نے فرمایا کہ تحرری
جائز نہیں ہے، اور انہی کپڑوں میں سے ماپاک کپڑوں کی تعداد کے
بقدر کپڑا لیکن کرمارا کرے، اور ایک دفعہ دہرے کپڑے کو پہن کر
مزید مار پڑھے۔ در حنبلیہ میں سے بن ثقیل نے فرمایا کہ صحیح توں
کے مطابق مشقت کو دفع کرنے کے لئے تحرری کرے گا۔

اور ابو ثور اور مزنی نے فرمایا کہ ان میں سے کسی کو پہن کر نماز نہ
پڑھے، جیسا کہ برتن کے تعلق ان دونوں کا قول ہے (۲)۔

ج۔ مذہب جانا نور کا مردار کے ساتھ مل جانا:

۹۔ اگر مردار جانور میں کے ساتھ مذہب جانا نور مل جائے تو حنفیہ کا

(۱) انہی ۱۱/۶۰، ۶۱۔

(۲) المسوط ۱/۲۰۰، ابن ماجہ ۵/۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵

تحرری ۱۰-۱۱

دیکھنے اور اس کا مشاہدہ کرنے کی حالت میں ہو تو فقہاء کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس پر عین کعبہ کی طرف متوجہ ہونا اور ذات کعبہ کے بالمقابل ہونا لازم ہے۔

اور اگر کعبہ سے دور اور اس سے غائب ہو تو خفیہ کا خیاب یہ ہے کہ غور و فکر کے بعد رجوع بہت کعبہ کی طرف متوجہ ہونا اس کے سے کافی ہوگا، اور عین کعبہ کے سامنے ہونا ضروری نہیں، مالکیہ اور حنبلیہ کے نزدیک یہی اظہر ہے اور امام شافعی کا ایک قول بھی یہی ہے۔

در ثانیہ کا قول اظہر جو مالکیہ کا ایک قول اور حنبلیہ سے یکسانیت بھی ہے، یہ ہے کہ اس پر عین کعبہ کے سامنے ہونا لازم نہیں^(۱)۔

جمہور فقہاء کے نزدیک صحابہ کی تحریروں کی موجودگی میں غور و فکر کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح مسلمانوں کی ان تحریروں کی موجودگی میں جس کی طرف رخ کر کے بارہا نمازیں ادا کی گئی ہوں۔

اسی طرح غور و فکر کرنا اس وقت بھی جائز نہیں جب اس جگہ رہنے والوں میں کوئی ایسا شخص اس کے پاس موجود ہو جو بہت قبلہ سے واقف ہو اور وہ اس سے دریافت کر سکتا ہو، بشرطیکہ وہ مقبول الشہادت ہو، لہذا اذنی، جامل، فاسق، بچہ کی خبر کا اس جگہ کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔

اگر کسی مہاجر کے لئے پرانی بتائی ہوئی تحریروں کے رجوع بہت قبلی حاصل کر کے یا قبلہ سے واقف کسی ایسے شخص سے دریافت کر کے جو اس جگہ کا مقبول الشہادت ہو، میں کعبہ یا بہت کعبہ کی طرف رخ کر کے مہاجر یا حنا مہاجر نہ ہو تو اگر وہ شخص قبلہ سے متعلق غور و فکر کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اس پر غور و فکر کرنا لازم ہے، قبلہ کے سلسلہ میں

(۱) بدائع الصنائع ۱/ ۸۱۱، طبع دار الکتب العربیہ، الطب ۱/ ۵۰۸ طبع دار الفکر بیروت، نہایت لکچر ۱/ ۳۲۳ اور اس کے بعد کے صفحات طبع مکتبۃ المدینہ، المجلد، المجلد ۲۳۹ طبع مکتبۃ المدینہ، المجلد ۲۳۹۔

خیال یہ ہے کہ حالت غلطی میں مطلقاً تحرری کرنا جائز ہے، یعنی چاہے غلطہ نہ ہو رخ جانو رکھا ہو یا مرد رکھ لیا ہو وہی یہ کہہ ہوں۔

در حالت احتیاط میں تحرری جائز نہیں الا یہ کہ غلبہ حال کا ہو۔ اور اس مسئلہ کے نزدیک یہی صورت میں تحرری کی مطلقاً جائز نہیں ہے (۲)۔

د- حالت حیض میں تحرری:

۱۰- اگر کوئی عورت اپنے یا م حیض کی تفتی اور اس کی تاریخ قبول جائے، در حیض ظہر کے درمیان اس کی حالت مشتبہ ہو جائے تو جمہور فقہاء کے قول سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس پر تحرری کرنا لازم ہے، اگر اس کی غالب رائے یہ ہو کہ وہ حالت حیض میں ہے تو اسے اسی کا حکم دیا جائے گا، اور اگر اس کی غالب رائے یہ ہو کہ وہ پاک ہے تو اسے پاک عورتوں کا حکم دیا جائے گا، کیونکہ گمان غالب بھی ایک دلیل شرعی ہے۔

۱۱- اگر وہ متحیر ہو جائے اور اس کا گمان غائب کسی طرف نہ ہو تو یہ متحیر ہے یا بھولنے والی ہے، لہذا اس کے لئے نہ مری ہے کہ احکام میں احتیاط پر عمل کرے (۳)۔

اور اس کے احکام کی تفصیل کے لئے ”حیض“ اور ”استحاضہ“ کی صفحہ حالت کی طرف رجوع کیا جائے۔

دوم: استدلال اور تحرری کے ذریعہ قبلہ معلوم کرنا:

۱۱- اگر نمازی مستقبل قبلہ پر قائم رہے اور وہ مکہ میں ہو اور کعبہ کو

(۲) المجموع ۱/ ۹۹، ۱۰۹، ۱۱۸، ابن ماجہ ۲/ ۲۴۱، الفروق للقرافی ۲/ ۲۶۶، نہایت لکچر ۱/ ۹۹، اسی المطالب ۲/ ۲۳۱، الشاہد و الشاہد للسیوطی ۱/ ۱۰۶، التقریر لابن رجب ۲/ ۲۳۱۔

(۳) ابن ماجہ ۲/ ۱۹۰، منہج لکچر ۲/ ۳۶۱، المجلد ۲/ ۳۲۱۔

تحریر ۱۳

ہو جائیں یا وہ آپس میں متعارض ہو جائیں اور وہاں کوئی ایسا شخص ہو جو نہ ہو جو اس کو بتائے، تو اس کے متعلق فقہاء کے درمیان اختلاف ہے، چنانچہ حنفیہ اور حنبلیہ کا مذہب جو مالکیہ کا قویٰ معتقد بھی ہے، یہ ہے کہ اس پر تحریر کرنا لازم ہے اور اس کی نمائندگی ہوگی کیونکہ انسان بقدر وسعت و امکان ہی مکلف ہے، اور اس کی قدرت میں صرف تحریر ہی ہے۔

اور شافعیہ کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ احترام وقت کے پیش نظر جس جہت کی طرف بھی منہ ہو نماز پڑھ لے، خواہ وقت میں غنچہ ش ہو یا نہ ہو، اور چونکہ اس قسم کا واقعہ اور ہے اس لئے تصدیق کرے (۱)۔

اور اس سلسلے میں اصل وہ روایت ہے جو حضرت عامر بن رباحؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ”کنا مع رسول اللہ ﷺ فی لیلۃ مظلمۃ، فلم یدر فیہ القبۃ، فصنی کل رجل منا علی حیالہ، فلما أصبحنا ذکرنا ذلک لرسول اللہ ﷺ فنزل قول اللہ تعالیٰ: ”فَابْصُرُوا نَفْسَکُمْ وَجْهَ اللہ“ (۲) (ہم نبی ﷺ کے ساتھ ایک تاریک رات میں تھے، چنانچہ ہم یہ نہ معلوم کر سکے کہ قبلہ کی طرف ہے، اور ہم میں ہر شخص نے اپنے اپنے خیال کے مطابق مارا، اکی پھر جب صبح ہوئی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ رشتہ نازل ہوا سو تم جہر کو بھی منہ پھیرو اللہ ہی کو، ات ہے) اور حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تحریر کرنے

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۸۹، مجمع المصاحف ۸، مجمع الفوائد ۲۳۷، ۲۳۸ طبع دار احیاء التراث العربیہ، بیروت ۲۳۳ طبع مکتبۃ المدینہ، جامعہ اسلامیہ، بیروت ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳ طبع مکتبۃ المدینہ، جامعہ اسلامیہ۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۱۵

حضرت عامر بن ربیعہ کی حدیث کی روایت اس ماجہ (۲۳۶) طبع مکتبۃ المدینہ، بیروت ۲۳۳ طبع مکتبۃ المدینہ، جامعہ اسلامیہ، بیروت ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳ طبع مکتبۃ المدینہ، جامعہ اسلامیہ۔

غور و فکر فی حدیث رکعتی والا شخص وہ ہے جو لال قبلہ سے واقف ہو، جو یہ ہیں: ستارے، سورج، چاند، یوں پہاڑ، نہریں اور ان کے علاوہ دوسرے ذرائع و علامات اگرچہ وہ احکام شرع سے ناواقف ہو، اس سے کہہ وہ شخص جو کسی شے کی علامات کا علم رکھتا ہو وہ اس کے متعلق غور و فکر کرنے والوں میں سے ہے، اگرچہ وہ اس کے علاوہ امور سے ناواقف ہو۔

اور اگر وہ علامات قبلہ سے ناواقف ہو یا نہ جانتا ہو تو وہ مقلد ہوگا۔ اگرچہ وہ اس کے علاوہ امور سے واقف ہو (۱)۔

لہذا وہ نہ مزی جو غور و فکر کرے پر قادر ہو اور بغیر غور و فکر کے نماز پڑھ لے تو جمہور فقہاء کے قول سے یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اس کی نماز درست نہ ہوگی۔ اگرچہ وہ قبلہ کی طرف رخ کر کے لڑائی نہ ہو۔ اسی طرح اگر اس کے غور و فکر نے ایک جہت کی طرف رہنمائی کی، اور اس نے اس کے علاوہ کی جانب رخ کر کے نماز پڑھ لی، پھر اس سے یہ معلوم ہو کہ اس نے جہت کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز لڑائی ہے تو جیسا اس کی نماز اگر بعد کے نزدیک بطل ہوگی، اس لئے کہ اس سے واجب کو ترک کر دیا ہے جیسا کہ اگر کسی نے نماز پڑھ لی یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ محدث ہے پھر معلوم ہوا کہ وہ تو پاک ہے (۲)۔

اس کی تفصیل کے لئے ”استنبال“ کی اصطلاح کی طرف رجوع کیا جائے۔

۱۳۔ جو شخص علامات کے وسیعہ قبضہ معلوم کرے سے عاقل ہو، باری طور پر قید و بدل کی وجہ سے علامات اس پر چھنی ہوں، یا وہ اس پر مشتبہ

(۱) ابن ماجہ ص ۲۹۰ طبع دار احیاء التراث العربیہ، بیروت ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲ طبع دار احیاء التراث العربیہ، بیروت ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳ طبع مکتبۃ المدینہ، جامعہ اسلامیہ۔

(۲) مہر سادہ کے ساتھ جو طبعات۔

تحرری ۱۳-۱۴

۱۔ لے کا قبضہ و وجہت ہے جس کا قصد کرے۔

۲۔ انہوں امر یہ کہ ہوں تو وہ یقین پر بنا کرے گا، خواہ امام ہو یا منفرد (۱)۔

سوم: نماز میں تحرری کرنا:

۱۳۔ جس شخص کو نماز میں شک ہو جائے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو حصیہ کرے، یک اور اس کو نماز میں شک لاحق ہوتا ہو اور اس کی یک رائے ہو تو تحرری کرے گا اور اپنی جانب سے پر بنا کرے گا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "من شك في الصلاة فليتحجر الصواب" (۱) (جس کو نماز میں شک ہو جائے تو وہ درست پہلو کو تلاش کرے)۔

اور ہالکچہ کے نزدیک کم پر بنا کرے گا اور جس رکعت میں شک ہو ہے اس کو مطلقاً مورد کرے گا۔

۱۴۔ ثنائیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر درمیان نماز میں شک ہو جائے تو کم کو اختیار کرنا اس کے لئے لازم ہے اور وہ حجتہ سے بزرگے گا۔ اگر سرسدم کے بعد شک ہو تو ان کے نزدیک دو قول ہیں: ایک یہ ہے کہ حلالی کے لئے کفر ہو جائے گا کو یا اس نے سلام بھیجی نہیں اور دوسرا قول: یہ ہے کہ فراغت کے بعد اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اس سے کہ اس میں تنگی ہے۔

۱۵۔ ثنائیہ اپنے مشہور مذہب کے مطابق امام، منفرد کے درمیان فرق کرتے ہیں، چنانچہ جو شخص امام ہو اور اسے شک ہو جائے اور معلوم نہ ہو کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے تو وہ تحرری کرے گا اور اپنے گمان غالب پر بنا کرے گا، اور منفرد یقین یعنی کم پر بنا کرے گا۔ اور ایک روایت کے مطابق امام کی طرح اپنے غائب ظنی پر بنا کرے گا، یہ اس صورت میں ہے جبکہ اس کی کوئی رائے ہو اور جب اس کے نزدیک

چہارم: روزہ میں تحرری کرنا:

۱۳۔ جو شخص قید میں ہو یا شہر سے دور و راز اطراف میں ہو یا دارالحرب میں ہو جس کی وجہ سے اس کے لئے خبر کے ذریعہ مہینوں کا معلوم نہ رہا ممکن نہ ہو، اور رمضان کا مہینہ اس پر مشتبہ ہو جائے تو فقہاء کا اتفاق ہے کہ اس پر تحرری کرنا اور ماہ رمضان کو معلوم کرنے کے لئے کوشش کرنا لازم ہے، کیونکہ اس کے لئے تحرری اور کوشش کے ذریعہ ایک فرض کا ادا کرنا ممکن ہے، لہذا استقبال قبلہ کی طرح یہ بھی لازم ہوگا۔

۱۴۔ اگر اس کے دل میں کوئی ایسی علامت ہو جس کی بنا پر گمان غالب یہ ہو کہ رمضان کا مہینہ شروع ہو گیا ہے تو وہ روزہ رکھ لے، پھر اگر اسے یہ معلوم ہو جائے کہ اس نے ماہ رمضان کو پایا ہے، یہ کوئی حالت مناشئہ نہ ہو سکتے تو عام فقہاء کے قول کے مطابق یہ اس کے لئے کافی ہوگا، کیونکہ اس نے کوشش کے ذریعہ پابندی کر لی اور تحرری کے ذریعہ مقصود کو پایا۔

۱۵۔ اگر اسے یہ معلوم ہو کہ اس نے اس سے ایک ماہ قبل ہی روزہ رکھا یا ہے تو ائمہ ثلاثہ کا مذہب اور ثنائیہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ یہ اس کے لئے کافی نہ ہوگا، کیونکہ اس نے جو عبادت کے سبب سے قبل ہی عبادت کو کیا ہے، لہذا یہ کافی نہ ہوگا جیسے کہ کوئی شخص وقت سے پہلے نماز پڑھ لے۔ اور ثنائیہ کا قول قدیم یہ ہے کہ رمضان کے روزہ جانے کے بعد اگر واضح ہو تو یہ کافی ہوگا، کیونکہ یہ عبادت ہے جو

(۱) فتح القدیر ۵/۵۲۲، الدرر السنی ۴/۵۷۵، تہذیب الفقہاء ۴/۵۷۵، بیہ ۱/۵۷، المغنی ۲/۱۸۵۔

(۲) درمست من شک فی الصلاة فليتحجر الصواب کی تخریج فقہرہ نمبر ۳ کے تحت گذر چکی۔

تحرری ۱۵

اور اگر اس شخص نے جس پر مہینہ گزرنے کا غور و فکر نہ کیا اور
ہونے کے باوجود بغیر غور و فکر تحرری کے روزہ نہ رکھا تو یہ اس کے سے
کافی نہ ہوگا جیسے کہ وہ شخص جس پر قبلہ مشتبہ ہو جائے (۱)۔
اور جس شخص کو بادل کے دن میں غروب آفتاب میں شک
ہو جائے اور وہ تحرری نہ کرے تو اس کے لئے افطار جائز نہیں ہے،
کیونکہ اصل دن کا باقی رہتا ہے (۲)۔

پنجم: زکاة کے مستحقین کی شناخت میں تحرری کرنا:

۱۵۔ اگر کسی کو اس شخص کے تعلق شک ہو جائے جس کو وہ زکاة دے
رہا ہے تو اس پر تحرری کرنا لازم ہے، اگر اس کی غالب رائے یہ ہو وہ فقیر
ہے تو اس کو دے دے، اور اگر یہ معلوم ہوا کہ وہ فقیر ہے یا اس کا کچھ
حال معلوم نہیں ہو تو بالائتلاف جائز ہے، اور اگر یہ معلوم ہو کہ وہ
مال دار ہے تو امام ابوحنیفہ و امام محمد کا ایک قول اور امام ابو یوسف کا قول
اہل بھی یہی ہے، اور ان کا دوسرا قول یہ ہے کہ اس پر اس کا دواورہ و
کرنا لازم ہوگا اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے۔

اور مالک کے نزدیک اگر غور و فکر کے بعد زکاة ایسے شخص کو دے
جو حقیقت مستحق نہیں ہے، جیسے کہ ماں، ریا کار کو یہ ضمان کرتے
ہوے، اسے کہ یہ مستحق ہے تو اس کے لئے کافی نہ ہوگا۔

شافعیہ اور حنابلہ کی اس کے تعلق دواورہ میں ہیں؛ ان میں سے
ایک یہ ہے کہ یہ کافی ہوگا اور دوسری روایت یہ ہے کہ یہ کافی نہ
ہوگا (۳)۔

(۱) البیہقی ۵۹۳، طبع دارالمعرفۃ الدمشقی ۱۳۹۵ھ، طبع دار الفکر طاب ۲۰۲۷ء
طبع دار الفکر نہایت ۱۳۳۳ھ، ۱۳۳۴ھ، طبع معصنی لہجہ لیلیٰ، انصی
۱۳۳۴ھ، ۱۳۳۵ھ، کتاب الفتن ۲۷۲، ۳۰۸، طبع عالم الکتب۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۱۳۰۶ھ، ۱۳۰۷ھ، طبع دار الفکر طاب ۲۰۲۷ء، نہایت ۱۳۳۳ھ
طبع معصنی لہجہ لیلیٰ، انصی ۱۳۳۳ھ، ۱۳۳۴ھ، طبع مطبوعۃ المدینۃ المنورہ۔

(۳) البیہقی ۵۸۹، ۵۸۸، ۵۸۷، ۵۸۶، ۵۸۵، ۵۸۴، ۵۸۳، ۵۸۲، ۵۸۱، انصی ۶۶۷، ۶۶۸۔

ماں میں صرف ایک ہی واقعہ ہو سکتا ہے کہ طبعی سے
ہفت سے پندرہ روزے سے پیش رو جائے۔

اور اگر یہ معلوم ہو کہ اس نے رمضان کے بعد کے ایک ماہ کا
روزہ رکھا ہے تو جمہور فقہاء کے نزدیک جائز ہو جائے گا، اور شافعیہ کے
نزدیک بھی یہی صحیح ہے، اور یہ ہٹھلوں کے ساتھ صحیح ہوگا، بعد کا پورا
کرنا (یعنی پورے مہینے میں روزے رکھے گئے ہوں) اور ماہ رمضان
کے لئے رات سے نیت کرنا، کیونکہ یہ قضا ہے، اور قضا میں ان دنوں
شرطوں کا اعتبار کیا جاتا ہے، اور شافعیہ کا ایک قول یہ کہ دواورہ کی وجہ
سے وہ ہوگا، اس لئے کہ عذر بسا اوقات غیر وقت کو وقت بنا دیتا ہے،
جیسے کہ جمع بین المصلحتین کی صورت میں۔

اور اس صورت میں اگر وہ مہینہ جس میں اس نے روزہ رکھا ہو
باقی ہو اور جس رمضان کا دوسرے لوگوں نے روزہ رکھا ہو وہ مکمل ہو تو
ایک دن روزہ رکھ لے، اس لئے کہ اس کے بعد دوسرے ماہ کا روزہ قضا
ہوگا، اور قضا کے لئے ضروری ہے کہ وہ نیت شدہ کے بعد رہے۔

اور شافعیہ کے دوسرے قول یعنی یہ کہ یہ بھی ادا ہوگا، کے مطابق
یہ کافی ہوگا، اگرچہ اس نے ناقص صورت میں روزہ رکھا ہو، اگرچہ
لوگوں نے مکمل روزہ رکھا ہو، اس لئے کہ مہینہ تو دو چاندوں کے
درمیان ہوتا ہے، اسی طرح اگر اس نے کچھ روزے رمضان میں
رکھے اور کچھ رمضان کے علاوہ دوسرے ماہ میں تو جو روزے رمضان
میں یا رمضان کے بعد کے مہینہ میں رکھے وہ کافی ہوں گے، اور جو اس
نے رمضان سے قبل رکھے ہوں وہ کافی نہ ہوں گے۔

اور اگر یہ ضمان ہو کہ بھی رمضان کا مہینہ میں آیا تھا کہ اس نے
روزہ رکھا تو یہ کافی نہ ہوگا، اگرچہ اس نے صحیح رکھا ہو، یہی حکم اس وقت
بھی ہوگا جب اس کو ماہ رمضان کی آمد میں شک ہو جائے اور اس کی
آمد کے سلسلے میں اس کا عمن غالب نہ ہو۔

تحری ۱۶-۱۷، تحریش ۱-۲

اس کے احکام کی تفصیل جاننے کے لئے اصطلاح ”زکاۃ“ کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

تحریش

تعریف:

۱- لغت میں تحریش کا معنی ”ساں یا میواں کو اس طرح پر بھیختہ کرنا ہے کہ وہ اپنے ہم جسموں سے لڑ پڑے، کہا جاتا ہے: ”حقوش میں القوم“ جب کوئی شخص اس میں لگا، چیدا، در بعض کو بعض کے خلاف برا ہیئتہ کرے۔

جوہری نے فرمایا کہ لوگوں اور جانوروں مثلاً کتے، دریل، وغیرہ میں سے بعض کو بعض کے خلاف برا ہیئتہ کر کے لڑائی بھڑکا کر تحریش ہے، تو تحریش میں اس شخص کو جس کو برا ہیئتہ کیا جاتا ہے دوسرے پر مسلط کرنا ہوتا ہے (۱)، اور شکاری کتے کو شکار پر مسلط کرنے کے لئے ”امداد“ کا لفظ بولا جاتا ہے۔

اور تحریش کا اصطلاحی معنی اس کے لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔

متعلقہ الفاظ:

تحریش (آمادہ کرنا):

۲ تحریش کا معنی لڑائی وغیرہ کے سے برا ہیئتہ کرنا ہے۔ اس کا استعمال غیر اور شر دونوں میں ہوتا ہے، اور اس کا بیشتر استعمال اس صورت میں ہوتا ہے جہاں ایک ہی فریق کو بھڑکانا مقصود ہو، اور

ششم: چند متعارف قیاسوں کے درمیان تحریر کرنا:

۱۶- جب دو قیاسوں کے درمیان تعارض واقع ہو جائے اور اس جگہ دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کوئی دلیل نہ ہو اور نہ عمل کے ذریعہ بھی کسی ایک کو اختیار کرنا ثابت ہو تو تحریر کرنا ضروری ہے۔ اس میں مام ثنائی کا اختلاف ہے، وہ فرماتے ہیں کہ تحریر لازم نہیں بلکہ مجتہد کے سے جائز ہے کہ اس دونوں میں سے جس پر چاہے عمل کرے۔ اور اسی اختلاف پر وہ تحریر بھی مسمیٰ ہے جو ہمایوں کے اقوال کے درمیان کی کئی ہوا ان لوگوں کے مذہب کے اعتبار سے جو قول صحابہ کی حجیت کے قائل ہیں (۱)۔ تفصیل اصولی ضمیمہ میں ہے۔

بحث کے مقامات:

۱- کتب فقہ کے بہت سے ابواب میں تحریر کا ذکر آیا ہے، ان میں سے چند یہ ہیں: کتاب الصلوٰۃ میں، استنبال قلم، ”سجدۂ سہو“ بحث کے ضمن میں، اور حیض و طہارت اور روزہ کے ابواب میں، اور صاحب ”المبسوط“ نے تحریر کے لئے ”کتاب تحریر“ کے عنوان سے ایک مستقل کتاب خاص کی ہے (۲)، اسی طرح اس کے احکام کی تفصیل کے لئے ”استنبال“، ”استفاضہ“ اور ”اشتہاد“ کی اصطلاحات کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے۔

(۱) مسلم الشیخ، ۴/۱۹۳۔

(۲) المبسوط، ۱۸۵/۱۰۔

(۱) لسان العرب مادة ”حرش“۔

تخریش ۳

جہاں دونوں فریقوں کو برہنہ کرنا مقصود ہو اس جگہ تخریش کا استعمال کیا جائے گا۔

۳۱ سی حکم:

۳۱۔ فسوہ چیدنے کے رد سے لوگوں کی تخریش حرام ہے، کیونکہ یہ "ہی سادہ ذریعہ ہے، واللہ تعالیٰ کو فساد پسند نہیں،" تخریش کی ایک مثال خوری ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "الا احببکم بالفصل من درجة الصيام والصلاة والصدقة؟ قالوا: بلی، قال: صلاح ذات البین ایاں فساد ذات البین ہی الحالقة" (۱) (کیا میں تم کو روزہ، نماز اور صدقہ سے زیادہ اہلی درجہ کے عمل کا پسند نہ بتا دوں، تو صحابہ نے عرض کیا: ضرور بتا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "آہی تعلقات کی درستگی، کیونکہ آپ کا امتیاز نیکیوں کو ختم کرنے والا ہے)۔

درجہ نور مثلاً شکاری کتے یا اس کے مثل دھڑے جانور کی تخریش بمعنی برہنہ کرنا، غالب کرنا اور شکار کے ارادہ سے بھیجنا، مباح ہے۔

مرتبہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جانوروں میں سے بعض کو بعض کے خلاف بھڑکا کر اور برہنہ کر کے اس کی تخریش حرام ہے، کیونکہ یہ ایک قسم کی مادیاتی ہے جس سے جانوروں کو تکلیف پہنچتی ہے، اور بسا اوقات یہ بغیر کسی جابر مقصد کے اس کی ملاکت کا سبب ہو جاتا ہے (۲)۔

در حدیث میں آیا ہے: "یہی رسول اللہ ﷺ" (۱) حدیث: "لا اُحبرکم۔" کی روایت ترمذی (۱۳/۱۳) نے کی ہے اور ملا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "لا اقول لخلق الشعر ولكن لخلق اللیس"۔

(۲) عون المبرور ۳/۳۱۲ حاشیہ عمیرہ علی اعلیٰ ۳/۴۰۲، الادب الشرعیہ ۳/۵۷۷ اس کی الطالب ۳/۲۲۸۔

التحریش بین البہائم" (۱) (نبی ﷺ نے جانوروں کے درمیان تخریش سے منع فرمایا ہے)۔

اور مسلمانوں کے درمیان فساد پھیلانے اور فتنہ پانے کے ارادہ سے تخریش حرام ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بن الشیطان قد ینس أن یعد فی حریرة العرب ولكن فی التحریش بینہم" (۲) (شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ یہ عرب میں اس کی بیاد کی جائے تخریش کو چھوڑ کر)۔

"زشتہ دن کام کے لئے آمادہ کرنے کا نام تخریش ہے۔" وراہی سے گھڑ ساری، تیر اندازی، رتوں حرب یکٹنے کے سے تخریش ہے جو جائز ہے۔

۱۔ بعض مقامات کا خیال ہے کہ یہ تخریب ہے (۳)۔
اس کی تفسیل "تخریش" کی اصطلاح میں ہے۔



(۱) حدیث: "یہی من المحویش بین البہائم" کی روایت ابو داؤد (۵۱/۳ طبع عزت عید دہاس) اور ترمذی (۲۱۰/۳ طبع اعلیٰ) نے کی ہے اور ترمذی نے مرسل ہونے کی وجہ سے اس کو معطل قرار دیا ہے اور اس میں قدرے ضعف ہے۔

(۲) حدیث: "بن الشیطان قد ینس أن یعد فی حریرة العرب ولكن فی التحریش بینہم" (۲۱۶/۳ طبع اعلیٰ) نے کی ہے۔

(۳) الادب الشرعیہ ۳/۵۷۷ روایت الطائین ۳/۵۴۱ اس کی الطالب ۳/۲۲۸۔

تخریض ۱-۵

ب- ارجاف (بھڑکانے کے سے بری خبر کا پھیلانا):

۳- ارجاف لرحف في الشيء فاصدر به، یعنی وہ اس میں اخل ہو گیا، اور ارجاف القوم کا معنی ہے: لوگوں کا بری باتوں اور فتنوں کے تذکرہ میں مشغول ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "والمرحقون في الملبئة" (۱) اور یومہ میں ان لوگوں کو فتنے میں لے رہے ہیں۔

اور یہ وہ لوگ ہیں جو بری خبریں پھیلاتے ہیں جن کی وجہ سے لوگوں میں فتنہ مٹ جاتی ہے (۲)۔
اس طرح ارجاف اس تشبیہ کا ایک ذریعہ ہے جو تخریض کی ضد ہے۔

ج تخریش (برائی پھیلنے کرنا):

۴ تخریش کا معنی ہے: انسان یا حیوان کو اس کے ہم جنسوں سے لڑنے کے لئے برا پھیلنے کرنا۔ اور اس کا استعمال صرف بری چیزوں میں ہی ہوتا ہے اور اس کا تعلق اس صورت میں ہوگا جبکہ فریقین کو بھڑکایا جائے۔ اور اگر ایک فریق کو بھڑکایا جائے تو وہ تخریش ہے۔

شرعی حکم:

۵- موضوع کے اکتاف کے اعتبار سے تخریش کا حکم مختلف ہوتا ہے: پناہ دینا، جہاد، قتال پر تخریش مطلوب ہے، یہی حکم بھائی اور نیکی کرنے مثلاً مسینوں، رقیبوں کو کھانا کھلانے پر تخریش کرنے کا بھی ہے، اور فساد اور فتنہ کی برائی کے لئے تخریش حرام ہے۔

اور شکاری درندوں اور کانٹے والے کتے کی تخریش "مصوم الدم"

تخریض

تعریف:

۱- تخریض کا معنی لغت میں ڈرنی پر، بھڑکانا اور اس پر اکسانا ہے۔ قرآن کریم میں ہے: "لَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكَلَّفُ إِلَّا نَفْسُكَ وَنَفْسُ الْمُؤْمِنِينَ" (۱) (تو آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے۔ آپ پر یہ مردہ کی نہیں، اہل حیات، بچہ، اپنی ذات کے اور آپ مسلمانوں کو بھی آمادہ کرتے رہنے)۔

اور اس کا صحاحی معنی لغوی معنی سے الگ نہیں ہے۔

حجت (بھڑکانا)، تخریش (برائی پھیلنے کرنا)، اعواء (بھڑکانا) اور تھمیبج (آمادہ کرنا) یہ سب تخریض سے قریب قریب ہیں (۲)۔

متعدتہ الفاظ:

غ- تشبیہ (باز رکھنا):

۲- تشبیہ، تشبیہ عن الأمر تشبیہ کا مصدر ہے، یعنی اس نے اس کو اس سے روک دیا اور باز رکھا اور اسی کے مثل تبدیل ہے جس کا معنی ہے: ان شخص کو کسی شخص کی مدد کرنے سے روکنا اور باز رکھنا۔ اس طرح تشبیہ تخریش کی ضد ہے (۳)۔

(۱) سورہ بقرہ ۱۹۳

(۲) لسان العرب مادة "خرش"

(۳) مختار الصحاح

(۱) سورہ احزاب ۶۰

(۲) لسان العرب مادة "رجف"

تخریض ۶-۸

انسان یہ مال محترم کے خلاف حرام اور موجب عتاب ہے جس کی تحصیل آری ہے۔

قتل کے لئے مجاہدین کی تخریض:

۶- اہم اور اہمیر جب کسی شریعت یا تعلقہ کو جہاد میں لٹنے کے لئے تیار کریں تو اس کے سے مسنون ہے کہ قتال کرنے سے پہلے ہر جہاد کرنے پر اس کی تخریض کریں (۱) اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "فَقَاتِلْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ لَا تُكِنُّفَ إِلَّا عَنكَ وَحَرْصَ الْمُؤْمِنِينَ" (۲) (تو آپ اللہ کی راہ میں قتال کیجئے، آپ پر دھم داری نہیں ڈالی جاتی بجز اپنی ذات کے) آپ مسلمانوں کو بھی آمادہ کرتے رہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّصِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ" (۳) (اے نبی ﷺ! مؤمنین کو قتال پر آمادہ کیجئے)۔ اس کی تفصیل "جہاد" کے باب میں ہے۔

مقائد کی تخریض:

۷- گھڑوں کے مقائد تیرہ سواری اور گھڑساری کے لئے مہم میں تخریض مسنون ہے، اور ہام کے لئے جاری ہے کہ بیت المال اور اپنے مال خاص سے اس کا معاوضہ کرے، جیسا کہ گھڑساری کے لئے بھی جائز ہے کہ اس کا معاوضہ لے سکیں، یہ تک یہ نیک کام میں صرف کرنا ہے۔ اور اس پر ثواب دیا جائے گا، (۴) اس لئے کہ یہ اس کا ایک حصہ ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں دیا ہے: "وَأَعْلُوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطٍ"

(۱) دوسری المطالب ۱۸۸/۳۔

(۲) سورہ انفار ۸۴۔

(۳) سورہ انفار ۶۵۔

(۴) روایت الدار ۱۰/۳۵۳، دوسری المطالب ۲۲۸/۳، انشائی ۲۵۲/۸۔

الحیل" (۱) (اور ان کافروں کے لئے جس قدر تم سے ہو سکتے تھے تھیں) سے اور چلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو) نیز اس لئے کہ حدیث ہے: "ان السبي سبي" خروج يوم ما على قوم يتناصرون فقال "ارموا بني اسماعيل فإن اباككم مكان رامي" (۲) (نبی ﷺ! ایک اس ایسے لوگوں کے پاس تشریف لے گئے جو تیرہ مد زنی میں مقابلہ کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے رماں فرمایا کہ، عیال کی اطلاع دلاؤ، تیرہ مد زنی کر، یہ تک تمہارے باپ تیرہ مد زنی تھے)۔ نیز حدیث ہے: "الا بن القوة الرمي، الا بن القوة الرمي" (۳) (سنا عاقبت تو تیرہ مد زنی ہے، سنا قوت تو تیرہ مد زنی ہے)، اس طرح حدیث ہے: "ان الله يدخل الجنة بالسمم الواحد ثلاثة: صاعه يحتمل في صاعه الحيرة، والرامي به، وميله، الخ" (۴) (اللہ تعالیٰ ایک ہی تیر کے بدلہ تین شخصوں کو جنت میں داخل فرمائے گا، اس کے ہانے والے کو جو اس کے ہانے میں نکلی کی نیت کرے، اور اس کے چارنے والے کو، اور اس کے اپنے والے کو الخ)۔

تفصیل "سباق" کی اصطلاح میں ہے۔

جانور کی تخریض:

۸- اُرسی نے کسی جانور کی تخریض کی اور اس نے کسی انسان کو

(۱) سورہ انفال ۶۵۔

(۲) حدیث مودعا بنی اسماعیل "ان وبيت بخان (متحد ۶) ۹۰ طبع التقریر) نے حضرت سلمہ بن اکوع سے دیا ہے۔

(۳) حدیث "الا بن القوة الرمي"۔ "کی روایت مسلم (۳/۵۳۲) طبع النسخی) نے حضرت حذیفہ بن یمان سے کی ہے۔

(۴) حدیث "ان الله يدخل الجنة بالسمم الواحد"۔ "کی روایت احمد

(۳/۳۳۳) طبع المصنف (اور حاکم (۳/۵۹) طبع درة العباب احسن ہے۔

کی چور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور وہی ہے اس نام اقلت د ہے۔

تخریض ۹، تحریف ۱

نقص پانچویں تو تخریض کرنے والے پر خمان واجب ہوگا، یونکہ وہ اس کے نقص کا سبب بنا ہے۔ پیرائے مالکیہ میں ناجائز کی ہے (۱)۔ اور شافعی کی رائے یہ ہے کہ اگر وہ نبی و سچ و عریض جگہ میں تھا، مثل جنگل میں پھر اس نے اس کو قتل کر دیا تو اس کا کوئی خمان نہیں ہے، یونکہ اس نے اس جا پر کو اس شخص کے قتل کرنے پر آمادہ نہیں کیا تھا، اور جو فعل اس کی طرف سے پایا گا وہ مہلک نہیں۔ ہاں اگر وہ جنگ جگہ میں ہو یا ایسا خونخوار و رحمہما و رہو کہ جنگل میں بھی اس سے بھاگ کر پناہ مشکل ہو تو اس بھڑکانے والے شخص پر خمان واجب ہوگا (۲) بشرطیکہ جا پر اس کو فوراً قتل کرے۔ اور حسب کے بریک خمان نہ ہوگا۔

تخریف

تعریف:

۱- تحریف لغت کے اعتبار سے "حرف الشيء" کا مصدر ہے، یعنی جب کوئی کسی چیز کو ایک نارے رکھ دے یا اس کے نارے سے کچھ جدا کر لے۔

۲- تحریف الکلام عن مواضعہ کا معنی ہے: کسی کلام کو بدل دینا، اس کو اس کی اصل جہت سے پھیر دینا، اور اسی سے یہود سے "تعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: "يَخْرُجُونَ الْكُتُبَ عَنْ مَوَاضِعِهِ" (۱) (جو کلام کو اس کے موقعوں سے پھیرتے رہتے ہیں)۔ یعنی یہ لوگ کلمات کو ان کی جگہوں سے بدل دیتے ہیں (۲)۔

۳- اصطلاح میں تحریف ظاہر کی اس تبدیلی کا نام ہے جو کبھی اس کی حرمت کے بدلے سے پیدا ہوتی ہے۔ جیسے الفسک، الفلک، اور جیسے الحلق (اللہ کی مخلوقات)، الحلق (اخذق انسانی)، یا کبھی ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل دینے سے پیدا ہوتی ہے، جو نوادہ دونوں رسم الخط میں یک دوسرے کے مشابہ ہوں یا نہ ہوں، یا ایک ظاہر کو دوسرے ظاہر سے بدل دینے سے جیسے "سری

نصیل" بنیادت کی اصطلاح میں ہے (۳)۔

محرم (احرام والے شخص) کی طرف سے شکار کے لئے کتے کی تخریض:

۹- اگر کوئی محرم کسی کتے کو شکار کے لئے بھڑکائے تو وہ ضامن ہوگا، جیسے کہ کوئی غیر محرم شخص حرم میں ایسا کرے۔ یونکہ دونوں صورتوں میں اس کا سبب منافیہ رشتہ رک ہے (۴)۔
نصیل "احرام" کی اصطلاح میں ہے۔

(۱) سورہ نساء ۴۶۔

(۲) دیکھئے اصباح لیسر، ج ۱، اصطلاح لفظ "حرف" تفسیر جلالین اللہ تعالیٰ کے اور ۵ "يَخْرُجُونَ الْكُتُبَ عَنْ مَوَاضِعِهِ" کے ضمن میں جامع الصواعق ج ۱، ج ۱، ص ۳۹ طبع بیروت۔

(۱) مطالب آون، اسی ۳۳، ۳۴ جامعہ مصری علی الخرش ۸۸۔

(۲) روحہ طائیں ۹/۳۳، الویر ۴/۱۲۳۔

(۳) ابن ماجہ ۵/۹۰، فتح القدیر ۹/۳۳۔

(۴) اسی اصطلاح ۱/۳۱۵، روحہ طائیں ۳/۳۸۔

تخریف ۲

سے خطیب ہیں "الخطباء" میں، حاکم ہیں "معربہ علم الحدیث" میں، نووی "المعرب" میں اور ابن الصلاح وغیرہ، یہ اس معنی کے تحت سے تخریف کے قریب قریب ہے۔ تخریف زیادہ جامع ہے، یہ تک اس میں تبدیلی بھی شامل ہے جو لفظ کے پنی حالت پر مبنی رہنے کے ساتھ معنی میں کی جاتی ہے۔

اس طرح تعین کلمہ کے نقطہ یا شکل یا اس کے حرف میں تخریف کا کام ہے، اور جو اس کے علاوہ ہو، وہ معنی میں تخریف ہے۔ ابن حجر، ان کے مؤیدین کا خیال ہے کہ تعین ایک کلمہ کو دوسرے کی یہ کلمہ سے بدلنے کے ساتھ خاص ہے جو رسم الخط میں اس کے مشابہ ہو اور نقطہ میں اس کے خلاف ہو، الحسکری کی کتاب "شرح لتعین" "المعرب" میں یہی اصطلاح ہے اور اس کی مثال "المعرب" کو "المعرب" سے اور "الحطب" کو "الحطب" سے بدل دیتا ہے۔

اور تخریف کی اس قسم کا نام تعین اس لئے رکھا گیا کہ باہیات صحیفہ (کتاب) سے اخذ کرنے والے کے لئے کلمہ مراد اور اس کلمہ کے درمیان جو صورت میں کلمہ مراد سے مشابہ ہونے کی وجہ سے اس سے مشتق ہو جاتا ہے، فرق رہا ممکن نہیں ہوتا، بحکاف اس شخص کے جو اہل علم کی ربانی حاصل کرتا ہے (۱)، یہ اشتباہ زیادہ تر ۱۰۰۰ کی صدی ہجری میں نقطہ کی پیدا سے قبل پیش آتا تھا، اور اس کے بعد تم ہو یا تم بالکل ختم نہیں ہو حتیٰ کہ ان لوگوں کے نزدیک بھی جو اس کی پابندی کرتے ہیں، یہ تک نقطہ بھی کبھی پنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے۔

(۱) نوحہ الفکر لفظ العرب ۸۳، التعمید و توضیح شرح مقدمہ ابن الصلاح علی فہم المرقی درص ۲۸۲، ۲۸۳ طبع بیروت دار الفکر ۱۳۹۵ھ، الفکر بی بی انصون الروایہ للخطیب لفظ ابی درص ۱۳۶، ۱۳۹، مقدمہ المرقی شرح تخریب التوہیدی درص ۲۸۳ طبع طبعہ لہورہ المکتبۃ العلمیہ ۱۳۹۵ھ تعینات لفظ میں المقدمہ درص ۳۰

بالقوم" اور "سوی فی القوم" اور کبھی کبھام میں زیادتی یا کمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور کبھی اس کو اس کی مراد کے علاوہ پر محمول کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

وہ علم اصول حدیث میں بعض لوگوں نے اس کو اس تبدیلی کے ساتھ خاص کیا ہے جو یک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے تبدیل کرنے کی صورت میں پیدا ہو جو رسم الخط اور نقطہ میں پہلے کلمہ کے مشابہ ہو اور حرکت میں اس کے خلاف ہو جیسے الحلق کو الحلق اور المقدم کو المقدم سے تبدیل کر دینا۔ یہ اصطلاح ابن حجر کی ہے جیسا کہ "نوحہ فکر" و اس کی شرح کے ظاہر سے سمجھ میں آتا ہے (۱) اور اسوں نے اس کو تعین کا مقابل قرار دیا ہے۔

متعینہ غلط:

نف-تعین (پڑھنے میں غلطی کرنا):

۲-تعین لفظ کو اس طرح بدلنا ہے کہ اس کا معنی مراد بدل جائے۔ اور اس کی حقیقت غلطی ہے، چنانچہ کہا جاتا ہے: صحفہ لتصحف، یعنی اس نے اس کو بدل دیا تو وہ ایسا بدل گیا کہ مشتق ہو گیا (۲)۔

ور تعین کی اصطلاحی تعریف میں دو قول ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ کلمہ کی تبدیلی کا نام تعین ہے، جو دو نقطہ کے اختلاف سے ہو یا شکل کے اختلاف سے، یا ایک حرف کو دوسرے حرف سے یا یک کلمہ کو دوسرے کلمہ سے بدلنے کے واسطے ہو، ابن حجر سے پہلے بیشتر محدثین کی اصطلاح میں یہی تعریف رہی ہے، ان میں

(۱) تعینات لفظ میں الحسکری، المقدمہ درص ۳۰، مکتبۃ المدین علی شرح نوحہ الفکر درص

۸۲ الفکر، مکتبہ عبد الحمید علی۔

(۲) المصباح لمیر لفظ "صحف"۔

تخریف ۳-۴

ب- ترویج:

۳- زور کا غوی معنی ہے: جھوٹ، اور ترویر کا معنی ہے: جھوٹ کی منع سازی (۱)۔

در سطح میں ترویرم و قول و فعل ہے جس کے درمیان باطل کو راستہ کرنے کا ارادہ کیا جائے تاکہ اس کے حق ہونے کا ثمان ہو جائے چاہے یہ قول میں ہو مثلاً جھوٹی کو بی، یا یا فعل میں جیسے باطل کو ثابت کرنے مقصد سے تحریر یا سکوں کی غلط آگاہی۔

تو اس کے تخریف کے درمیان فرق یہ ہے کہ ترویر سے مقصد کی تبدیلی و جوہر میں ہوتی ہے، تخریف سے کبھی حقیقت بدل جاتی ہے اور کبھی نہیں بدلتی ہے۔ تخریف کبھی مقسود ہوتی ہے اور کبھی مقسود نہیں ہوتی، اس طرح یہ دونوں کے درمیان عموم و خصوص کی نسبت ہے۔

تخریف و تعینف کے قسام:

۴- تخریف و تعینف ہوگی دو معنوی۔

تخریف و تعینف کبھی سند میں ہوتی ہے جیسا کہ طبری نے متبہ بن اندر کے کام میں تعینف کی، در سے اس لہذا کہ یہ دیا۔

در کبھی متن میں ہوتی ہے جیسے ابن ابیہ نے حدیث: "احتججوا بالنبی ﷺ فی المسجد" (۲) میں تعینف کی اور "احتججوا فی المسجد" کہہ دیا۔

در غلطی کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ ہے جو سرے سے کبھی جاسے جیسا کہ گذرا۔
دو: دوسری قسم وہ ہے جو منکر معلوم کی جائے جیسا کہ بعض

لوگوں نے عام احوال کی حدیث روایت کی تو فرمایا: "والاصل الأحادیث" چنانچہ اقطعی نے کر کیا ہے کہ یہ صحت کی تعینف ہے، تباد کی نہیں، ویساں کا خیال یہ ہے (صلح علم و تلمذ کی کو ہے) کہ یہ تحریر کے اعتبار سے مشتبہ نہیں بلکہ ان لوگوں نے اس کی روایت اس طرح کی ہے اس سے سے میں کتاب نے غلطی کی ہے۔

تخریف معنوی یہ ہے کہ معنی میں یا ترویج ہو جائے اس طرح کہ کسی قاصداً دلیل کے ذریعہ فقط کو غیر مرادی معنی پر محمول کیا جائے، خواہ یہ بالقصد ہو یا بلا قصد، اس کی ایک مثال وہ روایت ہے جو محمد بن ایشی اھزی نے بیان کی ہے۔ انہوں نے حدیث یوں بیان فرمائی: "ابن السبی سبیتہ صلی اللہ علیہ وسلم" (۱) (یعنی نبی ﷺ نے نیزہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی) تو انہوں نے فرمایا کہ ہم لوگ ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہے کہ نبی ﷺ نے ہماری طرف رخ کر کے نماز پڑھائی ہے، حالانکہ یہاں عزہ سے مراد وہ نیزہ ہے جو نبی ﷺ کے سامنے صوب یا یا تھا در آپ ﷺ نے اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھائی تھی، عزہ سے تفسیر عزہ و مر نہیں ہے۔ در ابن الصلاح نے کہا ہے کہ اس سے زیادہ: آپ بات یہ ہے کہ ایک عربی نے دعویٰ کیا کہ جب نبی ﷺ نماز پڑھتے آپ کے سامنے ایک بکری کو کھڑا کر دیا جاتا تھا۔ یعنی اس نے عزہ کے نون کو ساکن کر کے تعینف کی (۲)۔

تخریف و تعینف کا حکم:

تخریف یا تو کتاب اللہ میں مقصود ہوگی، یا احادیث نبویہ میں یا

- (۱) حدیث: "صلی اللہ علیہ وسلم" ابی عبد اللہ کی روایت بخاری (صحیح ۴۶۳ طبع استقبر) نے کی ہے۔
(۲) مقدمہ ابن الصلاح بر ص ۴۸۳، کتاب اصطلاحات اصول ص ۸۳، شرح ہدایہ لمرآۃ ۲/۲۹۶، ۲۹۸۔

- (۱) مختار الصحاح مادة روز۔
(۲) حدیث: "احتججوا بالنبی ﷺ فی المسجد" کی روایت بخاری (صحیح ۵۷۰ طبع استقبر) اور مسلم (۵۳۹۷ طبع النسخ) نے کی ہے ضعیف و لیل روایت سند احمد (۱۸۵/۵ طبع المصوبہ) میں ہے۔

تحریف ۵

اس دونوں کے علاوہ کلام میں:

غ - اللہ تعالیٰ کے کلام میں تحریف:

۵ - اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت لی ہے کہ وہ اپنی کتاب کے الفاظ اور اس کے حرف میں تبدیلی و تحریف سے اس کی حفاظت فرمائے گا۔ یہاں تک کہ وہ قیامت تک ان طرح باقی رہے گی جس طرح مازل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "إِنَّا مَعْصِيَةُ مَوْلَانَا الَّذِي وَفَّقَهُ لِحَافِظُونَهُ" (۱) (قرآن ہم نے ہی مازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں)، چنانچہ اس نے شیاطین کو اس کے سننے سے روک رکھا اور اس کے صحیحے وقت اس کو شاباق قب سے مارا اور قرآن کو اپنے صحیفوں میں کریم جو مہم میں ملندہ رہیں۔ پائے دیں۔ ایسے کتابوں کے ہاتھوں میں ہیں جو مہم میں نیکو کار ہیں (۲)۔ اللہ تعالیٰ نے پئی مخلوق میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں دیا کہ وہ اللہ کے کلام کو بدل دے اور اس میں تبدیلی کر دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "وَإِذَا تَنَلَّيْ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ قَالَ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا إِنَّا بِقُرْآنٍ غَيْرِ هَذَا أَوْ بَدَّلْنَاهُ فُلْ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تَلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ" (۳) اور جب انہیں ہماری کھلی ہوئی آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کوئی کھٹکا نہیں ہے کہنے لگتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی اور قرآن لاؤ یہی میں ترمیم کر دوں۔ آپ کہہ دیجئے میں یہ نہیں رستا کہ اس میں اپنے جی سے ترمیم کر دوں۔ میں تو اس ہی کی پیروی کروں گا جو میرے پاس وحی سے پہنچتا ہے۔

و شریعت نے مسلمانوں کو قرآن کریم کے حفظ کرنے، اس کی

حفاظت کرنے اور یاد کرنے کی دعوت دی ہے۔ چنانچہ امت مسلمہ نے اس کام کو اچھی طرح انجام دیا۔ یہاں تک کہ اطمینان ہو گیا کہ قرآن میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں ہوئی۔ کوئی آدمی کسی ایک حرف میں تبدیلی کر دیتا تو اسے دسیوں نہیں بلکہ ہیکڑوں چھوٹے بڑے مسلمان ایسے مل جاتے جو اس تحریف کو یاد دلاتے اور اس تبدیلی کو دور کرتے۔

۱۰ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس کتاب کا قصہ بیان کیا ہے جسوں نے اپنے پاس جو کتابیں تھیں ان میں تبدیلی کی اور تبدیلی کے ذریعہ تحریف کی تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَمِنْهُمْ لَفَرِيقٌ يَلْعَنُونَ أَلَسْتَهُم بِالْكِتَابِ لَنُحْسِبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ" (۱) (اور انہیں میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی زبانوں کو کتاب میں کج کرتے ہیں تاکہ تم اس (جز) کو بھی کتاب میں سے سمجھو درآئیکہ وہ کتاب میں سے نہیں ہے اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے درآئیکہ وہ اللہ کی جانب سے نہیں ہے) اور فرمایا: "أَن تَطْمَعُوا أَنْ تُؤْمَرُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ" (۲) (تو کیا تم اس کی توقع رکھتے ہو کہ وہ لوگ تمہارے (کہنے سے) ایمان لے آئیں گے درآئیکہ ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ اللہ کا کلام سنتے ہیں پھر اسے کچھ کا کچھ کر دیتے ہیں بعد اس کے کہ اسے سمجھ چکے ہیں اور وہ اسے (خوب) جانتے بھی ہیں) اور فرمایا: "فَبِمَا نَفْسِهِمْ مِثَاقَهُمْ لَعَنَهُمُ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَاسِيَةً يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ" (۳) (غرض ان کی پیمان

(۱) سورۃ آل عمران ۷۸

(۲) سورۃ بقرہ ۷۵

(۳) سورۃ مائدہ ۱۳

(۱) سورۃ حجر ۹

(۲) سورۃ مائدہ ۱۶

(۳) سورۃ یونس ۵

تحریف ۵

نہیں ہے^(۱)۔

مقام شوقانی کی رائے اس سے مختلف ہے جس کو انہوں نے اپنی تفسیر میں سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد ”الذین یأمنون المؤمنون“^(۲) کے ضمن میں بیان کیا ہے: انہوں نے فرمایا کہ لوگوں نے اسے مصحف میں ”او“ کے ساتھ لکھا ہے یہ محض ایک اصطلاح ہے جس کی پیروی نہ کرنی چاہیے، یہ تک یہ تمام تحریری نقوش یہ اصطلاحی امور میں جن میں اختلاف نہیں کیا جاتا، سوائے اس صورت کہ جس میں اس کے درمیان کسی ایسے حرف پر دلالت ہو رہی ہو جو اصل کلمہ میں موجود ہو، نیز اسی طرح کی دوسری صورتیں، انہوں نے فرمایا کہ ہر کیف ظاہر کی ثابت اور اس کے تحریری نقش کو اس کے تلفظ کے تقاضا کے مطابق ہی لکھنا یا دہرنا ہے^(۳)۔

لہٰذا قرأت میں ایسا تغیر کرنا جو مصحف عثمانی کے رسم الخط کے خلاف ہو اسی طرح جائز نہیں اور جو دو قرأت جمع روایت سے ثابت ہیں ان میں تغیر کرنا جائز نہیں اگرچہ مصحف امام میں اس کا احتمال ہو۔

دراستادہ قرآن میں تحریف سے حفاظت اس سے بھی ہوتی ہے کہ قرأت کا علم رکھنے والے قراء کی زبان سے انہیں سیکھا جائے، اور اس کو محض قرآن کریم میں دیکھ کر سیکھ لینا مناسب نہیں۔

دراستادہ قرآن کریم کی ایسی تفسیر بیان کر کے جو اس سے مقصود نہ ہو، معنی کو بدل، یا غلطی نوعیت کی تحریف ہے۔

یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ قرآن کی تفسیر یا تورات کے درمیان واجب ہے یا سنت صحیحہ کے ذریعہ یا عربی زبان کا علم رکھنے

(۱) المبرہن فی علوم القرآن ۱/۱۶۸ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱۵۷۰ ۱۵۷۱ ۱۵۷۲ ۱۵۷۳ ۱۵۷۴ ۱۵۷۵ ۱۵۷۶ ۱۵۷۷ ۱۵۷۸ ۱۵۷۹ ۱۵۸۰ ۱۵۸۱ ۱۵۸۲ ۱۵۸۳ ۱۵۸۴ ۱۵۸۵ ۱۵۸۶ ۱۵۸۷ ۱۵۸۸ ۱۵۸۹ ۱۵۹۰ ۱۵۹۱ ۱۵۹۲ ۱۵۹۳ ۱۵۹۴ ۱۵۹۵ ۱۵۹۶ ۱۵۹۷ ۱۵۹۸ ۱۵۹۹ ۱۶۰۰ ۱۶۰۱ ۱۶۰۲ ۱۶۰۳ ۱۶۰۴ ۱۶۰۵ ۱۶۰۶ ۱۶۰۷ ۱۶۰۸ ۱۶۰۹ ۱۶۱۰ ۱۶۱۱ ۱۶۱۲ ۱۶۱۳ ۱۶۱۴ ۱۶۱۵ ۱۶۱۶ ۱۶۱۷ ۱۶۱۸ ۱۶۱۹ ۱۶۲۰ ۱۶۲۱ ۱۶۲۲ ۱۶۲۳ ۱۶۲۴ ۱۶۲۵ ۱۶۲۶ ۱۶۲۷ ۱۶۲۸ ۱۶۲۹ ۱۶۳۰ ۱۶۳۱ ۱۶۳۲ ۱۶۳۳ ۱۶۳۴ ۱۶۳۵ ۱۶۳۶ ۱۶۳۷ ۱۶۳۸ ۱۶۳۹ ۱۶۴۰ ۱۶۴۱ ۱۶۴۲ ۱۶۴۳ ۱۶۴۴ ۱۶۴۵ ۱۶۴۶ ۱۶۴۷ ۱۶۴۸ ۱۶۴۹ ۱۶۵۰ ۱۶۵۱ ۱۶۵۲ ۱۶۵۳ ۱۶۵۴ ۱۶۵۵ ۱۶۵۶ ۱۶۵۷ ۱۶۵۸ ۱۶۵۹ ۱۶۶۰ ۱۶۶۱ ۱۶۶۲ ۱۶۶۳ ۱۶۶۴ ۱۶۶۵ ۱۶۶۶ ۱۶۶۷ ۱۶۶۸ ۱۶۶۹ ۱۶۷۰ ۱۶۷۱ ۱۶۷۲ ۱۶۷۳ ۱۶۷۴ ۱۶۷۵ ۱۶۷۶ ۱۶۷۷ ۱۶۷۸ ۱۶۷۹ ۱۶۸۰ ۱۶۸۱ ۱۶۸۲ ۱۶۸۳ ۱۶۸۴ ۱۶۸۵ ۱۶۸۶ ۱۶۸۷ ۱۶۸۸ ۱۶۸۹ ۱۶۹۰ ۱۶۹۱ ۱۶۹۲ ۱۶۹۳ ۱۶۹۴ ۱۶۹۵ ۱۶۹۶ ۱۶۹۷ ۱۶۹۸ ۱۶۹۹ ۱۷۰۰ ۱۷۰۱ ۱۷۰۲ ۱۷۰۳ ۱۷۰۴ ۱۷۰۵ ۱۷۰۶ ۱۷۰۷ ۱۷۰۸ ۱۷۰۹ ۱۷۱۰ ۱۷۱۱ ۱۷۱۲ ۱۷۱۳ ۱۷۱۴ ۱۷۱۵ ۱۷۱۶ ۱۷۱۷ ۱۷۱۸ ۱۷۱۹ ۱۷۲۰ ۱۷۲۱ ۱۷۲۲ ۱۷۲۳ ۱۷۲۴ ۱۷۲۵ ۱۷۲۶ ۱۷۲۷ ۱۷۲۸ ۱۷۲۹ ۱۷۳۰ ۱۷۳۱ ۱۷۳۲ ۱۷۳۳ ۱۷۳۴ ۱۷۳۵ ۱۷۳۶ ۱۷۳۷ ۱۷۳۸ ۱۷۳۹ ۱۷۴۰ ۱۷۴۱ ۱۷۴۲ ۱۷۴۳ ۱۷۴۴ ۱۷۴۵ ۱۷۴۶ ۱۷۴۷ ۱۷۴۸ ۱۷۴۹ ۱۷۵۰ ۱۷۵۱ ۱۷۵۲ ۱۷۵۳ ۱۷۵۴ ۱۷۵۵ ۱۷۵۶ ۱۷۵۷ ۱۷۵۸ ۱۷۵۹ ۱۷۶۰ ۱۷۶۱ ۱۷۶۲ ۱۷۶۳ ۱۷۶۴ ۱۷۶۵ ۱۷۶۶ ۱۷۶۷ ۱۷۶۸ ۱۷۶۹ ۱۷۷۰ ۱۷۷۱ ۱۷۷۲ ۱۷۷۳ ۱۷۷۴ ۱۷۷۵ ۱۷۷۶ ۱۷۷۷ ۱۷۷۸ ۱۷۷۹ ۱۷۸۰ ۱۷۸۱ ۱۷۸۲ ۱۷۸۳ ۱۷۸۴ ۱۷۸۵ ۱۷۸۶ ۱۷۸۷ ۱۷۸۸ ۱۷۸۹ ۱۷۹۰ ۱۷۹۱ ۱۷۹۲ ۱۷۹۳ ۱۷۹۴ ۱۷۹۵ ۱۷۹۶ ۱۷۹۷ ۱۷۹۸ ۱۷۹۹ ۱۸۰۰ ۱۸۰۱ ۱۸۰۲ ۱۸۰۳ ۱۸۰۴ ۱۸۰۵ ۱۸۰۶ ۱۸۰۷

تخریف ۶

اور متن کے اعتبار سے جاں بوجہ تردید جائز نہیں ہے، بلکہ حذوالات الفاظ سے واقف شخص کے لئے جو اس امر سے واقف ہو کہ معنی اس طرح تبدیل ہوتے ہیں تو ایسے شخص کے سے تغیر کرنا جائز ہے، بشرطیکہ معنی کو تبدیل کرنے سے اجتناب کرے اور بالآخر وہ تصحیف و تہمت کی ایک قسم ہے (۱)۔

جہاں تک غلطی سے ہونے والی تصحیف و تخریف کا تعلق ہے تو جس شخص کی روایت میں اس قسم کی کچھ ناش خطیب ہوں اس کے متعلق کہا جائے گا یہ تہمتی غلطی (منہرجہ غلطہ) ہے، ایسے شخص کی حدیث کو ترک کر دیا جائے گا اور اس سے نہیں لیا جائے گا، ابو احمد الحسکری نے عندہ بن ابی حنیفہ المہدی سے نقل کیا ہے کہ وہ غفلت جس کی وجہ سے روایت قابل رد ہو جاتی ہے، ایسے شخص کی غفلت ہے جو ایسا خوش فہم ہو کہ جھوٹ کو نہ جانتا ہو، باریں تو رک اس کی تحریر میں کوئی غلطی ہو، اس سے اس سلسلے میں کہا جائے تو وہ لوگوں کے کہنے کے مطابق حدیث بیان کرے، وہ لوگوں کے کہنے پر اپنی تحریر میں تبدیلی کرے، اور ان دونوں کے فرق کو نہ جانتے ہو، یہی ناش غلطی کرے جس سے معنی تبدیل ہو کر غیر معقول ہو جائے، جیسا کہ ہمین سے نقل کیا گیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص تم سے حدیث بیان کرے اور وہ صحیح نہ غلط کے درمیان فرق نہ جانتا ہو تو وہ اس کا ہل نہیں کہ اس سے حدیث لی جائے (۲)۔

اس طرح کی غلطی بھی بھاری ہو یا کم ہو اور زیادہ بڑی نہ ہو تو اس سے روایہ نثر میں نہیں ہوگا، امام احمد نے فرمایا کہ غلط اور تصحیف سے بڑی کون ہے؟ (۳)۔

والوں کے سے جو عربی زبان کے تقاضے کے مطابق ہو، اور شخص نے سے اس کی تغیر کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "من قال في القرآن برأيه فإصاب فقد أخطأ" (۱) (جس نے قرآن کے متعلق اپنی رائے سے درست بات بھی کہی تو اس نے غلطی کی)۔

اور خواہشات کی موافقت اور اس کی تائید کے لئے تخریف کی جائے تو ایسا کرنے والا شخص سخت گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہوگا، یونکہ کتاب اللہ پر یہاں کا مطلب یہ ہے کہ کتاب اللہ کو اس طرح متبوع مانا جائے کہ مومن اس کا ہر بھلائے اور اس کی ممانعت کے پاس رک جائے، نہ یہ کہ اس کو اپنی خواہشات کے تابع بنایا جائے جیسا کہ بعض گمراہ فرقوں نے اسے ایسا کر دیا ہے۔

یہ حکم معنی کی اس تبدیلی اور تخریف سے متعلق ہے جسے مفسر جان بوجھ کر کرتا ہے، جہاں تک غلطی سے معنی میں تبدیلی پیدا کر دینے والی تفسیر کا تعلق ہے تو مناسب ہے کہ اس سے بھی بچا جائے، یونکہ تفسیر کا کام قرآن، سنت، اور عربی زبان کا عام ہی انجام دینا ہے جو اصول تفسیر کو یکجا چٹا ہو تو قرآن کے معنی و مباحث کے درمیان تیز کر سکتا ہو، اور عموم، خصوص، مدت کے مادہ، دیگر امور کو جن سے مفسر کا واقف ہونا ضروری ہے، جانتا ہو (۲)۔

ب۔ حدیث نبویہ میں تخریف و تصحیف:

تصحیف کا حکم:

۶ محدثین فرماتے ہیں کہ صحیح قول کے مطابق صورت حدیث کو سند

(۱) حدیث: "من قال في القرآن برأيه" کی روایت ترمذی (۲۰۰/۵) بھی کہنے کی ہے، وہ فرمایا کہ یہ حدیث غریب ہے، محمد بن اسماعیل بن ابی حاتم کے متعلق بعض اہل علم نے کلام کیا ہے۔

(۲) انھوں نے علوم قرآن ۱/۲۵۷ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۱) شرح نخبہ الفکر ج ۱ ص ۳۵۔

(۲) تصحیفات الحدیث ص ۱۲۔

(۳) تخریب الروایہ ص ۸۲، شرح تہذیب المعانی ج ۱ ص ۲۸۲۔

تحریف ۷-۹

سے غلط روایت سنتے ہیں تو اس کی روایت چھوڑ دیتے ہیں، یہ نکتہ اگر وہ اس کا اہتمام کریں تو بنی علیہ السلام نے حکام میں غلطی نہیں کرتے تھے۔ اور اگر صحیح طریقہ پر اس سے اس کی روایت کریں تو اس نے اس سے اس طرح نہ نہیں ہے (۱)۔

اور جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے جس میں تصنیف ہوئی ہو تو اگر یہ تصنیف متن حدیث میں ہوئی ہو تو وہ مضمون سے قریب ہوگی، اور اگر سند میں ہوئی ہو تو وہ حدیث اس سند کی بنا پر ضعیف قرار پائے گی (۱)۔

تصنیف کی صراح:

۷- ”مقدمہ ابن صلاح“ اور ”المباحث الحثیث“ میں ہے کہ اگر شیخ غلطی کرے تو درست یہ ہے کہ سننے والا درست طریقہ پر اس سے اس کی روایت کرے۔ یہ ابو زامی، ابن المبارک اور جمہور سے منقول ہے۔

ابن سیرین سے نقل کیا گیا ہے کہ وہ اسی طرح غلط صورت میں اس کی روایت کرے گا، ابن الصلاح نے فرمایا کہ یہ اجاب لفظ کے نقطہ نظر میں سوا ہے۔

اور قاضی عیاض نے فرمایا کہ جس طریقہ پر عمل جاری ہے وہ یہ ہے کہ وہ اسی طرح نقل کرتے ہیں جس طرح انہیں روایت پہنچی ہے۔ اور وہ اپنی کتابوں میں کوئی تغیر نہیں کرتے، جیسا کہ صحیحین، مسو حاکم میں ہو ہے، مگر اہل علم حاشیہ میں اس کی طرف رسمانی کر دیتے ہیں، اور ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے کتابوں میں تغیر ابن ابی اصحاح کی ہدایت کی ہے۔ اور بہت سے یہ کہ تغیر اصلاح کا رد ہے، اور بدتر یا جائے ناک اس کی ہدایت ایسا شخص نہ کرتے جو اس کو اچھی طرح انجام میں دے سکتا، اور عبد اللہ بن امام احمد سے مروی ہے کہ ان کے والد قاضی غلطی کی اصلاح فرمایا کرتے تھے، اور ملکی و شافعی و حنبلی پر خاموش رہتے۔

اور ابن سیرین سے فرمایا کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جب کسی شیخ

قرآن وحدیث کے سوا وہ میں تصنیف و تحریف:

۸- ”مباحث الحثیث“ وغیرہ میں عموماً تصنیف و تحریف کرنا ایک قسم کی ترمیم (تصویر کی طبع کاری) ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ وہ حرام ہے، اور اس کے ترمیم سے کسی کا حق ساقط ہو رہا ہو، اپنے لئے یا کسی اور کے لئے ایسا حق ثابت یا جارہا ہو، جس کا وہ مستحق نہیں، یا کسی شخص کو مباح نقصان پہنچایا جارہا ہو، اور جو شخص ایسا کرے وہ مستحق تعزیر ہے (۲)۔

”ترمیم“ ترمیم ہے۔

تحریف و تصنیف سے بچنا:

۹- محدثین نے ایسے طریقے بیان کئے ہیں جن کے ذریعہ تصنیف و تحریف سے بچا جاسکتا ہے، ان میں سے چند یہ ہیں:

۱- اہل علم و اہل علم کی ربانی علم حاصل کرنا، کیونکہ تصنیف و ترمیم صرف صورت میں حرف کے باہم مشابہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، چنانچہ ایک کلام ایک سے راجد طریقوں پر پڑھا جاتا ہے، البتہ رومیؒ اس کو اپنے شیخ کی ربانی سند کا صحیح طریقہ پر سمجھے گا (۳)۔

۲- روایت روایت روایت کو لکھ لیا، اور لکھے ہوئے کو یاد کر لیا تاکہ

(۱) المباحث الحثیث، ص ۵۳۱، طبع سوم القا، محمد علی مسیح، شرح لکھنؤ عراقی، ص ۱۷۲، ۱۷۳۔

(۲) ابن ماجہ، ص ۳۹۵، ۳۹۶، قلیوبی، ص ۲۰۵۔

(۳) المباحث الحثیث، ص ۵۳۵، مقدمہ ابن امام، ص ۲۲۹۔

تحریم ۲

یونکہ وہ نمازی کو اس سبب چھوڑ دیتی ہے۔

اور احرام بھی تحریم کے معنی میں آتا ہے، چنانچہ احرام اور حرم دونوں ایک ہی معنی میں استعمال ہوتے ہیں (۱)۔

اور یہ اصطلاحیں کی اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کا وہ خطاب ہے جو یقینی طور پر کسی کام سے رکے کا تقاضا کرتا ہو یا اس طرح اس کا تقاضا جائز نہ ہو (۲)۔

یہ اہل اصول میں سے متکلمین کی اصطلاح کے مطابق ہے۔ اور حنفی اصطلاح میں اس کی تعریف یوں کی ہے: ”وہ یہ ہے کہ کسی دلیل قطعی کی بنا پر کسی فعل سے رکے کا مطالبہ یا حاکم (۳) جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْحَمْرُ وَالْمَسْكِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ دَجَسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاحْتَبِرُوهُ يُعْلِمُ لَكُمْ تَعْدُونَ“ (۴) (۱) ایمان والو! شراب اور جوا اور بہت اور پانسے تو بس بڑی گندی باتیں ہیں، شیطان کے کاموں میں سے بچے رہنا کہ نادم نہ پڑو، چنانچہ اس جگہ تحریم اور بار بار ہے حاکم قرآن کے نص قطعی سے ثابت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ”وَحَرَّمَ الزُّنَا“ میں رہا کا حرام قرار دیا جاتا ہے (۵)۔

ابہرکی نے پی ”اترغیبات للتحقیہ“ میں تحریم کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کسی بھی کو حرام نہ دیتا ہے۔ ”اور نماز کی تکبیر اولیٰ کو تحریم کے ساتھ اس سے خاص یا کیا ہے کہ وہ نماز شروع نہ کرے سے پختہ کی تمام اہل چیزوں کو حرام نہ دیتی ہے، نتیجہ یہ کہ یہی حکم ایسا نہیں کرتا (۶)۔

(۱) سبب العرب، بخاری صحیح ماہد ”حرم“۔

(۲) مجمع الجوامع ۸۰۔

(۳) شرح مسلم الثبوت بر صاری ۸۵۔

(۴) سورہ مائدہ ۹۰۔

(۵) سورہ بقرہ ۲۷۵۔

(۶) اترغیبات للتحقیہ للبرکی۔ الرسالة البربر ص ۲۲۱۔

حاکم واریں سب تحریم کا صدور غیر ثابت سے ہو تو اس کا ایک اور اطلاق ہے، جیسے شوبہ کا پٹی بڑی کو پٹی، اس پر حرام کرنا، یا بعض مباح چیزوں کو قسم یا دھری چیزوں کے وسیع حرام کرنا، اس موقع پر اس کا مفہوم ہوتا ہے: روکنا۔

محتاجہ الفاظ:

تراہمت (نا پسند کرنا):

۲- تراہمت ”تراہمت ثار“ کا وہ خطاب ہے جو غیر قطعی طور پر کسی کام سے رکے کا تقاضا کرتا ہو، جیسے صحیحین کی حدیث میں ہے: ”إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتَّى يَصْطَلِيَ رُكْعَتَيْنِ“ (۱) (جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے)، اور ابن ماجہ وغیرہ کی روایت میں ہے: ”لَا تَصُومُوا لِي أُعْطَانَ الْإِبِلَ فَإِنَّهَا حَلَقَتْ مِنَ الشَّيَاطِينِ“ (۲) (جنت کے بیٹھنے کی جگہ مار نہ پڑھا، یونکہ وہ شیطان سے پیدا کیا گیا ہے)۔

تحریم اور تراہمت تحریم و تنویہ میں قدرشتہ کبوتر نہ رہنے کی صورت میں مذاب کا مستحق ہوتا ہے، مگر اس اعتبار سے انہوں میں میں کہ تحریم و ممانعت ہے جس سے بار رہنا دلیل قطعی کی بنا پر یقینی طور پر ثابت ہو، اور ممانعت وہ ہے جس سے رہنا دلیل قطعی کی بنا پر رجحان قرار پائے (۳)۔

(۱) حدیث: ”إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ“ کی روایت بخاری (۲۸۳۳ طبع المنقہ) اور مسلم (۳۱۵ طبع المنقہ) نے کی ہے۔

(۲) مجمع الجوامع ۸۰، شرح مسلم الثبوت لانساری ۵۸۔

حدیث: ”لَا تَصُومُوا لِي أُعْطَانَ الْإِبِلَ“ کی روایت ابوداؤد (۳۳۳ طبع عزت عید دہاس) اور ابن ماجہ (۲۵۳ طبع المنقہ) نے کی ہے اور

مخطوطاتی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ فیض القدیر (۳/۲۰۰ مکتبۃ

انجاریہ) میں ہے۔

(۳) شرح مسلم الثبوت لانساری ۵۷، ۵۸، اترغیبات للبرکی۔

تحریم ۳

”مرقی الصدح“ میں ہے کہ مکروہ وہ ہے جس میں ممانعت دلیل نفسی کی بنا پر ہو، وہ اس کی دو قسمیں ہیں: ایک مکروہ تنزیہی جو حلال سے زیادہ قریب ہے، اور دوسری مکروہ تحریمی جو حرام سے زیادہ قریب ہے۔ ترکی کام کا رکن ترک و سب کو مستلزم ہوتا ہے مکروہ تحریمی ہے، اور ترک سنت کو مستلزم ہوتا ہے مکروہ تنزیہی ہے، مگر اس کی راست شدید ہونے اور تحریم سے قریب ہونے میں سنت کے مواضع ہونے کے اعتبار سے مختلف ہوں (۱)۔

جہاد حکم:

شارع کی تحریم اپنی تفصیل میں اصولی اصطلاح سے مربوط ہے، اور جہاں تک مکلف کی طرف سے کسی حائل چیز کے حرام قرار دینے جانے کا تعلق ہے تو اس سے مندرجہ ذیل احکام متعلق ہیں:

ول بیوی کی تحریم:

۳۔ جس شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میرے اوپر حرام ہے تو اس سے اس کی ہیئت کے تحقق، ریوت یا جائے گا، اگر وہ کہے کہ میں نے جھوٹ کا رعبہ کیا تھا تو اس کے قول کا اعتبار ہوگا، اس لئے کہ اس نے اپنے کلام کی حقیقت مراد لی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ قضاء اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی، کیونکہ یہ ظاہر میں نہیں ہے، اس لئے کہ حلال کی تحریم نفس کی بنا پر نہیں ہے، ”وہو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: یا ایہا النبی لم نحرم ما أحل اللہ لک“ (۲) (اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے اسے آپ کیوں حرام کر رہے ہیں) ”فقد فرض اللہ لکم نحلہ ایماکم“ (۳) (اللہ نے

تمہارے لئے تمہاری قسموں کا حوالہ مقرر کر دیا ہے)، لہذا ظاہر کے خلاف نیت کرنے میں قضاء اس کی بات نہیں مانی جائے گی۔ یہی درست ہے جیسا کہ اس پر عمل اور فتویٰ ہے۔ اور اگر وہ کہے کہ میں نے طلاق مراد لی تھی تو ایک طلاق بائن ہوگی، لہذا یہ کہ وہ تین طلاقوں کی نیت کرے۔

اور اگر وہ کہے کہ میں نے ظہار مراد لی تھی تو امام ابوحنیفہ و امام ابو یوسف کے نزدیک یہ ظہار ہوگا اور امام محمد فرماتے ہیں کہ ظہار نہیں ہوگا، اس لئے کہ عرصہ کے ساتھ تنبیہ بوطہار میں رکس ہے، مفقود ہے، و تحقیق کی دلیل یہ ہے کہ اس نے حرمت کو مطلق رکھا، و رطبہ میں بھی ایک قسم کی حرمت پائی جاتی ہے، اور مطلق میں مقید کا اہتمام ہوتا ہے۔

دوسرے وہ کہے کہ میں نے تحریم مراد لی تھی یا میں نے کچھ مراد نہیں لیا تھا تو یہ یحییٰ ہے، وہ اس کے ذریعہ ایلا کرنے والا ہوگا۔ اور بعض تنقیہ کہتے ہیں کہ عرف کی بناء پر لفظ تحریم سے بلا نیت طلاق مراد ہوگی، یہ نکلہ لوگوں کے درمیان یہ عرف قائم ہے کہ ہمارے زمانے میں لوگ اس لفظ سے طلاق مراد لیتے ہیں۔ ابو یوسف نے یحییٰ سے فرمایا ہے (۱)۔

اور اگر اپنی بیوی سے کہے کہ میں تیرے اوپر حرام ہوں، اور طلاق کی نیت کرے تو وہ مطلق ہو جائے گی (۲)۔

اور اگر اس سے کہے کہ تو میرے اوپر میری ماں کی پشت کی طرح حرام ہے اور وہ اس سے طلاق یا ایلا کی نیت کرے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس سے صرف ظہار ہی ہوگا۔ اور حضرات صاحبین نے فرمایا کہ اس کی نیت کا اعتبار ہوگا، کیونکہ لفظ ان تمام کا احتمال رکھتا ہے، مگر امام محمد کی رائے یہ ہے کہ اگر اس نے طلاق کی نیت کی ہے تو ظہار نہ ہوگا، اور امام ابو یوسف کے نزدیک دونوں وقوع

(۱) جامعہ الطحاوی علی مرآۃ الفقہ ص ۱۸۸، ۱۸۹۔

(۲) سورہ عہریم۔

(۳) سورہ عہریم ۲۔

(۱) فتح القدیر ۱/۱۶۳، ۱۶۴ طبع دارصادر۔

(۲) فتح القدیر ۱/۱۶۳۔

تحریم ۳-۴

ہوں گے۔ امام ابو حنیفہؒ کی دلیل یہ ہے کہ یہ لفظ ظہار کے لئے صریح ہے، لہذا اس میں اس کے علاوہ کا احتمال نہیں ہے (۱)۔

اور اگر صرف لفظ ظہار کا استعمال نہ ہو، چنانچہ اپنی بیوی سے کہنے: "انت علی کظہر لسی" تو اس سے ظہاری مہر یا جائے گا اور اس کی وجہ سے اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی۔ ہر اس سے وٹنی کرے، اس کو چھوے اور اس کو بوسہ لے یا جائز نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ کفارہ ظہار نہ کر دے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَالْمُحْضَرُونَ مِنْهُمْ لِيُؤْذُوا لَهَا فَإِذَا جَاءَ الْحَبْلُ وَكَانَ فِي مُضْجٍ مُّكْتَبٍ" (۲) تا اللہ تعالیٰ کے قول: "فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصَدَّقَ شَهْرَتَيْنِ مُتْتَابَتَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَنْتَمِنَا لَهُمْ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِأَصْحَابٍ سَتِّينَ مَسْكِينًا" (۳) (۱) اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر اپنی کبھی ہوئی بات کی عاقبتی کرنا چاہتے ہیں تو اس کے ذمہ ایک قدم کا آزار کرنا ہے قبل اس کے کہ باہم دونوں اختیاط کریں، پھر جس کو پیسہ نہ ہو تو قبل اس کے کہ دونوں باہم اختیاط کریں اس کے ذمہ دو سو اتر مہینوں کے روزے ہیں، پھر جس سے یہ بھی نہ ہو سکے تو اس کے ذمہ کھانا ہے ساٹھ مسکینوں کو)۔

اگر کفارہ نہ کرے سے قبل اس نے اپنی بیوی سے محاسنت کر لی تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے گا۔ اور پہلے کفارہ کے علاوہ کوئی وجہ اس پر واجب نہ ہوگی، اور اب کفارہ کی ادائیگی سے قبل دوبارہ محاسنت نہیں کرے گا، اس لئے کہ نبی ﷺ نے اس شخص سے جس نے کفارہ ظہار کی ادائیگی کے درمیان اپنی بیوی سے محاسنت کر لی تھی فرمایا: "لَا عَتْرَ لَهَا حَتَّى تَكْفُرَ عَنْكَ" (۴)

(۱) فتح القدیر ۴/۳۱۳

(۲) سورہ بقرہ ۲۳۵

(۳) سورہ بقرہ ۲۳۵

(۴) حدیث: "لَا عَتْرَ لَهَا حَتَّى تَكْفُرَ عَنْكَ" کی روایت ابو داؤد (۲۶۶۴)

(تو اس سے الگ رہیں یاں تک کہ کفارہ ادا کرے) اور اگر کوئی وجہ اس پر واجب ہوتی تو ضرور اس پر تنبیہ فرماتے (۱)۔

اور اگر وہ کہے کہ تو میری ماں کی طرح میرے لئے حرام ہے، تو اس میں طلاق ظہار دونوں کا احتمال ہے۔

اور اگر وہ کہے کہ میری نیت ظہار یا طلاق کی تھی تو اس کی نیت کا اعتبار یا جائے گا۔ کیونکہ اس میں دونوں کا احتمال ہے یعنی ظہار کا تشبیہ پائے جانے کی وجہ سے اور طلاق کا تحمیل کی وجہ سے۔ اور اگر اس کی کوئی نیت نہ ہو تو امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق یہاں ہو جائے گا۔ امام محمد کے قول کے مطابق ظہار (۲)۔

علاوہ ازیں بیوی کو حرام کرنے کی چار صورتیں ہیں: طلاق، ایلاء، ایجاب اور ظہار۔ اس کے قابل حنفیہ ہیں (۳)۔

۴- مالکیہ کا خیال یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے "انت علی حراہ" (تو مجھ پر حرام ہے) کہا تو یہ بات یعنی بیعت کبریٰ ہے (۴)۔

اور اگر اس سے کہے کہ تو میرے لئے ہر اس شے کی طرح ہے جس کو کتاب (قرآن) نے حرام قرار دیا ہے، "یقیناً کتاب نے مردار، خون اور خنزیر کے دشت کو حرام کہا ہے، تو گویا اس نے کہا تو مردار اور خون کی طرح ہے، تو اس پر بیعت کبریٰ لازم ہو جائے گی، یہی دن احکام اور دین مانع کا مذہب ہے۔

اور "اللہ" میں ہے: "یہ نے فرمایا: جس شخص نے یہ کہا کہ

= (فتح عزت عید عباس) نے کہا ہے ورنہ عمر نے فتح ہمدانی (۲/۳۳۳ طبع انتقد) میں اس کو صریح قرار دیا ہے۔

(۱) فتح القدیر ۳/۲۶۹، ۴/۲۸، ۴/۲۳۳

(۲) فتح القدیر ۳/۲۳۱

(۳) فتح القدیر ۳/۱۸۲، ۱۸۳ طبع درمناص

(۴) جوہر الاکلیل ۳/۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳

تحریم ۵-۶

توہ اس چیز کی طرح ہے جس کو کتاب اللہ نے حرام یا ہے تو وہ ظہار کرنے والا ہوگا اور اس الملاحیہ کا یہی قول ہے (۱)۔

۵- اور شافعیہ نے فرمایا کہ اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میرے لئے حرام ہے یا میں نے تجھے حرام کر دیا ہے اور طلاق یا ظہار کی نیت کی تو نیت ردوشی کا اثر ہوگا اور اس کا مذہب حنفی کی طرح ہے اور حنا بد کی مشہور روایت امام احمد سے یہ ہے کہ اگر طلاق کی نیت کی ہے تو طلاق ہو جائے گی مگر حقی ہوگی۔ اگر اس نے عد طلاق کی نیت کی ہے تو جتنی طلاق کی نیت کی ہے تنی، نفع ہوگی، اور ان کی رائے حنفی کی رائے کی طرح ہے کہ اگر ظہار کی نیت کی ہے تو ان کے ذہن پر ایک ہی ظہار ہوگا جیسا کہ امام صاحب کے نزدیک وہ ظہار ہے۔

اور اگر اس نے طلاق اور ظہار دونوں کی ایک ساتھ نیت کی تو اسے اختیار ہوگا اور وہ ان میں سے جس کو متعین کرے گا وہی متعین ہوگا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ طلاق نفع ہوگی، کیونکہ ارادہ ملک میں طلاق زیادہ قوی ہے، اور ایک قول ہے کہ ظہار ہوگا، کیونکہ اصل نکاح کا باقی رہنا ہے، اور طلاق نکاح ایک ساتھ نہیں روکتی، اس لئے کہ طلاق نکاح کو ختم کر دیتی ہے، اور ظہار اس کی بقا کا مقتضی ہے۔

اور اگر اس نے اس عورت کی ذات یا اس کی شرم گاہ یا اس سے وہمی کرنے کی تحریم کی نیت کی ہو تو وہ اس پر حرام نہیں ہوگی، ہاں اس پر کہ رویمین، حسب ہوگا (۲)۔

اور اگر اس سے یہ قول: ”است علی حرام“ کو مطلق رکھا اور کچھ نیت نہ کی تو اس میں یہ قول میں:

ن میں سے ظہار یہ ہے کہ کفارہ واجب ہوگا۔ اور اس کا قول:

”است علی حرام“ جوہر کہ رو میں صریح ہوگا۔

اور اگر اس نے یہ کہ اس پر کچھ بھی، جب نہیں ہے۔ اور یہ

لفظ جوہر کفارہ کے لئے نایہ ہوگا (۱)۔

اور اگر وہ اس سے کہے کہ تو مجھ پر حرام ہے تو مجھ پر حرام ہے،

اور حرام کرنے کی نیت بھی نہ کرے تو یہ بات اس نے ایک ہی شخص

میں کہی یا چند مجلسوں میں کہی اور تاکید کی نیت کی تو اس پر ایک ہی کفارہ

واجب ہوگا، اور اگر یہ بات چند مجلسوں میں کہی ہو تو کفارہ حرمت کی

نیت کی تو اس قول کے مطابق متعدد کفارہ واجب ہوگا اور ایک قول یہ

ہے کہ اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہوگا، اور اگر مطلق رکھا تو دونوں

میں (۲)۔

اور اگر کہے کہ تو مجھ پر مرد، خوب، شرب، درخیز کی طرح

حرام ہے، اور کہے کہ میں نے طلاق یا ظہار کا ارادہ کیا ہے تو اس کی

تصدیق کی جائے گی اور اگر اس نے حرام کرنے کا ارادہ کیا ہے تو اس

پر کفارہ لازم ہوگا، اور اگر مطلق رکھا تو ظہار نہیں یہ ہے کہ وہ لفظ

”حرام“ کی طرح ہوگا اور وہ سابقہ اختلاف کے مطابق ہوگا (۳)۔

۶- اور حنابلہ کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے:

”است علی حرام“ یعنی تو مجھ پر حرام ہے، اور اسے مطلق رکھے تو

یہ ظہار ہے، کیونکہ یہ بیوی کو بغیر طلاق کے حرام کرنا ہے، لہذا

کفارہ ظہار واجب ہوگا جیسا کہ اس صورت میں جب کوئی شخص کہے

کہ تو میری ماں کی پشت کی طرح حرام ہے۔

اور اگر ظہار کے علاوہ کا ارادہ کرے تو امام احمد سے ایک

جماعت کی روایت یہ ہے کہ وہ ظہار ہے، خود طلاق کی نیت کرے یا نہ

کرے۔

(۱) روحہ المائیں ۲۹/۸۔

(۲) روحہ المائیں ۳۰/۸، ۳۱۔

(۳) روحہ المائیں ۳۱/۸۔

(۱) اللہ سوائی علی المشرح فکیر ۳۲۲، ۳۲۳۔

(۲) منہاج اللہ لیس وحاشیہ فکیر ۳۲۶، ۳۲۷، روحہ المائیں ۲۸/۸، ۲۳، طبع

مکتبہ اسلامی، اسی لاہور قدامد ۱۵۶، ۱۵۷، ۳۳۳۔

تحریم ۷

اور ایک قول یہ ہے کہ اگر آپ قول: "انت علی حرام" کے ذریعہ یمن کا ارادہ کرے تو یمن ہو جائے گی اور اس پر کفار یمنیں ہوں گی۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے "پر حرام" کر لے تو یہ یمن ہے اور وہ یمن کا کردار کرے گا۔ "فرمایا: "لقد کان لکم فی رسول اللہ أسوة حسنة" (۱) (تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے)۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "یا ایہا نبی لہ نحرؤ ما احلی اللہ لک تبخی مراضا وواحک و منہ عھود ذھمہ قد فرض اللہ لکم تحلة ایماکم" (۲) (اے نبی اللہ نے جس چیز کو آپ کے لئے حلال کیا ہے، آپ اس کو کیوں حرام فرماتے ہیں اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے، اور اللہ تعالیٰ بخشے ملازمہ بان ہے۔ اللہ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر فرمادیا ہے)۔ تو اللہ تعالیٰ نے حرم کو یمن قرار دیا ہے (۳)۔

اور اگر یہ کہے: "اعنی باست علی حرام" المطلاق (میری مراد "الطلاق" ہے) تو طلاق ہوگی، امام احمد کی مشہور روایت یہی ہے، اور اگر اس سے اس سے تیس کی سیٹ کی تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی، کیونکہ اس سے تحریم کی تفسیر کرتے ہوئے الف لام کا استہساں کیا ہے جو استغفر کے لئے ہوتا ہے تو اس میں تمام طلاقیں داخل ہوں گی، اور اگر کہے: "اعنی بہ طلاقاً" (میری مراد طلاقاً) ہے تو ایک ہی طلاق ہوگی، کیونکہ اس نے طلاق کو نکر دیا ہے، لہذا ایک ہی طلاق ہوگی (۴)۔

(۱) سورہ احزاب ۴

(۲) سورہ مجیم ۲۰

(۳) اہل حق قد امرو ۱۵۱، ۱۵۲ طبع المباحث المشرعہ

(۴) اہل حق قد امرو ۱۵۱، ۱۵۲، ۳۳۳

اور اگر یہ کہے کہ تو میرے "پر میری ماں کی بیچ کی طرح ہے" اس سے طلاق مراد لی تو طلاق نہ ہوگی کیونکہ یہ لفظ ظہار کے صریح ہے، لہذا ظہار کے علاوہ ہر چیز مراد نہ لی جائے گی اور یہ طلاق کے لئے ناپید ہوگا جب تک لفظ طلاق ظہار کے معنی میں ہوتا ہے (۱)۔

اور اگر کہے کہ تو میرے لئے مرد اور عورت کی طرح ہے اور اس نے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہو جائے گی، اور اس سے بطنی طلاق کی نیت کر کے کاٹنی طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر کچھ نیت نہ کرے تو ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

اور اگر ظہار کی نیت کرے یعنی اس کو حالت نکاح پر ہوتی رکھتے ہوئے اپنے "پر حرام" کرنے کا ارادہ کرے تو اس میں ظہار اور عدم ظہار دونوں کا احتمال ہے۔

اور اگر اس نے یمن کی نیت کی یعنی یہ کہ اس سے وہی نہ کرنا مقصود ہو، اس کو حرام کرنا یا طلاق دینا مقصود نہ ہو تو یہ یمن ہے، اور اگر کچھ بھی نیت نہ کی ہو تو طلاق نہ ہوگی، کیونکہ یہ نہ تو طلاق کے صریح ہے اور نہ ہی اس نے اس کے ذریعہ طلاق کی نیت کی۔

اور اس صورت میں کیا ظہار ہوگا یا یمن؟ دو قول ہیں: ایک یہ ہے کہ وہ ظہار ہوگا اور دوسرا یہ ہے کہ وہ یمن ہوگا (۲)۔

۷۔ اور اگر وہ اپنے قول: "انت علی حرام" کے ذریعہ ظہار کی نیت کرے تو وہ ظہار ہے جیسا کہ جمہور فقہاء (امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف، امام شافعی اور امام احمد) کا قول ہے اور اگر اس سے طلاق کی نیت کی تو طلاق ہوگی۔ اور اگر مطلق رکھ تو اس میں دو روایتیں ہیں: ایک یہ ہے کہ یہ ظہار ہے، دوسری یہ ہے کہ یہ یمن

(۱) اہل حق قد امرو ۱۵۱، ۱۵۲، ۳۳۳

(۲) اہل حق قد امرو ۱۵۱، ۱۵۲

تحریم ۸

ہے۔

اور اگر ہے "انت علی حرام" اور ایک ساتھ طاق و ظہار دونوں کی نیت سے تو ظہار ہوگا طاق نہ ہوگی، چونکہ ایک ہی لفظ طاق و ظہار کے سے ایک ساتھ نہیں ہو سکتا، اور اس لفظ سے ظہار کا ہونا اولیٰ ہے، لہذا اسی کی طرف لوٹ جائے گا۔ اور بعض اصحاب ثانی کا خیال ہے کہ اسے اختیار ہوگا، چنانچہ اس سے کہا جائے گا کہ اس میں سے جس کو چاہے اختیار کر لے جیسا کہ ما قبل میں ذکر چکا (۲)۔

عموماً فقہاء کے درمیان اس سلسلے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ظہار کا کذب و ادا کرنے سے قبل اپنی بیوی سے جماعت کرنا حرام ہے جیسا کہ اس کا بیان گذر چکا (۳)۔

دوم - حلال کو حرام کرنا:

۸ - شہاء کے اندر اصل مباح ہے، جب تک کہ اس کے حرام ہونے پر کوئی دلیل تمام نہ ہو جائے۔ ثانیہ "بعض مضمرے جن میں کرتی بھی ہیں، یہی فرما رہے ہیں، اور اس کی تائید رسول اللہ ﷺ کے اس رشتہ سے ہوتی ہے: "ما أحل الله فهو حلال، وما حرم فهو حرام، وما سكت عنه فهو عمو، فافعلوا من الله عافيته، فإن الله لم يكن ليمس شيباً" (۴) (جس کو اللہ تعالیٰ

(۱) ابن ماجہ قدس سرہ ۱/۲۳۳ فتح القدیر ۱/۱۷ طبع دار صادر، مطابع
الطبعین مع حاشیہ طبع فی ۳/۶۲ روح المعانی ۸/۸۲۳ ۲۳۳ مکتب
لوسدی۔

(۲) ابن ماجہ قدس سرہ ۱/۲۳۵ مطابع الطبعین مع حاشیہ طبع فی ۳/۲۶۳،
روح المعانی ۸/۸۲۳ مکتب لاسلای۔

(۳) ابن ماجہ قدس سرہ ۱/۲۳۵ فتح القدیر ۳/۲۶۳، ۲۲۸، ۲۳۳۔
(۴) حدیث: "ما أحل الله فهو حلال" کی روایت بزار (۳۲۵)،
کشف المستار طبع المرسلہ نے کی ہے اور اس کی سند ضعیف ہے (بیرونی
لاحتدال سند ہی ۲۳۲ طبع الطبعین)۔

نے حلال قرار دیا ہے، وہ حلال ہے، اور جس کو حرام قرار دیا ہے وہ حرام ہے، اور جس سے تعلق نکوت فرمایا ہے، وہ حرام ہے، لہذا اللہ کی طرف سے اس معانی کو قبول کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس نہیں کہ کسی چیز کو بحال جائے)۔ اور طہانی نے حضرت ثمر سے نقل کیا ہے: "یٰ اے اللہ فرض فرائض فلا نصیحوہا، ویسک عن اشیاء فلا تتہککواہا، وحذ حدودا فلا تعملواہا، وسکت عن اشیاء من غیر نسیان فلا تبغثوا عنہا" (اللہ تعالیٰ نے کچھ چیزوں کو بے شک فرض کیا ہے تم لوگ اس کو ضائع مت کرو، اور چند چیزوں سے منع فرمایا ہے تم لوگ اس کی خلاف ورزی نہ کرو، اور چند حدود مقرر فرمائی ہیں تم لوگ اس سے تجاوز نہ کرو، اور چند چیزوں کو حیر بھولے بیان میں نہ فرمایا ہے، لہذا تم لوگ اس کے باب میں تکلف میں نہ پڑو، اور ایک روایت میں ہے: "وسکت عن کثیر من غیر نسیان فلا تتکلمواہا رحمۃ لکم فافعلواہا" (۱) (اور بہت سی چیزوں کو بغیر جو لے یاں نہیں یا لہذا تم لوگ اس میں نہ پڑو، یہ تمہارے لئے رحمت ہے تو تم لوگ اس کو قبول کرو) اور ترمذی و ابن ماجہ نے حدیث سلمان سے نقل کیا ہے کہ نبی ﷺ سے پیروی و رغبت کے متعلق دریافت کیا یا تو آپ ﷺ نے فرمایا "الحلال ما أحل الله فی کتابہ، والحرام ما حرم الله فی کتابہ، وما سکت عنه فهو مما عفا عنه" (۲) (اللہ تعالیٰ نے جی کتاب میں جس کو

(۱) حدیث: "یٰ اے اللہ فرض فرائض فلا نصیحوہا" کی روایت دارقطنی (۱۸۸/۳) نے کی ہے اور اس کی تصحیح میں ہے کھٹل کے درجے میں جو اس کی سند میں ہے اسحاق بن راہوی کا خیال ہے کہ وہ کذاب ہے اور ابو حاتم ورنانی نے کہا کہ وہ متروک ہے۔

(۲) شاہ مظاہر السیوطی ص ۱۵، الاشاہ والخفاہ لابن کثیر ص ۲۶، ۲۷۔
حدیث: "الحلال ما أحل الله فی کتابہ" کی روایت ترمذی (۳۲۵) طبع الطبعین (۱۵۳) طبع دائرة المعارف احشانیہ کے ہے اور اس کے ایک ہی کے ضعیف ہونے کی وجہ سے وہی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

تحریم ۸

حلال یا ہے وہ حلال ہے، ورنہ کتاب میں جس کو حرام یا ہے وہ حرام ہے، ورنہ چیزوں کو یا نہیں کیا وہ ان چیزوں میں ہے جس کو معاف رہا ہے۔

وہ حلال کو حرام کرنے کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ماننا نازل ہوا ہے: "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ" (۱) "فَدُفِرَ صَاحِبُ اللَّهِ لَكُمْ تَحْلَةً أَيْمَانَكُمْ" (۲)۔

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ حضرت زینب بنت جحش کے پاس قیام فرمایا کرتے تھے اور ان کے پاس شہد ہوتا فرماتے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اور حصہ سے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ ہم میں سے جس کے پاس رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر بیٹھ لائیں تو وہ کہے کہ آپ سے مغایر کی جو آ رہی ہے۔ کیا آپ نے مغایر استہناس فرمایا ہے؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ایک کے پاس بیٹھ کر بیٹھ لائے تو اس نے آپ سے یہی کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں سے زینب بنت جحش کے پاس شہد ہوا ہے، اور اب جو نہ ہوگا، اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا: "لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ" (۳) "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ" (۴) (اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے آپ اس کو کیوں حرام فرماتے ہیں)۔ (۱) اور تم دونوں (یعنی عائشہ و حفصہ) تو پہ کرلو۔

در ایک روایت میں ہے کہ نبی کو آپ نے حرام کیا تھا وہ ماریہ قبلہ تھیں، چنانچہ دشمنانِ کلب سے حضرت عمرؓ سے روایت لی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے حضرت حفصہؓ سے فرمایا: "لَا تَحْبِرِي"

(۱) سورہ بقرہ ۲۰۵

(۲) سورہ بقرہ ۲۰۵

(۳) سورہ بقرہ ۲۰۵

(۴) آیت کریمہ: "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ" کی شان نزول والی حدیث کی روایت مسلم (۲/۱۱۰ طبع اعلیٰ) نے کی ہے۔

أَحَلَّ وَلِيْنُ أُمِّ إِبْرَاهِيمَ (یعنی ماریہ علیٰ حرام) (کسی سے نہ کہتا، ام ایہم یعنی ماریہ میرے لئے حرام ہے) تو انہوں نے کہا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کیا ہے آپ اس کو حرام کر رہے ہیں؟ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: "لَوْ أَنَّهُ لَا أَقْرَبُهَا" (بخند میں اس کے قریب بھی نہ جاؤں گا)۔ چنانچہ آپ اس کے قریب نہ گئے یہاں تک کہ میں نے حضرت عائشہ کو بتایا۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر آیت کریمہ: "فَدُفِرَ صَاحِبُ اللَّهِ لَكُمْ تَحْلَةً أَيْمَانَكُمْ" نازل ہوئی (۱)۔

ان دو بیب نے مالک سے اور انہوں نے حضرت زید بن سلم سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ام ایہم کو حرام کر لیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "أَمْتُ عَمِّي حَرَامٌ، وَاللَّهِ لَا أَتَمُكُّ" (و مجھ پر حرام ہے، بخند میں تمہارے پاس میں سے نہیں آؤں گا) اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی: "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ" (۲) یہ وہ روایات ہیں جو اس آیت کی شان نزول کے سلسلے میں منقول ہیں۔ اور ان میں مذکور تحریم یمن ہے جس کی وجہ سے کفار یمن واجب ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "فَدُفِرَ صَاحِبُ اللَّهِ لَكُمْ تَحْلَةً أَيْمَانَكُمْ" (۳)۔

یہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام کرنا نہیں ہے، کیونکہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام نہیں کیا اسے حرام کرنا ہر دوسرے کا حق نہیں، ورنہ وہ دشمن کسی کے حرام کر دینے سے حرام ہو جائے گی، اور رسول اللہ

(۱) حضرت عمر کی حدیث: "لَا تَحْبِرِي أَحَدًا" کی روایت ابن کثیر نے اپنی تفسیر میں دشمن بن کلب سے کی ہے اور فرمایا کہ یہ منہج ہے اور صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے کسی نے اس کی روایت نہیں کی ہے (تفسیر ابن کثیر ۷/۵ طبع دار الفکر)۔

(۲) حدیث ابن وہب: "يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ" کی شان نزول کی روایت ابن جریر (۲۸/۱۵۶ طبع اعلیٰ) نے کی ہے، اور اس کی سند میں ضعف ہے۔

(۳) سورہ بقرہ ۲۰۵

تحریر، تحسین ۱-۲

تحسین

تعریف:

۱- تحسین کا لغوی معنی مزین و آراستہ کرنا ہے، اور اسی کے مثل تمجیل (خوبصورت بنانا) ہے۔ جوہری نے کہا: حَسَنَتُ الشَّيْءِ تَحْسِينًا یعنی میں نے اس کو آراستہ کیا۔

راغب اصفہانی نے کہا کہ لفظ ”حسن“ عرف عام میں زیادہ تر اس شے کے لئے بولا جاتا ہے جو دیکھنے میں اچھی ہو، اور قرآن کریم میں اس کا بیشتر ذکر ایسی شے کے سلسلے میں آیا ہے جو بصیرت (فرست) کے اعتبار سے بھلی ہو۔

اہل لغت نے حَسَنَتُ الشَّيْءِ (جس نے چیز کو مزین کیا) اور حَسَنَتِہ (میں نے چیز کو آراستہ کیا) کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا ہے بلکہ دونوں کا ایک ہی معنی تجویر کیا ہے۔
تحسین کا اصطلاحی معنی اس کے لغوی معنی سے ملگ نہیں ہے (۱)۔

مختلہ الفاظ:

الف- تجوید (عہدہ بنانا):

۲- تجوید: ”حَوَدُ الشَّيْءِ“ کا مصدر ہے۔ یعنی اس نے اس کو عہدہ بردیا۔

(۱) اصطلاح التجویدی مادہ ”حسن“، اربع العروس، شرح لغات العرب، سلسلہ عرب، مجمع الوسیط، محیط الحیط، تمام کی تمام مادہ ”حسن“ میں، دولتان العرب، مادہ ”جس“ میں، تعمیر القرطبی ۲۲۹/۱۲ طبع دارالکتب المصریہ، تعمیر ابن کثیر ۳۰۴/۳ طبع دارالعرف، المعردات للراغب اصفہانی، مادہ ”رین“۔

تحریم

دیکھئے: ”عجيرة الاحرام“۔

ﷺ سے بیٹا بت نہیں کیا آپ ﷺ نے اس چیز کے متعلق جس کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے یہ نہ مایا ہو کہ میرے اہل حرام ہے، حضرت ماریہ سے تو آپ ﷺ اس یحییٰ کی بنا پر باز رہے تھے، جو آپ ﷺ کی طرف سے منع ہو چکی تھی یعنی وہ آپ ﷺ کا بیٹا بنا ہے: ”وَاللّٰهُ لَا اَقْرَبُهَا“ اس پر آپ سے کہا: ”لَمْ يَحْرَمَ مَا احلَ اللّٰهُ لَكَ“ یعنی یحییٰ کی بنا پر آپ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ شے سے یہ دور ہو رہے ہیں؟ مطلب یہ ہے کہ آپ یہ کام کر رہے ہیں وہ کفارہ کرتے ہیں۔ سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے اہل حرام کر لے تو یہ یحییٰ ہے جس کا وہ کفارہ دلا کرے گا (۱)۔
تمام تفصیلات کے لئے اصطلاح ”ایمان“ نیز ”ایوب طریق“، ”ظہار“ اور ”ایلاء“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

تحسین ۲-۵

اے تصحیح کا استعمال ہوتا ہے اور یہ تحسین کی ضد ہے۔

تحسین تصحیح کی بنیاد:

۵- تحسین تصحیح کا اطلاق تین طرح سے ہوتا ہے:

پہلی صورت طبیعت کے مناسب اور نامناسب ہونے کے اعتبار سے ہے جیسے ہم کہتے ہیں: گلاب کی مہک اچھی ہے، اور مردار کی مہک بری ہے۔

دوسری صورت صفت کے کامل اور ناقص ہونے کے اعتبار سے ہے: غلام اچھا ہے اور عورت بری ہے۔

۱۱- دراصل، دونوں اقسام کا سرچشمہ عقل ہے، شریعت پر موقوف نہیں اور اس میں کوئی اختلاف معلوم نہیں ہے (۱)۔

اور تیسری صورت ثواب شرعی اور مذہب شرعی کے اعتبار سے ہے، اس کے متعلق قدرے اختلاف ہے، چنانچہ اشاعرہ کا مذہب یہ ہے کہ اس کا سرچشمہ شریعت ہے، عقل نہ اسے اچھا ثابت کر سکتی ہے اور نہ برے اور نہ واجب کر سکتی ہے اور نہ حرام۔

۱۲- اور ماتر یہ یہ کا بننا یہ ہے کہ اس کو بھی عقل ہی اچھا یا برے کہہ سکتی ہے، دیکھا کہ انہوں نے حسن شرعی اور جہ شرعی کو مناسب اور نامناسب ہونے کی طرف بھی دیا ہے۔

۱۳- معتزلہ کا خیال یہ ہے کہ عقل ہی اچھا تر یا برے تر ہوتا ثابت کرتی ہے، واجب کرتی ہے اور حرام کرتی ہے۔ اس مسئلہ میں مزید تفصیل ہے جس کا مقام اصولی ضمیر ہے (۲)۔

(۱) شرح الکوکب لمیر لابن الحاجہ ۳۰۰ طبع مرکز اچھ افغانی فی جامعہ ملک عبدالعزیز ۱۳۰۰ھ فواتح المصنوعات ۲۵۱ طبعہ المجلد الاول ۱۳۲۲ھ حاشیہ المصنف، نہایت اصول شرح منہاج الاموال بدستور ۱۳۵۱ھ طبع مطبعہ المدینہ مصر۔
(۲) کشف الاسرار ۳۳۰، طبع دار المعادہ، قبول، شرح الکوکب لمیر

اور اصطلاح میں تجوید کا مطلب ہے: حرف کو ان کا حق دینا، اس کو ان کے درجے میں رکھنا، حرف کو اس کے مخرج اور اس کی اصل کی طرف پھیرنا اور اس کو پورے طور پر اس طرح کثافت کے ساتھ ادا کرنا کہ اس میں نہ کوئی ریوہانی ہو، نہ نمی، اور نہ ہی طرح کا لغو اور نہ کوئی تکلف (۱)۔

اس طرح تحسین تجوید سے عام ہے، چونکہ تجوید قرأت کے ساتھ خاص ہے۔

ب- تحلیہ (آرستہ کرنا):

۱۴- جب کوئی عورت زیور پہن لے یا اس سے آراستہ ہو جائے تو کہا جاتا ہے: جعلت المرأة، اور حلیتھا تحلیہ (تشدید کے ساتھ، باب تفعیل سے)، اس کا معنی یہ ہے کہ میں نے اس کو زیور پہنا دیا یا اس کے پہننے کے لئے میں نے زیور لے لیا۔ اور کہتے ہیں: حلیت السویق یعنی میں نے ستو میں کوئی مٹھی تیز مانی تاکہ وہ شفا ہو جائے (۲)۔

۱۵- اور اس کا اصطلاحی معنی اس کے لغوی معنی سے علاحدہ نہیں ہے۔ اور تحسین کا لفظ تحلیہ کے لفظ سے عام معنی رکھتا ہے، چونکہ یہ بات بعض چیزیں بغیر تحلیہ (مٹھا کئے) تحسین ہو جاتی ہیں، مثلاً: کھانا نمک لانے سے اچھا ہوتا ہے نہ کہ اس کو مٹھا کرنے سے۔

ج- تصحیح (بدشکل بنانا):

۱۶- کسی مٹی کو بد شکل بنانے یا اس کو برائی کی طرف منسوب کرنے کے

(۱) لائق ۱۰۰، طبع المجلد ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۱ھ، مقایس اللغۃ، لسان العرب دارہ حوزہ۔
(۲) الفروق فی اللغۃ والبیہا لاجلہ ۲۳ طبع دارالافتاء اجماعیہ بیروت، المصباح لمیر دارہ حوزہ۔

تحسینات:

۶- مقصد شریعت کی بحث اصول فقہ کی ایک اہم بحث ہے، علماء اصول یہ فرماتے ہیں کہ مقصد شریعت کی صرف تین قسمیں ہیں: پہلی قسم ضروریہ و ہر قسم کا ذیہ، دوسری قسم تنزیہیہ ہے۔

ضروریہ و تنزیہیہ ہیں جو مصالح دین و دنیا کے قیام کے لئے اس طرح ضروری ہوں کہ اگر وہ نہ پائی جائیں تو مصالح، یا صحیح نہیں رہیں، بلکہ فتنہ و فساد پھیل جائے۔ زمین کی مشکل ہو جائے، آفات میں نعمتوں کے فوت ہونے، و صریح نقصان پیش آنے کا اندیشہ ہو جائے۔

حاجیہ و تنزیہیہ ہیں جو وسعت پیدا کرنے اور ایسی نئی کھولنے کے لئے ضروری ہیں جو عموماً ایسی مشقت و خرچ کا سبب بنتی ہیں جن سے مقصود فوت ہو جاتا ہے، لہذا شرع کی رعایت نہ کی جائے تو لوگوں کوئی جملہ نئی و مشقت پیش آجائے، زمین کی پانچ ہزار ضروریات میں کوئی خلل واقع نہ ہو۔

تنزیہیہ کا مطلب ہے: ایسے امور کو اختیار کرنا جو اچھی عادات کے ثابث ثبات ہوں، لہذا یہ مکرم، حلال، و شرعی آداب، بنوں کا جامع ہے (۱)۔ اس کی تفصیل اصولی ضمیر میں ہے۔

فقہ سنی میں تحسین کا حکم:

۷- فی جملہ زینت اختیار کرنا مطلوب ہے بشرطیکہ نیت اچھی ہو اور خیر کا ارادہ کیا گیا ہو، اور نہ کر دیا حرام ہے، اگر نیت صحیح نہ ہو یا وہ

۱- ۳۰۲ھ اردو طبعی المکتبہیں لاہور میں ۳۲۰ھ طبع دارالترجمان القرآن لاہور پاکستان ۱۳۹۶ھ طبع المکتبہ المکملین لاہور ۲۳۱ھ طبع المکتبہ المکملین لاہور ۱۳۵۵ھ

۲- امراتہات صفحہ ۸۲ اور اس کے بعد کے صفحات طبع المکتبہ التجاریہ لکھنؤ مصر، ۱۳۸۲ھ طبع المکتبہ التجاریہ لکھنؤ ۱۳۹۰ھ، و کتاب التعلیقات فی

ارتکاب حرام کا سبب ہوا اس سے خیر کا ارادہ نہ کیا گیا ہو۔

اس کے موضوع کے اعتبار سے اس کا حکم مختلف ہو جاتا ہے۔ کچھ ٹائیس، رت، میل میں:

مشکل و صورت کو آراستہ کرنا:

۸- عام اصل و صورت کو بغیر مبالغہ رانی کے آراستہ کرنا مستحب ہے۔ رسول اللہ ﷺ اس کا حکم فرماتے تھے: ”پس ﷺ کا ایک ارشاد: یہ ہے: ”اصلحوا دھالکم، و اصلحوا لباسکم حتی تنکونوا کذکم شامة فی الناس، فان الله لا یحب المصعش ولا التمعش“ (۱) (تم اپنی سواری کو اچھا رکھو اور اپنے لباس کو اچھا رکھو، تاکہ تم لوگوں کے درمیان ممتاز رہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بد صورتی اور بے حیائی کو پسند نہیں فرماتا ہے)۔

۹- ازہی اور موچھ کھزین کرنا مستحب ہے۔ اس حدیث کی بنا پر جس کی روایت حضرت عمر بن شعیب نے اپنے والد سے اور انہوں نے اپنے دادا سے کی ہے کہ ”کان یأخذ من لحيته من عرصها وطولها“ (۲) (رسول اللہ ﷺ اپنی داڑھی کو لمبائی و پوزائی میں درست فرمایا کرتے تھے)، اور صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”حزوا الشوارب و أرخوا اللحى، حالوا المعوس“ (۳) (موچھیں تھو، و داڑھی برصا و

(۱) حدیث ”اصلحوا دھالکم، و اصلحوا لباسکم“ کی روایت ابو داؤد (۳۳۹۳) ترمذی (۳۳۹۳) حیدر عباسی نے کی ہے اور اس کی سند میں جہالت ہے (میزان الاحوال ص ۲۸۲/۳)۔

(۲) حدیث ”کان یأخذ من لحيته من عرصها وطولها“ کی روایت ترمذی (۳۳۹۳) طبع لکھنؤ نے کی ہے اور اس کی سند میں عریضہ ہونے کی وجہ سے جہالت ہے (میزان الاحوال ص ۲۸۸/۳ طبع لکھنؤ)۔

(۳) حدیث ”حزوا الشوارب و أرخوا اللحى“ کی روایت مسلم (۲۲۲۱) طبع لکھنؤ نے کی ہے۔

پر گندہ بال اور بد شکل تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: اَمَّا كَ مَا؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ قَدِ اتَّابَى اللّٰهُ عِزَّوَجَلَّ، قَالَ: فَإِنَّ اللّٰهَ عِزَّوَجَلَّ إِذَا أَعْمَ عَلَى عَبْدٍ نِعْمَةً أَحَبَّ أَنْ تَرَى عَلَيْهِ (۱) کیا تمہارے پاس کوئی مال نہیں ہے؟ تو انہوں نے بیا کہ اللہ عزوجل نے مجھے ہر قسم کی چیزیں عطا فرمائی ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو کوئی نعمت عطا فرماتا ہے تو وہ چاہتا ہے کہ وہ نعمت اس پر نظر آئے۔

مندرجہ ذیل شیعہ کے روایتیں مزیں یاد آتا ہے: الف۔ لباس صاف تھو، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو پر گندہ حال دیکھ کر فرمایا: "اَمَّا كَانَ يَجِدُ هَلًا مَا يَسْكُنُ بِهِ شَعْرُهُ، وَرَأَى آخَرَ عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسَّحَةٌ فَقَالَ: اَمَّا كَانَ هَلًا يَجِدُ مَا يَفْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ" (۲) کیا اسے کوئی ایسی چیز میرے نہیں جس سے وہ اپنے بال درست کرے، اور ایک دوسرے شخص کے گندے کپڑے دیکھ کر فرمایا: کیا اس کو کوئی ایسی چیز میرے نہیں جس سے وہ اپنے کپڑے صاف کرے۔

ب۔ ایسا کشادہ اور پھیلا ہوا نہ ہو جو نہ ضرورت سے راند ہو، کیونکہ اس میں یک قسم کا عرف ہے۔ امام مالک سے اسے مانپند کیا ہے۔ کسی بھی آدمی کا کپڑا ریا و پھیلا ہوا ہو، اور ریا و دلہا ہو۔ اس القاسم فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ سے ایک شخص کی "تین میں سے اس کی تھیلی کی انگلیوں سے

زائد حصہ کاٹ لیا اور وہ زائد کپڑے سے دے کر فرمایا: لو اس سے اپنی عمر کی ضرورت پوری کر لو (۱)۔

ج۔ لباس دیا نام آئنگ اور مرتب ہو جو عرف و رواج کے مطابق ہو، یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا رشتہ ہے: "أَصْحُوا دِحَالَكُمْ وَأَصْلَحُوا لِبَاسَكُمْ، حَتَّى تَكُونُوا كَأَنَّكُمْ شَامَةُ لِي النَّاسِ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَحِبُّ النَّعْشَ وَلَا النَّعْشَ" (۲) (پٹی سواری اور اپنے لباس درست رکھنا کہ تم لوگوں میں ممتاز رہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ بد صورتی اور بے حیائی کو پسند نہیں کرتا ہے)۔

دور خوبصورت لباس استعمال کرنا جمعہ، عیدین، ورجہ، عتوب کے لئے ضروری ہوتا ہے (۳)۔ اسی طرح خاص طور پر علماء کو اچھا کپڑا استعمال کرنے کی تاکید ہے (۴)۔

آئین کو خوبصورت بنانا:

۱۳۔ آئین اور مکان کو صاف ستھرا اور آراستہ کر کے خوبصورت بنانا سنت ہے۔ اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے جس کی روایت حضرت عامر بن سعدؓ نے اپنے والد کے ہاتھ سے نبی ﷺ سے کی ہے: "إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ يَحِبُّ الطَّيِّبَ، يُحِبُّ الطَّيِّبَ بِحَبِّ الطَّافَةِ، كَرِيمٍ بِحَبِّ الْكَرَمِ، جَوَادٍ بِحَبِّ الْجَوْدِ، فَظَهَرُوا أَفْهَيْتَكُمْ وَلَا تُشَبِّهُوا بِالْيَهُودِ" (۵) (بے شک اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے اور

(۱) المدخل لابن الحاج، ۱/۲۱۱۔

(۲) حدیث کی ترجمہ نمبر ۱۱ کے تحت گذر چکی ہے۔

(۳) رد المحتار، ۱/۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱۔

(۴) الموطا، ۲/۹۱۔

(۵) حدیث: "إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الطَّيِّبَ بِحَبِّ الطَّافَةِ" کی روایت ترمذی (۵۰۵)۔

طبع اٹلی) نے کی ہے اور فرمایا کہ حدیث غریب ہے جو عائد بن ابی اس ضعیف قرار دیے جاتے ہیں۔

(۱) حدیث: "إِنَّ اللّٰهَ إِذَا أَعْمَ عَلَى عَبْدٍ نِعْمَةً أَحَبَّ أَنْ تَرَى عَلَيْهِ" کی روایت طبرانی نے مسند (۱۹) طبع المکتبۃ السننہ میں کی ہے اور ترمذی نے کہا کہ اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں (مجمع الزوائد، ۵/۱۳۳ طبع المکتبۃ)۔

(۲) حدیث: "اَمَّا كَانَ يَجِدُ هَلًا مَا يَسْكُنُ بِهِ شَعْرُهُ" کی روایت ابو داؤد (۲۳۳۸) طبع عزت عید دہاس (اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور وہی نے ان کی موافقت کی ہے۔

بہت شہس سام یا جانے تو تم اس سے بہتر طور پر سام نہ رہو ان کو لوٹا
(۱)۔ اور سام کا بہتر جواب اس طرح ہوگا: وعیبکم السلام
ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (۱)۔

انجی آواز بنانا:

۱۵- آواز انجی بنانے کا مطلب ترم اور غناء ہے، بشرطیکہ اس میں
آواز کو حرف کے ساتھ نہ گھمایا گیا ہو اور نہ کلمات اپنی اصل وضع سے
بدلے ہوں، ساتھ ہی تو اہم تجویز کا لحاظ بھی کیا گیا ہو (۲)۔

قرآن اور "اں کی آواز کو چھ بنانا" تہب ہے، تاکہ یہ چیز
لوگوں کو اُن کی طرف کھینچتی ہے، اور لوگوں کے اندر اُن کی
محبوبیت پیدا کرتی ہے۔ اور اں میں اں "اں" کے سے انشراح پیدا
کرتی ہے۔

مست کرنے والی آواز جن پیدا کرنا اور گا کر پڑھنا اور کھینچنا
کرنا اُن کا یہ سب حرام ہیں۔

فقہاء کا اتفاق ہے کہ مومن کا خوش ہونا "تہب" ہے،
یونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو سعیدؓ کو ان کی خوش حالی کی
وجہ سے مومن منتخب فرمایا تھا (۳)۔

(۱) المدخل لابن الحاج، ۱۶۰، حاشیہ قلیون ۳/۱۳، حاشیہ ابن عابدین
۵/۳۳۵، شرح تفسیر زادوت ۳/۳۳، لافکار سنووی ۸/۲ طبع مصطفی
النبلی النجفی۔

(۲) حاشیہ ابن عابدین ۵/۲۲۲، نظاری فی فہام القرآن باب نمبر ۹، مسہم
ملاۃ المسافرین نمبر ۳۳۲ اور اوردو دہ کے بیان میں، دیکھئے حاشیہ ابن
عابدین ۵/۲۵۹، المدخل لابن الحاج ۱۵۱۔

(۳) ابن عابدین ۵/۲۵۹، تمہین الحقائق ۱/۹۰، ۹۱، سواہب، خلیل
۵/۳۳۵، ۳۳۸، شرح تفسیر زادوت ۳/۲۳۲، شرح وعلی کتاب
۱۲۹۹ طبع المکتب الاسلامی، المدخل لابن الحاج ۱۵۱، ۵۳، حاشیہ
البحیری علی شرح صحیح الطراب ۱/۳۷۱، المدونہ ۵/۵۸، اہل ۳/۳۶،
معنی عبدالرزاق ۱/۳۶۔

پاکیزگی کو پسند فرماتا ہے، صاف ستھرا ہے، صفائی و ستھرائی کو پسند فرماتا
ہے، ریم ہے ریم کو پسند کرتا ہے، ہر تخی ہے سخاوت کو پسند فرماتا
ہے، اہم تم پے "نکس" و رگہروں کو صاف ستھرا رکھو، اور یہ، یوں کی
مشابہت اختیار نہ کرو۔

مسجد جاتے وقت مزین ہونا:

۱۳- مسجد جانے کے لئے مزین ہونا مندرجہ ذیل طریقے سے
ہوتا ہے:

الف- مسجد جاتے وقت نیت کو خالص رکھنا، کسی دوسری نیت کو
شامل نہ کرنا، مثلاً چہل قدمی وغیرہ۔

ب- "انگی فریضہ کے لئے مسجد جاے کی نیت کے ساتھ
ساتھ حکاک کی نیت کا اضافہ کرنا۔

ج- عام استعمالی کپڑوں کے علاوہ خاص قسم کے لباس میں مسجد
جانا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے: "يَا أَيُّهَا آدَمُ خُلُوعَا رِبَتُكُمْ
عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ" (۱) (اے آدم ہر نماز کے وقت اپنا لباس
ہلکا یا کر۔)

د- مسجد میں داخل ہونے کے وقت قدموں کو مقدم کر کے داخل ہونا (۲)۔

ہدایات، سلام، اور اس کے جواب میں اچھا طریقہ اپنانا:
۱۳- مسلمانوں سے اچھی طرح ملنا، اچھے انداز سے سلام کرنا
اور اس کا جواب دینا "تہب" ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
"وَدَا حَيِّسُم بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوا بِأَحْسَنِ مِمَّا أُوذُوا وَهُمْ" (۳) (اور

۱- سورہ احزاب ۳۳

۲- المدخل لابن الحاج ۵/۲۵۹

۳- سورہ نساء ۷۹

جنہی لوگوں کے سامنے عورت کا اپنی آہ زکھزین کرنا:

۱۶- عورت کے لئے ضروری ہے کہ جب وہ اجنبی مردوں سے بات کرے تو بالکل طبعی طور پر اس بات سے جس میں کوئی تکلف نہ ہو، نہ بناءً ہو ورنہ نری ہو، یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "یا مَسَاءَ النَّسِی لَنْسَنَ کَا حِدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اِنْ اَنْصَبْنَ فَلَاحِصَصْنَ بِالْقَوْلِ لَیْطَمَعُ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهِ مَرَضٌ وَ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا" (۱) (سے نبی کی بیویوں اتم عام عورتوں کے مانند نہیں (بہذا) اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو نہ بات کیا کرو دینی دبی زبان سے اس طرح کہ لالچ میں پڑ جائے کوئی ایسا شخص جس کے دل میں شرابی ہو، بلکہ بات روا صاف سیدھے طریقے سے)۔

بن کثیر نے فرمایا کہ یہ وہ آداب ہیں جن کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہی ﷺ کی بیویوں کو دیا ہے، رحمت کی عورتیں اس حکم میں ان کی تابع ہیں (۲)۔

قرطبی نے "فلا تحصص بالقول" کی تفسیر میں فرمایا کہ وہ نرم باتیں نہ کریں، اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حکم فرمایا ہے کہ ان کی ننگو خوں ہو، ان کی بات کوک ہو، اس طرح نہ ہو کہ اس سے دل میں یک قسم کا تعقظ ظہم ہو، عموماً نرم ننگو سے طابہ ہوتا ہے (۳)۔

رفق زکھزین کرنا:

۱۷- معروف اور معتاد طریقے سے چلنا انسان کے لئے ضروری

ہے، "مستوفی" درجاء نظر انداز رفتی رہنا ممنون ہے۔ مردوں کے لئے ممنون ہونے کی بہت عورتوں کے سے اس کی ممانعت زیادہ سخت ہے، یہ کہ عورت کا معاملہ پوشیدگی پر مبنی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "وَلَا یَصْرِبْنَ اُذْ حَمَیْھُنَ لَیَعْمَمَ عَا یَحْفِیْھُنَ مِّنْ دِیْسِھُنَّ" (۱) "عورتیں اپنے پاؤں زور سے نہ رھیں کہ سب کا جتنی زیور معلوم ہو جائے)۔

قرطبی نے فرمایا کہ جو عورت اپنے زیور سے خوش ہو کر اس سے توجہ نہ دے، "رجو عورت مردوں کے سے توجہ نہ دے، اس کو مائل کرنے کے لئے ایسا کرے تو وہ حرام اور مذموم ہے۔ اسی طرح جو مرد اپنے بوجے کو خرد و غرور میں بجائے تو یہ حرام ہے، کیونکہ غرور و گناہ کبیرہ ہے۔ اور جو شخص آراستہ ہو کر نکلنے کے لئے ایسا کرے تو بیجا جا ہے (۲)۔

۱۸- سب سے اچھی رفتار تو نبی ﷺ کی رفتار ہے۔ حدیث میں آیا ہے: "انہ کان اذا مشا نکھا، وکان اسرع الناس مشیة، وانحسبھا و اسکنھا" (۳) آپ ﷺ جب چلتے آگے کی طرف مائل ہو کر چلتے، اور آپ ﷺ تمام لوگوں میں تیز، اچھی اور رفتار رفتار والے تھے) "یسی مراد اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے: "وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلٰی الْاَرْضِ هَوْنًا" (۴) (و رحمان کے بندے جو زمین پر عاتزی کے ساتھ چلتے ہیں)۔

۱۹- شلف کا ارتداد ہے کہ اس سے مراد اطمینان اور وقار ہے جس میں نہ تلبہ ہو ورنہ سستی (۵)۔

حدیث: "انصار ابنا معلودا مؤدلا لحنی صودہ" کی روایت سنائی (۱/۶ طبع المکتبۃ المکرمیہ) نے کی ہے ابن دقن القید نے اس کو صحیح قرار دیا ہے (طبع ابن حجر (۲۰۰/۱) طبع مکتبۃ المکرمیہ)۔

(۱) سورۃ الاحزاب ۳۳

(۲) تفسیر بن کثیر ۳/۳۸۳

(۳) تفسیر القرطبی ۳/۳۷۷، طبع دار الفکر ۳۲۸

(۱) سورۃ نور ۳۱

(۲) تفسیر القرطبی ۱۲/۳۳۸

(۳) حدیث: "کان اذا مشی نکھا" کی روایت مسلم (۳/۵۵۸) طبع المکتبۃ المکرمیہ نے کی ہے

(۴) سورۃ الفرقان ۳۲

(۵) رد المحتار ج ۱ خیر المباحات ابن قیم ۱/۱۷۷ طبع مکتبۃ دار الفکر ۳۹۹

خلق کبیرین کرتا:

۱۸۔ اذق کو آراستہ کرنا شرعاً مطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا“ (۱) (اور زمین پر اترتا ہوا مت چل، بلکہ تو زمین کو نہ پہنچتا ہے اور نہ پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچتا ہے)۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْجُرَ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا حَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ حَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَرُوا بِاللِّقَابِ، بَيْنَ الْأَسْمِ الْفُسُوقِ بَعْدَ الْإِيمَانِ، وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنْ أَنْفَ أَنْ بَعْضُ الظَّنِّ أَتَمُّ وَلَا تُحْسِنُوا وَلَا يَتَّبِعْ بَعْضُكُم بَعْضًا يَبْغِ أَحَدُكُم أَنْ يَتَّكِلَ لِعَمَلِهِ فَمِثْلًا مِّثْلًا فَكُفُّوا سَوْءَ مَا تَقُولُوا إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ“ (۲) (اے ایمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے، یا عجب کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے، یا عجب کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نہ القاب سے پارہ، یہاں لائے کے جہاد نامہ میں ہے۔ اور جو توبہ نہ کریں گے، میں ظالم سمجھیں گے۔ اے ایمان والو! بہت سے گناہوں سے بچو، کیونکہ بعض مابین انہیں ہوتے ہیں اور وہ میں سے گئے رہو، اور کوئی سی کی غیبت بھی نہ یا کرے یا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس کو تو تم ماکہر سمجھتے ہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے)۔ اور اس کے علاوہ بھی بہت سی آیتیں

ہیں جو حسن اخلاق کا حکم دیتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ رسول کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے: ”وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ“ (اور بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں)۔

اور عسکرت حق کے ساتھ تھیں، خدق کا یہ منہ سب ہے تو جس کا
حق ہمارے اوپر ہے، اس کے ساتھ مجھے خدق کا یہ منہ کرنا زیادہ
ضروری ہوگا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس پر حرمان فرمایا ہے کہ وہ
اپنے والدین میں سے کسی سے نف نف کہے، کیونکہ اولاد پر ال
دونوں کا حق عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَلَا تَقُلْ لِّهٰمَا اُفّ
وَلَا تَتَّبِعْهُمَا وَاَقْل لِّهٰمَا قَوْلًا تَكْرِهًا“ (۲) (سو ان کو کبھی ہاں
سے ہوں بھی مت کرنا اور نہ ان کو چھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے
بات کرنا)۔

بہوتی نے فرمایا کہ زوجین میں سے ہر ایک کے لئے مستحب ہے کہ عمرے کے ساتھ حسن اخلاق اور نرمی کا بہناؤ کرے ورنہ اس کی تکلیف کو برداشت کرے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں ہے: ”استوصوا بالنساء خیرا، فإن المرأة خنثیة من صلع“ (۳) عورتوں کے تعلق بھائی کی نصیحت قبول کر، کیونکہ وہ پُلی سے پھرائی غی میں۔

حسن ظن قائم رکھنا:

الف۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا:

۱۹۔ مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہتہ کن

$$\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \left(\frac{1}{2} \frac{d}{dt} \right) \quad (1)$$
$$= \Gamma^2 \text{A} / \text{A}^2 \quad (r)$$

(۳) حدیث ”اموصوا بالنساء فان المرأة عقلت من صرع“ کی روایت بخاری (۹/۲۵۳) صحیح طبع اشعریہ اور مسلم (۳/۹۹) طبع الجلی نے کی ہے۔

(, سورہٴ اسراء ۷۷

(۳) سورۃٴ فتح، ۱۲۱۔

بھیوں سے حسن ظن قائم رکھتے ہوئے اور اپنی بات کے ساتھ برائی نہ کرتے ہوئے نیک کام میں بھی اپنی بات کو جہم نہجے (۱)۔

تحریر کو تحسین بنانا:

۲۱- خوش خطی پڑھنے والے کو غلط پڑھنے سے محفوظ رکھتی ہے، اور ہر کام جتنا زیادہ کامل و تمام ہو اس میں اسی قدر خوش نویسی اپنانا ضروری ہے، چونکہ اس میں غلطی کا قیام ہونا زیادہ ہے۔ اس بنیاد پر قرآن کریم کو دوسری چیز کی نسبت اچھی تحریر میں لکھنا زیادہ ضروری ہے، پھر اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی حدیث پھر آثار صحابہ اور اس کے بعد احکام شرعیہ کو اچھی تحریر میں لکھنا ضروری ہے۔ یہی حکم دوسری چیزوں کا ہے۔

اس کی دلیل حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ سے منقول کرم ﷺ کا یہ ارشاد ہے: "يا معاوية لو الدواة، وحرف القلم، وانصب الباء، ولفق السين، ولا تعور العميم، وحسن الله، ومد الرحمن، وجود الرحيم" (۲) (اے معاویہ! دوات رکھو، قلم بناؤ اور "با" کو کھڑا کرو، "سین" کو چھڑا کر، "میم" کو نیچا صاف مت کرو، "اللہ" کو اچھا سمجھو، "الرحمن" کو دور رکھو، "الرحیم" کو عمدہ سمجھو)۔

مکتبہ خاتون کی آرائش:

۲۲- جب کوئی پیغام کتاب دینے والا شخص اپنی مکتبہ کو دیکھتا ہے،

رہیں، اور خاص طور پر مصائب اور موت آنے کے وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا ضروری ہے۔ خطاب نے فرمایا کہ قرآن کریم اللہ کے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا تک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا، ارچہ موت اور مرض کی حالت میں موکد ہوتا ہے۔ مکلف کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمیشہ حسن ظن رکھنا چاہئے (۱)۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے: "لا يموت من أحدكم الا وهو يحسن الظن بالله" (۲) (تم میں سے کسی کو۔ زمرہ موت نہ آئے۔ اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو)۔

ب- مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا:

۲۰- ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ حسن ظن رکھے، یہاں تک کہ اگر ان میں سے کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو وہ اس کو معاف کر دے اور درگزر کرتے ہوئے اس کے لئے کوئی عذر تلاش کرے۔

دوسرا مسلمانوں کے ساتھ اس وقت تک حسن ظن رکھے جب تک اس کے لئے کوئی شکل جنائمتیں ہو سکے، اور ضروری ہے کہ وہ اپنے آپ کو جہم نہجھتا رہے اور اپنے نفس کے ساتھ حسن ظن نہ رکھے، کیونکہ یہ دھوکہ سے دور رہنے اور امر اس قلب سے حفاظت کا بہترین ذریعہ ہے۔ ابن ابی جہلؓ نے "لمدغل" میں فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز کے لئے جائے تو اس سے اس سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے بدستہ بے مروتہ کی مصیبت میں پھنس جائے گا، بلکہ اسے چاہئے کہ وہ اپنے مسلمان

(۱) طہذیب ابن الحاج، ۶۰۔

(۲) حدیث: "يا معاوية لو الدواة وحرف القلم" کی روایت صحابی نے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے بیان کی ہے اور اس کی سند میں ارسال ہے۔

(۱) مؤید الجلیل، ۲۱۸، ۲۱۹۔

(۲) حدیث: "لا يموت من أحدكم الا وهو يحسن الظن بالله" کی روایت مسلم (۲۲۰۶ طبع النسخ) نے کی ہے۔

تشمین ۲۳-۲۵

تو مکتبہ کے سے پنی اصل بصورت کو حسین بنانا، اور اچھے کپڑے زیب تن کرنا ممنوع نہیں بشرطیکہ نہ کسی عیب پر پردہ ڈالا جائے، نہ دھوکہ میں ڈالا جائے اور نہ فضول خرچی سے کام لیا جائے (۱)۔

قرآن کریم کو آراستہ کرنا:

۲۳- قرآن کریم کو آراستہ کرنا مستحب ہے، ہر اس کی ترغیب یہ ہے کہ اس کی غریب چھپی بنائی جائے اس کے آراستہ بنائے جائیں۔ سورت کا نام اور اس کی آیتوں کی تعداد سورہ کے شروع میں لکھی جائے، عرب اور نقطے اور علامات قوافل لکائے جائیں اور جلد بندی کی جائے۔

اس کی تفصیل قرآن کی اصطلاح میں ہے (۲)۔

چھپی طرح ذبح کرنا:

۲۴- جو رو کو کسی عمدگی کے ساتھ ذبح کرنا کہتے ہیں اسے ذبح کرنا چاہیے۔ جو رو کو قتی مقدمہ رحمت پہنچے وفاق مقابہ مستحب ہے۔ لہذا ذبح کرے سے پٹے چھری کو تیر کریمہ پند یہ وہ (۳)۔ اور کتہ چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے، کیونکہ یہ چھری سے ذبح کرے میں جائز کے سے دیت ہے (۴)۔ کیونکہ حضرت شداد بن اسد کی حدیث ہے: "ثنا حفظهما عن رسول الله ﷺ قال: إن الله كتب الإحسان على كل شيء، فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبحة، وليحد أحدكم

شعره و ليرح ذبحة" (۱) (میں نے وہ باتیں رسول اللہ ﷺ سے محفوظ کر لی ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں احسان کا حکم فرمایا ہے لہذا جب تم قتل کرو تو چھپی طرح قتل کرو، اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو اور تم میں سے ہر شخص اپنی چھری کو تیر کرے اور جانور کو آرام پہنچائے)۔

اور مستحب یہ ہے کہ ذبح کئے جانے والے جانور کے سامنے چھری کو تیر نہ کرے، اور نہ ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح کرے، اسی طرح ذبح کرنے سے قبل اس کو پانی پلانا مستحب ہے۔ اور جن جانوروں کی گردنیں کوتاہ ہوں ان کو حلق میں ذبح کرنا اور جن کی گردنیں لمبی ہوں، مثلاً اونٹ، شترمرغ اور جنگلی بھینس ان کو بید کے مقام میں ذبح کرنا مستحب ہے، کیونکہ اس طرح اس کی روح کا بچنا آسان ہے۔

اور ذبح پر چھری کو زنی اور کم سے کم تکلیف کے ساتھ پھیرا جائے۔ ہر یہ کہ گدی کی جانب سے ذبح نہ کیا جائے، دونوں شہرگ اور حلقوم کو لمبائی میں نہ کاٹا جائے، نہ گردن توڑی جائے، اور روح بچنے سے قبل اس کا کوئی حصہ نہ کاٹا جائے (۲)۔ اور اسی طرح قصاص یا حد میں اچھی طرح قتل کرنا بھی مکرہ حدیث کی بنا پر مستحب ہے۔

سامان تجارت کو مزین کرنا:

۲۵- سامان تجارت کو آراستہ کرنا مستحب ہے، بشرطیکہ اس سے سامان

(۱) مواب الجلیل ص ۵۵۔

(۲) تفسیر القرطبی، ۳، ۳۳، الحدید بن الحاج، ص ۸۷۔

(۳) حاشیہ الحاشیہ علی شرح المنہاج، ۲۳۶/۵ طبع دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

لاوطار، ۲۱۲/۵ طبع دار الجلیل۔

(۴) شرح تفسیر الامام ابو داؤد، ص ۸۰۸۔

(۱) حدیث ابن اللہ کتب الاحسان علی کل شیء... کی روایت مسلم (۳/۱۵۳۸ طبع المکتب) نے کی ہے۔

(۲) حاشیہ الحاشیہ علی شرح المنہاج، ۲۳۵/۵ اور اس کے بعد کے صفحات شرح المنہاج، ۲۳۳/۵، الحاشیہ، ۵۷۸/۸، المکتب، ۲۳۳/۵ طبع المکتب۔

نے فرمایا کہ مسلمان پر یہی ضروری ہے۔ یہ بات ہے کہ ”اسی شریعت میں تو نے تاجیہ سرائی“ تو حید نے کہا کہ آپ نے حکم فرمایا ہے کہ کسانوں سے چار دینار سے زیادہ نہ لو تو ہم اس سے زیادہ تو نہیں لیں گے۔ ہم انہیں عید اور کی آمد تک بہت دیں گے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”لاعرلک ما حیث“ (جب تک میں زندہ رہوں گا تجھے معزول نہ کروں گا)۔

میت، کفن، و قبر کهنه‌ها:

۷۲- میت کی "مل گزین" نہ منتخب ہے، چنانچہ "تہمین الحق" میں ہے: جب ہی کا انتقال ہو جائے تو اس کے جہزوں کو بدھ دیا جائے، اس کی آنکھیں بند نہ کی جائیں، یہ ننگہ ہی میں اس کی ترسین ہے، اس لئے کہ اگر اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے تو میت کی "ف" دیکھنے میں: روانہ ہو جائے گی، پھر سے غسل دیا جائے (۴)۔

۲۸۔ میت کے غن کو زینِ سرا بھی تھپ ہے، اس سے کہ میت کا غن، مردوں کے لباس کی طرح ہے۔ اور اس حدیث کی بنا پر بھی جس کی روایت حضرت جابرؓ نے کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اذا کف احداکم احاء فلیحس کفہ" (جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو دفن کرے تو اس کو اچھا کفن دینا)۔

میت دا غن تیل چڑاں سے مزین ہوتا ہے: غسّ غسّ کوزین
راہ جفت غن کوزین راہ سے میت کو بھیجی طرح پناہ۔

۱۷۔ نفس غلبہ کرتا ہے عین کے بارے میں مالکیہ نے سخت

کے عیب و پرہیزگاری، خریدار کے ساتھ ہلکا بازی، یا ایسی قیمتی ترچہ نہ ہو جو نو مسلم ہو جائے، لہذا زمین کے درمیان جس عیب کو چھپایا گیا ہے اگر وہ خریدار پر عیب ہو جائے تو اسے خیار عیب حاصل ہوگا۔

اس تفصیل ”بیج“، ”غز“، ”خیا“ ٹیب کی بحث میں ہے۔

قرض کا چھٹی طرح مطہر ہے:

۲۶- دیگی قرض کا مطالبہ اچھی طرح کرنا مستحب ہے، جس کا طریقہ مندرجہ ذیل ہے:

نہی کے ساتھ مطالبہ کرنا، اس لئے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "رحم الله رجلا سمحا إذا باع، وإذا اشترى، وإذا اتقى" (۴) (اللہ تعالیٰ مہربان فرمائے اس شخص پر جو خرید و فروخت کرتے وقت، خریدتے وقت، و فروخت کرتے وقت برائی کرے۔ ملا ہو)۔ اور یہ وقت میں مطالبہ کیا جائے جس میں مقررہ کسی خوش حالی کا گمان ہو، چنانچہ حضرت سعید بن عامر بن حذیم، حضرت عمر بن خطابؓ کی خدمت میں آئے، جب یہ ان کے پاس آئے تو حضرت عمرؓ درو لے کر ن پرچہ اٹھائے تو حضرت سعید نے کہا: اب یہ المؤمنین! آپؓ کا سیلابؓ آپؓ پرش پر سبتؓ کر لیا، اگر آپؓ اس سے ڈریں گے تو میں صبر کروں گا، اگر آپؓ معاف کریں گے تو شکر گزار ہوں گا، اگر آپؓ عذر چاہیں گے تو ہم معذرت قبول کریں گے، تو حضرت عمرؓ

[illegible]

(۴) حدیث: ”رحمہ، رحلاً معجاً ادا باع“ کی روایت بخاری
 رخیع ۲۰۶ ص ۱۲ طبع انتہی کے ہے۔

(۱) الأصول والنیویر من ۳۳، المصنف ۷، ۵۳، مدخل لاس خارج ۱۹۔

(۲) تبیین الحاقی از ۱۳۵۰ تا ۱۳۵۱

(۳) حدیث: ”اذا كف أحدكم إحاءة لبيحس كفه“ ن ۱۹۱
مسلم (۱/۲ طبع ۱۳۵۱ھ) نے کی ہے۔

نچ بائس کا استعمال ہے^(۱)۔

ب۔ قبر کی گہرائی قدر آدم ہو، جس کی مقدار تقیہ یا تین ہاتھ ہے، اور ایسی کشادہ ہو کہ میت کے لئے تنگی محسوس نہ کی جائے۔
ج۔ اگر زمین پتھر ملی ہو یا کوئی دوسری وجہ ہو تو اسے ہلو سے برآمد کر دیا جائے۔

۱۔ قبر زمین سے ایک بائست کے قدر اونچی ہو۔ اور وسیع ہو یا کوہاں ما ہو۔ اس باتوں میں افضل عمل کی تعیین میں فقہاء کے مابین اختلاف ہے۔

ح۔ میت کے سر کے پاس پتھر سے علامت لگادی جائے۔
قبر کا نام دینا، مٹی سے لیپا اور اس پر عمارت بنانا اچھا نہیں بلکہ مکروہ ہے^(۲)۔



کی ہے کہ میت اپنی زندگی میں جمعہ اور میدین کے لئے جیسا لباس استعمال کرتا تھا (اس حال میں کہ وہ ان مواقع پر اچھے پڑے پہنتا ہو) وہی کفن دیا جائے گا۔ اور میں کا سبب اختلاف یہ ہے فیصلہ اپنی بنیاد پر کیا جائے گا۔ بشرطیکہ اس پر کوئی ترغیب نہ ہو^(۱)۔

ب۔ جب تک صفت عن کی تر میں بی بات ہے تو عن کے لئے سفید رنگ ہی مستحب ہے، اس لئے کہ حضرت ابن عباسؓ کی مرنے کی حدیث ہے: "البسوا من ثيابکم البیاض، فلابھا من حیر ثيابکم، وکفوا بھا موناکم"^(۲) (تم خیر لباس زیب تن نہ کرو، کیونکہ تمہارا یہ ستارین پڑا ہے۔ تم اپنے مرے کو ان میں کفن نہ کرو) اور نسبت پر نے عن کے یا عن افضل ہے۔ اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے^(۳)۔

ج۔ جب تک کیفیت عن کی تر میں کی بات ہے تو اس کی مثل یہ ہے کہ یہ اچھا نام دینا جائے جو لوگوں کے لئے کامل دیا ہو، اس طرح کفن اچھا معلوم ہوگا^(۴)۔

۲۹۔ قبر کو آراستہ کرنا مستحب ہے اس کی آرائشی مندرجہ ذیل طریقے پر ہوگی:

الف۔ اگر زمین ہو تو غلی قبر بنائے "قبر کو ہند کرے"۔ "قبر ہند کرنے میں سب سے افضل کچی اعلیٰ، پھر تختیاں، پتھر، کچی اعلیٰ،

(۱) مواہب الجلیل ۴/۲۸۸۔

(۲) حدیث: "البسوا من ثيابکم البیاض" کی روایت ابو داؤد، ۳۳۲۲، طبع عزت ہمدانی (ورعاً) ۱۸۵/۳، طبع دہلی دار الفکر (اھمائیہ) کے کی ہے ورعاً نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور وہی نے عن کی موافقت کی ہے۔

(۳) سبل السلام ۴/۹۶، تبیین الحقائق ۱/۲۳۸، انہی ۴/۳۶، کلتیہ الاخیار ۱/۳۳۳، شرح غنی لارادوت ۱/۳۳۳۔

(۴) انہی ۴/۳۶، ورعاً کے بعد کے صفحات، المدخل لابن الحاج ۳/۲۳۱، ورعاً کے بعد کے صفحات، سبل السلام ۴/۹۶۔

(۱) مواہب الجلیل ۴/۲۳۳۔

(۲) المدخل لابن الحاج ۱/۲۵۸، مواہب الجلیل ۴/۲۳۳، کلتیہ الاخیار ۱/۳۳۳، شرح غنی لارادوت ۱/۳۳۹، ورعاً کے بعد کے صفحات، حاشیہ ابن ماجہ ۱/۶۰۱، ۵/۶۹، ۲/۳۱، حاشیہ طبری ۱/۵۱۔

تَحْسِیْنِیَّات ۱-۳

مختلہ الفاظ:

الف ضروریات:

۲- ضروریات کے لغوی معنی کا علم مادہ صَوْر کے معنی سے ہوتا ہے، اور لغت میں برخلاف فتح کا نام ہے نیز "صَوْرہ" و "صَارَہ" دونوں کے معنی ایک ہیں، جس کا اہم ضرر ہے۔ ربی نے کہا ہر دو چیز جو بد حالی، فقر اور بدن کی کسی شے سے متعلق ہو کوسر (پیش کے ساتھ) اور جو فتح کی ضد ہو وہ کسر (فتہ کے ساتھ) ہے (۱)۔

اہل اصول کے نزدیک ضروریات اس امور کا نام ہے جو مصالح دین و دنیا کے قیام کے لئے ضروری ہیں، اور وہ مصالح دین، عقل، نسل، مال اور جان کی حفاظت ہیں، یہ سب سے اہل درجہ کے مصالح ہیں (۲) اور یہ فوت ہو جائیں تو مصالح، یا قائم نہیں رہ سکیں گے، بلکہ فتنہ حسد، ہر رمد کی کائنات ہونا لازم آئے گا اور شریت میں نہایت بغتہ فوت ہو جائے گی اور کھانا ہو نقصان ہو گا۔

اس سے ضروریات، تحسینیات کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے، اس لئے کہ تحسینیات مناسب و اچھی مادوں کے اختیار کرنے اور ایسے معیوب احوال سے گریز کا نام ہے جو عقول صحیح کے نزدیک مانہند یہ ہیں۔

ب- حاجیات:

۳- اس کا لغوی معنی حاجت کے معنی سے پچھا جاتا ہے اور حاجت محتاج ہونے کو کہتے ہیں (۳)۔

اہل اصول کے نزدیک حاجیات: دو چیزیں کہلاتی ہیں جن کی

تَحْسِیْنِیَّات

تعریف:

۱- تحسینیات لغت میں مادہ حَسَن سے ماخوذ ہے، حَسَن (پیش کے ساتھ) لغت میں جمل و خوبصورتی کو کہتے ہیں اور "اصحاح" میں ہے کہ حَسَن فتح کی ضد ہے، و تحسینہ فتح میں کو کہا جاتا ہے (۱)۔

اہل اصول کی اصطلاح میں تحسینیات وہ امور ہیں جو نہ مروت اور حاجت کے درجہ کی نہ ہوں، بلکہ ان سے تفریق آسانی اور عادت و معادات میں اچھے طریقوں کی رعایت کا فائدہ ہو (۲)۔

اس کی متعدد مثالیں ہیں: مثلاً اچھے اخلاق کی حفاظت کے لئے گندہ یاب اور رمد میں جیسی خبیث اشیاء کی حرمت (۳)۔

درجہ نکاح میں ولی کا اعتبار کیا گیا ہے تاکہ عورت بذات خود عقد کرے سے محفوظ رہے اور بچے، چونکہ بذات خود عقد کرے سے یہ بات محسوم ہوتی ہے کہ وہ مردوں کی مشاقق اور رمد مند ہے اور یہ حرمت کے حد ہے، یہی لئے اس کے عقد نکاح کی ممانعت ملی کے سپرد کر دی گئی تاکہ حدائق کے اچھے معیار کو بترار رکھا جائے (۴)۔

(۱) اصحاح، القاموس، لسان العرب، المصباح مادہ "حَسَن"۔

(۲) المستملی ۱/۲۸۶، ۲۹۰ طبع الامریہ، احکام الامریہ ۲۹۳ طبع مسیح، المرافعات صفحہ ۱۲۱ طبع دارالمعرفۃ۔

(۳) مسلم اثبوت ۲/۲۳۳ طبع مصر۔

(۴) روضۃ المناظر ۱/۷۷ طبع انتخب۔

(۱) اصحاح، القاموس، المصباح مادہ "حَسَن"۔

(۲) المرافعات ۱۱، ۸، ۲ طبع دارالمعرفۃ، المستملی ۱/۲۸۶ طبع الامریہ۔

(۳) مادہ "حَسَن" کے معنی دیکھئے القاموس، اصحاح اور المصباح میں۔

تحسینات ۶-۴

اجمالی احکام:

الف- تحسینات کی حفاظت:

۵- تحسینات الہیہ میں سے میں دن کی حفاظت شرع کو مقصود ہے، اس لئے کہ مصالح میں اگرچہ الہی کا وہی درجہ ہے لیکن الہی سے ان حاجیات کی تکمیل ہوتی ہے جن کا مرتبہ الہی سے بلند ہے، اور حاجیات کے اختیار کرنے سے الہی ضروریات کی تکمیل ہوتی ہے، جو ان دونوں (حاجیات تحسینات) کی اصل میں نیز تحسینات کو ترک کرنا بلا اثر ضروریات کے ترک کا باعث بنتا ہے، اس لئے کہ جو کوئی ایسی چیز کے سبب کم درجہ والے کو ترک کر سکتا ہے وہ اس کے ماسوا کے ترک پر تہمت نہ کر سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نماز پڑھنے والا اگر صرف نماز کے فرض پر اکتفا کرے تو اس کی نماز میں جس پیرائے والی کوئی چیز باقی نہیں رہتی، نیز تحسینات اور حاجیات (جن کی تاکید تحسینات سے زیادہ ہے) کے درمیان نفل اور فرض جیسی بہت ہے، اور حاجیات اور ضروریات کے درمیان بھی یہی نسبت ہے، چنانچہ ستر عورت اور استقبال قبلہ اصل نماز کے مقابلہ مندوب کے درجہ میں ہیں اور تہنہ مندوب، محال کے واجب ہونے کا باعث بن جاتا ہے، چنانچہ مطلق مندوب کو چھوڑنا رکن واجب میں کٹاؤں کے مشابہ ہے (۱)۔

ب- تحسینات کا غیر تحسینات سے تعارض:

۶- تحسینات اگرچہ ان حاجیات کی تکمیل کے سے ہیں جو تحسینات کی اصل میں، لیکن اس اعتبار سے کہ وہ حاجیات کی تکمیل کرتی ہیں ان کی رعایت کرنے میں یہ شرط ہے کہ ان کی وجہ سے ان کی اصل بطل نہ ہو جائے، لہذا اگر ان کی رعایت اپنے سے اہل (حاجیات) کے

حاجت پیش آتی ہے، لیکن وضو و رت کی حد تک نہیں پہنچتیں، چنانچہ الہی رعایت نہ کرنا مکلف انسانوں کے لئے محملہ حرج و مشقت کا باعث ہوتا ہے، لیکن وہ اس نساو کے درجہ تک نہیں پہنچتا جس کی توقع مصالح عام میں ہوتی ہے۔

ضروریات کے بعد حاجیات اور کم درجہ میں ہیں اور تحسینات تیسرے درجہ میں ہیں (۱)۔

تحسینات کی قسم:

۴- تحسینات کی دو قسمیں ہیں:

پہلی قسم: وہ ہے جو قواعد شریعہ سے معارض نہ ہو، جیسے گندی چیزوں کی حرمت، اس لئے کہ ان سے شریعتوں میں ایسی نفرت ہوتی ہے جو اہل اخلاق پر آمادہ کرنے کے باعث ان اشیاء کی حرمت کا ذریعہ بنتی ہے۔

دوسری قسم: وہ ہے جو قواعد کے معارض ہو جیسے کتابت، مال کے بدلہ غلام یا باندی کو آزاد کرنا) اس لئے کہ انسان کو اس کی حاجت نہیں ہوتی ہے، کیونکہ اگر اسے اختیار نہ کیا جائے تو کوئی ضرر لازم نہیں آتا، لیکن یہ عادتاً مستحسن ہے، اس لئے کہ یہ غلام کی آزادی کا ذریعہ ہے، اور اس سے یہ قاعدہ دوت رہا ہے کہ کسی کا اپنے بعض مال کو اپنے ہی بعض مال کے بدلہ فروخت کرنا ممنوع ہے، اس لئے کہ مکاتب جو کچھ حاصل کر رہا ہے وہ اس کے مالک کی ملکیت کے درجہ میں ہے، بایں طور کہ غلام خود کمانے سے عاجز ہو (۲)۔

(۱) مجمع الجوامع ۲/۲۱۸، مطبع مجلس، المرقعات ۲/۱۱۰، طبع دارالمعرفہ۔

(۲) مجمع الجوامع مع مہرۃ اللہ فی ۲۸۱/۲۸۲، مطبع مجلس، استاد الجول ۲۱۷، ۲۱۷، طبع مجلس۔

(۱) دیکھئے شاطبی کا قول ان کی کتب المرقعات ۲/۱۱۰، ۲۵، طبع دارالمعرفہ میں نوع اول کے چوتھے مسئلہ کے ضمن میں۔

تحسینات ۷

۱۱۔ فی کو چھوڑ دیا جائے، کیونکہ اطباء بڑے مرض کو دور کرنے کے سے
 ۱۲۔ فی مرض کو باقی رکھنے کا التزام کرتے ہیں، اہل سلامتی و صحت کو اختیار
 کرتے ہیں اگرچہ ۱۱۔ فی سلامتی و صحت کو چھوڑنا پڑے۔ و مطلب شریعت
 کے مانند ہے۔ جسے سلامتی و عافیت کے مصالح کو حاصل کرنے اور
 ملاکتوں و بیماریوں کے مفاسد کو دور کرنے کے سے وضع کیا گیا ہے،
 اور اس لئے کہ اس میں سے جس کو ضرر یا نقصان ہے سے دور کیا جائے
 اور جس کا حصول نقصان ہے اسے حاصل کیا جائے، اور تمام مفاسد کو
 ختم کرنا یا تمام مصالح کو حاصل کرنا دشوار ہو تو دونوں اگر مرتبہ میں
 برابر ہوں تو دونوں میں اختیار ہوگا اور اگر ان میں تفاوت ہو ور کسی کی
 ترجیح بھی معلوم ہو تو ترجیح کو اختیار کیا جائے گا، اور اگر اس سے
 ماہ اہلیت ہو تو توقف یا جائے گا (۱)۔

ج۔ تحسینات سے استدلال:

۷۔ غزالی نے "المصمعی" میں ذکر کیا ہے کہ صرف تفسیرات کے
 ۱۰۔ میرے حکم نکالنا جاری نہیں ہے، جب تک کہ کوئی اصل موجود نہ ہو اور اس
 کے ۱۰۔ میرے تقویت دہنی ہو، لہذا یہاں مسائل و مضامین کے
 درجہ میں آجاتی ہیں، اس لئے بعید نہیں کہ ان تک کسی مجتہد کا اجتہاد پہنچ
 جائے، ایسی صورت میں اگر کوئی شرعی رے موجود نہ ہو تو اس کا درجہ
 احسان کے مانند ہوگا، اور اگر کسی اصل کے ذریعہ اسے تقویت حاصل
 ہو جائے تو وہ قیاس ہوگا۔ اور اس امر میں حاجیات بھی تحسینات ہی
 کے مانند ہیں (۲)۔

اس کی تفصیل بعد کی ضمیر میں ہے۔

ترک کا سبب اس جائے تو خود اس کو ہی ترک کر دیا جائے گا۔ اور یہی
 حکم حاجیات کا ضروریات کے ساتھ ہے، کیونکہ وہ چیز جس کی
 حیثیت تکمیلی ہو اگر اس کا شمار اسے جانے سے اس کی اصل ہی
 باطل ہو جائے تو اس تکمیلی طرف ترجیح نہیں کی جائے گی جس کی
 وہ نہیں ہیں:

یہی وجہ یہ ہے کہ اگر اصل باطل ہو جائے تو تکملہ بھی باطل
 ہو جاتا ہے اس سے کہ تکملہ کی نسبت اس کے ساتھ جس کا وہ تکملہ ہے
 یہی ہے جیسی موصوف کے ساتھ صفت کی نسبت کہ اگر صفت کا اعتبار
 کرنے کی وجہ سے موصوف ختم ہو جائے تو اس سے صفت کا بھی ختم
 ہونا لازم آئے گا، لہذا اس طریقہ پر اس تکملہ کا اعتبار کرنے سے خود
 اس کا اعتبار نہ کرنا لازم آئے گا، اور یہ محال ہے جس کا تصور نہیں یا
 جاسکتا ہے۔ اور جب یہ غیر متصور ہو تو تکملہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا،
 بلکہ اصل کا اعتبار بغیر کسی زیادتی کے ہوگا۔

۱۰۔ مہر کی وجہ یہ ہے کہ اگر ہم یہ مانیں کہ تکمیلی معاملات اس
 وقت حاصل ہوئی جب تک تکمیلی معاملات فوت ہو جائے تو اصلی معاملات کو
 حاصل کرنا بہت ہوگا، اس لئے کہ ان دنوں میں بہت تفاوت ہے۔
 اس کی وضاحت یہ ہے کہ جان کی حفاظت کلی طور پر اہم ہے، اور
 مرتبوں (تقویٰ، دیانت) کی حفاظت قسمیں ہے، اسی لئے نجاستوں کو
 حرام قرار دیا گیا تاکہ مرتبوں کی حفاظت ہو، اور اہل مرتہ میں اچھی
 عادتوں کی حرکت پیدا کی جائے، یہیں اگر ضرورت اس کی ہو تو
 جان کی حفاظت کے سے ناپاک چیز کا استعمال کیا جائے تو اس کا
 استعمال وہی ہوگا کہ

شیخ عزالدین بن عبدالسلام نے اپنے "قواعد" میں بیان کیا
 ہے کہ مصالح میں جب تفرق ہو تو اہل مصالح کو اختیار کیا جائے اور

(۱) قواعد الاحکام ص ۲ طبع اہلیہ۔

(۲) المصمعی ۱/ ۲۹۳، ۲۹۴ طبع الامریہ و مرکز المدینہ ص ۸۷ طبع استنبیہ۔

(۳) المرافعات ۱/ ۱۶۱۳ طبع دارالمعرفہ۔

تحصن

تعریف:

۱- لغت و اصطلاح میں تحصن کے معنی: قلعہ میں داخل ہو جانے اور اس کے ذریعہ اپنا بچاؤ کرنے کے ہیں۔ ”القاسوس“ میں ہے کہ ”حصن“ ہر ایسی منہو ط جگہ کو کہتے ہیں جس کے اندر نہ پہنچا جاسکے۔ اور ”المصباح“ میں ہے کہ ”حصن“ اس مکان کو کہتے ہیں جس کی بندی کی وجہ سے اس میں پہنچا نہ جاسکے، اس کی جمع حصون ہے۔ اور ”ہادی کی حفاظت کے لئے جو تفصیل وغیرہ بتائی جاتی ہے اس کے لئے ال عرب حصن القریۃ تحصینا بولتے ہیں۔

تحصن کو جنگ و شہ سے پاک رہنے کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے، اسی سے عقیقہ و پاکدامن عورت کو حصان کہا جاتا ہے (۱)، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَلَا تُكْرَهُوا قِصَاتُكُمْ عَلَى الْبِغَاءِ اِنْ اُرَدْنَ فَحْصًا“ (۲) اور اپنی باندیوں کو زنا پر مجبور مت کر۔ جبکہ وہ پاکدامن رہنا چاہیں۔۔۔

جہاد حکم اور بحث کے مقامات:

۲- دہر الحرب میں رہنے والے کفار اگر مسلمانوں سے قتال کے لئے

(۱) لسان العرب، المصباح المہر، اصطلاح مادہ ”حصن“، شرح فتح القدیر ۲۸۴ ص طبع ول لا میر یہ مصر، مکتبۃ المدین علی شرح المسیح ۳۳ ص طبع

ار حیا انترٹ العربی۔

(۲) سورہ نور ۳۳

آ میں و تحصن (قلعہ بند ہو جانا) شرعاً جائز ہے خواہ قلعہ میں مسلمان کفار کے نصف عدد سے کم ہوں یا زیادہ، قلعہ بندی اس سے ہے تاکہ قریبی ممالک اور شہروں سے انہیں کمک و طاقت پہنچ جائے وروہ قوت حاصل کر لیں، اور اس طرح اس کی تعداد میں اضافہ ہو جائے پھر ان کے دشمن پر اس کا رعب ہو، نیز تحصن و قلعہ بند ہونے سے مسلمانوں کو جنگ سے راہ فرار اختیار کرنے کا نادمہ ہوگا کیونکہ نادمہ اس صورت میں ہے جب محاربین سے مدد بھیجے کے بعد پیچھا لگا کر بن گاجائے جو جنگی چال کے طور پر ہو ورنہ کسی سرود سے جانے کی خاطر ہو۔ قلعہ سے ماہ ان کی مدد بھیج ہو جائے تو بھی قلعہ میں پناہ گزیں ہونا اس کے لئے جائز ہے، اس لئے کہ یہ بھی قتال کی طرف مائل ہونا یا کسی جماعت سے پناہ لینا ہے، اور یہ مسئلہ متعلق عدیہ ہے (۱)۔

۳- اگر چہ کفار اپنے ملک میں ٹھہرے ہوں اور جنگ کا راہ نہ ہو تو مسلمانوں کے لئے مناسب یہ ہے کہ احتیاطاً منہو ط قلعے و رخنہ بنائیں اور اس کو دشمن کا مقابلہ کرنے والے افراد و سامان سے بھر دیں، اور اس کی ذمہ داری مسلمانوں میں ان لوگوں کو دی جائے جو کامل اعتماد ہوں اور جماعت میں مشہور رہیں (۲)۔

اس کی تفصیل اصطلاح ”حصان“ میں ہے۔

۳- مسلمانوں کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ وہ خندقوں کے ذریعہ اپنی حفاظت کریں، جیسے غزوہ خندق میں رسول اللہ ﷺ نے اس وقت یا جبکہ مختلف جماعتیں آپ ﷺ سے قتال کے سے مدد کے لئے جمع ہو گئیں (۳)۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا

(۱) المنی لابن قدامہ ۲۸۶/۸ طبع مکتبۃ المدین، الخرش ۳۳ ص طبع درمہد بیروت نہایت لکچر ۱۲/۸ طبع المکی مصر۔

(۲) نہایت لکچر ۲۸/۸، روح المعانی ۸۰۲/۱۰ طبع المکتبۃ المدین۔

(۳) حدیث ”تحصن رسول اللہ ﷺ بالحدیق و مشارکہ اہلہم“ کی روایت بخاری (فتح ۳۹۹/۷ طبع المنی) سے کی ہے۔

تخصن ۴، تخصین، تحقیق

تخصین

، کیجئے "احسان" اور "جہاد"۔

تحقیق

، کیجئے "سمت"۔



الَّذِينَ آمَنُوا أَذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودُ
فَارُسُلُوا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُودًا لَّمْ يَرَوْهَا، وَكَانَ اللَّهُ بِمَا
تَعْمَلُونَ بَصِيرًا إِذْ جَاءَ وَكُم مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ
وَإِذْ رَأَيْتُمُ اللَّيْلَ ابْصَارًا وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَبَظُنُّوا
بِمِ اللَّهِ الظُّلُمَاتِ ۚ (۱) اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے آپ پر، اور
جب تم پر (یہ) شہر چڑھا اے پھر ہم نے اس پر ایک آدمی بھیجی
اور یہی ٹون جو تم کو دکھائی نہیں دیتی، اور اللہ تمہارے اعمال کو، پھر رات کا
دہندہ وہ تم پر چڑے تھے، تمہارے آپ کے طرف سے بھی، اور تمہارے
بچے کی طرف سے بھی، اور دہندہ آنکھیں ہماری روئی تھیں، اور کیجئے منہ کو
نے گئے تھے، اور تم لوگ اللہ کے ساتھ طرح طرح کے مان رہے
تھے، (خود رسول اللہ ﷺ) حق کو، اے میں صحابہ کے ساتھ نفس
نفس شریک رہے۔

۴۔ جس طرح قلعوں، درہقوں کے، اور محاذات کی جاتی ہے،
اسی طرح دشمنوں کے، چانک حملہ سے حفاظت کرے، اے بن تمام
مسائل سے حفاظت، درست ہے جو خطہ کی تمام کے لحاظ سے بدلتے
رہتے ہیں، اور زمان و مکان کے متبادر سے اس کی صورتیں مختلف ہوتی
رہتی ہیں (۲)۔

(۱) سورۃ الاحزاب، ۹، ۱۱۔

(۲) البدایہ و النہایہ للخطاط بن کثیر ۳/۹۲، ۱۱، الموضی لانف ابن ہشام
۲/۲۶۶، ۲۵۸، تفسیر القرطبی ۳/۲۸، ۱۳۳، طبع دار الکتب المصریہ تفسیر
روح المعانی ۱۵۵/۲۰، اور اس کے بعد کے صفحات فتح المبارکی ۷/۳۹۲۔

تحقیر

تعریف:

۱۔ لغت میں تحقیر کے معنی: ناقدری کرنے اور میل بہتیر بنانے کے ہیں، یہ حق کو مصدر ہے۔ محقرات: صفات کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے: ہلما الامر محقرة ہک: یعنی یہ امر تمہارے لئے باعث حقارت ہے۔

تحقیر: بھی، رد میل کو کہتے ہیں کہا جاتا ہے: حقو حقارة و حقرة و احتقرة و استحقرة: یعنی اسے حق یا سمجھا دیتے جانا اور حقرة کا معنی ہے: اسے حق و رد میل یا اسے حقارت کی طرف منسوب کیا۔

حقو الشیء حقارة کا معنی ہے: اس کا مرتبہ گھٹ گیا، چنانچہ اس کی طرف توجہ نہیں دہائی جاتی، اس لئے کہ وہ حقیر ہے (۱)۔ اس کے اصطلحی معنی بھی یہی ہیں۔

جہاں حکم:

تحقیر کے متعدد حکام ہیں:

۲۔ تحقیر کبھی ممنوع و حرام ہوتی ہے: جیسے مسلمان کا مسلمان کو مٹر و میل سمجھ کر اس کا مذاق اڑانے اور اس کی عقلمندی کو پامال کرنے کے لئے تحقیر سمجھنا۔ اسی سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْتَحْزِنُوا عَلَيْهِمْ هُمْ يَسْتَحْزِنُونَ" (۲)۔

(۱) اصطلاح، زبان العرب، المصباح المفید، بخاری، اصطلاح مادة "حقو"۔

آمُوا لَا يَسْخَرُوا قَوْمٍ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءً مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تُنْمِرُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَرُوا بِاللِّغَابِ بِئْسَ الْأَسْمُ الْقُسُوفُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَّهُ يَتَّبِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ" (۱)۔ ایمان والوں! نہ مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے یہ عجب کہ وہ اس سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے کیا عجب کہ وہ اس سے بہتر ہوں اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے پکارو۔ ایمان کے بعد گناہ کا نام عی بر ہے اور جواب بھی تو بہتر نہیں گے وہی ظالم ٹھہریں گے، نیز اس مضمون کی دہائی میں بھی ہیں۔

اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَنَابَرُوا وَلَا يَبِيعَ بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَوْهُ الْمُسْلِمِ لَا يَظْمُهُ وَلَا يُخَدِّلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ الْتَقْوَىٰ هَاهَا وَبِشِيرَ إِلَىٰ صَدْرِهِ ثَلَاثُ مَرَاتٍ بِحَسَبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ لَن يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعَرَصُهُ" (۲) (یک دوسرے سے حسد نہ کر، شریہ داری کے راہ کے بغیر سامان کی قیمت نہ حصار نہ لگاؤ، آپس میں بغض نہ کر، قطع تعلقات نہ کر، رقم میں سے بغض بغض کی شریہ فرخت پر شریہ فروخت نہ کرے، اللہ تعالیٰ کے بند سے ایمانی بھائی ہو جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرے، نہ اس سے بے یار مدد کار چھوڑے، نہ اس کی تحقیر کرے۔

(۱) سورہ حجرات ۱۱۔

(۲) حدیث "لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا" کی روایت مسلم (۴۶/۳)۔

طبع الحس کے کی ہے۔

۲۵

تقویٰ یہاں ہے۔ یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنے سید
مبارک کی طرف تیس مرتبہ اشارہ فرمایا۔ انسان کے بے ہوش ہونے کے
لئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو اخیر سمجھے۔ یہ مسلمان پر
وجہ سے مسلمان کا خوب اس کا مال ہو رہی کی آہ بچام ہے۔

مسلم شریفی میں حضرت ابن مسعودؓ سے منقول ہے: وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "لا يدخل الجنة من في قلبه مثقل ذرة من كبر"۔ فقال رجل: ان الرجل يحب ان يكون ثوبه حسنا وعلقه حسنة قال ابن الله حميم: يحب الجمال الكبير بطن الحق وعمط الناس"۔ وفي رواية "وعمص الناس" (وہ شخص نہت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے یہ بڑے بھی بہ ہو۔ سنی شخص نے کہا کہ: ائی یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کے جوتے اچھے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہیں اور جہل کو پسند فرماتے ہیں۔

کبر بطر حق اور "عمط الناس" ہے (۱) اور ایک روایت میں ہے: "عمص الناس"۔ (۲)۔ بطر حق کا معنی حق کو ختم اور باطل کرنا اور عموماً اور

محمد ذنون یک عی معنی میں ہیں: یعنی ختم سمجھنا (۲)۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "بِاسْمِ الْمُسَوِّقِ بَعْدَ الْإِيمَانِ" (یہاں کے جہنم کا نام بھی یہی ہے)۔ اس کی تفسیر میں قرطبی کہتے ہیں: ایک قول کے مطابق اس سے مراد "مُحَمَّدٌ" ہے جو اپنے بھائی کا نام برائی سے لے یا اس کا مذکر اڑاے اور ایسا شخص فاسق ہے۔

اس خبر کو جانتے ہیں کہ سحر پنهیر، لیل مجنونا اور عیوب و نقائص

(۷) حدیث: "لا یدخل الجنة من كان فی قلبه" کی روایت مسلم (۱۹۶۶ طبع النجفی) نے کی ہے۔

(۴) (۱) ادکار فیضوی ۱۳۱۳ء۔

(۳) القرطبي: ۱/۳۲۸.

کا ایسے موقع پر نہ رہتا ہے جس پر فہمی اڑانی جائے، اور محتسب کبھی فقاری کے درمیان ہوتی ہے خود وہ یہ فقاری عمل کے درمیان ہو تو یہ اس کا رد نہ مانیہ کے درمیان مانی کے بے سوچے سمجھے یا غلط فہمی کے پر مانی اس کی حرکت یا اس کی بد صورتی پر فہمی اڑانے کے درمیان ہوتی ہے رک۔

جس شخص نے کسی کی ایسی تختہ کی جس کی ممانعت و رو ہے تو اس نے ایسے فعل حرام کا ارتکاب کیا جس پر اس شخص کی تادیب کے سے شرعاً تعزیر کی جائے گی۔

یہ تعزیر امام کی صوابدید پر ہوں، ودر شریعت اور مصالحت کی حدود میں روز بروز آئے گا، جس کی تفصیل "تعزیر" کی اصطلاح میں ہے، اس لئے کہ اس سے متنبہ و توجہ ہے، اور اس سلسلہ میں لوگوں کے احوال مختلف ہوتے ہیں، لہذا ہر ایک کو اس کے مناسب حال مز دی جائے گی (۲)۔

نیز یہی صورت میں ہے جب ان امور سے تہمت مقصود ہو، اور ان امور سے تعلیم یا مطلب پر تہمت وغیرہ مقصود ہو، تہمت مقصود ہی نہ ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اور اس کے رد کا اندازہ حوالہ قرآن سے لگایا جائے گا۔

۳- جو تحقیر حرام ہے وہ بسا اوقات ارادہ تک پہنچاتی ہے، جیسے کوئی شخص شعارِ اسلام میں سے کسی شعار کی تحقیر کر دے، مثلاً نماز، روزہ، حج، قرآن وغیرہ کی تحقیر کر دے، منافقین کی صفت یہ بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وَلَسَّ سَاَنِهُمْ لِقَوْلٍ إِذَا مَضَىٰ أَمْرًا أَنَّهُمْ لَبَسُوا مَا بَالُ اللَّهِ وَأَيَّامُ الْآيَاتِ" (یوسف: ۸۷)۔

(۱) خروجی از آنزیم الکترود ۲۲/۲۳ و ۲۳/۲۴ و ۲۴/۲۵ و ۲۵/۲۶ و ۲۶/۲۷ و ۲۷/۲۸ و ۲۸/۲۹ و ۲۹/۳۰ و ۳۰/۳۱ و ۳۱/۳۲ و ۳۲/۳۳ و ۳۳/۳۴ و ۳۴/۳۵ و ۳۵/۳۶ و ۳۶/۳۷ و ۳۷/۳۸ و ۳۸/۳۹ و ۳۹/۴۰ و ۴۰/۴۱ و ۴۱/۴۲ و ۴۲/۴۳ و ۴۳/۴۴ و ۴۴/۴۵ و ۴۵/۴۶ و ۴۶/۴۷ و ۴۷/۴۸ و ۴۸/۴۹ و ۴۹/۵۰ و ۵۰/۵۱ و ۵۱/۵۲ و ۵۲/۵۳ و ۵۳/۵۴ و ۵۴/۵۵ و ۵۵/۵۶ و ۵۶/۵۷ و ۵۷/۵۸ و ۵۸/۵۹ و ۵۹/۶۰ و ۶۰/۶۱ و ۶۱/۶۲ و ۶۲/۶۳ و ۶۳/۶۴ و ۶۴/۶۵ و ۶۵/۶۶ و ۶۶/۶۷ و ۶۷/۶۸ و ۶۸/۶۹ و ۶۹/۷۰ و ۷۰/۷۱ و ۷۱/۷۲ و ۷۲/۷۳ و ۷۳/۷۴ و ۷۴/۷۵ و ۷۵/۷۶ و ۷۶/۷۷ و ۷۷/۷۸ و ۷۸/۷۹ و ۷۹/۸۰ و ۸۰/۸۱ و ۸۱/۸۲ و ۸۲/۸۳ و ۸۳/۸۴ و ۸۴/۸۵ و ۸۵/۸۶ و ۸۶/۸۷ و ۸۷/۸۸ و ۸۸/۸۹ و ۸۹/۹۰ و ۹۰/۹۱ و ۹۱/۹۲ و ۹۲/۹۳ و ۹۳/۹۴ و ۹۴/۹۵ و ۹۵/۹۶ و ۹۶/۹۷ و ۹۷/۹۸ و ۹۸/۹۹ و ۹۹/۱۰۰ و ۱۰۰/۱۰۱ و ۱۰۱/۱۰۲ و ۱۰۲/۱۰۳ و ۱۰۳/۱۰۴ و ۱۰۴/۱۰۵ و ۱۰۵/۱۰۶ و ۱۰۶/۱۰۷ و ۱۰۷/۱۰۸ و ۱۰۸/۱۰۹ و ۱۰۹/۱۱۰ و ۱۱۰/۱۱۱ و ۱۱۱/۱۱۲ و ۱۱۲/۱۱۳ و ۱۱۳/۱۱۴ و ۱۱۴/۱۱۵ و ۱۱۵/۱۱۶ و ۱۱۶/۱۱۷ و ۱۱۷/۱۱۸ و ۱۱۸/۱۱۹ و ۱۱۹/۱۲۰ و ۱۲۰/۱۲۱ و ۱۲۱/۱۲۲ و ۱۲۲/۱۲۳ و ۱۲۳/۱۲۴ و ۱۲۴/۱۲۵ و ۱۲۵/۱۲۶ و ۱۲۶/۱۲۷ و ۱۲۷/۱۲۸ و ۱۲۸/۱۲۹ و ۱۲۹/۱۳۰ و ۱۳۰/۱۳۱ و ۱۳۱/۱۳۲ و ۱۳۲/۱۳۳ و ۱۳۳/۱۳۴ و ۱۳۴/۱۳۵ و ۱۳۵/۱۳۶ و ۱۳۶/۱۳۷ و ۱۳۷/۱۳۸ و ۱۳۸/۱۳۹ و ۱۳۹/۱۴۰ و ۱۴۰/۱۴۱ و ۱۴۱/۱۴۲ و ۱۴۲/۱۴۳ و ۱۴۳/۱۴۴ و ۱۴۴/۱۴۵ و ۱۴۵/۱۴۶ و ۱۴۶/۱۴۷ و ۱۴۷/۱۴۸ و ۱۴۸/۱۴۹ و ۱۴۹/۱۵۰ و ۱۵۰/۱۵۱ و ۱۵۱/۱۵۲ و ۱۵۲/۱۵۳ و ۱۵۳/۱۵۴ و ۱۵۴/۱۵۵ و ۱۵۵/۱۵۶ و ۱۵۶/۱۵۷ و ۱۵۷/۱۵۸ و ۱۵۸/۱۵۹ و ۱۵۹/۱۶۰ و ۱۶۰/۱۶۱ و ۱۶۱/۱۶۲ و ۱۶۲/۱۶۳ و ۱۶۳/۱۶۴ و ۱۶۴/۱۶۵ و ۱۶۵/۱۶۶ و ۱۶۶/۱۶۷ و ۱۶۷/۱۶۸ و ۱۶۸/۱۶۹ و ۱۶۹/۱۷۰ و ۱۷۰/۱۷۱ و ۱۷۱/۱۷۲ و ۱۷۲/۱۷۳ و ۱۷۳/۱۷۴ و ۱۷۴/۱۷۵ و ۱۷۵/۱۷۶ و ۱۷۶/۱۷۷ و ۱۷۷/۱۷۸ و ۱۷۸/۱۷۹ و ۱۷۹/۱۸۰ و ۱۸۰/۱۸۱ و ۱۸۱/۱۸۲ و ۱۸۲/۱۸۳ و ۱۸۳/۱۸۴ و ۱۸۴/۱۸۵ و ۱۸۵/۱۸۶ و ۱۸۶/۱۸۷ و ۱۸۷/۱۸۸ و ۱۸۸/۱۸۹ و ۱۸۹/۱۹۰ و ۱۹۰/۱۹۱ و ۱۹۱/۱۹۲ و ۱۹۲/۱۹۳ و ۱۹۳/۱۹۴ و ۱۹۴/۱۹۵ و ۱۹۵/۱۹۶ و ۱۹۶/۱۹۷ و ۱۹۷/۱۹۸ و ۱۹۸/۱۹۹ و ۱۹۹/۲۰۰ و ۲۰۰/۲۰۱ و ۲۰۱/۲۰۲ و ۲۰۲/۲۰۳ و ۲۰۳/۲۰۴ و ۲۰۴/۲۰۵ و ۲۰۵/۲۰۶ و ۲۰۶/۲۰۷ و ۲۰۷/۲۰۸ و ۲۰۸/۲۰۹ و ۲۰۹/۲۱۰ و ۲۱۰/۲۱۱ و ۲۱۱/۲۱۲ و ۲۱۲/۲۱۳ و ۲۱۳/۲۱۴ و ۲۱۴/۲۱۵ و ۲۱۵/۲۱۶ و ۲۱۶/۲۱۷ و ۲۱۷/۲۱۸ و ۲۱۸/۲۱۹ و ۲۱۹/۲۲۰ و ۲۲۰/۲۲۱ و ۲۲۱/۲۲۲ و ۲۲۲/۲۲۳ و ۲۲۳/۲۲۴ و ۲۲۴/۲۲۵ و ۲۲۵/۲۲۶ و ۲۲۶/۲۲۷ و ۲۲۷/۲۲۸ و ۲۲۸/۲۲۹ و ۲۲۹/۲۳۰ و ۲۳۰/۲۳۱ و ۲۳۱/۲۳۲ و ۲۳۲/۲۳۳ و ۲۳۳/۲۳۴ و ۲۳۴/۲۳۵ و ۲۳۵/۲۳۶ و ۲۳۶/۲۳۷ و ۲۳۷/۲۳۸ و ۲۳۸/۲۳۹ و ۲۳۹/۲۴۰ و ۲۴۰/۲۴۱ و ۲۴۱/۲۴۲ و ۲۴۲/۲۴۳ و ۲۴۳/۲۴۴ و ۲۴۴/۲۴۵ و ۲۴۵/۲۴۶ و ۲۴۶/۲۴۷ و ۲۴۷/۲۴۸ و ۲۴۸/۲۴۹ و ۲۴۹/۲۵۰ و ۲۵۰/۲۵۱ و ۲۵۱/۲۵۲ و ۲۵۲/۲۵۳ و ۲۵۳/۲۵۴ و ۲۵۴/۲۵۵ و ۲۵۵/۲۵۶ و ۲۵۶/۲۵۷ و ۲۵۷/۲۵۸ و ۲۵۸/۲۵۹ و ۲۵۹/۲۶۰ و ۲۶۰/۲۶۱ و ۲۶۱/۲۶۲ و ۲۶۲/۲۶۳ و ۲۶۳/۲۶۴ و ۲۶۴/۲۶۵ و ۲۶۵/۲۶۶ و ۲۶۶/۲۶۷ و ۲۶۷/۲۶۸ و ۲۶۸/۲۶۹ و ۲۶۹/۲۷۰ و ۲۷۰/۲۷۱ و ۲۷۱/۲۷۲ و ۲۷۲/۲۷۳ و ۲۷۳/۲۷۴ و ۲۷۴/۲۷۵ و ۲۷۵/۲۷۶ و ۲۷۶/۲۷۷ و ۲۷۷/۲۷۸ و ۲۷۸/۲۷۹ و ۲۷۹/۲۸۰ و ۲۸۰/۲۸۱ و ۲۸۱/۲۸۲ و ۲۸۲/۲۸۳ و ۲۸۳/۲۸۴ و ۲۸۴/۲۸۵ و ۲۸۵/۲۸۶ و ۲۸۶/۲۸۷ و ۲۸۷/۲۸۸ و ۲۸۸/۲۸۹ و ۲۸۹/۲۹۰ و ۲۹۰/۲۹۱ و ۲۹۱/۲۹۲ و ۲۹۲/۲۹۳ و ۲۹۳/۲۹۴ و ۲۹۴/۲۹۵ و ۲۹۵/۲۹۶ و ۲۹۶/۲۹۷ و ۲۹۷/۲۹۸ و ۲۹۸/۲۹۹ و ۲۹۹/۳۰۰ و ۳۰۰/۳۰۱ و ۳۰۱/۳۰۲ و ۳۰۲/۳۰۳ و ۳۰۳/۳۰۴ و ۳۰۴/۳۰۵ و ۳۰۵/۳۰۶ و ۳۰۶/۳۰۷ و ۳۰۷/۳۰۸ و ۳۰۸/۳۰۹ و ۳۰۹/۳۱۰ و ۳۱۰/۳۱۱ و ۳۱۱/۳۱۲ و ۳۱۲/۳۱۳ و ۳۱۳/۳۱۴ و ۳۱۴/۳۱

(۲) ابن علی بن حمزہ جامعہ، اشروح الکبیر ۳۷۷، ۳۳۰، اشروح الصغیر

۱۶۴-۱۶۵ھ الجہول فی حق الإمام الشافعی ۲/ ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۸

الكتاب من مکتبہ القرآن، طبع مصر، ۱۳۱۱ھ

تختیر ۳-۵

صَاعِرُونَ“ (۱) (اہل کتاب میں سے ان سے لڑو جو نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ رہبرِ آثرت پر اور نہ اس چیز کو حرام سمجھتے ہیں، مہینے اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور نہ چنے دیں کو قہوں کرتے ہیں، یہاں تک کہ وہ تزیین میں رعیت ہو کر اور اپنی ہستی کا حساس کر کے) یعنی ماتحت تختیر و رسوا ہو کر۔

اس کے تزیین کے وقت دست و حقارت کی یہ صورت ہوتی چاہیے کہ اس سلسلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے جس کے سے دیکھئے؛ اصطلاح ”اہل ذمہ“ اور ”تزیین“۔

ایسی چیز کے ذریعہ تعزیر جس میں تختیر ہو:

۵۔ تعزیر کی ایک قسم توجیح ہے، جو تختیر کی ایک صورت ہے اور تعزیر میں توجیح کی شریعت پر فقہاء نے سنت نبوی سے استدلال کیا ہے، حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کسی آدمی کو سب و شتم کرتے ہوئے اسے اس کی ماں کی عار دلائی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”یا ابی ذر! اغیرتہ بامہ؟“ ایک امر و فہک جاہلیہ (۲) (اے ابو ذر! کیا تو نے اسے اس کی ماں کی عار دلائی ہے؟ تو یہ آدمی ہے جس میں جاہلیت ہے)۔ نیز رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”للی الواحد یحل عرصہ و عقوبتہ“ (۳) (مال دار کا مال منوں کرنا اس کی آبروریزی اور عار کو حاصل کر دیتا ہے) حقارت و بے عزتی کی تشبیہ یہ کی گئی ہے کہ مثلاً کہا جائے اے ظالم اے زیادتی کرنے والے، ورنہ

کُنتُمْ تَسْتَهْرَؤْنَ وَلَا تَعْلَمُونَ مَا لَكُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ“ (۱) (اور اگر آپ ان سے سوال کیجئے تو کہہ دیں گے ہم تو شخص مشغلہ اور خوش طبعی کر رہے تھے، آپ کہہ دیجئے کہ اچھا تو تم استہزاء کر رہے تھے اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ، اب ایمان لانے نہ بناؤ تم کانز ہو چکے اپنے اظہار ایمان کے بعد) دوسری جگہ من عی منافقین کے بارے میں ارشاد ہے: ”وَإِذَا مَا دُعِيتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاذْكُرُوا هَٰذَا مَا لَكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَآذَرُونَ“ (۲) اور جب تم پکارتے ہو نماز کے لئے تو یہ لوگ اس کو بھولیں، رکھیں بھاپتے ہیں) ”فَخِذْ أَعْلَى الْمَالِكِ“ میں ہے کہ اگر کوئی شخص نماز کی دیکھی نمازیوں کی توفیق نہ کرے اور بہت سے لوگ اس کی کوئی دین میں سے کچھ نہ ترک کرے یا یا ہو، کچھ نہ کریں تو جو حضرات اس وقت پر محمول کرتے ہیں کہ یہ نمازیوں کی توفیق ہے اس سے کہ نہ کہ تحقیق اس کا عقاب نہیں ہے تو ان کے لحاظ سے یہ مسدود کو سب و شتم کرنے کے قبیح ہے، اس صورت میں اس کے لئے حکم کی رائے کے قدرتا وہی کارروائی لازم ہے، اور جنہوں نے سے بہت کی توفیق پر محمول کیا اس کے اعتبار سے سب سے کہ یہ رد و تہمیں بلکہ رد ہے، اس لئے کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ہے، لہذا اس پر مرتد کے حکام جاری ہوں گے (۳)۔

۴۔ کبھی تختیر، سب ہوتی ہے: جیسے اہل کتاب میں سے من لوہوں کی حالت ہے جن پر قرآن متعین کر دیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”فَاتَّبِعُوا أَمْرًا لَا يَوْمُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَمَسُّونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ

(۱) سورہ توبہ ۱۵، ۱۶۔

(۲) سورہ مائدہ ۵۸۔

(۳) فتح علی الملوک فی الفتویٰ علی غیب الامام مالک للعلامہ الشیخ محمد عیسیٰ

۱۰/۳، ۱۳/۳۔

(۱) سورہ توبہ ۲۹۔

(۲) حدیث ”یا ابی ذر! اغیرتہ بامہ“۔ کی روایت بخاری (صحیح ۸۳ طبع انتقید) نے کی ہے۔

(۳) حدیث ”للی الواحد یحل عرصہ و عقوبتہ“ کی روایت ابوداؤد

(۴/۳ طبع عزت عید دہلی) نے کی ہے اور ابن حجر نے اسے فتح الملوک

(۵/۱۲ طبع انتقید) میں حسن کہا ہے۔

تختیر ۶

زبانی تعزیری ایک قسم ہے، جن فرعون کی ”تہرۃ لفظام“ میں ہے:
 زبوں سے تعزیری وکیل ابوہودہ میں حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حدیث
 ہے: ”ان رسول اللہ ﷺ انہی ہرجل قد شرب فقال:
 ”اضربوه“ فقال ابوہریرۃ: فما الصواب بیلہ، وما
 الصواب ببعہ، والصواب بنوبہ۔ وفی رواۃ ”بکتوہ“
 فاقبلوا علیہ یقولون: ما اتفقت اللہ؟ ما خشیت اللہ؟ ما
 استحببت من رسول اللہ ﷺ؟ (رسول اللہ ﷺ کے پاس
 کسی کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:
 اس کو مارو!) حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم میں سے کچھ اپنے ماتھے
 سے مار رہے تھے، کچھ اپنے جوتے سے، بعض اپنے کپڑے سے۔
 اور ایک روایت میں ہے کہ ”سے ریش کر، جس کو تو لوگ اس کی
 طرف متوجہ ہو کر کہہ رہے تھے: تجھے اللہ کا ڈر نہیں ہوا؟ تجھے اللہ کا
 خوف نہیں ہوا؟ تجھے رسول اللہ ﷺ کی بھی شرم نہ آئی؟“ یہ ریش
 زبانی تعزیر ہے (۱)۔

دیکھئے: اصطلاح ”تعزیر“۔

۶۔ کبھی کبھی تختیر عملاً ہوتی ہے جیسا کہ جھوٹے کواد کو بدنام کرنے کی
 صورت میں، اس کی بدنامی یوں ہوتی ہے کہ اس کے بارے میں
 لوگوں کو بتایا جائے اور اس کی تشہیر کی جائے اور یہ تشہیر ہی اس کے حق
 میں تعزیر ہوتی ہے۔ جھوٹے کواد کی تشہیر کے بارے میں ”تارخانہ“
 میں ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مشہور قول یہ ہے کہ اسے گھمایا جائے گا اور
 تشہیر کی جائے گی میں اس کی پائی نہیں لی جائے گی اور ”اسراچیہ“

(۱) حدیث: ”انہی ہرجل قد شرب۔“ کی روایت بخاری (فتح المبارک
 ۶۶/۱۲ طبع استغبر) نے کی ہے طبری روایت ابوہریرہؓ (۶۲۰/۳ طبع
 عزت حمید دہلی) نے کی ہے۔

(۲) ابن ماجہ ۵۸۲/۳، تہرۃ لفظام ۲۰۰/۳، معین لفظام لفظامی میں
 ۲۳۔

میں ہے کہ اس پر فتویٰ ہے۔ ”جامع الغائبی“ میں ہے کہ تشہیر یہ ہے کہ
 اسے شہ میں گھمایا جائے اور ہر محلہ میں اعلان کیا جائے کہ یہ جھوٹا کواد
 ہے۔ کوئی اس کی کوئی قبول نہ کرے۔ خصاف نے پٹی کتاب میں
 دیکھا ہے کہ صاحب کے قول کے مطابق اس کی تشہیر کی جائے گی
 لیکن پائی نہ ہوئی اور حضرت عمرؓ سے جو روایت ہے کہ اس کا چہرہ دیدہ
 کر دیا جائے گا سرحد کے راجیک اس کی تاویل یہ ہے کہ یہ اس
 صورت میں ہے جب حاکم سیاست کے طور پر اس میں مصمت تھے،
 اور امام صاحب کے راجیک اس سے مراد رسوائی و تشہیر ہے، کیونکہ
 اسے بھی چہرہ دکایا دیا گیا جاتا ہے۔

شرح رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ جھوٹا کواد سر ہزار سے تعلق
 رکھتا تھا ہوتا تو اسے بازار بھیجتے اور ”رکونی“ رہتا تو اسے عصر کے
 بعد اس کی قوم کے لوگ حناں جمع ہوتے مہاں بھیجتے، اور اسے پکڑ کر
 لے جانے لگا کرتا کہ شرح نے آپ سب کو سام عرض کیا ہے اور ان
 کی طرف سے یہ ادا کیا جاتا ہے کہ ہم نے فلاں شخص کو جھوٹا کواد پہن
 ہے، اس لیے آپ سب اس سے محتاط رہیں، لوگوں کو اس سے بچنے
 کے لیے ہیں (۱)۔



(۱) ابن ماجہ ۵۸۲/۳، تہرۃ لفظام ۲۰۰/۳، معین لفظام لفظامی میں
 ۲۳۔

تحقیق مناظ ۱-۲

نمان یا جائے گا۔

اجزاء کے ریمید ملے کے معلوم ہونے کی مثال عدالت ہے، اس لئے کہ یہ قبول شہادت کے وجوب کی ملے ہے، اور یہ ملے اجزاء کے ریمید معلوم ہونی ہے، البتہ کسی شخص کا عادل ہونا غور و انتہا کے ریمید ملے کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

استنباط کے ریمید ملے کے معلوم ہونے کی مثال عقل میں مستی پیدا کرنے والی شہادت ہے، اس لئے کہ دشب خمر کے حرام ہونے کی ملے ہے، پس نبیذ میں اسی ملے کی معرفت کے لئے غور و فکر کرنا ہی تحقیق مناظ ہے، اور اسے تحقیق مناظ اس لئے کہا جاتا ہے کہ مناظ یعنی دھب کے بارے میں یہ معلوم ہے کہ یہ مناظ ہے، اور اب اس مناظ کے سی متعین صورت میں پائے جانے کی تحقیق پر غور کرنا باقی رہا (۱)۔

اجمالی حکم:

۲- تحقیق مناظ ملے کے راستوں میں سے ایک راستہ ہے، جسے اختیار کرنے میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور کبھی تحقیق مناظ کو قیاس ملے میں سے شمار کیا جاتا ہے۔

امام غزالی کہتے ہیں کہ دہتہ کی اس قسم میں مت کے مابین کوئی اختلاف نہیں، ہر قیاس تو مختلف فیہ ہے تو اسے قیاس کیسے کہا جاسکتا ہے (۲)۔

ہر پیش آمدہ انتہات میں ملے حکم کی تطبیق کے سے مجتہد، کاوشی، تحقیق کو تحقیق مناظ ہی نہ مرتب کرنا ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل اصولی ضمیمہ میں دیکھی جائے۔

(۱) احکام الامری ۶۳/۳، المحصری لہر علی ۲/۲۳۰، ۲۳۱، استاد العلوم

لہو کا فی دس ۲۲۲۔

(۲) استاد لہو ل دس ۲۲۲، المحصری ۲/۲۳۱، روحہ المناظر ص ۲۶، جمع ب مع

۳۲۱/۳

تحقیق مناظ

تعریف:

۱- حقیقی الامر: کے معنی ہی امر کا یقین کرنے یا اسے ثابت و لازم کرنے کے ہیں۔

۲- مناظ: موضع تعلیق (معلق کرنے کی جگہ) کو کہتے ہیں۔

اہل اصول کے نزدیک مناظ قلم: قلم کی ملے اور اس کے سبب کو کہتے ہیں (۱)۔

۳- تحقیق مناظ اصولیہ کے نزدیک: یہ ہے کہ نص یا اجزاء یا استنباط کے ذریعہ کسی ملے کو جاننے کے بعد مختلف انفرادی صورتوں میں اس ملے کی موجودگی کو جاننے کے لئے غور و فکر، پروری کوشش کی جائے، پس ہی معینہ مسئلہ میں غور و فکر، دہتہ کے ریمید ملے کی موجودگی ثابت کرنے کا نام تحقیق مناظ ہے۔

نص کے ریمید ملے معلوم ہونے کی مثال جست قبلہ ہے، اس سے کہ وہی قبلہ کی طرف رخ کرنے کے وجوب کی ملے ہے، اور یہ ملے نص سے معلوم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وحيثما كنتم فولوا وجوهكم شطره" (۲) "اور تم جہاں کہیں ہو اپنے چہرے کر یا کرہ اسی کی طرف"، اشتباہ کی حالت میں مت قانعیں کہ قبلہ کدھر ہے؟ اس میں نشانات و علامات کو، نیز دہتہ کے ریمید

(۱) المصباح المنیر، المصباح المنیر، الوسیط، مادۃ "حقن"، "ناظ"۔

(۲) سورہ بقرہ ۱۴۴۔

تحکیم ۱-۲

کما فحکم ولدک یعنی یتیم کو غلط کاموں سے اس طرح روکو جیسے تم اپنی اولاد کو روکتے ہو اور ایک قول یہ ہے کہ اس جملہ سے س کی مراد یہ ہے کہ اس کے مال میں اس طرح ممانعت سے کام لو جیسے پٹی اولاد کے لئے ممانعت سے کام لیتے ہو۔

» رقت میں تحکیم کے معنی فیصد کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔ بولا جاتا ہے: "فصی بین الخصمین" (۱) (دو فریقوں کے درمیان فیصلہ کیا)، "لفضی لہ" (کسی کے حق میں فیصلہ کیا) "لفضی علیہ" (کسی کے خلاف فیصلہ کیا)۔

اصطلاح میں تحکیم یہ ہے کہ فریقین کسی کو حکم بنا میں جو ن کے درمیان فیصلہ کرے (۲)۔

"بجاء لأحكام العدلیہ" میں ہے: تحکیم یہ ہے کہ فریقین اپنے جملگزے اور دعویٰ میں فیصلہ کے لئے باہمی رضا مندی سے کسی کو حکم مقرر کریں۔

اور اس کے لئے کہا جاتا ہے: حکم (حا اور کاف کے فتح کے ساتھ) "دفعاً" (مہم کے پیش، حا کے زیر اور کاف پر زیر اور تشدید کے ساتھ) (۳)۔

متعلقہ الفاظ:

الف - قضاء:

۲ - رقت میں قضاء کا ایک معنی: فیصلہ کرنا ہے، اور اصطلاح فقہاء

(۱) القاموس المحیط، تاج المروء، لسان العرب، معجم مقاییس لسان العرب، المغرب، اساس البلاغ، النہایۃ فی غریب اللہ، مفردات العرب، معجم لوسید۔

(۲) لسان العرب، القاموس المحیط۔

(۳) الدر المختار المحکم، ۲۸/۵ مع حاشیہ ابن ماجہ، مطبع المانی، مصر، ۱۲۰۸ھ، شرح کتر المذاہق لابن کیم، ۲۳/۷ طبع دار المعرفۃ، دہلی۔

(۴) بجاء لأحكام العدلیہ دفعہ ۹۰۔

تحکیم

تعریف:

۱ - رقت میں تحکیم: "حکمہ فی الامر والشیء" کا مصدر ہے۔

یعنی ندر نے فلاں کو حکم بنایا، اور فیصلہ اس کے سپرد کیا۔

قرآن کریم میں ہے: "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ

يَحْكُمُوا كَظَمَا شَعَرِ يَنْهَمُ" (۱) (سو قسم ہے تیرے رب کی وہ

مومن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تم کوئی منصف جانیں اس جملگزے

میں جو ن میں آئے)۔

کہا جاتا ہے: حکمہ بینہم یعنی فلاں کو یہ حکم دیا کہ وہ فلاں

ندر کے درمیان فیصلہ کرے اور فیصلہ کرنے والا حکم دینا ہے۔

» حدیث شریف میں ہے: "ان الحجة للمحكمين" (۲)

(بست تحقیق کے سے ہے) یہاں تحقیق سے وہ لوگ مراد ہیں جو

بہمن کے پنجہ میں پھنس جائیں، "رئیس" کہ قتل میں سے کسی ایک

پیر کا اختیار دے دیا جائے، پھر بھی وہ اسلام پر ثابت قدم رہے

ہوئے قتل ہوئے کو اختیار کریں۔

» دوسرا کہا جاتا ہے: حکمت السفیہ تحکیماً بسبب

حب کوئی سی سفید کو کسی کام کے کرنے سے روک دے، یا اسے اس

کام کا انجام بتا دے، اور اسی معنی میں کفنی کا قول ہے: حکم الیتیم

(۱) سورہ بقرہ ۶۵۔

(۲) حدیث: "ان الحجة للمحكمين" کو ابن حجر نے (النہایۃ ۱۲۰/۳ طبع

عزت معین دہلی) میں بیان کیا ہے اور اسے کسی کی طرف منسوب نہیں کیا ہے۔

تحکیم ۳-۳

فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا فَإِنْ يَفُتْ إِخْلَاهُمَا عَلَى الْآخَرَى
فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْعِي حَتَّى تَهَيَّءَ إِلَى أَمْرِ اللَّهِ، فَإِنْ فَاءَتْ
فَأَصْلَحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسَطُوا إِنْ اللَّهُ يَحِبُّ
الْمُقْسِطِينَ^(۱) (اور اگر مسلمانوں کے درود میں میں جنگ
کرنے لگیں تو ان کے درمیان اصلاح کرو، پھر اگر اس میں کا ایک
درود دھرم سے پر زبانی کرے تو اس سے ڈرو، جو زبانی کر رہا ہے
یہاں تک کہ وہ رجوع کر لے اللہ کے حکم کی طرف پھر اگر وہ رجوع
کر لے تو ان کے درمیان اصلاح کرو عدل کے ساتھ اور انصاف کا
خیال رکھو۔ بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)۔
معلوم ہوا کہ اصلاح اور تحکیم دونوں کے ذریعہ نزاع کو ختم کیا
جاتا ہے۔ البتہ حکم کا تعین قاضی یا فریقین کی طرف سے ہونا ضروری
ہے اور اصلاح میں طرفین یا کسی رضا کار کو اختیار ہوتا ہے۔

شرعی حکم:

تحکیم کی مشروعیت قرآن و سنت اور اجماع سے ثابت
ہے^(۲)۔
۴- قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَإِنْ حَفِظْتُمْ شَفَاقَ
بَيْنَهُمَا فَادْعُوا حُكْمًا مِنْ اللَّهِ وَحُكْمًا مِنْ أَهْلِيهَا، يَنْبُرِدَا
إِصْلَاحًا يُوفِّقُ اللَّهُ بَيْنَهُمَا^(۳) (اور اگر تمہیں دونوں کے
درمیان کشمکش کا علم ہو تو تم ایک حکم مراد کے خاندان سے اور ایک حکم
عورت کے خاندان سے مقرر کرو، دونوں کی نیت اصلاح حال کی
ہوگی تو اللہ دونوں کے درمیان موائتت پیدا کر دے گا)۔

میں قضاء حکم شرعی کو ظاہر کرنا، سے لازم کرنا اور خصوصیت و تنگ کرے کا
فیصلہ کرنا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تحکیم و قضاء دونوں ہی لوگوں کے
مابین نزاع کو ختم کرنے اور صاحب حق کی عین کا ذریعہ ہیں، انہی لئے
فقہاء نے ان دونوں کے لئے ایک ہی جیسی شرطیں مقرر کی ہیں جس کا
بنا بنیاد یہ ہے^(۴)۔

تاہم یہ دونوں میں چند بنیادی فرق ہیں جو اس بات میں ظاہر
ہیں کہ قضاء اس مقام پر وصل ہے اور تحکیم فرق ہے۔ اور قاضی کو
ولایت عامہ حاصل ہوتی ہے چنانچہ قضاء کے لئے اس سے کوئی بھی
خارج نہیں اور اس کے اختیار سے کوئی موضوع مستثنیٰ نہیں ہے۔
اسی کو حکم بنانا اس کے متعین قیود و شرائط کے مطابق قاضی یا
فریقین کی طرف سے ہوتا ہے نیز یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ
بعض امور تحکیم کا محل نہیں ہیں جیسا کہ ختم یہ آ رہا ہے۔

ب- صلح:

۳- اصلاح لغت میں فساد کرنے کی ضد ہے، اصلح کا معنی ہے:
کسی جہاد میں دشمن کا کام انجام دینا اور اصلح فی عملہ یا فی امرہ
کا معنی ہے: یعنی اس سے چھوڑ دینا رساں کام یا۔
اور اصلح الشيء کا معنی ہے: اس نے کسی چیز کے فساد کو رائل
کر دیا۔

اور اصلح بیہما یا ذات بیہما، یا ما بیہما کا معنی ہے:
فریقین کی رضامندی سے ان کے مابین کی عداوت و نزاع کو ختم
کر دیا۔

قرآن مجید میں ہے: "وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتُلَا

(۱) سورہ حجرات ۹۔

(۲) مجمع ۵ نمبر ۴۳۴ شرح المنار ۵/۳۹۸۔

(۳) سورہ نساء ۵۵۔

(۴) مطالب اولیٰ المسائل فی شرح تالیف النجاشی ۱/۲۵۳، المکمل للإسلامی دین،
جدید تصانیف ۲/۲ طبع الجہاد، مفتی الحاج ۲۲/۳۵۔

تَحْکِیْم ۵-۶

قرطبی کہتے ہیں: یہ تہمت تحکیم کے ثبوت پر دلیل ہے (۱)۔

۵- سنت نبویہ مطہرہ سے ثبوت یہ ہے کہ قبیلہ غطفانہ کے یہودی جب حضرت سعد بن معاذؓ کی تحکیم پر آمادہ اور ان کے فیصلہ کو تسلیم کرنے پر راضی ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت سعدؓ کے حکم بنائے جانے پر رضامندی ظاہر فرمائی (۲)۔

درتبیہ وغیرہ نے سب اموال زکاۃ لوٹ لئے آپ ﷺ ان کے معاملہ میں اہل ان کے حکم بنائے جانے پر راضی ہوئے (۳)۔

نیز حدیث شریف میں ہے: "ان اہل شریع ہامی، بن یزید رضی اللہ عنہ لما وفد الی رسول اللہ ﷺ مع قومہ، سمعہم یکنونہ ہامی الحکم۔ فقال لہ رسول اللہ ﷺ: "ان اللہ هو الحکم والیہ الحکم، فلم تکنی اہل الحکم؟" فقال: ان قومی اذا احتلوا فی شیء فتونی، فاحکمت بہم، فرحی کلا الفریقین۔ فقال رسول اللہ ﷺ: ما احسن ہذا۔ لما لک من الولد؟ قال: لی شریع، ومسلم، وعبد اللہ۔ قال: لما اکبرہم؟ قلت: شریع قال: انت ابو شریع۔ ودعا لہ ولولہ" (۴) (ابو شریع ہانی بن یزیدؓ اپنی قوم کا ایک وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کے

پاس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے خاک ان کی قوم کے لوگ انہیں اس کی کیت جو الحکم سے پکار رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: حکم اللہ تعالیٰ ہے اور ان کو حکم کا حق ہے تو آپ کی کیت جو الحکم یوں ہے ان پر انہوں نے کہا: جب ہی معاملہ میں میری قوم میں اختلاف ہوتا ہے تو دوسرے پاس آتے ہیں، اور میں ان کے درمیان فیصلہ کرتا ہوں، جس پر دونوں فریق راضی ہو جاتے ہیں، ان پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ بہت اچھی بات ہے، یہ تمہاری کوئی اولاد بھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ شریع، مسلم اور عبد اللہ میرے لڑکے ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرماید: ان میں بڑا کون ہے؟ میں نے کہا: شریع۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم ابو شریع ہو۔ اور ان کے اور ان کی اولاد کے لئے دعا فرمائی)۔

۶- اہل ان سے تحکیم کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کے درمیان کجیور کے رشتوں کے سلسلہ میں نزاع تھی دوسوں نے حضرت زید بن ثابتؓ کو اپنے درمیان حکم دیا (۱)۔

۷- حضرت عمرؓ کا ایک آدمی کے ساتھ یک گھوڑے کے معاملہ میں اختلاف ہوا جو گھوڑا حضرت عمرؓ نے سارے ہونے کی شرط کے ساتھ خرید لیا تھا، اس معاملہ میں ان دونوں نے حضرت شریع کو حکم دیا (۲)۔

نیز حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما نے حضرت زبیر بن عوفؓ کو حکم دیا (۳)، حالانکہ حضرت زبیرؓ حضرت شریعؓ اور حضرت زبیرؓ (اس وقت) قاضی نہیں تھے۔

اور اس طرح کے معاملات کبار صحابہؓ کی جماعت کے

(۱) الموطا ۱۲/۱۲۲، فتح القدیر ۵/۵۸۳، امی ۱۰/۹۰، شافعی ۱۰/۳۰۳۔

(۲) امی ۱۰/۱۹۰، طحاوی ۱۰/۱۹۰، طحاوی ۱۰/۱۹۰، طحاوی ۱۰/۱۹۰۔

(۳) امی ۱۰/۱۹۰، کشاف ۱۰/۳۰۳، امی ۱۰/۹۰، شافعی ۱۰/۳۰۳۔

(۱) جامع الاحکام ۱/۱۹۵، طحاوی ۱۰/۱۹۰، کتب امریہ۔

(۲) یزید کے معاملے میں حضرت سعد بن معاذؓ کی تحکیم کی حدیث کی روایت بخاری (فتح الباری ۱۰/۱۹۵، طحاوی ۱۰/۱۹۰) نے کی ہے۔

(۳) حدیث: "ان رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہم یحکم الیہم بشیء" کی روایت صحیحہ میں ابن ماجہ نے کی، اور اس کی سند میں جہالت ہے (المعجم لابن حجر ۵/۵۵، فتح القدیر ۵/۵۸۳)۔

(۴) حدیث: "ان اللہ هو الحکم" کی روایت ابو داؤد (۲۳۰/۵) طحاوی ۱۰/۱۹۰، عبید بن جراحؓ (۲۳۶/۸) طحاوی ۱۰/۱۹۰، یزید صاحب جامع الاصول (۳/۳۷۳) نے کی ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

تکلیف ۷-۱۰

مالک کے حکام سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر تکلیف پر عمل کرتے ہوئے

فیصلہ ہو جائے تو مانڈ ہوگا (۱)۔

۸- تکلیف میں طرفین دو، تین یا زیادہ ہوتے ہیں جو آپ دہریوں
راہ کو بذریعہ تکلیف متاثر کرنے پر متعلق ہو جائیں، اس میں سے ہر ایک
کو حکم (کاف پر تشدید اور زجر کے ساتھ) کہتے ہیں۔

۹- زجر عین کف یا زجر کف سے زبردستی ہوتے ہیں (۲)۔

۹- حکم یقین کے لئے یہ شرط ہے کہ ان میں باہم عقد کرنے کی صحت
الیت پائی جائے جس کا حاصل عقل ہے، اس لئے کہ اس الیت کے
بغیر عقدی صحیح نہیں ہوتا (۳)۔

وکیل کے لئے اپنے مؤکل کی اجازت کے بغیر حکم جاری نہیں
ہے، اسی طرح جس نے کو تجارت کی اجازت ہو اس کے لئے اپنے
ملی کی اجازت کے بغیر حکم بنانا جائز نہیں، نیز معاملہ مضاربہ میں
عامل (ممت کرنے والا) کے لئے حیر و مالک کی اجازت کے حکم
جائز نہیں، اسی طرح ملی، بھی اس شخص کی طرف سے حکم جاری
نہیں جس کو اناس کی وجہ سے تصرفات سے روک دیا گیا ہو، یہ حکم
جو اس صورت میں ہے جب تکلیف کی وجہ سے الیت نہ رکھنے والے
شخص یا قرض خواہوں کو ضرر پہنچتا ہو (۴)۔

حکم کے لئے شرطیں:

۱۰- الف- جس کو حکم بتایا جائے اس کے لئے شرط ہے کہ وہ معلوم

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ج ۵/۳۳۰، المستدرک الحدیث ج ۱/۳۱۹، الوضو ج ۱/۲۱، کشاف
الحکام ج ۱/۳۵۸، مواہب الجلیل ج ۱/۱۱۲، حاشیہ الحدیث ج ۲/۳۵۸۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ج ۵/۲۸، فتح البواب ج ۲/۳۰۸۔

(۳) البحر الرائق ج ۲/۲۳، تہذیب البصائر ج ۵/۲۸۔

(۴) ابن ماجہ ج ۵/۳۳۰، التہذیب الحدیث ج ۳/۳۷۱، مشی الحکام ج ۲/۳۷۹،
نہایہ الحکام ج ۱/۳۳۰۔

ساتھ پیش ہے، جن پر کسی نے نکتہ نہیں کیا، لہذا یہ جہاں ہوا (۱)۔

۷- کسی بنا پر نقب و نے تکلیف کے جوہر کو اختیار کیا ہے (۲)۔

المتہ حنفیہ میں سے بعض نے اس کا فتویٰ دینے سے گریز کیا ہے،
اس کی دلیل یہ ہے کہ منہ فیصلہ کے لئے، ایسے شخص کو اختیار دیا جاتا ہے
جو صالح و متدین عام ہو، وہ اپنے علم کے مطابق منہ تمام شے کی روشنی
میں یا مجتہدین کے ہتھوڑی روشنی میں جو کچھ سمجھتا اس کے مطابق فیصلہ
کرتا۔ ہر منہ کل تکلیف کو جاری کرتا ہے، یا حاکم و عوام اور لوگ
جو عوامی کے حکم میں ہیں اپنے جیسے لوگوں کو فیصلہ بنانے کی وسارت
کریں گے، اور وہ فیصلہ اپنی جہت و ماہریت کی وجہ سے شے تمام
سے بہتر فیصلہ دیا کرتا، گا جو نہ لے سکا، اور وجہ ہے، اسی وجہ سے
منہ نقب و نے تکلیف کی ممانعت کا فتویٰ دیا ہے (۳)۔

صیح مالکی کہتے ہیں: میں تکلیف کو پسند نہیں کرتا، بین اہل کے
ذریعہ فیصلہ ہو جائے تو مانڈ ہوگا۔ اور بعض مالکیہ نے تکلیف کو سرے
سے ناجائز کہا ہے (۴)۔

اور بعض شافعیہ اس کے عدم جواز کے قائل ہیں، اور بعض یہ
کہتے ہیں کہ اگر شہر میں کوئی قاضی نہ ہو تو تکلیف جائز ہے، اور بعض
صرف مال میں اس کے جواز کے قائل ہیں (۵)۔

بہر حال حنفیہ کا صیح اور ظاہر مذہب تکلیف کے جواز کا ہے، اور
مہر و مافیہ کے رد ایک ہی ظہر ہے، "یہی مانڈ مانڈ ہے۔"

(۱) الوضو ج ۱/۱۲، شرح الحدیث ج ۵/۳۷۹، مشی الحکام ج ۲/۳۷۹، نہایہ الحکام ج
۲/۳۳۰۔

(۲) فتح القدیر ج ۵/۳۷۹، مواہب الجلیل ج ۱/۱۱۲، تہذیب البصائر ج ۲/۳۵۸،
شرح الکبیر ج ۳/۳۵۸، نہایہ الحکام ج ۱/۳۳۰، الفی
ج ۱/۱۹۰، مطالب اولیٰ ج ۱/۳۷۱۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ج ۵/۳۳۰۔

(۴) الحکام ج ۱/۱۱۲، مواہب الجلیل ج ۱/۱۱۲، حاشیہ الحدیث ج ۳/۳۷۹۔

(۵) روضة اللکین ج ۱/۱۱، نہایہ الحکام ج ۱/۳۳۰، مشی الحکام ج ۲/۳۷۹۔

تحکیم ۱۱-۳۳

میں حکم کا مسلمان ہونا شرط ہے بسبب، تو فریقین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو، اور اگر فریقین غیر مسلم ہوں تو حکم کا مسلمان ہونا شرط نہیں۔ اور ملت اس کی یہ ہے کہ غیر مسلم غیر مسلموں کے درمیان شہادت کا اہل ہے، تو فریقین کا اس پر راضی ہونا ایسا ہوگا جیسا کہ بادشاہ کا اس کو حکم بنانا اور یہ معلوم ہی ہے کہ غیر مسلموں کے درمیان غیر مسلم حکم کی ولایت درست ہے اور یہی حکم تحکیم کا ہے۔

۱۱- ب۔ حکم کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ وہ ولایت تناء کا اہل ہو۔ اس پر چاروں فقہی مذاہب کا اتفاق ہے، اگرچہ اس ولایت کے عناصر کی تعیین میں اختلاف ہے (۱)۔ یہاں پر ولایت تناء سے مراد تناء کی مطلق ولایت ہے، نہ کہ خاص ولایت جس میں نزاع ہے۔

۱۲- مرتد کو حکم بنانا امام یا حلیہ کے ایک موقوف رہے گا، اگر وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے تو اس کو حکم بنانا صحیح ہو جائے گا، ورنہ باطل ہو جائے گا۔ اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک اس کی تحکیم بہر حال جائز ہے۔

اس مضامین کے مطابق اگر ایک مسلمان اور ایک مرتد نے مل کر کسی کو حکم بنایا اور اس نے ان کے درمیان فیصلہ کر دیا، پھر مرتد قتل کر دیا یا بھاگ گیا، اور اگرچہ چاہا گیا تو ان کے سلسلے میں اس کا فیصلہ جائز نہ ہوگا (۱)۔

۱۳- فقہاء نے اس پر متعدد نتائج مرتب فرمائے ہیں جو بعض بیانات کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر فریقین نے کسی بچہ کو حکم بنایا پھر دباؤ یا بیغ یا غیہ مسلم کو حکم بنایا پھر وہ مسلم لے آیا، اور

ہمتیں ہو، اگر فریقین مثلاً۔ یہ شخص کو حکم بنانا میں جو سب سے پہلے مسجد میں داخل ہو تو یہ بلا جہات جائز نہیں ہے، اس لئے کہ اس میں جہالت ہے (۲)۔ ملت اگر اس داخل ہونے والے کو جاننے کے بعد فریقین اس پر راضی ہو جائیں تو یہ حکم کے متعین ہونے کی وجہ سے جائز ہوگا۔

۱۱- ب۔ حکم کے لیے ایک شرط یہ ہے کہ وہ ولایت تناء کا اہل ہو۔ اس پر چاروں فقہی مذاہب کا اتفاق ہے، اگرچہ اس ولایت کے عناصر کی تعیین میں اختلاف ہے (۳)۔

یہاں پر ولایت تناء سے مراد تناء کی مطلق ولایت ہے، نہ کہ خاص ولایت جس میں نزاع ہے۔

ثانیہ کا ایک قول یہ ہے کہ اس شرط سے استثناء صرف اس صورت میں ممکن ہے جب کوئی اس کا اہل موجود ہی نہ ہو، اور بعض ثانیہ ولایت تناء کو مطلقاً شرط ہی نہیں دیتے، بعض نے تحکیم کو اس صورت میں جائز کہا ہے جب کوئی قاضی موجود نہ ہو، اور ایک قول یہ ہے کہ تحکیم تصاص اور عقد نکاح کو ثابت کرنے کے لئے درست نہیں، بلکہ صرف مال کے ساتھ خاص ہے۔

حنابلہ کا ایک قول یہ ہے کہ حکم کے اندر قاضی کی تمام صفات کا پایا جانا ضروری نہیں ہے۔

اس شرط سے متعلق حاکم میں تفصیل ہے جس کے لئے "بحوی" اور "فتاویٰ" کی صفات دیکھی جائیں۔

مذہب کہتے ہیں کہ حکم میں تحکیم کے تحت سے فیصلہ کے وقت تک ولایت تناء کا موجود ہونا ضروری ہے (۴) اسی لئے اس صورت

(۱) ۲۰۸/۲، حلیہ المہاجر، ۳۹۶/۲، کشاف الفقہاء، ۳۰۶/۶، البحر الرائق

۲۳/۷، فتح القدر، ۳۹۹/۵

(۲) حلیہ ابن عابدین، ۳۳۸/۵، البحر الرائق، ۲۳/۷، الفتاویٰ الہدیہ

۳۳۸/۵، فتح القدر، ۳۹۹/۵

(۳) البحر الرائق، ۲۳/۷، الفتاویٰ الہدیہ، ۳۹۹/۳

(۴) البحر الرائق، ۲۳/۷، بدائع الصنائع، ۳۳۸/۵، سواہب الجلیل، ۱۱۲/۶، تجرید

۳۳۸/۵، منی الحاج، ۳۳۸/۵، الکاظمی، ۳۳۸/۵، منی الحاج، ۳۳۸/۵

(۳) منی الحاج، ۳۳۸/۵، نہایت الحاج، ۳۳۸/۵، فتح المولہب

تحکیم ۱۳-۱۵

بچہ نے بالغ ہونے یا غیر مسلم نے اسلام لانے کے بعد فیصلہ کیا تو ان کا فیصلہ مانڈ نہ ہوگا۔

اور اگر فریقین نے کسی مسلمان کو حکم بنایا پھر دوسرے نے مانڈا تو اس کا فیصلہ بھی مانڈ نہیں ہوگا۔ اور اس کا مرتد ہونا ہی اس کا مزمل ہونا سمجھا جائے گا چنانچہ اگر وہ اسلام کی طرف لوٹ آئے تو اس کو از سر نو حکم بنانا ضروری ہوگا۔

اور اگر حکم کی بیانی جاتی رہے، پھر اس کی بیانی بحال ہو جائے اور وہ فیصلہ کرے تو اس کا فیصلہ جاری نہ ہوگا۔

البتہ اگر حکم سفر میں چلا جائے یا بدیا جائے ہوش بوجھے۔ پھر سفر سے واپس آکر پوچھا تو فیصلہ کرے تو فیصلہ جاری ہوگا۔ کیونکہ اس سے تشدد کی اہلیت متاثر نہیں ہوتی۔

اور اگر غیر مسلموں نے غیر مسلم کو حکم بنایا پھر فیصلہ کرے سے پہلے وہ حکم مسلمان ہو گیا تو وہ حسب سابق حکم ہی رہے گا، اس لئے کہ غیر مسلموں کا مسلمانوں کو حکم بنانا جائز و درست ہے۔ اگر فریقین میں سے کسی نے حکم ہی کو ختم نہ کیا، بلکہ بنایا، اور اس نے عبادت کو قبول کر لیا تو امام ابو یوسف کے قول کے مطابق وہ حکم ہی نہ رہا اور تحکیم ختم ہو گئی اور امام ابو حنیفہ اور امام محمد کے نزدیک تحکیم ختم نہیں ہوئی، جبکہ بعض علماء کا کہنا ہے کہ تحکیم بالاتفاق سب کے نزدیک ختم ہوئی (۱)۔

۱۳- ج۔ تحکیم کی صحت کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ حکم اور کسی فریق کے مابین کوئی عسرت نہ ہو جو مانع ثبات ہو۔ اور اگر حکم یا اس کا بیٹا یا کوئی ایسا ہی جس کی ثبات حکم کے حق میں قبول نہیں ہو چکے، خرید لے جس کے سب سے میں فریقین نے اسے حکم بنایا ہے تو تحکیم ختم ہو جاتی ہے۔

اور اگر فریقین میں سے ایک نے دوسرے کو حکم بنادیا اور اس نے اپنے حق میں یا اپنے خلاف فیصلہ ردیا تو بعد اسے حکم بنانا جائز ہے، اور اگر وہ اس شخص کو حکم نہ ہو تو اس کا فیصلہ مانڈ ہوگا حنفیہ اور حنبلیہ کا یہی مذہب ہے۔

مالکیہ کے اس سلسلہ میں تین قول ہیں:

۱۔ بالاقول یہ ہے کہ یہ صورت مطلقاً جائز ہے، خواہ وہ فریق جس کو حکم بنایا گیا ہے قاضی ہو یا کوئی دوسرا شخص ہو۔

۲۔ بالاقول یہ ہے کہ یہ مطلقاً جائز نہیں، اس سے کہ اس میں قسمت ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ حکم کے قاضی ہونے اور نہ ہونے میں فرق کیا جائے گا، وہ فریق جس کو حکم بنایا گیا ہے اگر قاضی ہو تو یہ جائز نہیں، اور اگر وہ قاضی نہ ہو تو جائز ہے۔

ان قول میں بالاقول معتد ہے اور حنبلیہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے (۱)۔

محل تحکیم:

تحکیم کن کن چیزوں میں درست ہے؟ اس سلسلہ میں فقہاء کا اتفاق ہے۔

۱۵- حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق روایات بطور حق اللہ واجب ہونے والے نہ ہیں تحکیم جائز نہیں ہے۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ حد و جہ کے تہ میں ملی امر مستثنیٰ

(۱) البحر الرائق ۷/۲۸، فتح القدیر ۵/۵۰۲، الفتاویٰ الہدیہ ۳/۹۷، منی الکتاب ۳/۲۹۷، معارج و لا کلیل لفتح علی بن حاشیہ، مواہب جلیب ۶/۲۰، حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر ۲/۲۵۲، مطالب اول لیس ۶/۳۷، کتاب الفتاویٰ ۳/۳۰۳

البحر الرائق ۷/۲۸، مواہب جلیب ۳/۳۱۵، فتح القدیر ۵/۹۹، الفتاویٰ الہدیہ ۳/۱۶۸، ۲۱۹۔

بالذات ہوتا ہے۔ حکم کا فیصلہ غیر فریق کے حق میں جت نہیں ہوتا۔
اس میں شریعہ پیدا ہو گیا، اور حد و شرع سے قائم ہو جاتے ہیں۔

اور سرخسی کا جو قول ہے کہ حد و قذف میں حکم پلٹا جا رہا ہے وہ ضعیف ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا حق غائب ہے، اس لئے مذہب حنفی میں اصح قول کے مطابق تمام حدود میں حکم جاری نہیں ہے (۱)۔

۱۶۔ جہاں تک قصاص کا تعلق ہے تو امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ اس میں تحکیم جاری نہیں ہے۔

خصاف نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے، اور یہی مذہب میں سچ ہے، اس لئے کہ حکیم صبح کے درجہ میں ہے اور انسان اپنے خون کا مالک نہیں کہ اس کو صبح کا محل بنائے۔

۱۔ حقوق پر قیاس کرتے ہوئے قصاص میں تکلیف کے جواز کی
جو رویت ہے، دور، دوریت، دونوں اعتبار سے ضعیف ہے، اس
لئے کہ قصاص میں اگرچہ انسان کا حق غالب ہے لیکن وہ خالص
انسان کا حق نہیں بلکہ بعض مسائل میں وہ خود... کے... (۲)۔

۱۔ جن صورتوں میں عاقلہ پر ویت واجب ہوتی ہے ان میں بھی حکم بتانا صحیح نہیں ہے، اس لئے کہ ہمیں کو عاقلہ پر کوئی ولایت حاصل نہیں ورنہ ن دونوں کے لئے تبا تفاق پر ویت کا حکم لگانا ممکن ہے، اس سے کہ یہ حکم شرع کے خلاف ہے، شریعت نے عاقلہ کو چھوڑ کر تبا تفاق پر ویت واجب نہیں فرمائی ہے، بلکہ یہ چند متعین مقامات اس سے مستثنیٰ ہیں، مثلاً وہ خود قتل خطا کا تر کر کے (۳) تحصیل کے لئے دیکھئے اصطلاح ”ویت“ اور ”عاقلہ“۔

ان چند متعینہ مقامات میں عظیم جہز مانند ہے۔

۱۸۔ حکم کو لعلان میں فیصلہ کی اجازت نہیں جیہ کہ برہنہ کی نے، کر
نیا ہے، اگرچہ وہن سیم نے اس میں توقف یہ ہے، و اس کی علت یہ
ہے کہ لعلان حد کے تمام مقام ہے (۳)۔

۱۱۔ پُرے گئے مقامات کے حدود میں تکلیف جاز و مانع
۱۲۔ (۳)۔

نیز حکم کو یہ اختیار نہیں ہے کہ قید کی سزا دے، البتہ صدر الشریعہ سے اس کا جواب مل سکتا ہے (۲)۔

۱۹- مالک کے نزدیک درج ذیل تیرہ مقامات کے علاوہ میں حکیم
جائز ہے:

رشد، رشد کی ضد، وصیت، جس (وقف)، غائب کا معاوضہ، نسب، لا، جد، شمس، مال، یتیم، طلاق، غلام کی آزادی، لعن۔
 من و میں تحمیل اس لئے جاریں ہے کہ یہ امور تشو و کے ساتھ
 خاص ہیں (۵)۔

۱۔ اس کا سبب یہ ہے کہ یہ امور یہ تو بے حقوق ہیں من سے
 اللہ تعالیٰ کا حق 'حقوق' ہے جیسے مد قبل، حقوق، یہ بے حقوق ہیں
 ہونے یقین کے حامل ہیں، جیسے سب، ملعون۔

کن امور میں تحکیم جازم ہے؟ ان کی حد متعین کرتے ہوئے
ابن عرفہ نے کہا ہے: خطاب روایت کے مطابق ان امور میں تحکیم جازم
ہے جن میں فریقین میں سے کسی ایک کے لئے اپنے حق کو چھوڑ دینا
مستحب ہو۔

(۱) بحر اوقیانوس ۲۶۷۷

(٢) مائة العدد ٣٦١ من المجلد ٨ / ٢٠٠٨

(٣) المراجعة، ٥/٥/٢٠١٠م الموافق ٢٢/٢/٢٠١١م.

(۳) بحر الرائق، ۱/ ۵۳۸، ۲/ ۴۸، المدخل، ۲/ ۴۳۲، ص ۴۰۷.

(٥) جامعة الدول العربية، القاهرة، ١٣٦١هـ، ١٤٣٣م، ص ٢٢

() ۱۶۶۲ء تا ۱۶۶۳ء کے صنایع

(۳) بحر المراثی، ۲۶/۱، منابع الصنائع، ۵، الفتاویٰ الہندیہ، ۳/۲۶۸۔

(۳) لکھنؤ، ۲۶/۱۲/۱۹۷۲ء

تحکیم ۲۰-۲۴

شرائط تحکیم:

تحکیم کے لئے رفق و مل شریعتیں:

۲۲- ایک نیک کام ہو اور حقوق میں سے کسی حق میں قصور مت ہو (۱)۔

اس شرط کا حصہ یہ تقاضا ہے کہ باہم فی امانت فریقین کا وجود ہو، اور ایک اور کی جانب اپنے حق کا غصب نہ ہو۔

۲۳- ب۔ دونوں فریق اس کا فیصلہ قبول کرنے پر راضی ہوں، البتہ جو قاضی کی طرف سے فیصلہ کے لئے متعین ہو اس پر اس کا راضی ہونا شرط نہیں، اس لئے کہ وہ قاضی کا نائب ہے۔

حنبیہ کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے کہ فریقین حکم بنانے سے پہلے راضی ہوں، بلکہ فیصلہ ہونے کے بعد بھی اگر دونوں فریق اس کے فیصلہ پر راضی ہو جائیں تو بھی جائز ہے۔

۲۴- ثنائیہ کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ حکم بنانے سے قبل راضی ہوں (۲)۔

۲۴- ج۔ یہ بھی شرط ہے کہ فریقین اور حکم معاملہ تحکیم کے قبول کرنے پر متفق ہوں، اور اجمالی طور پر یہ دونوں اتفاق ہی رکن تحکیم بنتے ہیں، اور یہ دو اظہار ہیں جو تحکیم پر دلالت کریں، ساتھ ہی یہ شرط قبول کرنا پڑتا ہے۔

یہ رکن کبھی سرایت ظاہر ہوتا ہے جیسے فریقین یہ نہیں کہ ہم نے آپ کو اپنے درمیان حکم بنایا یا حکم ان دونوں سے ہے کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کر رہا ہوں، اور دونوں سے قبول کر لیں۔

کبھی اس رکن تحکیم کا اظہار دلالت ہوتا ہے، جیسے فریقین نے درمیان کسی شخص پر اتفاق کر لیں، اور اس پر اتفاق کیا ہے اسے اس کی

عمر وغیرہ نے یہ یہ ہے کہ تحکیم صرف اموال میں جاری ہے اور اس میں صحیح ہے جو اموال کے معنی میں ہوں (۱)۔

۲۰- ثنائیہ کے نزدیک حد وہ لفظ ہے جس میں تحکیم جاری نہیں، اس لئے کہ اس میں صرف نائب متعین نہیں ہوتا، اور یہی اس کا صحیح مذہب ہے، اور حد وہ لفظ ہے جس میں فریقین کی تہی کو حکم بنانا، یہ علی الاطلاق جائز ہے شرط یہ ہے کہ اس آدمی میں قضا کی اہلیت ہو، اور ایک قول عدم جواز کا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ اس وقت حکم بنانا جائز ہے جبکہ شہر میں قاضی نہ ہو۔

اور ایک قول یہ ہے کہ تحکیم اموال کے ساتھ خاص ہے، قصاص، نکاح وغیرہ میں، رست نہیں (۲)۔

۲۱- کن صورتوں میں حکم بنانا جائز ہے؟ اس میں حنابلہ کا اختلاف ہے۔

۱۔ امام احمد کا ظہر کلام یہ ہے کہ جن خصوصیات و نزاعات کو قاضی کے سامنے پیش کیا جاسکتا ہے ان تمام میں تحکیم جائز ہے جیسا کہ ابو الخطاب نے کہا، اس میں مال، قصاص، حد، نکاح، طلاق وغیرہ سب شامل ہیں، نیز قاضی کے موجود ہونے کی صورت میں بھی تحکیم جائز ہے، اس لئے کہ حکم قاضی کے مانند ہے، ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔ قاضی ابو یعلیٰ صرف اموال میں جو تحکیم کے فائل ہیں، لہذا نکاح، قصاص، حد میں تحکیم جاری نہیں، اس لئے کہ یہ امور حقیقہ پر مبنی ہیں، فیصلہ کے لئے ان میں تسامح پیش یا جانا ضروری ہے (۳)۔

(۱) تہذیب نظام ۲۴، شرح الکبیر ۳۶۸۔

(۲) رد المحتار ۱۲۱/۱، نہایۃ المحتاج ۲۳۰/۸، مغنی المحتاج ۳۷۸/۳۔

(۳) الکافی لاسننہ ۳۳۶، المعنی ۱۱۰/۱، مطالب العالی ۱۱۱/۱۔

(۱) مجلۃ الاحکام فقہیہ دفعہ ۱۸۷، جامعۃ الدار ۳۳۶۔

(۲) البحر الرائق ۲۵۷، فتح القدیر ۵۰۳/۵، مجلۃ الاحکام الفقہیہ ۸۵۔

تکلیف ۲۵-۲۶

کیل، دل سب، کیل، مانی کی بیع کو جائز قرار دے (توضیح درست ہوتی ہے)۔

لہذا تکلیف کو کسی شرط پر مطلق کرنا، جیسے فریقین کی غلام سے نہیں کہ سب تو آزاد ہو تو تم ہمارے درمیان فیصلہ کر دینا اور تکلیف کی نسبت وقت کی طرف کرنا، جیسے فریقین کسی شخص سے کہیں کہ ہم نے تجھے کل آندہ حکم بنایا، یا یہ نہیں کہ صید کے پہلے دن میں تجھے حکم بنادیا، امام ابو یوسف کے قول کے مطابق یہ تمام صورتیں جائز نہیں اور امام محمد کا اس میں اختلاف ہے، لیکن فتویٰ پختہ قوں پر ہے (۱)۔

۲۵۔ فریقین کے لئے ایک حکم پر اتفاق کرنا جائز نہیں جو حکم بنا دے جانے کا اہل ہے۔ جو اگر غیر مسلم نے مسلمانوں کے درمیان فیصلہ کر دیا، اور انہوں نے اسے جائز رکھا تو بھی جائز نہیں ہوگا، جیسے کہ اسے ابتداً حکم بنانا جائز نہیں ہے (۲)۔

۲۶۔ تکلیف پر اتفاق کے لئے گواہوں کا ہونا ضروری نہیں کہ وہ گواہی دیں کہ فریقین نے فلاں شخص کو حکم بنایا ہے۔

لہذا انکار کے اندیشہ کی وجہ سے گواہ بنالیا مناسب ہے، اور اس کا مکمل فائدہ ہے، اس لئے کہ اگر فریقین نے کسی کو حکم بنایا، اور اس نے ان کے درمیان فیصلہ کر دیا، پھر ان میں سے اس شخص نے جس کے خلاف فیصلہ ہوا یہ کہا کہ میں نے اسے حکم میں بنایا تھا، تو حکم کا قیوں کہ اس نے اسے حکم بنایا تھا غیر بینہ کے قبول نہ ہوگا (۳)۔

۱۔ نہ دیں، لیکن جھگڑے کو لے کر اس کے پاس جلتے جائیں، اور وہ ان کے درمیان فیصلہ کر دے، تو جائز ہے۔
۲۔ اگر حکم تکلیف کو قبول نہ کرے تو اگر سر نو حکم بنائے بغیر اس کا فیصلہ کرنا جائز نہ ہوگا (۱)۔

۳۔ فریقین کے لئے یہ بھی درست ہے کہ تکلیف کو کسی شرط کے ساتھ مقید کر دیں چنانچہ فریقین نے اگر کسی کو اس شرط پر حکم بنایا کہ وہ حج کی یا اسی شخص میں اس کے درمیان فیصلہ کر دے تو حکم کے لئے یہ شرط لازم ہوگی، اگر سر سے حکم بنایا، اور شرط طائفا کی کہ ملاں سے فتویٰ حاصل کر کے اس فتویٰ کے مطابق اس کے درمیان فیصلہ کر دے تو یہ بھی جائز ہے۔

۴۔ اگر فریقین نے، دشمنوں کو حکم بنایا، پھر ان میں سے ایک حکم نے فیصلہ کر دیا تو یہ جائز نہیں، بلکہ جو فیصلہ ہو رہا ہے اس پر اس دنوں کا اتفاق ضروری ہے۔ اگر انوں میں اختلاف ہو تو فیصلہ جائز نہ ہوگا (۲)۔

۵۔ طرح اگر فریقین میں متعین شخص کو حکم بنائے یا اتفاق کر لیں تو وہ حکم کسی دوسرے شخص کو حکم نہیں بناسکتا، اس لئے کہ فریقین کسی دوسرے کے حکم ہونے پر راضی نہیں ہوتے ہیں۔ اگر سر اس حکم کے کسی دوسرے کو حکم بنادیا، اور دوسرے نے فریقین کی رضامندی کے بغیر فیصلہ کر دیا، اور پہلے حکم سے اس فیصلہ کو جائز قرار دے، یا تو بھی جائز نہیں، اس سے کہ ابتداً اس کا اجارت نہ پہنچ نہیں ہے، تو ابتداء بھی پہنچ نہیں ہوگا، بلکہ فیصلہ کے حد فریقین کا اجارت نہ پہنچ نہ رہی ہے۔ اور یک قول یہ ہے کہ مناسب یہ ہے کہ یہ صورت جائز ہو، جیسے

(۱) حاشیہ المجلد ۱ ص ۴۰۷، حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۸/۵۔

(۲) البحر الرائق ص ۲۶۸، المبدیہ اور اس کی شروح ص ۵۰۲، الفتاویٰ المندیہ ص ۵۶۸، حاشیہ ابن ماجہ ص ۳۱/۵، حاشیہ المجلد ۱ ص ۴۰۸، مفتی کراچی ص ۹۲۳، فتح البواب ص ۲۰۸۔

(۱) البحر الرائق ص ۲۹، فتح القدیر ص ۵۰۲، الفتاویٰ المندیہ ص ۳۷۳، جامع المروزی ص ۲۳۱، حاشیہ المجلد ۱ ص ۴۰۸، حاشیہ ابن ماجہ ص ۳۱/۵۔

(۲) الفتاویٰ المندیہ ص ۲۶۸، فتح القدیر ص ۵۰۲، البحر الرائق ص ۲۳۲، حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۸/۵۔

(۳) المروزی ص ۳۳، المبدیہ ص ۳۵۵، مطالب ولی ص ۲۶۶، کشف الاستیعاب ص ۳۰۳۔

تَحْکِیْم ۲۷-۳۱

۲۷- فیصد ہو جانے تک حکم بناے جانے پر اتفاق کا باقی رہنا ضروری ہے، یونکہ فیصد ہونے سے قبل فریقین میں سے کوئی تحکیم سے رجوع کر لے تو تحکیم خود ہو جائے گی جس کا بیان غلط ہے۔

۲۸- حکم نے فریقین میں سے کسی سے ہذا کوٹنے میرے سامنے قرار کیا ہے، یا اس سلسلہ میں تیرے خلاف میرے سامنے بینہ قائم ہو گیا ہے، اس لئے میں نے تیرے ذمہ یہ لازم کر دیا۔ یا یہ فیصلہ کر دیا، اس پر جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے اس نے قرابینہ کا انکار کر دیا اس کے قوں کا متبر نہیں ہو جائے گا۔ فیصلہ مانڈ ہوگا اس لئے کہ حکم کی ولایت قائم ہو جو ہے، اور اس حالت میں وہ قاضی کے مانند ہے۔

البدینہ فریق اگر اسے معزول کر دے اور پھر یہ بات کہے، تو حکم کے قوں یا فیصد کا متبر نہ ہوگا جیسے قاضی کے معزول ہو جانے کے بعد اس کے لئے ہوئے فیصد کا متبر نہیں ہوتا ہے (۱)۔

۲۸- فیصد پر کوہ ناما تحت تحکیم کے لئے شرط نہیں ہے، بلکہ انکار کے وقت حکم کا قول معتبر ہونے کے لئے شرط ہے، اور اس کے لئے مجلس حکم میں ہی کوہ ناما ضروری ہے (۲)۔

فیصد کا طریقہ:

۲۹- کسی چیز کا طریقہ وہ کہلاتا ہے جو اس چیز تک پہنچاے، جو وہ فیصلہ ہو یا کچھ اور (۳)۔

چنانچہ فیصلہ کا طریقہ وہ ہے جس کے ذریعہ حق جوڑاں و خصوصیت کا موضوع ہے، ثابت ہو۔

۳۰- یہ یا تو بینہ کے ذریعہ ہوتا ہے، یا تدار کے ذریعہ، یا حلف

(۱) فتح القدیر ۵/۵۰۱، ۵۰۲، الفتاویٰ الہندیہ ۳/۲۶۹، جامع الزمور ۴/۲۳۲،

۱۳۵۶/۲۱، ۲۳، الفتاویٰ الہندیہ ۳/۱۶۷۔

۳ شرح الغنائہ ۵/۵۰۳۔

۳ کشاف القناع ۱۶/۳۳۳۔

اس نے سے تدار کے ذریعہ ہوتا ہے۔

اس میں حکم اور قاضی کا فیصلہ ہوتا ہے۔

چنانچہ اگر فیصلہ ہی بنایا، پر ہوتا، وہ شریعت کے موافق و رحمت ہے، ورنہ باطل ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حکم اپنے علم کی بنیاد پر فیصد نہیں کرے گا۔
۳۰- حکم کی تحریر قاضی کے نام یا قاضی کی تحریر حکم کے نام جاز نہیں۔ (۱) یہ فریقین اس پر راضی ہوں، مابعدہ کا اس میں اختلاف ہے، وہ اس کے جاز و مانڈ ہونے کے قابل ہیں (۲)۔

تَحْکِیْم سے رجوع:

۳۰- چونکہ حکم بنا جاز ہے، اس لئے اس سے رجوع کا حق بھی ہے، لیکن یہ حق ملایطاف میں ہے۔

۳۱- چنانچہ حنیفہ اور مالکیہ میں سے قوں کا مذہب یہ ہے کہ فیصد ہونے سے پہلے فریقین میں سے ہر ایک کو تحکیم سے رجوع کرنے کا حق ہے، جس میں فریقین کا تعلق ہونا بھی ضروری نہیں۔

چنانچہ فریقین میں سے کسی نے رجوع کر دیا تو اس سے حکم معزول ہو جائے گا۔

لیکن فیصلہ ہو جانے کے بعد کسی کو تحکیم سے رجوع کرنے کا حکم کو معزول کرنے کا حق باقی نہیں رہتا، و فیصد ہو جانے کے بعد فریقین میں سے کسی نے اگر رجوع کر دیا تو فیصد باطل نہیں ہوگا، اس لئے کہ فیصلہ کے وقت حکم کو ولایت شرعیہ حاصل تھی، جیسے کہ قاضی فیصلہ کر دے، پھر فیصلہ کے بعد بادشاہ اسے معزول کر دے (تو فیصد باطل نہیں ہوتا)۔

اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ اگر وہ شخصوں نے متعدد دعوے

(۱) البحر المحقق ۷/۲۵۷، ۲۷۷، الفتاویٰ الہندیہ ۳/۵۰۳، فتح القدیر ۵/۵۰۳،

حاشیہ ابن ماجہ ۵/۳۳۱، المغنی ۱۰/۱۹۱۔

تکلیف ۳۲-۳۵

میں فیصلہ کے لئے کسی کو حکم بنا دیا۔ اور اس نے ان دعویٰ میں سے بعض میں کسی ایک کے خلاف فیصلہ کر دیا، اس کے بعد جس کے خلاف فیصلہ ہوا اس نے اس حکم کو تسلیم کرنے سے رجوع کر یا نہ کیا فیصلہ تو نافذ رہے گا، البتہ باقی دعویٰ میں حکم کو فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ اور اگر وہ فیصلہ رد سے تو نافذ نہیں ہوگا۔

اور اگر حکم نے فریقین میں سے کسی سے بیکار تیرے خلاف جس حق کا دعویٰ کیا ہے اس کے صحیح ہونے پر میرے پاس حجت تمام ہو چکی ہے۔ تانسیتے ہی اس فریق نے حکم کو معزول کر یا پھر اس کے بعد حکم نے اس کے خلاف فیصلہ کیا تو اس کا فیصلہ اس پر نافذ نہ ہوگا (۱)۔

۳۲- مالک کے نزدیک فیصلہ ہونے تک فریقین کی رضا کا باقی رہنا شرط نہیں ہے، بلکہ فریقین کے پاس بینہ قائم کر یا پھر کسی فریق کا ارادہ ہو کہ فیصلہ سے پہلے ہی تکلیف سے رجوع کر لے تو بھی حکم پر فیصلہ کرنا متعین ہوگا اور اس کا فیصلہ جاری ہوگا۔

اور اصل کتبہ میں کہ حکم کے سامنے خصومت شروع کرنے سے پہلے پہلے فریقین میں سے ہر ایک کو رجوع کر لے کا حق ہے، اور اگر خصومت شروع کر لی تو اگر تک اس پر تمام رہنا ان کے لئے لازم بتعین ہے۔

اس لکھا شد کہتے ہیں کہ خصومت شروع کرے سے پہلے بھی فریقین میں سے کسی کو رجوع کا حق نہیں ہے (۲)۔

۳۳- مافیہ کے نزدیک فیصلہ ہونے سے پہلے رجوع جائز ہے، اگرچہ بینہ قائم ہو جائے کے بعد ہو۔ یہی اصل مذہب ہے، ایک قول

اس کے عدم ہوا کا ہے اور فیصلہ ہو جانے کے بعد اس پر فریقین کا رضی ہوا شرط نہیں، جیسے کہ پیشہ طاقی کے فیصلہ میں نہیں ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ فریقین کی رضامندی شرط ہے، اس سے کہ اس کی رضامندی تکلیف میں معتبر ہے تو فیصلہ کے لازم ہونے میں بھی معتبر ہونی پسین قول اول ہی ظہر ہے (۱)۔

۳۴- کتابہ کے نزدیک فیصلہ شروع کرنے سے پہلے پہلے فریقین میں سے ہر ایک کو تکلیف سے رجوع کرنے کا حق ہے۔

اور فیصلہ شروع کرنے کے بعد اور پورا ہونے سے پہلے رجوع کرنے میں داخل ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ اس کو رجوع کا حق ہے، یہ تک فیصلہ پورا ہونے سے پہلے ایسا ہی ہے جیسے شروع ہی نہ کیا ہو۔

اور قول یہ ہے کہ اس کے لئے رجوع صحیح نہیں ہوگا، یہ تک اس صورت میں یہ لازم آئے گا کہ فریقین میں سے کوئی حکم کی جانب سے اپنے خلاف کوئی بات دیکھے تو وہ رجوع کر لے گا اور تکلیف کا مقصد ہی باطل ہو جائے گا، چنانچہ اگر فیصلہ ہو گیا تو وہ نافذ ہوگا (۲)۔

حکم بنانے کا اثر:

۳۵- تکلیف کے اثر سے مراد اس پر مرتب ہونے والے نتائج ہیں۔

اور یہ اثر حکم کے لازم اور اس کے نافذ ہونے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ فیصلہ سے پہلے تکلیف کے ٹوٹنے کے امکان کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

(۱) مکررات ۲۱/۲، فتح القدیر ۵/۵۰۰، الفتاویٰ المجددہ ۳/۲۶۸، تجرۃ

۳۳/۴

(۲) تجرۃ ۳۳/۴

(۱) روحۃ المسکین ۱۱/۲۲، مفتی کماج ۲/۹۷، نہیہ الکماج ۱۸/۲۳

(۲) الکافی ۳۶۳/۳، مفتی ۱۰/۱۹۰، مطالب ابلی ۱/۱۶۷، کشف

الفتاویٰ ۳/۳۰۳

ول: فیصلہ کا لزوم اور اس کا نفاذ:

۳۶- جب حکم اپنا فیصلہ کر دے تو وہ فیصلہ دونوں ججکے لئے فریق کے لئے لازم ہو جائے گا۔ اس کا نفاذ فریقین کی رضا پر متوقف نہیں رہے گا، فقہاء نے اسی کو اختیار کیا ہے اور اس صورت میں حکم کا فیصلہ قاضی کے فیصلہ کے مانند ہوگا۔

حکم کے لئے اپنے فیصلہ سے رجوع کرنا جائز نہیں، اگر اس نے اپنے فیصلہ سے رجوع کر لیا اور دوسرے کے حق میں فیصلہ کر دیا تو اس کا فیصلہ صحیح نہ ہوگا اس لئے کہ پہلے فیصلہ سے تحکیم مکمل ہو چکی ہے، لہذا دوسرے فیصلہ باطل ہوگا (۱)۔

۳۷- البتہ حکم کا جو فیصلہ لازم ہے، دوسرے فریقین کے حق میں ہے، ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کے حق میں لازم نہیں ہے، یہ نکتہ فریقین نے اس بات پر اتفاق کر لیا ہے کہ حکم ان کے مابین نہ اس خصوصیت میں فیصلہ کرے گا اور جب اتفاق کر لیا تو حکم کو ولایت شرعیہ حاصل ہے، لہذا یہ فیصلہ فریقین کے حق سے متعلق ہوگا اور فریقین میں سے کسی کو اپنے علاوہ دوسروں پر کوئی ولایت حاصل نہیں، اس لئے حکم کے فیصلہ کا کوئی اثر فریقین کے علاوہ نہیں پڑے گا (۲)۔

۳۸- اس اصول کے مطابق اگر فریقین نے کسی کوئی کے عیب کے سلسلہ میں حکم بنایا اور حکم نے جج کو اس کے فیصلہ کرنا یا دوبارہ کو حق نہ ہوگا کہ وہ اس جج کو اپنے جج کو اس کے عیب کے بارے میں اطلاع دے اور دوسرے جج کو اس جج کے حکم بنانے پر راضی ہو جائیں، تو یہی صورت میں بات نافذ ہونے کی کوئی وجہ نہیں رہتا ہے۔

اس طرح اگر کسی نے دوسرے کوئی کے عیب کے بارے میں حکم بنایا اور اس میں ان کے درمیان نزاع ہوئی، پھر مدعی نے دعویٰ کیا کہ فلاں شخص جو غائب ہے وہ اس شخص کی جانب سے میرے لئے ایک مزارعہ کا ٹیکس بنایا تھا، اور اس شخص نے اس مزارعہ میں اپنے مابین کسی کو حکم بنایا، حالانکہ ٹیکس غائب ہے اور مدعی نے اس کو کفالت پر مبنی حکم کر دیا اور حکم نے اس میں اپنا مال اور کفالت کا فیصلہ کر دیا تو یہ فیصلہ قرض دینے والے کے لئے دونوں کے حق میں درست ہوگا لیکن کفالت کے متعلق "ٹیکس" کے خلاف فیصلہ صحیح نہ ہوگا۔

اگر ٹیکس موقوفہ ہو اور موقوفہ (جس کی کفالت کی گئی ہے) غائب ہو، تو قرض دینے والا اور ٹیکس دونوں راضی ہو جائیں، اور حکم مذکور بالا فیصلہ کرے تو فیصلہ جائز ہوگا، لیکن صرف ٹیکس کے حق میں نافذ ہوگا، موقوفہ کے حق میں نافذ نہ ہوگا (۱)۔

اس اصل سے صرف ایک مسئلہ مستثنیٰ ہے جس کی صراحت حنفیہ نے کی ہے، "دیہ" کہ اگر دھڑکیوں میں سے ایک اور اس کے قرض خواہ نے کسی کو حکم بنایا اور اس نے ان کے درمیان فیصلہ کر دیا اور اس مشترک میں سے کچھ مال شریک کے ذمہ لازم کر دیا تو یہ فیصلہ نافذ ہوگا، اور غائب شریک تک جائے گا، اس لئے کہ اس کا فیصلہ شریک غائب کے حق میں صحیح کے درجہ میں ہے اور صحیح تاہم کارٹ طریقہ ہے تو دونوں شریکوں میں سے ہر ایک صحیح اور اس تیر پر راضی ہے جو صحیح ہی کے درجہ کی ہو (۲)۔

باقاؤں میں یہ کہے کہ تاہم ان کے درمیان یہ عرف ہے کہ اس میں اگر ایک شریک کسی کو حکم بنانا ہے تو کوئی تمام شریکوں سے حکم بناتا ہے، اس لئے فیصلہ اس تمام شریکوں کے حق میں نافذ ہوگا۔

(۱) البحر الرائق ۷/۳۷۷، الفتاویٰ الہدیہ ۳/۲۷۱۔

(۲) البحر الرائق ۷/۲۶۷، المسماج ۳/۷۹۳، المسماج الوہاب ۳/۵۸۹، نہلیہ

الکناج ۸/۲۳۱، الکافی لابن قدامہ ۳/۳۶۳، کتاب التنازع ۱/۳۰۳۔

(۱) فتح القدیر ۵/۹۹۹، حاشیہ ابن عابدین ۵/۲۴۱، البحر الرائق ۷/۲۸۔

(۲) البحر الرائق ۷/۲۸۸، الدر المختار ۵/۲۲۹۔

تکیم ۳۹-۴۰

دوم: فیصلہ توڑنا:

۳۹- بعض مرتبہ فریقین فیصلہ پر رضی ہو کر سے مانڈ کر لیتے ہیں اور کبھی کوئی فریق کسی مصیحت کے پیش نظر وراثت میں اس فیصلہ کے خلاف چل رہا ہے۔

ثانیہ: حنا بد کے نزدیک تاقضی کے یہاں حکم کے فیصلہ کو پیش کیا جائے تو وہ اس فیصلہ کو نہیں توڑے گا البتہ اگر ایسی بنیادیں ہوں جن کی وجہ سے دوسرے تاقضیوں کے بھی فیصلے ٹوٹ جاتے ہیں تو وہ حکم کا فیصلہ بھی توڑ دے گا (۱)۔

حنفیہ کے نزدیک حکم کا فیصلہ جب تاقضی کے سامنے جائے تو وہ اس میں غور کرے گا۔ اگر وہ فیصلہ اپنے مذہب کے موافق ہو تو اسے ہی اختیار کر کے اس کو مانڈ کر دے گا۔ اس لئے کہ اسے توڑ کر دوبارہ فیصلہ کرنا حاصل ہے۔

اس نفاذ کا نام یہ ہوگا کہ اگر یہ فیصلہ کسی ایک تاقضی کے یہاں پیش کیا گیا جس کی رائے اس کے برخلاف ہو تو اسے توڑنے کا اختیار نہ ہوگا، اس لئے کہ اس کو مانڈ کر دینا ایسا ہی ہے جیسے یہ فیصلہ ابتدا ہی سے کیا ہو۔ اگر وہ فیصلہ اس تاقضی کے مذہب کے خلاف ہو تو وہ سے باطل کر دے گا۔ یہ لازم کر دے گا کہ اس کے مطابق عمل نہ کیا جائے، اگرچہ وہ امر متحبہ کے درمیان مختلف فیہ ہو، لیکن فیصلہ باطل کرنا لازم نہیں، بلکہ جائز ہے، اگر تاقضی چاہے تو باطل کر دے، اور اگر چاہے تو سے مانڈ کر دے (۲)۔

(۱) رد المحتار ج ۲، ۲۳، منی المحتاج ج ۲، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷،

تکھیم ۴۱، تحلل ۱

حکم کا معزول ہونا:

۴۱- ورنہ ذیل سبب میں سے کسی بھی سبب کے پائے جانے سے
حکم معزول ہو جاتا ہے:

الف- معزول نہ رہا: فیصلہ سے پہلے فریقین میں سے ایک
کے حکم کو معزول کرنے کا اختیار ہے، البتہ اگر قاضی نے حکم کے
ساتھ اتفاق کر لیا ہو تو فریقین کو، سے معزول کرنے کا حق نہ رہے گا،
اس سے کہ اس صورت میں قاضی نے، سے اپنا ماب نہ لیا ہے۔

ب- فیصلہ ہونے سے پہلے تکھیم کا متعین وقت ختم ہو جائے۔

ج- حکم تکھیم کا اہل ہی نہ رہے۔

د- فیصلہ مکمل ہو جائے۔

تحلل

تعریف:

۱- تحلل حلی سے ثلاثی مزید کا مصدر ہے۔

» رفقہ میں "حلی" کے پہلی معنی کسی چیز کو کھولنے، رُکرو
کھولنے کے ہیں، اور ثانی فعل کے، ریویدت وہ عمل ہے جس سے
حرمت ختم ہو جائے، » ریویدت فعل مجمل کے تکرار سے مختلف ہوتا ہے،
چنانچہ اگر حرام سے حلال ہونا ہو تو اس کے سے شریعت کے متعین
کر، دطریقہ سے علت ہوگی، » در شریعت (قسم) سے حلال ہونا ہو تو
اس کام کو پورا کر دینے یا اس کی شرط کے مطابق کفارہ ایسے سے ہوگا،
اور سارے سے حلال ہونا ہو تو سلام کے ریوید ہوگا، جس کی تفسیر "نہ ز"
کے باب میں ہے۔

شرعاً بھی یہ لفظ اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے (ک)

اجمانی حکم اور بحث کے مقامات:

احرام سے حلال ہونا:

اس سے "احرام" سے نکلتا ہے۔

جو نہ نحریم پر حرام ہیں ان کے حلال ہونے کی دو قسمیں ہیں:



(۱) لسان العرب، الصحاح، المعجم فی ترتیب العربیۃ،
"سطل"، ج ۱، الصحاح ۲/۷۷، حاشیہ الدہلی ۳/۶۸، معنی لاس
قدامہ ۸/۶۸۳۔

حدیث ۵۹۲، مواہب، الجلیل ۱/۱۱۳، الصحاح و الجلیل ۱/۱۱۳، تہذیب
۵/۲۳۳۔

تحلل ۲

غ۔ تحلل صفر، جسے تحلل اول بھی کہتے ہیں:

۲۔ ثانیہ: درحسابہ کے نزدیک تحلل اول تین امور میں سے دو کو پورا کر لینے سے ہوتا ہے: ۱۔ وہ دو تین امور جہرہ عقبہ کی رمی بخروج اور طلق یا تقصیر ہیں۔ اس تحلل سے لئے ہوئے کپڑے پہنا اور اگر تمام اشیاء حلال ہو جاتی ہیں، ست عورتیں باجماعت منوط رہتی ہیں۔ اور بعض کے نزدیک خوشبو اور مالکہ کے نزدیک شکار بھی منوط رہتا ہے (۱)۔
حنفیہ کے نزدیک تحلل صفر رمی جمار، طلق یا تقصیر سے ہو جاتا ہے، اور ان امور کو انجام دینے کے بعد محرم کے لئے تمام چیزیں حلال ہو جاتی ہیں، والدہ عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

در حنفیہ کی بعض کتابوں میں خوشبو اور شکار کا جو استثناء ہے وہ ضعیف ہے۔

یہ متمتع اور قارن اگر قربانی پر قادر ہوں تو ان پر واجب ہے کہ رمی اور حلق کے درمیان قربانی کریں، یہ تک حنفیہ کے نزدیک ان افعال حج میں ترتیب واجب ہے (۲)۔

اس اختلاف کا مدار حضرت عائشہ کی حدیث ہے: "و فرماتی ہیں: "کت اطلب النبی منکے قبل ان یحرم، ویوم النحر قبل ان یطوف بالبيت بطیب لہ مسک" (۳) (میں نبی ﷺ کو خوشبو لگاتی تھی آپ ﷺ کے حرام باندھنے سے پہلے، اور یوم نحر میں بیت اللہ کے طواف سے پہلے اور اس خوشبو میں مشک ہوتی تھی)۔

(۱) الدر المنثور ۵/۵۳۳ نہایت المحتاج ۲/۲۹۹، روح المعانی ۳/۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹

تحلل ۳-۴

ب۔ تحلل کبر، جسے تحلل دوم بھی کہا جاتا ہے:

۳- یہ وہ تحلل ہے جس سے بغیر کسی استثناء کے وہ تمام چیزیں حلال ہو جاتی ہیں جو حیات احرام میں حرام تھیں اور خفیہ اور مالایہ کے مرد و یکہ وہ وقت جس میں تحلل کبر کے افعال صحیح ہوتے ہیں، وہ یوم نحر میں طواف فجر سے شروع ہوتا ہے اور ان کے نزدیک یہ فعل طواف افاضہ سے حاصل ہو جاتا ہے۔ البتہ بائناق خفیہ مالایہ طلق یا تقصیر شرط ہے۔ مگر طواف افاضہ کرے اور طلق نہ کرے تو خفیہ اور مالایہ کے نزدیک حلق کرانے تک وہ حلال نہ ہوگا۔

مالکیہ مزید کہتے ہیں کہ طواف سے پہلے سعی بھی ضروری ہے، سعی کرنے سے پہلے وہ حلال نہ ہوگا، اس لئے کہ مالکیہ کے نزدیک سعی رکن ہے اور منہیہ کہتے ہیں کہ حلال ہونے میں سعی کو کوئی دخل نہیں ہے، اس سے کہ وہ مستحق واجب ہے۔ اور تحلل کبر کے وقت کی نیت مالکیہ و حنفیہ میں سے ہر دو کے نزدیک حلال ہونے کے اپنے طریقہ کے متعارف سے طواف ہی ہے اور وہ فوت نہیں ہوتا ہے (۱)۔

شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک تحلل کبر کا وقت جس تاریخ کی نصف شب سے شروع ہو جاتا ہے، اور ان دونوں کے نزدیک تحلل کبر تحلل کے مذکورہ افعال کو مکمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے، اور یہ افعال تین ہیں اس قول کی رو سے کہ حلق افعال حج میں سے ہے، اور ایک غیر مشہور قول یہ ہے کہ حلق افعال حج میں داخل نہیں، اس قول کے خلاف سے افعال تحلل دو ہیں: اگر تحلل کبر طواف یا طلق یا سعی پر موقوف ہے تو شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک تحلل کبر کا آخری وقت وہ ہوگا جس سے وہ حلال ہو جائے۔

اور رومی کا وقت یوم تشریق کے آخری دن کے غروب شمس کے

ساتھ موقت ہے۔ چنانچہ سب تحلل رومی پر موقوف ہو اور یوم تشریق تمام ہو جانے تک بھی رومی نہ رہے تو رومی کا وقت بالکل فوت ہو جائے گا۔ حنابلہ کے نزدیک صرف وقت کے فوت ہونے ہی سے وہ حلال ہو جائے گا، اور چاہے اس کے بدلہ اس پر نذر یہ لازم ہوگا شافعیہ کا بھی ایسا قول یہی ہے۔ لیکن اس کے بعد ایک سچ تو یہ ہے کہ رومی کا وقت فوت ہو جانے کے بعد تحلل کا حکم کفارہ ادا کرنے کی طرف منتقل ہو جائے گا، لہذا وہ حلال نہیں ہوگا جب تک کہ کفارہ ادا نہ کر دے (۱)۔

تحلل کبر تین افعال کو مکمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے جو یہ ہیں: جمرہ عقبہ کی رومی حلق اور طواف افاضہ جس سے پہلے سعی کر لی گئی ہو، طواف افاضہ پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے، اور طواف افاضہ سے وہ تمام چیزیں باجماع حلال ہو جاتی ہیں جو حیات احرام میں حرام تھیں (۲)۔

عمرہ کے احرام سے حلال ہونا:

۴- جمہور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ عمرہ میں محرم ادا کی عمرہ کے بعد صرف ایک ہی مرتبہ میں حلال ہو جاتا ہے اور اس کے لئے وہ تمام چیزیں مباح ہو جاتی ہیں جو حیات احرام میں حرام تھیں، نہ مذہب کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ حلت طلق یا تقصیر سے حاصل ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل اصطلاح "عمرہ" میں ہے (۳)۔

(۱) المجموع شرح المہذب ۸/۱۷۲، ۷۲، نہایۃ المحتاج ۳/۴۹۹، ۳۰۰، شرح المصباح مع حاشیہ کلیوی ۲/۱۱۹، ۱۲۰، مجمع معضی المصباح معنی لاس قدامہ ۳۸/۳۲۲، طبع مکتبۃ الریاض المدینۃ، مطاببات اولیٰ ۲۷/۲۷ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۲) ماہذیراجع۔

(۳) رد المحتار ۳/۱۷۷ اور اس کے بعد کے صفحات، جامعہ الحدوی علی شرح الرمال ۸/۸۳، روح المعانی ۳/۱۰۲، مطالب ولی ۲/۴۴، معنی

(۱) شرح فتح القدیر ۲/۱۸۳، طبع دار الفکر، جامعہ الحدوی علی المشرح الکبیر ۱/۱۶۲، طبع عیسیٰ الخلیفی مصر، جامعہ الحدوی ۲/۷۹، طبع دار المعرف

تَحْلِل ۵، تَحْلِي

بیمین (قسم) سے حلال ہونا:

۵۔ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ بیمین منقذہ جو کسی کام کے کرنے یا کسی کام سے رکنے کو لازم کرتی ہے وہ اس عمل سے تم ہو جاتی ہے جس سے آدمی حادث ہو جاتا ہے، اور اس سے مراد جس بات پر قسم کھائی گئی ہے اس کے خلاف کرنا ہے یعنی اس کام کو بر یا حائے جس کے نہ کرنے کی قسم کھائی ہو یا اس کام کو چھوڑ، یا حائے جس کے نہ کرنے کی قسم کھائی ہو، اور جس کام کے کرنے کی قسم کھائی ہو اس میں اتنی تاخیر ہو جائے کہ اس کام کا کرنا ممکن نہ رہے تو قسم کھائے گا حادث ہو جاتا ہے اور یہ مطلقاً نہ کرنے کی قسم میں ہوتا ہے، جیسے کوئی قسم کھائے کہ تم اس رہتی کو صبر کرو، ورنہ دو گے، اور اسے کوئی نہ کرے، کھالے یا جس وقت اس کام کے نہ کرنے کی قسم کھائی تھی، وہ وقت ہی نکل جائے اور یہ اس صورت میں ہوتا ہے جب متعین زمانہ میں کوئی کام نہ کرنے کی قسم کھائی ہو، جیسے کوئی کہے: اللہ کی قسم میں آج یہ کام نہ کر کروں گا، تو اگر وہ دن نہ نہر جائے، مر وہ یہ کام نہ کرنے تو حرمی حادث ہو جائے گا۔ اور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہاں میں، ایسی کفارہ کی چار صورتیں ہیں جن کا بیان قرآن کریم کی اس آیت میں ہے: "لَا يُؤْخَذُكُمْ اللَّهُ بِالَّذِينَ لَفْتُمْ عَلَيْهِمْ شُرُكًا مِنْ بَيْنِ يَدَيْكُمْ وَلَوْ نَحْنُ لَعَذَّبْنَا الْفَاسِقِينَ" (۱) (اللہ تم سے تمہاری بے معنی قسموں پر مہذب نہیں رہتا، میں نے قسموں کو تم مضبوط کر چکے ہو ان پر تم سے مواخذہ کرتا ہے، سوال کا کفارہ دس مسکینوں کو، اوسط درجے کا کھانا ہے جو تم اپنے گھر، لوگوں کو یا رتے ہو

یا نہیں پڑے، یا یا غلام آزاد کرنا، لیکن جس کو اتنا مقدور نہ ہو تو اس کے لئے تین، یا اس کے روزے ہیں، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جبکہ تم حلف اسی چکے ہو)۔

جمہور فقہاء، یہ کہتے ہیں کہ قسم کھانے والا حادث ہو جائے تو اول اللہ کر تین تین دن میں اسے اختیار ہے یعنی روزہ رکھنے کی وقت جاری ہوگا بسبب دو قیوں تین دن سے یا روزہ اس سے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ"۔

اس کی تفسیل اصطلاح "یاب" میں ہے۔

اور قسم میں تحلل اس سے استثناء کرنا ہے جیسے کہ دے: انشاء اللہ (اللہ نے چاہا)، "راستنا کا متصل ہونا شرط ہے یا نہیں؟ اس میں علماء اتفاق ہے جس کی تفسیل اصطلاح "یاب" و "ط. ق." میں ہے۔

تَحْلِي

بیمین "حلی"۔

(۱) جامع الصحاح ۳/۵۹، طبع دار علی الدار ۳/۵۹، دیکھئے "الایمان"، تفسیر القرطبی ۲/۲۶۵، ۲۶۶، دیکھئے "الایمان" ۳/۵۹، ۳۳۱، طبع دار الفکر ۳/۵۹، ۳۳۱، دیکھئے "الایمان"۔

تکلیف

دیکھئے: ”صف“۔

تخلیق

تعریف:

۱۔ تخلیق کا ایسا لغوی معنی گھانا اور کسی چیز کو حلقہ کی طرح بنانا ہے (۱)۔
 نیز تخلیق کے معنی: بال کا نئے کے بھی آتے ہیں کہا جاتا ہے:
 خلق راسه بحلقه حلقا و تحلافا یعنی اس نے اپنے بال موڑ لے
 لیے، بیسے کہا جاتا ہے: حلقه و احلقه (۲) بمعنی موڑنا، اسی سے
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”مخلفین وء و سکم“ (۳) (پس ہر دوس کو
 موڑا کرتے ہوئے) اور حدیث شریف میں ہے: ”اللہم اغفر
 للمخلفین“ (۴) (اے اللہ مخلقیں کی مغفرت فرما)، اور تخلیق
 تسمیر سے مختلف ہے، جس کا معنی قینچی سے ہونے کا کچھ نہ کہنا ہے، اور
 صاف سے بھی مختلف ہے جس کا معنی جڑ سے ہونے کا نہ کہنا ہے، اور یہ لفظ
 اصطلاحات میں مذکور دو دونوں معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

اجمائی حکم اور بحث کے مقامات:

تخلیق بمعنی تشہد میں حلقہ بنانا:

۲۔ تخلیق کے معنی: مار میں تشہد کے اندر حلقہ بنانے کے ہیں، خواہ



(۱) لسان العرب مادة ”خلق“۔

(۲) ترتیب القاموس الجید۔

(۳) سورہ فتح ۲۷۔

(۴) حدیث ۳۳ اللہم اغفر للمخلفین، ”کی روایت بخاری“ (صحیح ۵۶۸۳)۔

طبع استغیثہ اور مسلم (۵/۲۵۳ طبع طبعی) نے کی ہے۔

تخلیق ۳

محرم کے بدن سے متعلق ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا تَحْضُوا رءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحَلَّهُ فَمِيسُكَانَ مَعَكُمْ مَرِيضًا" (۱) اور جب تک قربانی اپنے مقام پر نہ پہنچ جائے آپ سر نہ ہٹاؤ لیکن اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کچھ تکلیف ہو تو وہ روزوں سے یا خیمہ سے یا فوخ سے نہ بیوے دے۔ چنانچہ محرم کے لئے اپنے بالوں کی کسی چیز محرم کے سر کے بال کا ٹٹا ممنوع ہے، اور چند بالوں کا جھڑ سے یا اوپر سے کان بھی ممنوع ہے، اگر محرم نے اپنے احرام کے درمیان اپنے بال کاٹے تو اس پر مذکورہ نص کی وجہ سے فہم یہ لازم ہوگا۔

اور احرام سے نکلنے کے لئے حلق کو اپنا تقصیر سے افضل ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللهم ارحم المحلقين، قالوا: والمقصرين يا رسول الله قال: اللهم ارحم المحلقين قالوا: والمقصرين يا رسول الله قال: (۲) (اے اللہ طلق کرنے والوں پر رحم فرما، صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول اور قصر کرنے والوں پر، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ طلق کرنے والوں پر رحم فرما، صبیح پڑنے پھر کہا: اللہ کے رسول اور قصر کرنے والوں پر، آپ ﷺ نے فرمایا: درقصر کرنے والوں پر)۔

رسول اللہ ﷺ نے طلق کرنے والوں کے لئے تیس مرتبہ اور قصر کرنے والوں کے لئے ایک مرتبہ دعا فرمائی، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حج و عمرہ میں طلق تقصیر سے افضل ہے۔ اور یہ اس صورت میں ہے جب صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے، تمتع کا روزہ نہ ہو، اور اگر

تعدہ ولی میں تشہد ہو یا تعدہ اخیرہ میں، اس کا طریقہ یہ ہے کہ نمازی آپ دائیں ہاتھ کی انگلیوں میں سے خنجر (چھنگلی) پر اس کے برآمدہ کی انگلی کو بند کرے، اور انگلیوں کو، مینائی انگلی کے ساتھ، کر حلقہ بنا لے، وراثت کی انگلی سے اشارہ کرے (اور یہ وہ انگلی ہے جو انگلیوں کے حد ہوتی ہے) اور یہ اشارہ اللہ کہتے وقت وراثت کی انگلی اٹھا کر سیاہے قابل کاغذ بٹا فید کا، اور قول، "ارحمتہ" کا ایک قول یہی ہے، فقہاء نے اس کو فقیہ کہا ہے اور مذکورہ طریقہ پر حلقہ بنانا سنت ہے (۱)۔

مالکیہ کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ نمازی تشہد میں اپنے ۱۰ میں ہاتھ کی انگلیوں میں سے خنجر، وراثت کی انگلی کا حلقہ بنا کر اپنی ۱۰ میں رن پر رکھ لے، اس کے نادرہوں کو انگلیوں کے پچھلے ہاتھ پر اس طرح رکھ لے کہ ہر دو کی شکل بن جائے، وراثت کی انگلی اور انگلیوں کو پھیر لے، اور انگلیوں کے پچھلے انگلی پر اس طرح پھیر لے کہ بیس کے عدد کی شکل بن جائے چنانچہ اس صورت میں پوری حرکت نیت کے عدد کی ہو جائے گی، قابل کاغذ کا ایک قول ہے، "اور یہ بھی مستحب ہے کہ پورے تشہد میں وراثت کی انگلی کو، مینائی طریقہ پر، ۱۰ میں ہر حرکت دینا ہے" (۲)۔ مالکیہ اس صورت کو تخلیق کا نام نہیں دیتے ہیں۔

اس کی تفصیل صحیح "تشہد" میں ہے۔

تخلیق بمعنی بال صاف کرنا:

۳۔ اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ طلق ان ممنوع اشیاء میں سے ہے جو

(۱) کتب الفقہاء ۲۹۲ طبع مکتبۃ مصر المدینہ، نمائندہ ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳ طبع مکتبۃ الاسلامیہ، شرح المسماح ۱۳۳ طبع مصطفیٰ اعلیٰ، حاشیہ ابن ماجہ ۵۰۸، ۵۰۹ طبع مصطفیٰ اعلیٰ۔

(۲) حاشیہ الدرر علیٰ المشرع، تفسیر ۲۵۱، ۲۵۰ طبع عیسیٰ اعلیٰ۔

(۱) سورہ بقرہ ۱۹۶۔

(۲) حضرت ابن عمرؓ کی تخریج فقہاء میں کثرت رکھتی ہے۔

تحلیل

تمتع کرے، ورمرد سے حال ہونے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے
تقصیر افضل ہے تاکہ حج کے احرام سے حال ہونے کے لئے پورے
طور پر حلق ہو سکے^(۱)۔

تحلیل

تعریف:

۱۔ لغت میں تحلیل تحریم کی ضد ہے، اصل فعل "حل" ہے جو ہلنا
اور مشد، حرف کے ذریعہ متعدی ہوتا ہے، کہا جاتا ہے: أحلته۔ اس
سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَأَحِلُّ لَكُمْ الْبَيْعَ"^(۱) (اللہ نے بیع کو
حلال کیا ہے)۔ اس سے مباح قرار دیا ہے اور اس کے کرنے ورنہ
کرنے کا اختیار دے دیا ہے، اس سے اسم فاعل محل اور محمل آتا
ہے^(۲)۔

شریعت میں تحلیل اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ فلاں فعل حلال ہے۔
ان سب کچھ ہیں کہ مالک نے کہا کہ لوگوں کے فتوے یہ ہیں
ہیں کہ وہ کہنے لگیں کہ یہ حلال ہے، یہ حرام ہے۔ بلکہ یوں نہیں کہ
فلاں، فلاں کام سے بچو، میں یہ کام میں رہتا ہوں قرطبی کہتے ہیں کہ اس
کا مطلب یہ ہوا کہ کسی چیز کو حلال یا حرام کرنا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات
کے ساتھ خاص ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کی چیز کے حلال یا حرام ہونے کو
بیان فرمایا ہوتا کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس چیز کے حلال یا حرام
ہونے کی بات کہے، اس کی ہر امت کرے^(۳)۔

پھر مزید فرمایا کہ بسا اوقات مہتد کے پاس کسی چیز کے حرام
ہونے کی دلیل قوی ہوتی ہے، دسی صورت میں وہ اس چیز کو حرام کہہ سکتا

اس پر علماء کا اجماع ہے کہ مردوں کے لئے تقصیر بھی کافی ہے اور
عورتوں کے لئے حال ہونے کا طریقہ تقصیر ہی ہے، بنی علیہ السلام
منقول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "ليس على النساء حلق
إنما عليهن التقصير"^(۲) (عورتوں کے لئے حلق نہیں ہے، ان
کے لئے تقصیر ہی ہے)۔ اور حج میں سر کا حلق کرنا بالاتفاق حج کے
اعمال میں سے ہے۔ اگر سر پر دل ہوں تو حلق یا تقصیر فی مسہ واجب
ہے، ورنہ سر پر دل نہ ہوں، جیسے گنجا، ورنہ شخص جس کے سر میں رخم
ہوں تو مسحہ ہر مالکیہ کے نزدیک اس کے لئے اپنے سر پر استہ وجہیہ
واجب ہے اور شافعیہ ناجد کے نزدیک استہ وجہیہ مباح ہے^(۳)۔
حلق سے فارغ ہو کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور یہ دعاء پڑھے:
"اللهم هذه ما عصى ببدنك، فاحمل لي بكل شعرة نورا
يوم القيامة، واغفر لي ذنبي يا واسع المغفرة"^(۴) (اے
اللہ میری پیٹائی تیرے قبضہ میں ہے، قیامت کے روز مجھے ہر بال
کے بدل نور عطا فرما، اور اے بہت ریا و متذت کرے ۱۰ لئے میری
مغفرت فرما)۔

اس کی تفصیل کا مقام اصطلاح "احرام" اور "حلق" ہے۔

(۱) کشاف القناع ۴۸۸، الدرر ۴/۲۶۲۔

(۲) حدیث: "ليس على النساء حلق وإنما عليهن التقصير" کی
روایت ابو داؤد (۵۰۲/۲) طبع مکتبہ عیدروس نے کی ہے ورنہ ابن جریر نے
المنہج (۲/۶۱۱) طبع مکتبہ المباحہ ہند میں اسے منکبہ کیا ہے۔

(۳) تفسیر القرطبی ۴/۲۸۱، ۲۸۲ طبع دوم بدائع الصنائع ۴/۳۰ طبع اول مصر،
حاوید الدرر علی المشرح الکبیر ۲/۵۶۵ طبع مکتبہ المصطفیٰ، نہایت لکھنؤ
۲۹۹۳ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۴) نہایت لکھنؤ ۳۹۷، المجموع ۸/۲۱۵۔

(۱) سورۃ بقرہ ۲۷۵۔

(۲) المصباح لمیر باد "حل"۔

(۳) تفسیر القرطبی ۱۰/۱۱۶ اور کتاب۔

تحلیل ۵-۷

نکاح محلل:

۶- فتاویٰ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو یکساں دور جنسی حقوق دے
دے تو اس کے لئے جائز ہے کعدت کے قدر اسے لوٹا لے۔

اگر طلاق بائنہ غیر مغلطہ ہو تو تین سے کم یعنی یک یا دو طلاق
بائنہ کا حکم یہ ہے کہ طلاق کا بعد کم ہو جائے گا اور وہ اس سے استمتاع کا
مالک نہیں رہے گا، حتیٰ کہ از سر نو نکاح کے بغیر اس سے وہی کرنا جائز
نہیں ہوگا، البتہ اس عورت سے نکاح کرنا جائز ہوگا بغیر اس کے کہ وہ
عورت کسی دوسرے شوہر سے شادی کرے، اس لئے کہ تین سے کم
طلاق کے نتیجہ میں خود دوبارہ ہی کیوں نہ ہو استمتاع کی طہیت ختم
ہو جاتی ہے لیکن محل کی حلت ختم نہیں ہوتی ہے۔

اگر اس اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دے تو تین طلاقوں کا اصل حکم
یہ ہے کہ بیوی سے فائدہ اٹھانے کی طہیت بھی ختم ہو جاتی ہے، اور محل کی
حلت بھی باقی نہیں رہتی، حتیٰ کہ اس عورت سے نکاح کرنا اس کے لئے
جائز نہیں رہتا قبل اس کے کہ دوسرے شوہر کے ساتھ اس عورت کی شادی
ہو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرمان ہے: "فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ
بَعْدِ حَتَّى تَكَفِّرَ رَوْحًا عَصِيَّةً" (۱) (پھر اگر کوئی اپنی عورت کو طلاق
دے دے تو وہ عورت اس کے لئے اس کے بعد جائز نہ رہے گی یہاں
تک کہ جو کسی اور شوہر سے نکاح کرے)، جو اس فرمان باری کے بعد
ہے: "الطَّلَاقُ مَرَّتَانٍ" (طلاق دو ہی بار کی ہے)۔

یہ حرمت ختم ہونے اور پہلے شوہر کے لئے حلال ہونے کے
لئے بھی کچھ شرطیں:

الف- نکاح:

۷- حلال ہونے کی پہلی شرط نکاح ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا

ماں تم نہیں دے چکے ہو اس میں سے کچھ ایسی لو، ماں بجز اس
صورت کے کہ جب ہمیشہ ہو کہ اللہ کے صابطوں کو، دونوں تمام نہ رکھ
سکیں گے، سو اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم اللہ کے صابطوں کو قائم نہ رکھ
سکو گے تو دونوں پر اس مال کے باب میں کوئی گناہ نہ ہوگا جو عورت
معاوضہ میں دے دے۔

دوسرے نکاحات تحصیل بغیر عوض کے ہوتی ہے، جس کی اصل
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَأَمَّا النِّسَاءُ فَلَا تَحِلُّ لِهِنَّ
طَهْرٌ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِنْهُنَّ يَتْلُوهُنَّ مِنْهُنَّ فَيُحْلُوهُنَّ" (۲) (تم
بیویوں کو اس کے مہر خوش دلی سے دے، یا رخصتی میں اور خوش دلی
سے تمہارے سے اس میں کوئی نہ چھوڑ دینا، تم اس سے یہ اور اور
خوشگو رہتے رہو)۔

یہ امت اس پر ولایت کرتی ہے کہ عورت کے لئے مہر کر دینا
جائز ہے اور حالیکہ وہ شوہر پر قرض ہے (۳)۔

زندہ و مردہ شخص کے غیر مانی حقوق اور اجابات سے
معاف کرنا:

۵- جس نے اپنے مسلمان بھائی کے حق میں کوئی خطا کی، اس پر
واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی توبہ کرے، علماء کہتے ہیں کہ
توبہ کے سے کچھ شرطیں ہیں، مثلاً توبہ کرے، مالا اس شخص کے حق سے
بری ہو جائے جس پر اس سے ظلم کیا ہے، اگر وہ مال ہو تو اس سے واپس
کر دے، اور اگر حد قذف وغیرہ ہو تو اس سے اس پر قدرت دے دے،
کہ وہ بدلہ لے لے، یا پھر اس سے معاف کر لے، اور اگر غیبت لی
ہو تو اس سے اس سے معاف کرائے (۴)۔ کہیں: "توبہ"

(۱) سورہ بقرہ ص ۲۲

(۲) البقرہ ص ۲۰۷

(۳) بیاض الصائیں ص ۱

(۴) سورہ بقرہ ص ۲۲۹

تحلیل ۸-۹

ح فرج میں دہلی:

۹- جمہور کے مذہب کے مطابق صحت نکاح کے ساتھ یہ بھی شرط ہے کہ دوسرے شوہر نے اس کے ساتھ فرج میں دہلی کی ہو، لہذا اگر اس نے فرج کے عہد میں یا دہ میں اس سے دہلی کر لی تو وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔ اس لئے کہ بنی علیہ السلام نے صحت کو اس وقتوں کے عہد (مزد) پہنچنے پر مطلق کیا ہے چنانچہ آپ علیہ السلام نے رقام قرظی کی بیوی سے فرمایا: "مریدیں ان تو رجعی الی رفاعہ لا حتی تلدوا فی عسینتہ ویدوف عسینتک" (۱) (یا تو رقام کے (نکاح میں) لونہا پاتی ہے؟ میں یہاں تک کہ تو اس کا مرد چکھ لے، مردودتہ مزد چکھ لے)۔

۱۰- یہ چیز فرج میں دہلی کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ لیکن حضرت سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ وہ (پہلے شوہر کے لئے) صرف عقد نکاح ہی سے حلال ہو جاتی ہے، اس لئے کہ وہ قرآن کریم کی آیت میں وارد لفظ نکاح کو جماع کے بجائے عقد پر محمول کرتے ہیں، اور عام علماء نے اس آیت کو جماع پر محمول کیا ہے، نیز دہلی کا اولی درجہ یہ ہے کہ حنفی فرج کے اندر داخل ہو جائے، کیونکہ دہلی کے احکام اسی سے متعلق ہیں، اور اس میں بھی آلہ کا منتشر ہونا شرط ہے، کیونکہ حکم مزد چھیننے سے متعلق ہے، جو بغیر منتشر کے تصور نہیں۔

حضرت حسن بصری کے عہد میں کسی فقیہ نے اس کی شرط میں لکھا ہے، حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ وہ بغیر دہلی اور انزال کے پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی۔

۱۱- اگر دہلی غیر مباح وقت جیسے حیض یا عاں میں ہو جائے تو اس دہلی سے عورت پہلے شوہر کے لئے حلال ہوگی یا نہیں؟ اس سلسلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

(۱) حدیث: "لو یطعن أن ترجعی الی رفاعہ؟ لا، حتی..." کی روایت بخاری (صحیح ۲۳۹/۵ طبع استنباطی) ورمسلم (۱۰۵۱/۳ طبع آلوسی) کے کی ہے۔

فرما ہے: "حتى سکن زوجا غیرہ" (جب تک نکاح نہ کرے) کی خاند سے اس کے سوا، اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں تین شرطیں دینے والے شوہر کے حق میں عورت کی حلت کی نئی فرمایا، ورنہ کی حدود دوسرے شوہر کے ساتھ شادی مقرر فرمائی اور جس حکم کی کوئی حد مقرر ہو اس حد کے وجود سے پہلے وہ حکم نہیں ہوتا، لہذا (دوسرے شخص سے) شادی کرنے سے پہلے مدت ختم نہیں ہوگی لہذا اس سے قبل وہ سابق شوہر کے لئے لازماً حلال نہیں ہوگی۔

اسی سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ اگر کسی سے مطاہرہ سے رہا کر لیا یا شہ کے طور پر دہلی کر لی تو وہ اپنے پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی، اس لئے کہ ان صورتوں میں نکاح نہیں پایا گیا (۱)۔

ب- صحت نکاح:

۸- پہلے شوہر کے حق میں عورت کے حلال ہونے کے لئے نکاح بائی میں شرط ہے کہ وہ نکاح صحیح ہو، لہذا اگر نکاح فاسد ہو، تو باطل ہو۔ صحبت بھی ہو جائے تب بھی وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی، اس لئے کہ نکاح فاسد حقیقت میں نکاح ہی نہیں ہے، اور نکاح جب مطلق ہو جائے تو اس سے حقیقی نکاح مراد ہوتا ہے۔

اگر نکاح بائی کا فاسد ہو، مختلف فیہ ہو، اس میں باطل صحبت ہو جائے تو، لوگ اس نکاح کے فساد کے قائل ہیں ان کے نزدیک مذکورہ دلیل کی وجہ سے وہ شوہر باطل کے لئے حلال نہ ہوگی (۲)۔

(۱) المدخل ۳۳، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳،

تحلیل ۱۰

امام مالک، ربیعہ اور ابن القاسم کے نزدیک اس کی وجہ سے
وہ حامل نہ ہوگی^(۱)۔

حلالہ کی شرط کے ساتھ نکاح:

۱۰۔ اگر کوئی شخص مطلقہ عیال سے نکاح کرے اور عقد نکاح
میں سرایہ یا شرط لگائے کہ وہ اس کو اس کے پہلے شوہر کے لئے عیال
نہ رہے تا وہ جمہور کے ایک حرم ہے، اور خفیہ کے نزدیک مکروہ
تحریجی ہے۔ اس لئے کہ حضرت ابن مسعود کی حدیث ہے: "لن
رسول الله سبباً المحلل والمحلل له"^(۲) (رسول اللہ
ﷺ نے حاملہ کرنے والے اور جس کے لئے حاملہ کیا جائے دونوں
پر لعنت فرمائی ہے)۔

دوسری حدیث ہے: "الا أخبركم بالنسب المستعار؟ قالوا
بلى يا رسول الله قال هو المحلل لمن الله المحلل له"^(۳)
(یا میں تمہیں مانگے ہوئے نسب کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابی پُتے
کہا: یوں نہیں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ حاملہ
کرنے والا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے حاملہ کرنے والے پر لعنت
فرمائی ہے)۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم (جس چیز سے نکاح جائز ہے) کے بعد پر ولادت
کرتی ہے۔

امام ابو حنیفہ، امام شافعی، شافعی اور اہل حقیت کہتے ہیں کہ وہی سے
عورت حامل ہو جاتی ہے، خواہ وہی غیر مباح ہفتہ ہی میں ہو جیسے حیض
یا نفل، اور خواہ وہی رے والا عیال و بالغ ہو۔ یا قریب المذاک پھر
ہو یا مجنوں ہو، کیونکہ بچہ و مجنوں کی وہی سے بھی احکام نکاح جیسے
اور حرمت اسی طرح متعلق ہوتے ہیں جیسے عیال و بالغ کی وہی سے
ہوتے ہیں۔

حاملہ اس میں جمہور کے ساتھ ہیں کہ عورت مجنون کی وہی سے
حامل ہو جائے گی جس طرح عیال کی وہی سے حامل ہو جاتی ہے۔
اسی طرح تنی کم عمر بچی ہو جس سے جماع کیا جاسکتا ہو، اگر اس
کا شوہر اسے تین طلاقیں دے دے اور دوسرے شوہر نے اس سے
دخول کر لیا تو وہ پہلے شوہر کے لئے حامل ہو جائے گی، اس لئے کہ اس
کی وہی سے بھی احکام نکاح جیسے مہر و حرمت اسی طرح متعلق ہوتے
ہیں، جیسے بالغ کی وہی سے متعلق ہوتے ہیں۔

مالکیہ و حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ وہی حامل (مباح) ہو یا شرط
ہے، کیونکہ غیر مباح وہی اللہ تعالیٰ کے حق کی وجہ سے حرام ہے، اس لئے
اس سے طہت حاصل نہ ہوگی، جیسے مرد عورت سے بلی کرے۔
اس بنیہ پر اگر مرد و عورت اس سے روزہ، حج یا حیض یا اعتکاف
کی حالت میں بھی کر لے تو وہ عورت اپنے پہلے شوہر کے لئے حامل نہ
ہوگی۔

مالکیہ کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ جماع کرے و لا بالغ ہو،
مذہب حنابلہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ دوبارہ سال کا ہو، اس لئے کہ جو بالغ
نہ ہو یا وہ سال سے کم کا ہو اس کے لئے جماع مباح نہیں۔
اور ربیعہ ذی عورت تو اس کے متعلق جمہور متباہ یہ کہتے ہیں کہ
اگر اس کا ذی شوہر اس سے وہی کر لے تو اس کی وجہ سے وہ پہلے
شوہر کے لئے حامل ہو جائے گی، کیونکہ خفیہ مباحی شوہر ہے۔

(۱) ماہد مراجع۔
(۲) حدیث میں رسول اللہ ﷺ المحلل۔۔۔ کی روایت ترمذی
(۲۱۹/۳ طبع المجلد) نے کی ہے اور انیسویں (۳۰۷/۲ طبع شرکت
الطباعہ) میں ہے کہ ابن مسعود نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔
(۳) حدیث میں الا أخبركم بالنسب المستعار؟ هو المحلل۔۔۔ کی
روایت ابن ماجہ (۱/۱۲۳ طبع المجلد) اور حاکم (۳/۹۹ طبع دار الفکر) نے
احضار کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، بخاری نے اس کی
مؤقت کی ہے۔

تحلیل ۱۱-۱۳

ہوگا۔ لیکن اس سے مقصد حاصل نہ ہوگا۔

حالات کے ارادہ سے شادی کرنا:

۱۱- خبیہ اور ثانیہ کا مذہب یہ ہے کہ عقد میں شرط گائے بغیر، حالات کے ارادہ سے شادی کرنا صحیح ہے البتہ ثانیہ کے نزدیک یہ جو ازکر است کے ساتھ ہے، اور دوسرا شوہر جس سے وہی کرے تو وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی، اس سے کہ وہ است میں بھرتی نہایت کا اعتبار نہیں ہے، لہذا عقد صحیح ہوگا، اس سے کہ محبت عقد کی تمام شرطیں موجود ہیں اور وہ پہلے شوہر کے سے حلال ہو جائے گی، چنانچہ کہ بائع و منکوحہ دونوں توفیق یافتہ شرط فاسدہ کی صرف نیت کر لیں۔

مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ حالات کے ارادہ سے نکاح باطل ہے اگرچہ عقد میں حالات کی شرط نہ ہو اور اس کی صورت یہ ہے کہ عقد سے پہلے عائدین مذکورہ اشیا میں سے کسی چیز پر اتفاق کر لیں، اور پھر اسی ارادہ کے مطابق نکاح کر لیں، اس نکاح سے وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی، فقہاء کے کاہدہ ”سد ذرائع“ پر عمل کرتے ہوئے اور اس حدیث پر بھی عمل کرتے ہوئے: ”لعن اللہ المحلل والمحلل لہ“ (۲) (اللہ تعالیٰ نے حلال کرنے والے اور حلال کرنے والے پر لعنت کی ہے)۔

دوسرے نکاح سے پہلے شوہر کی طلاق کا ختم ہونا:

۱۲- اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر پہلے شوہر نے طلاق دی ہو تو دوسرا شوہر نہیں ختم ہو جاتا ہے، لیکن شرط طلاق میں سے کم (۱) ساتھ فقہاء میں۔

(۲) حدیث: رسول اللہ ﷺ المحلل۔ کی تخریج فقہاء نے، میں گذر چکی ہے۔

جمہور (مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ، رحنیہ میں سے امام ابو یوسف)

نے سابقہ دونوں حدیثوں کے پیش نظر اس نکاح کے فاسد ہونے کی صریحت فرمائی ہے، اور اس لئے بھی کہ جو نکاح حالات کی شرط کے ساتھ ہو وہ نکاح موقت کے معنی میں ہے، اور توفیق کی شرط نکاح کو فاسد کر دیتی ہے، اور جب تک نکاح فاسد ہو اس کے ذریعہ مطاقہ ملاٹ اپنے سابق شوہر کے لئے حلال نہیں ہوگی، اس کی تائید حضرت عمرؓ کے اس قول سے ہوتی ہے: ”اللہ کی قسم میرے پاس جس کی حالت کرنے والے یا حلال کرانے والے کو لایا جائے تو میں ان دونوں کو رجم کروں گا“۔

امام ابو حنیفہ اور امام جعفر کا مذہب یہ ہے کہ نکاح صحیح ہے، اور اگر دوسرا شوہر طلاق دے دے اور اس عورت کی عدت نہ چلے تو وہ پہلے شوہر کے لئے حلال ہو جائے گی۔ اگرچہ یہ فعل پہلے شوہر، دوسرے شوہر، دونوں کے لئے مکروہ ہے اس لئے کہ نکاح کا عموم جو زکا تقاضا کرتا ہے، شوہر اس میں حلال کی شرط ہو یا نہ ہو، تو اس شرط کے ساتھ نکاح صحیح ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”حَتَّىٰ تَكْبِخَ زَوْجًا غَيْرَہ“ میں داخل ہوگا، لہذا اس نکاح کے وجود سے حرمت ختم ہو جائے گی، میں اس شرط کے ساتھ نکاح مکروہ و غیر دہے، اس سے کہ یہ شرط مقاصد نکاح یعنی سکون، تولد، قناتل اور پاکدگی کے منافی ہے، کیونکہ یہ مقاصد نکاح کے بقاء اور اتمام پر موقوف ہوتے ہیں۔

امام محمد کہتے ہیں کہ دوسرا نکاح صحیح ہے، لیکن اس سے وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی، اس لئے کہ نکاح دائمی عقد کا نام ہے اور حلال کی شرط اس چیز کو صدی غلبہ کرتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال کی غرض کے لئے موشیہ ہے، لہذا شرط باطل ہو جائے گی اور نکاح صحیح

تخلیہ ۱-۳

ہوں تو انہیں دوسرا شوہر حتم کر دیتا ہے یا نہیں؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً تیسری طلاق سے قبل دوسرے شوہر سے نکاح کرے، پھر اس سے مطاقہ ہو جائے، پھر اس کے بعد اپنے پہلے شوہر کے پاس لوٹ کر آئے (تو پہلا شوہر کتنی طلاق کا مالک ہوگا؟)۔

تخلیہ

تعریف:

۱- لغت میں تخلیہ عورت کو زیور پہنانے یا اس کے پہننے کے سے زیور لیے کو کہتے ہیں۔

کہا جاتا ہے: فعلت المرأة: یعنی اس نے زیور پہنا یا زیور حاصل کیا۔ اور حلیتھا تشدید کے ساتھ یعنی میں نے اسے زیور پہنایا یا اس کے پہننے کے لئے زیور حاصل کیا (۱)۔ تخلیہ شریعی اس معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

محتاجہ النکاح:

ترتیب:

۲- ستریں ریخت سے مشق ہے، ولفظ ریخت تمام چیزوں کے لئے بولا جاتا ہے جن سے ریخت حاصل کی جائے (۲)۔

لہذا ستریں تخلیہ سے عام ہے اس لئے کہ جو زیور کے علاوہ اشیاء کو بھی شامل ہے جیسے سرمہ لگانا، بالوں میں لکھنی کرنا اور خضاب لگانا۔

شرعی حکم:

۳- تخلیہ (آرائشی) کا حکم حالات کے اعتبار سے بدلتا رہتا ہے۔



(۱) المصباح المہیر مادۃ "علا"۔

(۲) لسان العرب، المصباح المہر، ج ۱، ص ۵۸۰، "علا"۔

تخلیہ ۳-۵

ہے، اور کبھی حرام کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

اسراف: میانہ روی کی حد سے تجاوز کرنے کو کہتے ہیں، جو کبھی حلال سے حرام تک تجاوز کرنے سے ہوتا ہے، اور کبھی شرع کرنے میں حد سے تجاوز کے رعبہ ہوتا ہے۔

اس سے آئی اللہ تعالیٰ کی عید کا مستحق ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "إِنَّ الْمُبْتَغِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ" (۱) (بے شک فضولیات میں اڑاؤینے والے شیطانوں کے بیٹے ہیں)، چنانچہ اسراف (یا قتی، تجاوز) اور اقرار (کمی و کثرت) دونوں مذموم ہیں، اور میانہ روی (۲) ہے (۳) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يَسْرِغُوا وَلَا يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَامٌ" (۴) (اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو یہ فضول خرچی کرتے ہیں اور بے ہنگامی کرتے ہیں، اور اس کے درمیان ان کا خرچ اعتدال میں رہتا ہے)۔

سوگ والی عورت کی زیب و زینت:

۵- سوگ: بلی عورت اس کو کہتے ہیں جو اپنے شوہر کے انتقال کے بعد مدت ۴۰ نالت میں زینت و آرائشی اور خوشبو چھوڑ دے، اور اس عورت کا ان چیزوں کو چھوڑ دینا حد (سوگ) کہلاتا ہے (۵)۔

اسطلاح فقہاء میں اس عورت کا سوگ یہ ہے کہ وہ مخصوص احوال میں مخصوص مدت تک اپنے شوہر کی جدائی کے غم میں زینت و ان تمام چیزوں کو چھوڑ دے جو زینت کے معنی میں ہیں، خواہ یہ جدائی

۱- لا سلائی، نہایہ الکساج علی شرح المصباح ۳/۳۶۲، شات القناع عن غرض الإقناع ۱/۲۸۶، ۲۸۵، طبع مصر ۱۳۵۵ھ۔

(۱) سورۃ اسراء ۲۷۔

(۲) احکام القرآن للجصاص ۳/۳۱، طبع المطبعۃ المیسرہ۔

(۳) سورۃ بقرہ ۱۷۷۔

(۴) لسان العرب، المصباح المیسر، ج ۱، المصباح ۱/۲۷۲، "حدوث"۔

کبھی تخلیہ و جب ہو جاتا ہے جیسے متر چھپا (۱) اور شوہر کے مطابہ پر بیوی کا اس کے لئے زینت اختیار کرنا (۲)۔

کبھی آرائشی مستحب ہوتی ہے جیسے مرد کا جمعہ و عیدین، لوگوں کے مجموعوں و ریلوے، مناسبات کے لئے آرائش ہونا (۳) اور مرد اور عورت کا رویہ سرخ خضاب گھانا، جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہے (۴)۔

کبھی یہ آرائشی مکروہ ہو جاتی ہے جیسے خضاب کے، ایک مردوں کے سے مصطر یا زعفران سے رنگا ہو کپڑا پہننا (۵) یا مرد کا ہاتھوں یا پیروں پر خضاب گھانا اس سے کہ اس میں عورتوں کی شائبہت ہے (۶)۔

کبھی یہ آرائشی حرام ہوتی ہے جیسے مردوں کے لئے عورتوں کے مانند، اور عورتوں کے لئے مردوں کی طرح زیب و زینت اختیار کرنا، اور جیسے مردوں کے لئے سونا پہننا (۷)۔

آرائشی میں اسراف:

۴- مہرج یا مستحب آرائشی میں اگر اسراف ہو تو وہ ممنوع ہو جاتی

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ۵/۲۲۳، الاضیاء شرح المختار ۵/۵۵، المہذب فی فقہ الوہاب المالکی ۱/۷، انشی لابن قدامہ ۱/۵۷۷، ۵۷۹، طبع المریض المصنف، المشرع الکبیر ۱/۱۱۱۔

(۲) حاشیہ ابن ماجہ ۵/۲۶۲، ۲۶۳، ۵/۱۸۸، ۱۸۹، ۲/۴۷۳، روایت المالکین ۵/۳۳۳، المہذب فی فقہ الوہاب المالکی ۲/۱۷، ۱۸۔

(۳) حاشیہ ابن ماجہ ۵/۵۶۱، ۵۶۲، فتح القدیر ۴/۵۰۴، روایت المالکین ۵/۱۳۵، ۱۳۶، جامع المسائل علی شرح المسائل ۱/۶۱۲، ۶۱۳، المشرع الکبیر مع حاشیہ الدسوقی ۱/۳۸۱، ۳۸۲، جوہر لا کلیل ۱/۹۶، ۱۰۳، القناع فی فقہ الوہاب المالکی بن جنبل ۱/۱۹۷، ۲۰۰، کشاف القناع عن متن القناع ۲/۵۱۴، ۵۱۵، طبع مصر المصنف، الجامع الاحکام القرآن للقرطبی ۷/۱۹۵، ۱۹۷، انشی لابن قدامہ ۴/۳۷۰، طبع المریض المصنف۔

(۴) حاشیہ ابن ماجہ ۵/۲۸۱، ۲۸۲۔

(۵) سہمہ مرجع۔

(۶) ابن ماجہ ۵/۲۷۷۔

(۷) حاشیہ ابن ماجہ ۵/۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، روایت المالکین ۲/۲۷۳، المکتب

تخلیہ ۸

ہں قد امہ کہتے ہیں کہ پاریب اور اس جیسے، گہری زیورات
مشکلن ہوزہ بند کے مائد میں خرقی کے کام کا ظہر یہ ہے کہ ان کا
پہننا جائز نہیں۔ امام احمد کہتے ہیں کہ احرام واپی عورت اور وہ عورت
جس کے شوم کا انتقال ہو گیا ہو خوشبو «رضیت چھوڑیں، ان کے
مائدہ کی انہیں اجازت ہے، عشاء سے مروی ہے کہ وہ احرام واپی
عورت کے لئے ریشم اور زیور کو مکروہ قرار دیتے تھے اور اسے شری
اور ابو ثور نے بھی مکروہ کہا ہے۔ اور قتادہ سے روایت ہے کہ احرام کی
حالت میں عورت کے لئے انگوٹھی اور باپی پہننے میں کوئی مضائقہ نہیں
ہے، الا کہ کلنگ ہوزہ بند اور پاریب کا پہننا مکروہ ہے۔ امام احمد بن
حنبل کا ظہر مذکور یہ ہے کہ اس کی رخصت ہے۔ اور یحییٰ مصنف
ابن عمر، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اصحاب رائے کا قول ہے،
امام احمد نے حنبل کی روایت میں کہا کہ احرام واپی عورت زیور اور زرہ
کپڑے پہن سکتی ہے۔ «رمائع کی روایت سے کہا کہ حضرت ابن عمر
کے گھر کی عورتیں اور ان کی بیٹیاں حالت احرام میں زیور اور
«صفر سے رنگے ہوئے (زرہ) کپڑے پہنتی تھیں اور حضرت عبداللہ
اس پر کوئی تکیہ نہیں کرتے تھے، یہ امام احمد کے مناتب میں حضرت
عائشہ سے روایت کیا گیا ہے، «وہ فرماتی ہیں کہ عورت احرام کی
حالت کے مائدہ میں جو جامہ یا پینہ ریشم کے کپڑے «در زیورات پہنتی
ہے وہ حالت احرام میں بھی پہن سکتی ہے۔ «ارام نے حضرت ابن عمر
کی یہ حدیث ذکر کی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو «رفر ماتے ہوئے
منہ «اولفلس بعد ذلک ما احبت من ألوان الثياب من
معصمر او خر او حلی» (اس کے بعد عورت کو چاہے کہ جس
رنگ کے کپڑے پہند آ میں پنے زرہ رنگ کے بوس یا ریشم یا ریور ہو)،
اس اندر کہتے ہیں کہ بغیر کسی دلیل کے عورت کو اس سے رو نا جائز
نہیں، «وامام احمد و خرقی سے جو منع فرمایا ہے اس ممانعت کو راہب

پر محمول کیا جائے گا، اس لئے کہ اس میں زینت ہے۔
حنبل، ثنافیہ اور حنابلہ کے نزدیک چاندی کی انگوٹھی پہننا مرد
و عورت دونوں کے لئے جائز ہے، مالکیہ کے نزدیک مرد کے سے
جائز نہیں ہے اور پہننے پر فدیہ لازم ہو گا «تہ عورت کے سے جائز
ہے (۱)۔

۸- حالت احرام میں بدن پر خوشبو لگانا بھی «راغی میں داخل ہے،
اور خوشبو اگرچہ احرام کی حالت میں مسوٹ ہے «بین احرام کے سے تیار
ہو تے وقت خوشبو لگانا جمود کے ایک مسنون ہے، مالکیہ کے ایک
خوشبو لگانا احرام مائد حنا مکروہ «بغیر خوشبو کے مندوب ہے۔
احرام باندھنے سے قبل احرام کے کپڑوں میں خوشبو لگانا مسور
کے ایک منوٹ ہے «ور ثنافیہ نے اپنے قول معتد میں اس کو جائز
قرار دیا ہے۔

«احرام باندھنے کے بعد خوشبو یا مسکی کسی امر کی چیز سے
آراغی منوٹ ہے (۲) «حالت احرام میں عورت کے ریور پہننے
میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ اس میں کوئی قند نہ ہو، «یکھے :
«احرام»۔

(۱) المسک المحیط ۸۳، المشرع الکبیر ۵۵، مجمع ۳۶۰، نہج الکناج
۳۹۲، مطالب ولی امی ۲/۳۵۳، المغنی ۳/۳۳۰، طبع المیزان۔
(۲) المہذب فی فہم الامام الشافعی ۲/۲۱۶، امی الامین قدامہ ۳/۳۱۰، طبع
المیاض المصنوع، تحویر الامام ۲/۲۱۶، رد المحتار علی الدر المنثور ۲/۶۳، ۶۴،
المشرع الکبیر ۵۹۲، ۶۱، ۶۲، مدار المسیل فی شرح الحدیث ۲/۳۷۲، طبع
الکتب الاسلامی، شرح اللباب ۱/۱۸۰۔

شرعی حکم:

۲- اپنے سوا قلع کے لحاظ سے قتل کا حکم بدلتا رہتا ہے چنانچہ شہادت میں قتل فرض کفایہ ہے۔ اور قتل خط و قتل شہ عہد کی دیت میں عاقلہ پر واجب ہیں۔

تخل

۱- تخل شہادت:

۳- مالک، مضافیہ اور حنابلہ کا اس پر اتفاق ہے کہ حدود کے علاوہ مثلاً نکاح اور تہنک کی تمام قسموں میں تخل شہادت فرض کفایہ ہے، اور اس فرضیت کی وجہ یہ ہے کہ شہادت کی ضرورت پیش آتی ہے، نیز اس لئے کہ نکاح کا انتقاء اسی شہادت پر موقوف ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَلَا تَأْتُوا الشُّهُدَاءُ بِآثَامِهِمْ غَوًّا" (۱) (اور گواہ جب بدلے جائیں تو انکار نہ کریں)، آیت میں ان لوگوں کو شہادت دینے والے مجارہ مستثنیٰ کے اعتبار سے کہا گیا ہے، اگر اتنی تعداد میں لوگ گواہ بن گئے جو شہادت میں شرط ہے تو باقی لوگوں سے ذمہ داری ساقط ہو جائے گی، ورنہ سب گناہگار ہوں گے۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ لوگ بہت سے ہوں، اور اگر صرف تین ہی لوگ ہوں جتنے شہادت کے لئے شرط ہیں تو قتل شہادت میں پڑھ دینی ہے (۲)۔

گواہ بننے سے ریز کرنا:

۴- کسی مکلف آدمی کو نکاح یا قرض وغیرہ میں کو دہنے کے سے کہا جائے تو اس پر کو دینا لازم ہے۔ نیز اگر اس کے پاس شہادت ہو، اور اسے شہادت دینے کے لئے کہا جائے تو اس پر شہادت دینا لازم ہے، پھر اگر آدمی بھی گواہ بننے یا کوئی دینے کا فریضہ انجام دے دے تو

تعریف:

۱- لغت میں قتل مصدر ہے تحمل الشیء کا جس کے معنی کوئی چیز اٹھانے کے ہیں، بین یہ لفظ محنت و مشقت کے ساتھ اٹھانے ہی کے معنی میں بولا جاتا ہے، وجہ حمل اس مرد کو کہا جاتا ہے جو لوگوں کا بوجھ اٹھائے (۱)۔

روایت میں ہے: "لَا تَحْمِلُ الْمَسَالَةَ إِلَّا ثَلَاثٌ مِنْهَا" وجہ تحمل حمالة عن قوم (سوال کیا صرف تین طرح کے آدمیوں کے لئے جائز ہے، ان میں سے ایک وہ ہے جو لوگوں کا بوجھ اٹھائے)۔

اور جس سلسلہ میں آدمی سے شہادت طلب کی جاتی ہے سے قتل نام رکھنے میں اس طرف اشارہ ہے کہ شہادت امانت کا عمل ہے، چہ جس کے غم سے میں تکلیف و مشقت کی نہ دہرت پیش آتی ہے (۲)۔

صراح شریعت میں قتل ہی ایسی چیز کو اپنے اختیار سے اپنے ذمہ لازم کر لینا ہے جو دہرہ ہی اور پر واجب ہوئی ہو یا دہرہ بیعت فی طرف سے اس پر لازم کر دیا گیا ہو (۳)۔

(۱) لسان العرب مادة "حمل"۔

(۲) تحفہ الفقہ ج ۸ ص ۸۰۔

(۳) الاصاب ج ۲ ص ۲۳۱ تصرف کے ساتھ۔

(۱) سورۃ بقرہ ص ۲۸۲۔

(۲) المغنی ج ۲ ص ۱۲۲ تحفہ الفقہ ج ۸ ص ۸۰ ص ۸۱ ج ۲ ص ۱۹۰۔

تخل ۵

”یا تو وہ اس کے لئے متعین ہو یا نیز اس سے کٹر پر کرنے کی
ممانعت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”وَلَا يَأْتِ الشَّهَادَةُ إِلَّا مِمَّا
دُخِرَ“ (اور کوئی جب بلائے جائے تو انکار نہ کریں)۔

اگر یہ راستے یہ ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہ ہوگا، اس لئے کہ
اگر آدمی اس کے کام مقام ہے تو یہ ہر اسی کے لئے متعین نہ رہا
جیسا کہ اُس سے ملایا نہ جاتا^(۱)۔

گواہ بننے پر اجرت لینا:

۵۔ اگر دو جہاد میں کٹا یہ ہو اور اس میں مشقت ہو تو مالکیہ اور شافعیہ
دونوں کے مذہب میں ایک قول کی رو سے جائز ہے، اور اگر اس میں
مشقت نہ ہو تو اس پر اہل سنت لیماء جائز نہیں، اور اگر گواہ بننا اس پر متعین ہو
تو اس کے علاوہ کوئی دوسرا شخص مہجور نہ ہو تو دونوں مذہب کے صحیح
قول میں اہل سنت جہاں وقت جار ہوگا جب کو ادبے میں مشقت ہو۔
اگر کو ادبے پر اہل سنت لیماء کے متعلق متعین ہو تو اس پر اہل سنت جہا
جائز نہیں، یہی مطلق مذہب ہے، اگر جس کے سے گواہ بننا متعین نہ ہو
اس کے لئے بھی ممانعت ہے، اور یہ دونوں میں سے صحیح کے مطابق اہل سنت
جہا جائز نہیں، اور اگر یہ روایت یہ ہے کہ اہل سنت جہا جائز ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ ضرورت ہو تو اجرت لینا جائز ہے، اور
ایک قول یہ ہے کہ مطلقاً جائز ہے، حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی دوسرا نہ ہو تو
کو ادبے اور اس طرح کوئی دینا کو ادبے جب ہوگا، اس سے کہ یہ
فرض میں ہے، اور کو ادبے کے لئے کوئی اہل سنت نہ ہوں^(۲)۔

(۱) المغنی ۲/۳۷۷۔

(۲) ابن ماجہ ۱۰۳۷، سنن ابی داؤد ۴۷۷۲، التتبع ۱/۲۵۵، الدہلی

۱۰۹۹، فتح الباری ۱/۲۸۸، التتبع ۱/۲۵۵، الاصحاح ۱/۲۵۵۔

سب کا گناہ ختم ہو جائے گا اور اگر کوئی بھی اس ذمہ داری کو انجام نہ
دے تو سب گناہ گار ہوں گے، لیکن اس فریضہ کو انجام نہ دینے کی
صورت میں گناہ اتنی کو ہوگا جسے اس فریضہ کی انجام دہی میں کوئی ضرر نہ
ہو، اور اس کی شہادت سے کوئی نادمہ بھی ہو، اور اگر کو ادبے یا کو ادبے
دینے سے کوئی ضرر پہنچتا ہو یا وہ اس لوگوں میں سے ہونے کی
شہادت قبول نہیں کی جاتی ہو تو یہ ترکیب وغیرہ میں وقار سے براہِ خاطر
عمل اختیار کرنے کی ضرورت پیش آتی ہو تو یہ لازم نہیں ہے، اس لئے
کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”وَلَا يَصَارُ كَذِبٌ وَلَا شَهَادَةٌ“^(۱)
(اور نہ قصاص پہنچایا جائے، نہ گواہی دینے کو، نہ گواہی دینے کو، اور نہ
لے فرمایا: ”لَا صُورٌ وَلَا صُورٌ“^(۲)) نہ ضرر، نہ ممانعت ہے، اور نہ ضرر
پہنچتا ہے، یہ اس سے کہ وہ اس کو نادمہ پہنچا کر تو کو ادبے پہنچاتا
کسی پر لازم نہیں، اور اگر وہ شخص اس لوگوں میں سے ہونے کی شہادت
قبول نہیں کی جاتی تو اس پر کو ادبے دینا واجب ہی نہیں، اس
سے کہ اس سے شہادت کا مقصد ہی حاصل نہ ہوگا، اور اگر کوئی شخص
کو ادبے دیکو ادبے، یہ فریضہ انجام نہ دے، اور اس کے قائم مقام
کوئی دوسرا ہی مل جائے تو وہ گناہ گار ہوگا یا نہیں؟ اس میں ممانعت ہے۔
روایتیں ہیں:

یک یہ کہ: ”وہ گناہ گار ہوگا، کیونکہ جب اس سے اس امر کے لئے بلایا

(۱) سورہ بقرہ ۲۸۴۔

(۲) حدیث: ”لَا صُورٌ وَلَا صُورٌ“ کی روایت ابن ماجہ اور احمد بن حنبل نے
حضرت ابن عباس سے کی ہے اور شیخ نے کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔
اور حاکم و درود لکھنے نے اس کی روایت حضرت ابو سعید خدری سے کی ہے نووی
نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور کہا کہ اس کی روایت امام مالک سے کی ہے اور
اس کے متعدد طرق ہیں جن میں سے بعض کو بعض سے تواتر حاصل ہوتی
ہے، ملائی کہتے ہیں حدیث کے متعدد شواہد ہیں جن کا مجموعہ درجہ صحت یا
ضرر تک حوالہ شدہ ہے، چنانچہ جاتا ہے (سنن ابن ماجہ ۲/۸۳۷ طبع
عینی، فیض القدیر ۱/۲۸۸، جامع العلوم والحکم ص ۲۸۶ طبع مجلس)

تخل ۶-۷

گوئی پر گوی دینا:

۶- اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ اموال، اور وہ مورثین سے مال مقسوم ہو، ورنہ کاح، عتق، فسخ، طلاق، رخصت، ولادت، عورتوں کے عیوب، حدود کے ملاء واللہ تعالیٰ کے حقوق جیسے زکوٰۃ، مساجد کا وقف اور عمومی و قاف میں کوئی پر کو و بنا جاز ہے (۱)۔

تقصاص و حد قذف میں فقہاء کا اختلاف ہے، مالکیہ اور شافعیہ کہتے ہیں کہ قصاص و حد قذف میں کو و بنا حار ہے۔ اس لئے کہ یہ آدمی ناحق ہے، ورنہ نازعت پر بھی ہے، اگر کوئی اس کا قتل کرنے کے بعد رجوع کر لے تو بھی یہ حق ساقط نہیں ہوتا، اور اس کو چھپا یا پندیرہ اور اچھا نہیں ہے، لہذا یہ حق اموال کے مشابہ ہوا۔

حنفیہ و حنابلہ کے یہاں قصاص اور حد قذف میں دوسرے کی کوئی پر کو و بنا جاز نہیں ہے، اس لئے کہ وہ دونوں ہمسائی برائیاں ہیں جو شہادت سے ختم ہو جاتی ہیں، اور وہ ساقط کرنے پر معنی ہوتی ہیں، لہذا یہ حدود کے مشابہ ہوتے ہیں (۲)۔

گوئی پر گوی بننے کے لئے کچھ شرطیں ہیں جن کے لئے اصطلاح "شہادت" کہی جاتی ہے۔

دوم - جنایت کرنے والے کی طرف سے عاقلہ کا قتل خطا و شبہ عمدہ کی دیت دینا۔

۷- اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ قتل خطا کی دیت عاقلہ پر واجب ہے، پھر اس میں اختلاف ہے کہ دیت اولاً کس پر واجب ہے۔ جمہور

کا مذہب اور شافعیہ کا اصح و مستند قول یہ ہے کہ قتل خطا کی دیت اولاً جنایت کرنے والے پر لازم ہے پھر ان کی طرف سے عاقلہ اس سے برداشت کرتے ہیں اور شافعیہ کا ہر قول یہ ہے کہ دیت اولاً ہی عاقلہ پر واجب ہوتی ہے (۱)۔

امیر علماء امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک قتل شبہ عمدہ کی دیت کا بھی یہی حکم ہے، اور امام مالک قتل شبہ عمدہ کے بالکل دیت نہیں (۲)۔ امیر علماء شافعیہ عاقلہ پر واجب دیت کے سلسلہ میں اس واقعہ سے استدلال کرتے ہیں جس میں حضور ﷺ نے عاقلہ پر دیت کا فیصلہ فرمایا ہے، چنانچہ متفق علیہ حدیث ہے (۳)؛ ان امور انص الفتلتنا، فحدثت احدهما الاخرى بحجر لقتلتها وما لم يبطها، "لقضى النبي ﷺ ان ذبة جميعها غرة عبد او امة، وقضى بدية المرأة على عاقلتها" (۴) (۱۰ عورتوں میں جگہ ہوا، اور ایک نے دوسرے کو پتھر مار کر اسے اور اس کے پیٹ کے بچہ کو مارا، تو نبی ﷺ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ اس عورت کی دیت ایک غلام یا ایک باندی ہے، اور فیصلہ فرمایا کہ مقتولہ عورت کی دیت قتل کرنے والی عورت کے عاقلہ پر ہے۔

اس واقعہ میں اس قاتل شبہ عمدہ کا قتل خطا میں اس کا ثبوت بہ رجبہ اولیٰ ہے۔

۸- دیت کے برداشت کرنے میں عاقلہ کی جہت و ترتیب کے لئے اصطلاح "عاقلہ" کی طرف رجوع کیا جائے۔

(۱) نہایۃ المحتاج ۳/۱۹۸ طبع مکتبۃ الاسلامیہ، قاہرہ، مصر، ۱۳۵۵ھ
۷/۷۷۰، حاشیہ المدلولی ۳/۲۸۲، حاشیہ ابن ماجہ ج ۱، ۱۳۱۰ھ

(۲) ساجدہ راجحہ۔

(۳) نہایۃ المحتاج ۷/۳۶۹۔

(۴) حدیث من فضلاء النبی ﷺ بالعبیۃ علی الدلفۃ فی روایت بخاری (صحیح ۲۵۲/۱۲ طبع المنقح) اور مسلم (۳/۱۰۳ طبع المنقح) کے ہے۔

(۱) ابن ماجہ ۲۰۶۹، روحۃ المسکین ۱۱/۲۸۹، فتح المحتاج ۸/۳۸۷، حاشیہ ابن ماجہ ج ۱، ۱۳۱۰ھ

(۲) ابن ماجہ ۲۰۱۸، ۲۰۹، روحۃ المسکین ۱۱/۲۸۹، حاشیہ ابن ماجہ ج ۱، ۱۳۱۰ھ

سوم: مقتدی کی طرف سے امام کا تخل:

۸- امام کے پیچھے مقتدی پر قرأت واجب نہیں، اس کی طرف سے امام کی قرأت کافی ہے، امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک مقتدی مسبوق ہو یا غیر مسبوق، دونوں کا حکم یکساں ہے، اہل سنت میں اختلاف ہے کہ امام کے پیچھے قرأت کا حکم کیا ہے؟ چنانچہ حنفیہ کے نزدیک امام اور امام کے پیچھے قرأت مکروہ ہے، مالکیہ کے نزدیک جب مکروہ ہے اور حنبلیہ کے نزدیک مستحب ہے (۱)۔

ثانیہ کے نزدیک مقتدی مسبوق ہو، اور امام کو رکوع میں پائے اور قیوم میں اس وقت پائے کہ وہ فاتحہ نہ پڑھ سکے تو امام کا سورۃ فاتحہ پڑھ لینا مقتدی کے لئے کافی ہوگا، نیز اقتداء کی صورت میں امام مقتدی کے سہو کی طرف سے کافی ہوگا (۲)۔

اور اگر مقتدی مسبوق نہ ہو تو امام کا پڑھنا مقتدی کے لئے کافی نہ ہوگا اور اس پر قرأت واجب ہوگی جس کی تفصیل اصطلاح "قرأت" میں ہے۔

یہ درج ذیل امور میں امام مقتدی کی طرف سے تحمل کرتا ہے: سجدہ سہو، سجدہ تاوت اور سترہ، اس لئے کہ امام کا سترہ پیچھے والوں کا بھی سترہ ہوتا ہے۔

بحث کے مقدمات:

۹- مقتدی خمس کا ذکر شہادت، بیعت، امام کا مقتدیوں کی غلطی کو برداشت کرنے اور خمس حدیث کے باب میں کرتے ہیں۔

تحمید

تعریف:

استحیاء کا لغوی معنی: عمدہ صفات پر نشت کے ساتھ تعریف کرنا ہے یہ حمد کے مقابلہ میں زیادہ بلند ہے (۱)۔ در شریعت میں تحمید سے مراد نشت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا ہے، اس سے کمالیہ حمد کا مستحق بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی سب سے بہتر تعریف سورۃ فاتحہ، "رموز میں پڑھی جائے، ہاں ثانی سبھا ک الدہم و بحمدک ہے (۲)۔

متعلقہ الفاظ:

الف- شکر:

۲- سلفت میں شکر یہ ہے کہ محسن نے دوسرے پر جو احسان کیا ہو اس پر اس کی تعریف کی جائے (۳)۔

اس کے اصطلاحی معنی بھی یہی ہیں۔

اور شکر جس طرح زبان سے ہوتا ہے اسی طرح ہاتھ و روں سے بھی ہوتا ہے۔

(۱) لسان العرب، الصحاح، معجم الصحاح، لہمیر مادہ "حمد"، الجامع الاحکام القرآن للقرطبی، ۱۳۳۔

(۲) الجامع الاحکام القرآن للقرطبی، ۱۳۳، ۱۳۲، ۱۳۱، ۱۳۰، ۱۲۹، ۱۲۸، ۱۲۷، ۱۲۶، ۱۲۵، ۱۲۴، ۱۲۳، ۱۲۲، ۱۲۱، ۱۲۰، ۱۱۹، ۱۱۸، ۱۱۷، ۱۱۶، ۱۱۵، ۱۱۴، ۱۱۳، ۱۱۲، ۱۱۱، ۱۱۰، ۱۰۹، ۱۰۸، ۱۰۷، ۱۰۶، ۱۰۵، ۱۰۴، ۱۰۳، ۱۰۲، ۱۰۱، ۱۰۰، ۹۹، ۹۸، ۹۷، ۹۶، ۹۵، ۹۴، ۹۳، ۹۲، ۹۱، ۹۰، ۸۹، ۸۸، ۸۷، ۸۶، ۸۵، ۸۴، ۸۳، ۸۲، ۸۱، ۸۰، ۷۹، ۷۸، ۷۷، ۷۶، ۷۵، ۷۴، ۷۳، ۷۲، ۷۱، ۷۰، ۶۹، ۶۸، ۶۷، ۶۶، ۶۵، ۶۴، ۶۳، ۶۲، ۶۱، ۶۰، ۵۹، ۵۸، ۵۷، ۵۶، ۵۵، ۵۴، ۵۳، ۵۲، ۵۱، ۵۰، ۴۹، ۴۸، ۴۷، ۴۶، ۴۵، ۴۴، ۴۳، ۴۲، ۴۱، ۴۰، ۳۹، ۳۸، ۳۷، ۳۶، ۳۵، ۳۴، ۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰، ۲۹، ۲۸، ۲۷، ۲۶، ۲۵، ۲۴، ۲۳، ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱۴، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۹، ۸، ۷، ۶، ۵، ۴، ۳، ۲، ۱۔

(۳) لسان العرب، الصحاح، لہمیر مادہ "شکر"۔

(۱) سہو، غلبہ، ۵۱۸، من طبعہ ۱۹۶۱، ۵۶۶۔

(۲) لسان العرب، الصحاح، لہمیر مادہ "حمد"، ۵۶۶۔

تحمید ۳-۵

شکر محسن کے احسان کا بدلہ ہوتا ہے اور شکر کی جگہ لکھا حمد بھی مستعمل ہے، تم کہتے ہو: حمد علی شجاعہ، یعنی میں نے اس کی شجاعت پر اس کی حمد و تعریف کی، جیسا کہ تم کہتے ہو: شکرمہ علی شجاعہ یعنی میں نے اس کی شجاعت پر شکریہ ادا کیا، یہ دونوں الفاظ قریب الہی ہیں، البتہ حمد عام ہے، اس لئے کہ صفات پر حمد تو ہوتی ہے، شکر نہیں ہوتا، اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کے درمیان فرق ہے (۱)۔

ب- مدح:

۳- مدح کے لغوی معنی: اچھی تعریف کے ہیں، تم کہتے ہو: مدحتہ مدحا باب مفع سے جس کے معنی ہیں: سی کی بہمانی پیدا ہو یا اختیار کی عمدہ صفات پر اس کی تعریف کرنا۔

در اصطلاح میں: اختیار کی خوبیوں پر زبان سے تصدا تعریف کرنے کو مدح کہتے ہیں۔

اسی لئے مدح حمد سے عام ہے (۲)۔

جہاں حکم:

۴- انسان کی زندگی میں تعریف کرے کے مواقع متعدد ہیں، اور انسان سے اس بات کا مطالبہ ہے کہ وہ اپنے ”پروردگار کی نعمتوں کے اعتراف اور اس کے شایان شان تعریف و ثناء بجالائے کے لئے حمد کرے، کیونکہ اللہ نے اس کو بے شمار نعمتیں عطا کر رکھی ہیں، اللہ تعالیٰ

کا ارشاد ہے: ”و ان نعلوا بحمۃ اللہ لا تخصوها“ (۱) اور تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو نہیں شمار نہ کر پاؤ گے، اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اتنی بڑی ہیں کہ انسانی طاقت و قدرت اس کا شمار کرنے سے عاجز ہے، جیسے کائنات کو ”وری فیت و رزق و غیرہ“ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہی کی نعمتیں ہیں، اسی لئے اس نے انسان کو وہ سب نعمتیں اللہ تعالیٰ کے درمیان حمد اور اس کی ثنائی کا فرض کر دیا ہے۔

حمد یاں کرنا بھی واجب ہوتا ہے جیسے خطبہ جمعہ میں، کبھی سنت مؤکدہ ہوتا ہے جیسے چھیننے کے بعد، اور کبھی مندوب ہوتا ہے جیسے خطبہ تاج و رعاوی کے شروع میں، ورنہ ہم کام کی تندہ میں، نیز ہر مرتبہ کھانے پینے کے بعد وغیرہ۔ یہ بات حمد بیان کرنا مکروہ ہو جاتا ہے جیسے کندی کی جگہوں میں اور کبھی حرام ہو جاتا ہے جیسے معصیت سے نوش ہو کر (۲)۔

اس کی پوری تفصیل سن ذیل ہے:

جمعہ کے دنوں خطبوں میں حمد بیان کرنا:

۵- جمعہ کے دنوں خطبوں میں حمد بیان کرنا شرعاً مطلوب ہے، اگرچہ اس کے فرض یا مندوب ہونے میں فقہاء کا اختلاف ہے (۳) اور حمد سے دونوں خطبوں کی ابتداء کرنا مستحب ہے، کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے: ”کل کلام لا یبدأ فیہ بالحمد فهو احمدا“ (۴) (جو کلام جو حمد سے شروع نہ کیا جائے

(۱) سورہ ہریم ۳۳۔

(۲) جامع الخطاوی علی مرقاں الاصلاح ص ۱۲۸، کتاب الاصلاح ص ۱۲۸۔

(۳) ابن ماجہ ص ۳۳۳، ۳۳۴، ۵۶۱، مرقاں الاصلاح ص ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳،

تحمید ۶-۷

وہ ہم پر یہ رہتا ہے)، اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے: "فإن النبي ﷺ كان يخطب الناس بحمد الله ويثني عليه بما هو أهله" (۱) (نبی ﷺ لوگوں کے سامنے خطبہ دیتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی و ثنا کرتے جس کا وہ مستحق ہے)۔
اس کی تفصیل "ص، ۴۰۰ جمعہ" میں ہے۔

خطبہ نکاح میں حمد بیان کرنا:

۶- عقد سے قبل خطبہ نکاح میں حمد بیان کرنا مستحب ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ سے خطبہ کے سلسلے میں یہ الفاظ وارد ہیں: "الحمد لله بحمده، وسبحنه وسنعمه، ونعوذ بالله من ضرور أنفسنا وسيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله" (۲) "ہا اُیہا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدة وخلق منها زوجها وبثّ منہما رجلاً کثیراً ونساءً واتقوا اللہ الذی نسأ لؤن بہ والأرحام إن اللہ کان علیکم رقیباً" (۳) "ہا اُیہا النبی آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ ولا تموتن إلا وأنتم مسلمون" (۴) "ہا اُیہا النبی آمنوا اتقوا اللہ وقلوا قولا

مَدیناً، یصلح لکم أعمالکم ویغفر لکم ذنوبکم ومن یطع اللہ ورسولہ فقد کاز فوزاً عظیماً" (۱) (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں ہم ان کی حمدیں کرتے ہیں، اسی سے مدد طلب کرتے ہیں۔ ان سے مغفرت کی راہ دست کرتے ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتے ہیں اپنے نفسوں کے شر اور آپ پر سے محاب سے جسے اللہ تعالیٰ مددیت دے دیں اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں، اور جسے گمراہ کر دیں اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں، میں کوئی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تھا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، ہر میں کو اسی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں) (اے لوگو! ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اسی سے پیدا کیا اس کا جوڑا اور پھیلانے ان دونوں سے بہت مراد، اور عورتیں اور ذرات رہو اللہ سے جس کے واسطے سے سوال کرتے ہو آپ میں اور جبر، و رہتہ بقول کے پاب میں، بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے)، (اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ ڈرنے کا حق ہے، اور جان نہ دینا بخیر اس حال کے کہ تم مسم ہو)، (اے یہاں والو! اللہ سے ڈرو اور راستی کی بات کہو، اللہ تمہارے لئے تمہارے اعمال سنوار دے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا، اور جس کی نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی سو وہ بڑی کامیابی کو پہنچ گیا)۔

نماز کے شرع میں حمد بیان کرنا:

۷- نماز کے آغاز میں حمد بیان کرنا جس کو ثنا کہا جاتا ہے مسنون ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر کہتے، پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ اپنے دونوں انگلیوں کو اپنے دونوں

(۱) ۵۴/۵ طبع عزت میرد ماس) نے کی ہے اور اس حدیث کو درال کی وجہ

سے مندرج کیا ہے نیز اس کی سند میں ایک ضعیف روایت ہے (فیض القدیر للحدادی ۵/۳ طبع المکتبۃ النجاریہ)۔

(۲) حدیث: "کان یخطب الناس بحمد اللہ" کی روایت مسلم (۵۴/۳ طبع المکتبۃ النجاریہ) نے کی ہے۔

(۳) حدیث: "إن الحمد لله لعمدة وسنعمه" کی روایت ابوداؤد (۵۴/۳ طبع عزت میرد ماس) نے کی ہے اور اس کے طرق صحیح ہیں (تخصیر المیزان ج ۳ ص ۱۵۲ طبع مکتبۃ المدینہ)۔

(۴) سورہ آل عمران ۱۰۲

(۵) سورہ آل عمران ۱۰۲

(۱) سورہ احزاب ۷۰، ۷۱

نیز دیکھئے ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۱۲، ۵۱۳، کتاب القناعات عن علی لاقا

۵۱/۲، الاذکار للحدادی ۵۰، شرح المیزان ۲/۲۱۶

تحمید ۷

(جب نام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم "ربنا ولك الحمد" کہو)، اور صحیح بخاری میں حضرت رفاع بن رافع الزرقانی سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: "کنا یوما بصی وراء النبی ﷺ، فلما رفع رأسه من الركعة قال "سمع الله لمن حمده"، فقال رجل وراءه: ربنا ولك الحمد حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه فلما انصرف قال: "من المتكلم؟" قال أنا. قال: "ریت بضعة وثلاثین ممکاً یسجدون بها بیهم یکتبها اول" (۱) (یک روز ہم نبی ﷺ کے پیچھے مار پڑا رہے تھے، آپ ﷺ نے جب رکوع سے سر اٹھایا تو "سمع الله لمن حمده" کہہ آپ ﷺ کے پیچھے یک شخص نے یہ کہا: "ربنا ولك الحمد حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه" (اے ہمارے پروردگار تمام تعریفیں تیرے سے خاص ہیں، ہم تیری بہت ریا و پائیہ اور بابرکت تعریف کرتے ہیں)۔ آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف رخ کیا تو فرمایا: "یہ عاں نے پڑھی؟" اس شخص نے کہا کہ میں نے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تم سے زائد فرشتوں کو اس دعا کی طرف تیزی سے دہراتے دیکھا کہ اسے سب سے پہلے کون لکھے)۔

امام یامدہ کے "سمع الله لمن حمده" سننے کے بعد یہ حمد بیان کرنا مالایہ کبر، یک مندوب ہے (۲)۔

فانوں کے برابر ریت، پھر یہ دعا پڑھتے: بحمدک اللهم و بحمدک، و تبارک اسمک، و تعالیٰ جدک ولا اله غیرک" (۱) (اے اللہ ہم تیری پالی کا ترار کرتے ہیں، اور تیری تعریف بیان کرتے ہیں، اور تیرا نام بہت بڑکت والا ہے، اور تیری بزرگی بڑھتی ہے، اور تیرے سو کوئی مستحق عبادت نہیں)۔ اس پر خلیفہ شافعیہ اور حنابلہ کا اتفاق ہے (۲)۔

حنابلہ کے نزدیک نماز میں رکوع سے کھڑے ہونے کے وقت حمد بیان کرنا واجب ہے، دارقطنی میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت بریدہؓ سے فرمایا: "یا ہریدہ اذا رفعت رأسک من الركوع فقل: سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد" (۳) (اے بریدہ! جب تم رکوع سے سر اٹھاؤ تو: سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد کہو، اور خلیفہ شافعیہ کے نزدیک مقتدی ہمزہ کے لئے اس مقام پر حمد بیان کرنا سنت ہے، مقتدی ہمزہ، سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد دونوں کہیں گے، اور مقتدی بالاتفاق صرف حمد بیان کرے گا، اگر اکتفا کرے گا، اس لئے کہ اسے ہی کا حکم ہے، حضرت انس اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "اذا قال الامام سمع الله لمن حمده، فقولوا: ربنا ولك الحمد" (۴)

(۱) حدیث: قولہ بحمدک اللهم و بحمدک و تبارک اسمک۔ اس کی روایت ابو داؤد (۱۸۱۴ طبع عزت عید عباس) نے حضرت مانک سے کی ہے اس کی سند میں اختلاف ہے لیکن اس کے دیگر طرق بھی ہیں جن سے اسے تصویب ملتی ہے (۱) (ابن حجر ۲۲۹۱ طبع شرکت المباحہ لغیرہ)۔

(۲) مرآۃ المفاتیح ۱۳۹، ۱۴۱، ۱۵۳، ذکر ۳۳۳، کتاب القیام، ۳۳۲۔ (۳) حدیث: "یا ہریدہ اذا رفعت رأسک۔" کی روایت دارقطنی (۳۳۹ طبع شرکت المباحہ لغیرہ) نے کی ہے، اور اس کی سند انتہائی ضعیف ہے، میرزاں الاعتدال ص ۲۶۸ طبع مجلس۔

(۴) حدیث: "اذا قال الإمام سمع الله لمن حمده۔" کی روایت بخاری

(۱) (الفتح ۲۸۳/۲ طبع انتقیر) اللہ مسلم (۳۰۶/۱ طبع مجلس) نے کی ہے۔
(۱) حضرت رفاع بن رافع کی حدیث کی روایت بخاری (الفتح ۲۸۳/۲ طبع انتقیر) نے کی ہے نیز دیکھئے کتاب القیام من متن القیام ۱/۳۳۲، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ابن ماجہ ۱/۳۳۲، مرآۃ المفاتیح ۱/۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹،

انجمن

سدم پھیرنے کے بعد نماز سے فارغ ہونے والے کے لئے حمد بیان کرنا:

۸۔ سلام پھیرنے کے بعد حمد بیان کرنا شافعیہ کے نزدیک مستحب ہے (۱)۔ اس سے کہ حضرات، ابن ابراہیم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد شیعہ پڑھتے اور یہ کہتے: "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، وَلَا مَعْلُومَ إِلَّا بِإِيَّاهُ، وَلَهُ النِّعْمَةُ، وَلَهُ الْفَضْلُ، وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، مُخَصَّصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ" (۲) (خدائے واحد کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ یکتا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں، وہ جانتا ہے، قادر ہے، اور اللہ ہی کی اصل طاقت قوت ہے اور ہم اسی کی عبادت کرتے ہیں، اسی کی نعمتیں ہیں اور اسی کے لئے فضیلت و بزرگی خاص ہے، اور اسی کی، چھی تعریف ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں، ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں اخلاص کے ساتھ اعانت کرتے ہوئے اگرچہ کافر اسے پسند نہ کریں)۔

حقیقہ اور حنا بلہ کے نزدیک نماز کے بعد حمد بیان کرنا سنت ہے۔
 رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "مَنْ مَتَعَ اللَّهَ فِي دَهْرٍ كُلِّ صَلَاةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَحَمَدَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، فَطَلَّكَ تِسْعَةً وَتِسْعُونَ وَقَالَ فِي تَعَامُ الْعَامَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ

() البروب في نقد الامام الشافعي / ج ١ ، ط ذكار للمؤيد ، ٦٨ ، من بعد البعثي شرح
ريض الصالحين للمؤيد ٢٤٣ ، ٢٤٣ .

(۳) حدیث "کان یبطل فی اکثر کل صلاۃ" کی روایت مسلم (۳/۱۵۴، طبع النجفی) نے کی ہے۔

الحمد، وهو علی کل شیء قلیب" (جو شخص ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ امان اللہ، تینتیس مرتبہ الحمد للہ، و تینتیس مرتبہ اللہ آبر ہے۔ یہ تانویں ہونے، اور سوچ رہے ہوتے ہوئے کہنے لایا۔ لا اللہ وحده لا شریک له، له المملک وله الحمد، وهو علی کل شیء قلیب تو اس شخص کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں، خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں)۔

اور اس کے برعکس ایک اس کے بعد یہ پڑھنا مستحب ہے: "اَللّٰهُمَّ
 اِنِّیْ اَعْلٰی ذَکُوکَ وَ شَکُوکَ وَ حَسَنَ عِبَادَتِکَ" (اے
 اللہ اپنے ذکر، اپنے شکر اور حسن عبادت پر میری مدد فرما) اور آخر میں
 یہ پڑھے: "سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ
 عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" (۲) (پاک ہے
 آپ کا پروردگار بڑی عزت والا پروردگار ان چیزوں سے جو یہ لوگ
 بیان کرتے ہیں، اور سلام ہو پیغمبروں پر اور ساری مخلوق پر اللہ
 پروردگار تمام کے لئے تبارک) اور مناجات نے شافعیہ کی استدلال کردہ
 روایت سے اپنی استدلال کردہ روایت پر اضافہ کیا ہے (۳)۔

اصلی مسئلہ یہ ہے کہ پہلے سنان اللہ کہے، اس سے کہ یہ اذقیس تخلیق ہے، اس کے بعد الحمد للہ کہے، اس لئے کہ یہ تھلہ مرتبہ کے باب سے ہے، اس کے بعد اللہ اکبر کہے، اس لئے کہ یہ تعظیم ہے (۴)۔

(۱) حدیث: ”مَنْ مَسَّحَ الْمَدَّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ“ کی روایت مسلم (۲۱۸/۱ طبع مجلس) نے کی ہے۔

(۲) حدیث مذکور ملاقات کے اختتام پر رسول اللہ ﷺ کا فریاد اسبغوا ربکم
رب العزف۔ کی روایت ابو یعلیٰ نے حضرت ابوسعید سے کی ہے اور اس
کی سند ضعیف ہے فقیر ابن کثیر (۶/۲۳ طبع دار الفکر)۔

(۳) مرحوم اختلاجات / ۱۷، ۲۴ ابن ماجہ میں اور ۵۶ کتب و القناع کی متن الاقتاع اور ۹۸ س ۹۷

(۲) مرئی انقلاب جس ۱۷۲۰ء۔

عیدین کی نماز میں تحریمہ کے بعد حمد بیان کرنا:

۹- حنفیہ کے نزدیک یہ امام و مقتدی سب کے لئے سنت ہے، چنانچہ وہ ثنا و حمد بیان کرتے ہوئے یہ پڑھے گا: "سبحانک اللہم وبحمدک، وتبارک اسمک، وتعالیٰ جددک، ولا الہ غیرک" (سے اللہ ہم تیری پائی طاقت اترتے ہیں اور تیری تعریف میں کرتے ہیں، اور تیرا نام بہت بڑا ہے، اور تیری برکتی بزرگ ہے، اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں) سے زائد بھیجے میں سے پکے پڑھا جائے گا (۱)۔

حنابلہ کے نزدیک بھیجرات کے درمیان حمد بیان کرنا مسنون ہے، چنانچہ بھیجرات کے درمیان کہے گا: اللہ اکبر کبیرا، والحمد لله کبیرا، وسبحان اللہ بکرة و أصیلا، وصلى الله على محمد النبي و آله وسلم تسليما کبیرا (اللہ بہت بڑا ہے، ہم اس کی بار بار تعریف بیان کرتے ہیں اور صبح و شام اس کی قدس بیان کرتے ہیں، بار بار درود و سلام نازل ہو اللہ کے نبی محمد پر اور ان کی آل پر)۔ اس لئے کہ حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن مسعود سے معلوم کیا کہ وہ عید کی بھیجرات کے درمیان کیا پڑھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں، نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، پھر دعا کرتے ہیں اور بھیجرات کہتے ہیں (۲)۔

۱- استسقاء اور جنازہ کی نماز میں حمد بیان کرنا:

۱۰- نماز استسقاء کے خطبہ میں ثانیہ اور ثانیہ کے بعد ایک حمد بیان کرنا سنت ہے، "رحمۃ" و "ما لک" کے بعد ایک مستحب ہے۔ "رحمۃ" کے بعد ایک نماز جنازہ میں پہلی بھیجرات کے بعد حمد بیان کرنا مسنون ہے، نماز پڑھنے والا یہ دعا پڑھے "سبحانک اللہم وبحمدک، وتبارک اسمک وتعالیٰ جددک، ولا الہ غیرک"۔

تعمیرات تشریق میں حمد بیان کرنا:

۱۱- حنفیہ، ثانیہ اور ثانیہ کے بعد ایک بھیجرات تشریق میں حمد بیان کرنا سنت ہے، اس بھیجرات میں دعا پڑھی جائے گی جو نبی ﷺ نے پڑھی: "اللہ اکبر اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ واللہ اکبر، واللہ الحمد" (۲) (اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اور متعریفیں اسی کے لئے خاص ہیں) نیز روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفا پڑھا پڑھی: "اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر کبیرا والحمد لله کبیرا، وسبحان اللہ بکرة و أصیلا، لا الہ الا اللہ ولا بعد الا ایاہ محضین له الدین ولو کره الکافرون، لا الہ الا اللہ وحده، صدق وعده، وصر عبده، وهرم الاحواب وحده، لا الہ الا اللہ واللہ

(۱) المہذب فی فرائض امام الشافعی ۱/۳۲۲، کتاب الفرائض من متن الاقناع ۲/۶۹، مرقا الفلاح ۲/۴۹۹، ۳۲۰ ابن ماجہ ۱/۵۶۱۔

(۲) حدیث صحیحہ: "اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر" کی روایت در ترمذی (۵۰/۲) طبع شریک المباحث فقہیہ (۲) کی ہے ابن عمر نے کہا کہ اس کی سند میں عمرو بن شمر ہے اور وہ متروک ہے (تحفہ المسنن ۲/۸۷۲ طبع شریک المباحث فقہیہ)۔

(۱) مرقا الفلاح ۲/۴۹۹، کتاب الفرائض من متن الاقناع ۲/۶۹، طبع مصر اللہ۔

(۲) بھیجرات عید کے درمیان اذکار و اذکار حدیث کی روایت بخاری نے حضرت ابن مسعود سے تواتر دیکھا حدیث سند کے ساتھ کی ہے، ابن علان نے "الفتوحات المربیہ" میں بھی کہا ہے (۲۳۲/۳) نیز دیکھئے: المسنن الکبریٰ للبخاری ۲/۳۹۲، ۳۹۱، ۳۹۲۔

تعالیٰ کی حمدیں کی، اور تو نے اللہ کی حمد نہیں کی، حضرت ابو موسیٰ اشعرئ سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: "إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمْدُ اللَّهِ فَسْتَوْهَ لِقَوْلِهِ يَحْمَدُ اللَّهَ وَلَا تَسْتَوْه" (۱) (جب تم میں سے کسی کو چھینک سے ہو، وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے تو اس کا جواب ہو، اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کی حمدیں نہ کرے تو اس کا جواب نہ ہو)۔

قضاء حجت کے بعد بیت الخلاء سے نکلنے والے کا حمد بیت کرنا:

۱۳ - مانگیہ، ہر ثانیہ کے نزدیک یہ مندوب ہے، اور حنفیہ اور حنبلیہ کے نزدیک سنت ہے، لہذا (نکھنے والا) یہ کہے "عھر انک" (۲) (اے اللہ میں تجھ ہی سے بخشش طلب کرتا ہوں)۔ "الحمد لله الذي اذهب عني الادي و عافاني" (۳) (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے خاص ہیں جس نے مجھ سے اذیت کو دور کر کے مجھے عافیت بخشی)۔

حضرت ابن عمرؓ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو فرماتے: "الحمد

(۱) حدیث: "إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمْدُ اللَّهِ فَسْتَوْه" کی روایت مسلم (۲۲۹۲ طبع النجفی) نے کی ہے نیز دیکھئے: "أَذْكَارُ لِلرُّوَيْ" ص ۲۳۰۔

(۲) حدیث: "قَوْلُهُ عَهْرَانِك" کی روایت ابو داؤد (۳۰۸) طبع عزت عبید دہاسی (اور حاکم (۱۵۸) طبع دائرة المعارف العلمانیہ) نے کی ہے اور ذہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

(۳) حدیث: "الحمد لله الذي اذهب عني الادي و عافاني" کی روایت ابن ماجہ (۱۱۰) طبع النجفی) نے کی ہے اور ابن ماجہ کے حاشیہ میں ہے کہ اس حدیث کی سند میں اسامہ بن مسلم ہیں جن کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے اور ابن قسطلہ کے ساتھ حدیث ثابت نہیں ہے۔

لله الذي اداقني لله، و ابقى في قوته و اذهب عني اذاه" (۱) (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں جس نے مجھے کھانے کی لذت سے لطف اندوز کیا، اور میرے اندر اس کی قوت کو باقی رکھا، اور اس کی اذیت کو مجھ سے دور کیا)۔

کھانے پینے والے کا حمد بیان کرنا:

۱۴ - کھانے اور پینے والے کے سے حمدیں سنا مستحب ہے، رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَرْضَىٰ عَنْ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ أَوْ يَشْرِبَ الشَّرْبَةَ فَيَحْمَدَهُ عَبْدُهُ" (۲) (پیشک اللہ تعالیٰ اس بندہ سے راضی ہو جاتے ہیں جو کوئی قسمہ کھائے یا کوئی کھونٹ پئے اور اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے)۔

اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب کچھ کھاتے یا پیتے تو یہ دعا پڑھتے: "الحمد لله الذي اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمين" (۳) (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں جس نے ہمیں کھانا کھایا، اور یہ اب کیا اور ہمیں مسلمان بنایا)۔ اور حضرت معاذ بن اسحاقؓ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ أَكَلَ طَعَامًا فَقَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَطْعَمَنِي هَذَا وَدَرَقَنِيهِ مِنْ عِبْرِ حَوْلِ مِيٍّ وَلَا قُوَّةَ عَمَلِهِ مَا تَقْدِمُ مِنْ

(۱) حدیث: "الحمد لله الذي اداقني لله" کی روایت ابن ابی (ص ۸) طبع دائرة المعارف العلمانیہ) نے کی ہے اور اس کی سند میں وہ روای ضعیف ہیں، اور دیکھئے الفتوحات المبرانیہ (۳۰۵) طبع امیر یہ)۔

(۲) حدیث: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَرْضَىٰ عَنْ الْعَبْدِ أَنْ يَأْكُلَ الْأَكْلَةَ" کی روایت مسلم (۲۰۹۵) طبع النجفی) نے کی ہے۔

(۳) حدیث: "كَانَ إِذَا أَكَلَ أَوْ شَرِبَ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ" کی روایت ترمذی (۵۰۸/۵) طبع النجفی) نے اور صوفی نے شرح اس (۲۹۰) طبع المکتب الاسلامی (ص ۱۳) کی چھ بیوی نے تصحیح کی جس سے اس کو مستحب کہا ہے۔

کان فی مجلسہ ذلک^(۱) (جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا ہو وہاں اس کی مشغول باتیں بہت ہو گئیں پھر مجلس سے کھڑے ہونے سے پہلے اس نے یہ دعا پڑھ لی: ”سبحانک اللہم و بحمدک، أشهد أن لا إله إلا أنت، أستغفرک وأتوب إليك“ تو اس کی اس مجلس کی تمام غلطیاں معاف کر دی جاتی ہیں۔)

اعمال حج میں حمد بیان کرنا:

۱۷- اعمال حج میں حمد بیان کرنا مستحب ہے، اور ملتزم کے پاس رسول اللہ ﷺ نے جو دعا میں مانگیں ان میں سے ایک یہ ہے: ”اللهم لك الحمد حمداً يوا في معك، و بکافیء مريدک، أحمدک بجميع محامدک، ما عمت منها وما لم أعلم، وعلى کل حال۔ اللهم صل وسلم على محمد وعلى آل محمد اللهم أعني من الشيطان الرجيم وأعني من کل سوء، وفني بما ردفتي، وبارک لي فيه اللهم اجعلي من أکرم وفدک عليك، وأرمني سبيل الاستقامة حتى ألقاک يا رب العالمين“^(۲) (اے اللہ میں تیری سی تعریف کرتا ہوں جو تیری نعمتوں کے برابر ہو، اور مزید نعمتوں کا ذریعہ ہو، میں تمام خوبیوں پر تیری تعریف و حمد کرتا ہوں، خواہ مجھے وہ معلوم ہوں یا معلوم نہ ہوں، اور ہر حال میں تیری حمد بیان کرتا ہوں، اے اللہ وہ سلام ماراں فرما حضرت محمدؐ پر، و حضرت محمدؐ کی طرف پر۔

(۱) حدیث: ”میں مجلس فی مجلس فکثر فيه لفظه۔“ کی روایت ترمذی (۵/۳۹۳ طبع النسخ) نے کی ہے، ولفظ ”لا إله إلا أنت“ ہے اور دیکھئے الأذکار للعلوی ۱/۴۷، ۴۶۵، ۴۶۳، وأراد الشریعہ لان مطلقاً ۱/۱۳۱، ۱۳۳۔

(۲) حدیث ملتزم کے بارے میں ابن حجر نے کہا چکر مجھے اس کی اس معنی نہیں ہوئی (الفتوحات الربانیہ ۳/۳۹۱ طبع المیزان)۔

کو حضرت عائشہؓ کے پاس بھیجی کہ وہ ان سے اجازت من کر لے اپنے صاحبین (رسول اللہ ﷺ، و حضرت ابو بکرؓ) کے پاس، من ہوا چاہتے ہیں، جب حضرت عبداللہؓ واپس آئے تو حضرت عمرؓ نے کہا: کیا جواب لائے ہو؟ حضرت عبداللہؓ نے کہا: امیر المؤمنین جو آپ چاہتے ہیں، انہوں نے اجازت مرحمت فرمائی تو حضرت عمرؓ نے کہا: ”الحمد لله“ کوئی چیز میرے نزدیک اس سے اہم نہیں تھی^(۱)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: ”ان النبي ﷺ اني ليلة أسري به بقدرحين من خمر وليس، فنظر إليهما، فاحذ النسي، فقال له جبريل عليه السلام: ”الحمد لله الذي هداك للمطيرة، لو احدثت الخمر غوت أمتك“^(۲) (شب معراج میں نبی ﷺ کے پاس ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ خمر کا لایا گیا، آپ ﷺ نے ان دونوں کی طرف دیکھا، اور وہ دھوکہ کو اختیار فرمایا، تو حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے فرمایا: ”الحمد لله الذي هداك للمطيرة“ (تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے آپ کی فطرت کی طرف رہنمائی فرمائی) اگر آپ شراب لے لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔)

مجلس سے کھڑے ہونے والے کا حمد بیان کرنا:

۱۶- مجلس سے کھڑے ہونے والے کے لئے حمد بیان کرنا مستحب ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”من جلس في مجلس فكثر فيه لفظه فقال قبل أن يقوم من مجلسه سبحانك اللهم وبحمدك، أشهد أن لا إله إلا أنت أستغفرک وأتوب إليك إلا غفر له ما“^(۱) (حضرت عمرؓ کے قول کی روایت بخاری (۲/۲۵۱ طبع المنقیر) نے کی ہے۔
(۲) حدیث اسراؤ کی روایت بخاری (۱/۳۷۶ طبع المنقیر) اور مسلم (۱/۱۵۳ طبع النسخ) نے کی ہے، و دیکھئے الأذکار للعلوی ۱/۴۷، ۴۶۳۔

اے اللہ مجھے شیطان مردود سے پناہ میں رکھ، اور مجھے پناہ دے۔
برائی سے، اور مجھے جو رزق تو نے عطا فرمایا ہے اس پر قناعت میں فرما،
اور اس میں میرے لیے برکت عطا فرما۔ اے اللہ اپنے پاس آنے
والوں میں مجھے سب سے کرم بنا، اور اے تمام جہانوں کے پائسار
پنی، ثقات تک میرے لیے انتقامت لی روک لائیں (مردود سے)۔

نیا پٹ پٹنے والے کا حمد بیان کرنا:

۱۸- نیا پٹ پٹنے والے کے لئے حمد بیان کرنا مستحب ہے۔ پناہ
حضرت معاذ بن انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد
فرمایا: "من لبس ثوباً جديداً فقال: الحمد لله الذي
كساني هذا، وردني به من غير حول مني ولا قوة، عمر الله
له ما تقدم من ذنبه" (۱) (جو شخص نیا کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھے:
"الحمد لله الذي كساني هذا، وردني به من غير حول من غير حول
مسي ولا قوة" (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں جس نے
مجھے یہ کپڑا پہنایا، اور میری کسی قوت و طاقت کے بغیر مجھے یہ عطا
فرمایا) تو اللہ تعالیٰ اس کے پچھلے گناہ معاف فرمادیتے ہیں)۔

سوکر ٹھننے والے کا حمد بیان کرنا:

۱۹- سوکر ٹھننے والے کے لئے حمد بیان کرنا مستحب ہے۔ رسول اللہ
ﷺ جب سوکر بچتے تو یہ دعا پڑھتے: "الحمد لله الذي
احيانا بعد ما اماننا، وإليه الشكر" (۲) (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ
(۱) حدیث: "من لبس ثوباً جديداً فقال: الحمد لله الذي كساني هذا، وردني به من غير حول مني ولا قوة، عمر الله له ما تقدم من ذنبه"۔ کی روایت ابو داؤد
(۳۱۰۴ طبع عزت مجددی) نے کی ہے اور ابن حجر نے اس کو حسن قرار دیا ہے جیسا کہ الفتوحات لمباہیہ (۳۰۰/۱ طبع المصیر) میں ہے۔
بزرگ دیکھئے الادکار و لغوی ص ۶۲۔
(۲) حدیث: "كان إذا أسبغ قل الحمد لله"۔ کی روایت بخاری
صحیح ۳۰۰/۱ طبع المصیر) نے کی ہے۔

کے لئے خاص ہیں جس نے ہمیں مردود پنے کے بعد زندگی بخشی اور اس
کے پاس لوٹ کر جانا ہے)۔

حضرت ابو یوسف سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "إذا
أسبغت أحدكم فليقل الحمد لله الذي رد عني روعي،
وعافاني في جسدي، وأذن لي بذكره" (۱) (جب تم میں سے
کوئی سوکر اٹھے تو چاہئے کہ یہ دعا پڑھے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے
لئے خاص ہیں جس نے میری روح لوٹائی، میرے جسم کو عافیت بخشی،
اور مجھے اپنے رب کی توفیق دی)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل فرماتی ہیں: آپ ﷺ
نے فرمایا: "ما من عبد يقول عند رد الله تعالى روحه: لا إله
إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو
على كل شيء قدير، إلا عفى الله تعالى له ذنبه، ولو كانت
مثل زبد البحر" (۲) (جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے پٹی روح
کے لوٹائے جانے (سوکر اٹھنے) پر یہ دعا پڑھے: "لا إله إلا الله
وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير"
(نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ تنہا
ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کے لئے خاص ہے اور اسی
کے لئے حمد ہے اور وہ چیز پر قادر ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ
معاف فرمادیتے ہیں، خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں)۔

(۱) حدیث: "إذا أسبغ أحدكم فليقل الحمد لله الذي رد عني روعي، وعافاني في جسدي، وأذن لي بذكره"۔ ابن اسی نے عمل الیوم واللیلہ (ص ۳ طبع دار الفکر طرابلس) میں کی
ہے اور الفتوحات میں ہے کہ ابن حجر نے اس کو حسن قرار دیا ہے (۲۹/۱
طبع المصیر)۔

(۲) حدیث: "ما من عبد يقول عند رد الله تعالى روحه: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير"۔ ابن اسی نے عمل الیوم واللیلہ (ص ۳ طبع دار الفکر طرابلس) میں
کی ہے ابن حجر نے اسے ضعیف کہا ہے جیسا کہ الفتوحات لمباہیہ
(۲۹۲/۱ طبع المصیر) میں ہے بزرگ دیکھئے الادکار و لغوی ص ۶۲۔

بستر پر بیٹھتے وقت حمد بیان کرنا:

۲۰- سونے کے بستر پر اتنے وقت حمد بیان کرنا مستحب ہے، چنانچہ حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ و حضرت فاطمہؓ سے رثا فرمایا: "إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ، أَوْ إِذَا أَحْمَدْنَا مَصَاجِعَكُمْ فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ" (۱) (جب تم اپنے بستر پر جاؤ، اور اپنے لیٹنے کی جگہ پر پہنچ جاؤ، تینتیس مرتبہ اللہ کہہ تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ کہو) ایک روایت میں ہے: "التسبیح أربعة وثلثین" (سبحان اللہ "چونتیس مرتبہ") اور ایک روایت میں "التکبیر أربعة وثلثین" (اللہ کہہ "چونتیس" مرتبہ) اور یہ ہے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ میں نے جب یہ رسول اللہ ﷺ سے سنا اس وقت سے اس کو کبھی میں چھوڑا (۲)۔

وضو کے شروع میں اور وضو سے فراغت پر حمد بیان کرنا:

۲۱- وضو میں حمد بیان کرنا مستحب ہے، چنانچہ بسم اللہ کے بعد وضو کرنے والا یہ دعا پڑھے: "الحمد لله الذي جعل الماء صهوراً" (تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے خاص ہیں جس نے پانی کو پاکی کا وسیع بنادیا)۔ اور سلف سے منقول ہے کہ آپ ﷺ سے اس دعا کے یہ الفاظ بھی نقل کئے گئے ہیں: "باسم الله العظيم، والحمد لله على دين الإسلام" (۳) (اللہ تعالیٰ ہی عظیم، اور الحمد للہ اللہ علی دین اسلام)۔

(۱) حدیث "إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ أَوْ إِذَا أَحْمَدْنَا مَصَاجِعَكُمْ فَكَبِّرَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَسَبِّحَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ، وَاحْمَدَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ" کی روایت بخاری، راجع ۱۱۹/۱ (طبع استغیث) اور مسلم (۳/۲۰۹ طبع طبعی) نے کی ہے۔

(۲) الادکار سووی دس ۸۳۔

(۳) حدیث: "باسم الله العظيم" کی روایت دہلی نے سند افراس میں کی ہے جیسا کہ اتحاد السادة المتقیین (۲/۳۵۳ طبع لمبویہ) میں ہے اور

کسب عام سے شروع کرتا ہوں اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہیں جس نے، یہ اسلام پیش فرمایا)۔

وضو سے فارغ ہو کر حمد بیان کرنا مستحب ہے۔ وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھی جائے: "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ مِنَ التَّوَّابِينَ، وَاجْعَلْهُ مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ، سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ" (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے، اور خوب خوب پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنا۔ اے اللہ میں تیری تسبیح اور تیری حمد بیان کرتا ہوں، میں وہی دیتا ہوں کہ تیرے عہدہ کو کوئی بھی لائق عبادت نہیں، میں تجھ سے معذرت طلب کرتا ہوں، اور تیری طرف لوٹتا ہوں)۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا: "مَنْ تَوَضَّأَ فَاسْبَحْ الوُضوء ثم قال عند فراغه من وضو: سبحانك اللهم وبحمدك، أشهد أن لا إله إلا أنت، أستغفرک و أتوب الیک حتم علیها بحاتم فوضعت تحت العرش لئلا یکسر الی یوم القيامة" (۱) (جس نے وضو کیا، صحیحی طرح کیا، پھر وضو سے فارغ ہو کر یہ دعا پڑھی سبحانک اللہم وبحمدک، اشہدان

اس کی سند صحیفہ ہے۔

(۱) حدیث: "سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ أَشْهَدُ" کی روایت ابن ابی (۲/۱ طبع دار الفکر طبع استغیث) نے کی ہے۔ ثانی نے بھی مجمع (۲/۳۹۱ طبع اہل حق) میں اس کا ذکر کیا ہے اور کہا کہ طبرانی نے الاسط میں اسے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح کے رجال ہیں۔

لا إله إلا أنت، المستعصرک و اہوب الیک ؕ اں پر ایک مہر لگا کر اسے عرش کے نیچے رکھ دیا جاتا ہے، جسے روز قیامت تک نہیں ہٹا دیا جاتا ہے۔

حال دریافت کئے جانے پر حمد بیان کرنا:

۲۲- جس شخص سے اس کی ذمہ داری ہو، حال دریافت کیا جائے اس کے لئے حمد بیان کرنا مستحب ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھے تو جب رسول اللہ ﷺ اپنی اس تکلیف میں تھے جس میں آپ ﷺ کا تقاضا تھا کہ لوگوں نے اس سے پوچھا: اب یہ آئینہ رسول اللہ ﷺ کی طبیعت کیسی ہے؟ تو حضرت علیؓ نے فرمایا: ”حمد اللہ“۔^(۱)

۲۳- جو شخص کسی کو مرض یا کسی اور پریشانی میں مبتلا دیکھتے ہیں اس کے لئے بھی حمد بیان کرنا مستحب ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے، ”وہی ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے اپنی طبیعت سے دیکھا کہ اللہ ﷻ عظیمیٰ علیٰ کثیر ممن خلق تفصیلاً، لم یصبہ ذلک البلاء“^(۲) (جس نے کسی کو کسی پریشانی میں مبتلا دیکھا، یہ دعا پڑھی: ”الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به، وفضلي على كثير ممن خلق تفصيلاً“ (تمام تعریفیں اللہ کے

لئے خاص ہیں جس نے مجھے اس مرض یا پریشانی سے عافیت بخشی جس میں تو مبتلا ہے، اور بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت عطا فرمائی) تو اس شخص کو دو مصیبت لاحق نہیں ہوتی۔ (۱) نووی نے کہا: علماء کہتے ہیں کہ یہ دعا اس طرح آتی ہے۔ پڑھنی چاہئے کہ خود ہی کو تانی دے، اور اس کو مصیبت زدہ شخص نہ کہ تہناتہ اس کے اس کو اس سے تکلیف نہ ہو، بلکہ یہ کہ اس کی دو مصیبت مصیبت ہو تو اگر کسی مفید دکان پر پیشہ نہ ہو تو اسے یہ دعا سنانے میں مضائقہ نہیں (۱)۔

۲۴- بازار میں داخل ہونے والے کے لئے بھی حمد بیان کرنا مستحب ہے، چنانچہ حضرت عمر بن الخطابؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”من دخل السوق فقال: لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، يحيى ويميت وهو حي لا يموت، بيده الخير وهو على كل شيء قدير، كتب الله له ألف ألف حسنة، ومحاه عنه ألف ألف سيئة، ورفع له ألف ألف درجة“^(۳) (جو شخص بازار میں داخل ہو کر یہ دعا پڑھے: ”لا إله إلا الله وحده لا شريك له، له الملك وله الحمد، يحيى ويميت وهو حي لا يموت، بيده الخير وهو على كل شيء قدير“ (اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تھا ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں، تمام تر با مشابہت اس کے لئے ہے، تمام تعریفیں اس کے لئے مخصوص ہیں، میں زندہ کرتا ہے، مرہی مارتا ہے، مرہورم دے ہے، اس پر موت طاری نہیں ہوتی، خیر و رحمتانی اس کے قبضہ قدرت میں ہے) روز ہر چیز

(۱) حضرت علیؓ کے قول: ”أصبح بحمد الله بارئاً“۔ کی روایت بخاری، صحیح ابی داؤد طبع انتہیہ کہنے کی ہے نیز دیکھئے الاذکار للمووی ۲۶۹۔
(۲) حدیث: ”میں نے اپنی طبیعت سے دیکھا کہ اللہ ﷻ عظیمیٰ علیٰ کثیر ممن خلق تفصیلاً، لم یصبہ ذلک البلاء“۔ کی روایت ترمذی (۵/۳۴۳ طبع انتہیہ کہنے کی ہے اور یہ طرق کے اعتبار سے حسن ہے نیز دیکھئے الاذکار للمووی ۲۶۹۔

(۱) الاذکار للمووی ۲۶۹۔
(۲) حدیث: ”من دخل السوق فقال لا إله إلا الله“۔ کی روایت ترمذی (۵/۳۴۳ طبع انتہیہ کہنے کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے (مستدرکات ابن حبان ۱/۱۹۳ طبع المیزان) نیز دیکھئے الاذکار للمووی ۲۶۹۔

تحمید ۲۵

کہنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر بغیر تلفظ کے صرف دس میں دس بار لے تو کوئی حرج نہیں، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ”کھوت ان اذکر اللہ الا علی طہر“^(۱) (پاک کے بغیر اللہ تعالیٰ کا، اگر مجھے مکروہ و ناپسند ہے)۔

پر تاد رہے)۔ اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے دس لاکھ نیپیاں لکھ دیتے ہیں، اور اس کی دس لاکھ برائیاں معاف فرما دیتے ہیں، اور اس کے دس لاکھ درجات بلند فرما دیتے ہیں)۔

نماز میں چھینکنے والے کا حمد بیان کرنا:

۲۵- نماز پر جتنے ہوئے چھینک آجائے تو حنیف اور حنابلہ کے نزدیک جہاں اللہ نہا مکروہ ہے، اور اگر بغیر تلفظ کے صرف بل ہی دس میں اللہ نہ لے تو اس میں کوئی مساۃ نہیں^(۱) اور ثانیہ کے بارہ ایک اللہ نہا حرام ہے اس لئے کہ حضرت معاویہ بن الحکم ثقیفی روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں تھا کہ لوگوں میں سے ایک شخص کو چھینک آئی تو میں نے کہا: یوحناک اللہ، تو لوگ مجھے تنبیہوں سے دیکھنے لگے، میں نے کہا: اللہ تمہارا بھلا کرے، میری طرف کیوں دیکھ رہے ہو؟ لوگوں نے رٹوں پر ہاتھ مارے، پھر جب رسول اللہ ﷺ توجہ ہوئے تو مجھے بدو، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، آپ ﷺ سے بہتر تعلیم ہے، الا معلم میں سے نہیں، یکنہ، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ سے نہ تجھے مار، نہ نہا اب آپ یا چہ فرمایا: ”ان صلا تہا ہذا لا یصلح فیہا شیء من کلام الادمیین، اما ہی انتسبیح والتکبیر وقراءۃ القرآن“^(۲) (تماری اس نماز میں، آدمیوں کی تسبیح و تکبیر میں سے کچھ بھی درست نہیں، یہ نماز تو تسبیح و تکبیر (ترتیباً) کا نام ہے)۔

اور ترتیباً ہی جنت کے وقت چھینک آجائے تو بھی اللہ

(۱) مرآۃ المفہوم، کتاب الفتن، متن، ج ۱، ص ۳۸۱، ۳۸۲

(۲) حدیث: ”ان صلاتہ ہذا لا یصلح فیہا شیء من“ کی روایت

مسلم (۱/۳۸۱ طبع المجلد) نے کی ہے۔

یزدیکچے، المہذب فی فقہ الامام شافعی، ۱/۴۲، ۴۳۔

(۱) حدیث: ”کھوت ان اذکر اللہ الا علی طہر“ کی روایت ابو داؤد

(۱/۲۳ طبع عزت عید دہاس) اور حاکم (۱/۱۶۷ طبع دار الفکر العربی

احسان) نے کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے عورتوں کے اس کی

سوغت کی ہے۔

یزدیکچے، المہذب فی فقہ الامام شافعی، ۱/۴۲، ۴۳۔

جوہر الکلیل، ۱/۸۸، شرح الکبیر، ۱/۱۰۶، الاذکار، ۱/۴۸، ۴۹۔

تَحْسَنٌ ۱۔

وحسکہ بسمرة^(۱) (میرے یہاں بچہ پیدا ہو، میں سے نبی ﷺ کے پاس لے یا تو آپ ﷺ نے اس کا نام ابو نعیم رکھا اور پھر اس کی تحسین فرمائی)۔

۶۔ بچہ کی تحسین مراد عورتوں کے لئے درست ہے، نبی ﷺ سے روایت ہے: ”انہ کان یؤتی بالصیاں فیبرک علیہم وبعسکھم“^(۲) (آپ کے پاس بچے لائے جاتے تو آپ ﷺ اس کے لئے برکت کی دعا فرماتے اور اس کی تحسین فرماتے)۔

ابن القیم نے بیان کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو اسوں نے عورتوں کو اس کی تحسین کے لئے کہا^(۳)۔

۷۔ نومولود کی تحسین کھجور سے کی جائے گی، اس لئے کہ حضرت اسماء سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کے حمل میں تھے وہ فرماتی ہیں: ”خروحت وأنا فتیم، فأنبت المہیبة، فنزلت بقاء، فولدت بقاء، ثم أنبت به النبی ﷺ فوضعتہ فی حجرہ، ثم دعا بسمرة لمصعہا ثم نزل فیہ، فكان اول شیء دخل حوفہ ربق رسول اللہ ﷺ، ثم حنکہ بسمرة، ثم دعا له وبرک علیہ“^(۴) (میں گھر سے) نکلے جب کہ بچہ پیدا ہونے کے قریب تھا، اور میرے میں ”کرقاء“ میں

تحسین

تعریف:

۱۔ لغت میں تحسین کا ایک معنی یہ ہے کہ کھجور کو مار کر ایک سر کے بچہ کے منہ کے اندر بنا لور پر رگڑا جائے^(۱)۔

تحسین کو اصطلاحاً مذکورہ معنی میں بھی لایا جاتا ہے اور اس کے علاوہ دوسرے معنی میں بھی جیسے میت وغیرہ کی تحسین۔

۲۔ میت کی تحسین یہ ہے کہ کپڑے ڈاکر، لے کر مالوہ حوزی کے نیچے بٹھایا جائے۔ اس کی تفصیل ”جنار“ میں ہے۔

۳۔ مہو میں تحسین یہ ہے کہ مہو کرتے ہوئے مالوہ حوزی کے نیچے کے حصہ کا سٹ یا جائے جس کی تفصیل ”مہو“ میں ہے۔

۴۔ تحسین نامہ جسے بھی کہتے ہیں یہ ہے کہ بکڑی کے ایک ۱۰ پلوٹ ٹھوڑی کے نیچے سے، بچے جائیں^(۲)۔

نومولود بچہ کی تحسین:

شرعی حکم:

۵۔ نومولود بچہ کی تحسین مستحب ہے، صحیحین میں حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے، وہ حضرت ابوہریرہؓ سے نقل کرتے ہیں: انہوں نے فرمایا: ”وولد لی علام فانیت النبی ﷺ، فسماه ابراہیم“

(۱) لسان العرب، لمصباح کبیر: ۵۱۰، حک۔

(۲) کشاف القناع ۱/ ۱۱۹، ۲۸۶۔

(۱) حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث مولد لی علام فانیت النبی ﷺ، اس کی روایت بخاری (۱۲۸۷/۵ طبع انتقیر) اور مسلم (۳۸۰ طبع اعلیٰ) نے کی ہے۔

(۲) حدیث: کان یؤتی بالصیاں فیبرک علیہم وبعسکھم، اس کی روایت مسلم (۲۳۷۱/۱ طبع اعلیٰ) نے کی ہے۔

(۳) تحت المولود فی احکام المولود ص ۱۹، فتح الباری ۹/ ۵۸۸، ۷/ ۲۳۹، قلیوبی وغیرہ ۲۵۶/۳، روح المعانی ۳/ ۲۳۳ طبع المکتب الاسلامی، مصر ۱۳۸۰/۸، المطالب ۲۵۶/۳، حاشیہ: الجمل علی شرح الحج ۲/ ۸۹۔

(۴) حدیث: أنبت بها النبی ﷺ، اس کی روایت بخاری (۲۳۸۷/۲ طبع انتقیر) نے کی ہے۔

تَحْسِیَک ۸-۹

ہے۔ حنیہ اور ثانیہ کے رد یک پگڑی میں تحسیک مسنون نہیں ہے بلکہ صرف شملہ مسنون ہے (۱)۔

قیام کیا، در پیکہ قما میں بید ہو، پھر میں اسے لے کر بنی علیہ السلام کے پاس گئی اور آپ علیہ السلام کی آنکھوں میں دے دیا، آپ علیہ السلام نے ایک کھجور منگوائی، سے چبایا، در اپنے منہ سے اس کے منہ میں ڈال، یا تو اس کے پیٹ میں سب سے پہلے رسول اللہ علیہ السلام کا صواب پڑا، پھر آپ علیہ السلام نے ایک کھجور سے اس کی تحسیک فرمائی، پھر اس کے سے برکت کی دعا میں کہیں۔

”کھجور مید نہ ہو تو تر کھجور سے، ورنہ ہی بھی میٹھی چیز سے تحسیک کی جائے گی یہ میٹھی چیز وہں میں شہد سب سے زیادہ بہتر ہے، اس کے بعد وہ چیزیں جن کو آگ کی آنچ نہ لگی ہو، اس کی تظہ روزہ افطار کرنے والی شیا ہیں۔

۸۔ بچہ جس روز بید ہو ہی وہ تحسیک کی جائے گی، ابن حجر کہتے ہیں کہ ”غذ“ کی قید غلط حدیث کی تباہ کرتے ہوئے لکائی گئی ہے، ولفظ ”غذ“ بول کر وقت مراد یا جاتا ہے۔ تحسیک کے وقت محتجب ہے کہ۔ یک کرے والا بچہ نامہ بخو لے، تاکہ کھجور نہ دینی منہ اس بچہ کے پیٹ میں پہنچ جائے (۱)۔

پگڑی میں تحسیک:

۹۔ پگڑی میں تحسیک کی صورت یہ ہے کہ ٹھوڑی کے پنے پگڑی کے یک، چھکھکے جائیں، ”پگڑی میں تحسیک مالکیہ اور نابالہ کے رد یک سنت ہے، اس کے رد یک اس سلسلہ میں حاصل کلام یہ ہے کہ تحسیک و شملہ کے بغیر پگڑی ٹکروہ ہے، اور تحسیک و شملہ دونوں ہوں تو یہ نہایت مکمل درجہ در سنت ہے، اور اگر ان دونوں میں ایک بھی پیدا جائے تو کراہت قائم ہو جاتی ہے، البتہ کراہت کی سطح میں حذوف ہے، یک قول یہ ہے کہ اس کی وجہ سنت کے خلاف ہونا



(۱) ابن ماجہ ج ۵ ص ۸۱، مسند ابی یوسف، الجلیل، ۵۳۱، حاشیہ، ج ۳ ص ۸۹، شریح (۲) تاریخ ابن ماجہ ص ۲۸۶۔

(۲) فتح الباری ج ۹ ص ۵۸۸، ۲۳۹۔

تحول ۱-۳

چیز میں رہ جانے سے ہوتا ہے، جس کی تمہیں غلط فہم رہی ہے۔

تحول کے احکام:

تحول کے کچھ احکام ہیں جو مقام کے لحاظ سے مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ چند اہم احکام درج ذیل ہیں:

تحول

تعریف:

۱- تحول لغت میں ”تحوّل“ کا مصدر ہے، اس کے معنی ہیں: ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جانا، اور اس کا ایک معنی زوال بھی ہے، بولا جاتا ہے ”تحوّل عن الشيء“ یعنی اس کے پاس سے دل چاہے کسی دوسرے کے پاس جاتی رہی۔

اس کے معنی تغیر و تبدل کے بھی ہیں، ”تحوّل“ تحول کا مصدر ہے، جس کے معنی نقل کے ہیں، اس لئے تحول، تحوّل کا اثر اور نتیجہ ہے (۱)۔

فقہاء تحول کو اس کے لغوی معنی ہی میں استعمال کرتے ہیں۔

متعدّدہ الفاظ:

استحالة:

۲- لغت میں استحالة کا ایک معنی کسی چیز کا اپنی طبیعت و صفت سے نکل جانا ہے، اور ایک معنی ممکن نہ ہونا ہے (۲)۔

چنانچہ استحالة کبھی تحول کے معنی میں بولا جاتا ہے، جیسے عین نجس یعنی گندگی، شراب اور خنزیر کا استحالة یعنی ان کا اپنی ذات سے نکل جانا، ان کے صفت کا بدل جانا۔ یہ استحالة جلتی، سرکہ بنانے یا کسی

الف- عین کا تحول اور طہارت و حلت میں اس کا اثر:

۳- حنفیہ اور مالکیہ کا مذہب، اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ کوئی نجس العین استحالہ (حقیقت کے بدلنے) سے پاک ہو جاتا ہے، چنانچہ مایہ پانی کی رائحة پاک نہیں ہوتی، ورنہ تک مایہ پاک نہیں ہوگا جو پہلے گندھا یا خنزیر یا کچھ اور رہا ہو۔ ورنہ ہی وہ نجاست جو کتہ میں سرکہ بنی ہو جائے مایہ پاک رہے گی، ورنہ اسی طرح شراب جب سرکہ بن جائے تو مایہ پاک نہیں رہے گی، خود خواہی سرکہ بن جائے یا کسی انسان، غیہ و کے فعل سے ہے، اس سے کہ اس طرح اس کی حقیقت بدل جاتی ہے، ورنہ اس سے کہ شریعت نے وصف نجاست کو اس حقیقت سے وابستہ کیا ہے، تو اس حقیقت کے ختم ہونے سے نجاست کا وصف بھی ختم ہو جائے گا، لہذا جب بدی ورنہ گوشت تک ہوتی تو اس کو اس کا حکم تک ہی کا ہوگا، اس سے کہ تک بدی اور گوشت نہیں ہے۔

شریعت میں اس کی بہت سی نظیریں ہیں، جیسے ملقہ (بستہ خون) مایہ پاک ہے، لیکن جب موصوفہ (گوشت کا لکھڑا) میں بدل جائے تو پاک ہو جاتا ہے، اور کشیدہ یا ہوا میں پاک ہے، لیکن اگر وہ شراب ہو جائے تو مایہ پاک ہو جاتا ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہوتی کہ جب کسی شے کی حقیقت بدل

(۱) مختار الصحاح، الصحاح فی اللغة وعلوم لسان العرب مادة ”حول“۔

(۲) لمصباح ہمیر مادة ”حول“۔

تحول ۶-۴

ب۔ کھال کو دباغت کے ذریعہ پاک کرنا:

۵۔ دباغت سے پہلے مردار کی کھال کے ناپاک ہونے پر فقہاء کا اتفاق ہے^(۱)، البتہ دباغت کے بعد اس کی پاکی میں فقہاء کا اختلاف ہے جس میں فقہاء کے رجحانات مختلف ہیں، اور اس موضوع کی مختلف نزایات ہیں۔ "رد مساب میں متعدد اختلافات ہیں جس کی تفصیل فقہاء نے نجاست اور اس سے پانی کی کیفیت پر مکمل کرتے ہوئے کی ہے"^(۲) نیز اس کے لئے اصطلاح "دباغت" کی طرف رجوع کیا جائے۔

ج۔ صرف یا حالت کا تحول:

غیر ہونے ہوئے پانی کا جاری ہو جانا:

۶۔ حنفیہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ پھر ہو ناپاک پانی اگر جاری پانی میں تبدیل ہو جائے تو صرف جاری ہو جانے کی وجہ سے پاک ہو جاتا ہے، اور جاری وہ پانی کہلاتا ہے جسے لوگ جاری سمجھتے ہوں^(۳) کہ پانی ایک طرف سے داخل ہو رہا ہو اور اسی وقت دوسری طرف سے نکل رہا ہو، اگرچہ نکلنے والا پانی کم ہی ہو، اس لئے کہ وہ حقیقتاً جاری ہے، اور کچھ پانی کے نکل جانے سے پانی میں نجاست کے باقی رہنے میں شک پیدا ہو گیا، اور شک کے ہوتے ہوئے وہ نجاست نہ رہی۔

اس مسئلہ میں حنفیہ کے نزدیک دو ضعیف اقوال ہیں۔

پہلا قول یہ ہے کہ صرف جاری ہو جانے سے وہ پاک نہ ہوگا،

جائے تو اس پر مرتب ہونے والا صنف بھی ختم ہو جاتا ہے^(۱)۔

شافعیہ کے نزدیک اصل و دنا بل کے خلاف مذہب میں یہ ہے کہ کوئی ناپاک چیز حقیقت کے بدلے سے پاک نہیں ہوتی، البتہ اس کا غیر دتر ملک یا ہاں میں تر ملک بن جائے، اور نجاست کی بدھن سے بھسے والا دھواں، اسی طرح اس سے اٹھنے والی بھاپ جب کسی ٹھوس جسم پر تر وٹ کی شکل میں جمع ہو جائے پھر ٹپکے لپس تو یہ سب نجس ہوں گے^(۲)۔

۴۔ شافعیہ و مالکیہ کے یہاں اس میں کچھ تشکیات ہیں، مثلاً شرب اگر خود ہی سرکہ بن جائے تو سرکہ بن جانے سے وہ پاک ہو جاتی ہے، اس لئے کہ نجاست کی ملت نشہ پیدا کرتا ہے اور وہ ملت ختم ہوگئی، نیز اس لئے کہ عموماً شرب بننے کے بعد ہی سرکہ بنتا ہے، تو اگر اس کی پاکی کا حکم نہ نکلیا جائے تو سرکہ حاصل نہیں ہو سکے گا، جبکہ سرکہ بالاتفاق حلال ہے۔

دراگر آدمی اس میں کچھ ڈال کر اس کا سرکہ بنائے تو ان کے نزدیک وہ پاک نہ ہوگی۔

اور شافعیہ سے صراحت کی ہے کہ اگر ہوا کے تر وٹ بننے کی وجہ سے شرب سرکہ بن گئی تو بھی ان کے یہاں وہ پاک نہیں ہوگا، خواہ سرکہ بنائے میں اس کا ٹپل ہو، جیسے پیار، نرم رہنی یا ٹپل نہ ہو جیسے کناری۔

اسی طرح اس میں بھی کوئی فرق نہیں کہ جو چیز اس میں ڈالی جائے وہ پاک ہو یا ناپاک ہو^(۳) اور اس موضوع میں مزید تفصیل ہے جسے اصطلاح "تخلیل" اور "استحالة" میں دیکھا جائے۔

(۱) دباغت سے قبل کھال کو بی میں "جھاب" اور "مسک" کہتے ہیں۔

(۲) ابن ماجہ ص ۱۳۵، طبع دار احیاء التراث العربی، لاہور، حاشیہ

الدرستی ص ۵۵، طبع دار الفکر، انصاری ۶۶/۱ اور اس کے بعد کے صفحات۔

(۳) الاختیار ص ۱۵۔

(۱) ابن ماجہ ص ۴۰۹، الدرستی ص ۲۸، مساب ص ۱۸، انصاری ص ۲۷۔

(۲) مہمۃ الکناج ص ۲۳، طبع معشقی لہابی، انصاری ص ۲۲، طبع مکتبۃ المریض

لہرہ، روحۃ الطالبین ص ۲۸، طبع مکتبۃ اسلامیہ، لاہور۔

(۳) ماہد ص ۴۔

تحول ۶

بلکہ تہ پانی کا ٹھنڈا نہ دہری ہے جتنے میں نجاست ہو۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے تین گئے پانی کا ٹھنڈا نہ دہری

ہے۔

حق قول دوسرا قول کے درمیان فرق اس وقت ظاہر ہوگا کہ
قول مختار کے عشر سے حوض سے ٹھنڈے والا پانی صرف ٹھنڈے ہی سے
پاک ہو جائے گا دوسرا قول کے لحاظ سے جس سے ہوئے پانی کی
پاک کا حکم لگائے جانے سے قبل وہ پاک نہیں ہوگا۔

یہی اختلاف کوئیں غسل خانہ کے حوض اور نہالوں کے متعلق

ہے (۱)۔

ملاحظہ کے رہا ایک شے پاک پانی تغیر کے زائل ہوئے سے
پاک ہو جاتا ہے، خواہ یہ تبدیلی تلبیل یا شے یا مطلق پانی ہونے سے
ہوئی ہو، یہ اس میں دہری چیز ملا ہو یا کوئی قید لگا ہو، یا پانی ملائے
سے ہو جو جس کی نجاست ختم ہوئی ہو یا یہ تبدیلی اس میں کوئی دہری
چیز ملائے، یہ سے جیسے تنی یا گارے سے ہوئی ہو، لیکن جو چیز اس میں
ڈالی گئی ہو اس کا کوئی منف اس میں ظاہر نہ ہو، اس لئے کہ اس کی
پاک کی صرف تغیر کی، چہ ہی سے تھی، دہری تغیر ختم ہو گیا، ”حکم اپنی سلسلے
کے ساتھ ہی باقی رہتا ہے یا ختم ہوتا ہے، جیسے کہ شراب جب موہر کہ
ہو جائے، دہری دھوا بدل جائے یا بعض کے نکالنے سے بدلے تو
اس میں دہری قول میں رہا کہ

ثامنیہ کا مذہب یہ ہے کہ پانی جب دہری ہو جائے تو وہ پانی
کے طے سے پاک نہیں ہوتا، کیونکہ حدیث ہے: ”اذا كان الماء

(۱) ابن ماجہ ج ۱، ص ۳۱۰، ۳۱۱۔

(۲) حاشیہ الرسول ص ۶۶، ۷۷۔

قلنس لم يحمل الحث“ (۱) (جب پانی دہری ہو، ٹھنڈے کے برابر
ہو جائے تو اس پر پانی کی اثر انداز نہیں ہوگی)۔

یہ اس صورت میں ہے جب کہ اس کا رنگ یا مزہ یا بو نہ بدلے
ہوں، لہذا بدلنے سے پاک ہو جائے گا، کیونکہ حدیث میں ہے:
”ان الماء طهور لا ينجسه شيء إلا ما غير لونه أو طعمه
أو ريحه“ (۲) (ما کہ پانی پاک ہے، اسے کوئی چیز پاک نہیں کرتی
مگر وہ چیز جو اس کا رنگ یا مزہ یا بو بدل دے)۔

(۱) حدیث ”اذا كان الماء قلنس لم يحمل الحث“ کی روایت ابو داؤد
ترمذی اور حاکم نے کی ہے اور یہ الفاظ ابو داؤد کے ہیں، یزید ابن عمر سے
مطابق، احمد ابن محمد، ابن حبان، دارقطنی اور ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے
مبارک مہدی نے اس حدیث کے مختلف طرق بیان کرے کے بعد کہا ہے
حاصل یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح و درجہ اول مانے جانے کے لائق ہے اس حدیث
کے مطابق مانے جانے اور اس پر عمل کرنے سے معذوری کے لئے فقہ و
جو اطریش کے ہیں ان سب کا جواب دیا جاتا ہے (سنن بی داؤد ص ۵
طبع عزت عیدہا، تحت لا حوٰی ص ۲۱۵، ۲۲۱، طبع کردہ المکتبہ المستقبیہ
المسعودیہ ص ۱۳۲، المکتبہ المستقبیہ ص ۱۶۱، طبع کردہ المکتبہ المستقبیہ
لاوطار ص ۳۷، طبع دار الفکر، السنن الکبریٰ ص ۲۶۰)۔

(۲) حدیث ”ان الماء طهور لا ينجسه شيء إلا ما“ کی روایت ترمذی
نے کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ”ان الماء طهور إلا ما يغير لونه أو
طعمه أو ريحه“ اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث قوی
نہیں مگر نجاست سے خیر ہو جانے کے بعد پانی کے پاک ہو جانے میں ہمیں
کوئی اختلاف معلوم نہیں۔ نووی نے کہا ہے کہ اس حدیث کو ضعیف قرار دینے
پر محدثین کا اتفاق ہے۔ ابوداؤد نے کہا ہے کہ مذکورہ تشاؤ ضعیف ہے
اس لئے نجاست کی وجہ سے بدل جانے والے پانی کے پاک ہوئے پر
استدلال کا اجماع سے متین ہو گیا۔

جہاں تک حدیث کے پہلے جز ”ان الماء طهور لا ينجسه شيء“ کا
تعلق ہے اس کی روایت احمد، ابو داؤد اور ترمذی نے کی ہے، یہاں ہے کہ یہ
حدیث حسن ہے اور عیسیٰ بن معین، احمد بن حنبل اور حاکم و غیرہ نے اسے صحیح
قرار دیا ہے (سنن الکبریٰ ص ۲۶۰، طبع المکتبہ المستقبیہ ص ۲۰۳،
۲۰۵، طبع کردہ المکتبہ المستقبیہ، ثل لاوطار ص ۳۳، ۳۵، طبع
دار الفکر)۔

۶۷۱

یہ ہم سے بچائے تو اس پر ناپاکی اثر انداز نہیں ہوتی۔ دوسری حدیث ہے: ”ابن الماء طہور لا یجسہ شیء الا ماء غیر لونہ أو طعمہ أو ریحہ“^(۱) (بہاثر یہ پانی پاک ہے، سے کوئی چیز ناپاک نہیں کرتی۔ جو تیز ہو اس کا رنگ یا ذائقہ یا بو بدل دے)۔

اس میں تمام بجاتوں کا علم یکساں ہے، مین اسٹار کے
چیتاب ہر اس کے پتلے پاٹانہ کے درمیان میں امام احمد کی نشتر
روایتیں یہ ہیں کہ اس سے مارا بیٹھ بھی مارا گیا ہے، الایہ کہ پانی
کی مقدار اتنی ہو کہ اس کا تار نامنہ ہی نہ رہے، جیسے بڑے تالاب،
چٹائی یا پانی کی چیز سے مارا گیا نہیں ہوتا۔

(۲) ہماری صورت یک پانی، ہمشکوب کے ہے اور ہو۔

اگر وہ اپنی متغیہ بہ ہوتو مذکور ذیاتی سے وہ پاک ہو جاتا ہے،
اگر اگر وہ متغیہ نہ ہوتو ذیاتی سے اس صورت میں پاک ہوتا ہے جب
اس ریاتی سے تغیر ختم ہو جائے، یا اسے اپنی حالت پر چھوڑ دیا جائے۔
یہاں تک کہ ہر ایک صمدے رہنے سے اس کا تغیر ختم ہو جائے۔

(۳) تیسری حالت یہ کہ پانی، ہمنکوں سے زیادہ ہو۔

اُردو تخیل کے حیرانی مآپاک: یہ تو حیرت انگیز رہتی کے اس کے پاک
 مرنے کا کوئی دوسرا طریقہ نہیں ہے۔

ہر اور نجاست سے متغیہ ہو کر مہ پاک ہو ہو تو اس کی پاک کی کا
 طریقہ یہ ہے کہ اس میں پانی کا اضافہ کر دیا جائے یہ اس کے گھبرے
 رہنے سے اس کا تغیر ختم ہو جائے، یا اس میں سے تپا پانی نکال دیا
 جائے جس سے اس کا تغیر ختم ہو جائے، اور اس کے بعد بھی پانی دو
 مکے یا اس سے زیادہ پچار ہے (۲)۔

پس اگر ان اوصاف میں سے کوئی بھٹ متغیر ہو جائے تو پانی
نا پاک ہو جاتا ہے، اور اگر اس کا یہ تغیر ختم ہو جائے، خود بخود، خود بخود، ختم ہو
جاتا ہے۔ پانی مانے سے ختم ہوتا پھر وہ پاک ہو جاتا ہے، اور جو پانی دو مشکوں
سے کم ہو وہ نجات کے ملنے سے ناپاک ہو جاتا ہے، اور پانی مل
جائے اور اس میں کوئی تغیر نہ ہو تو وہ پاک ہے اور اگر پاک پانی مانا
اس میں اضافہ کیا گیا ہیں وہ وہ نیکی نہ ہو تو وہ پاک نہ ہوگا، اور
گناہ ہے کہ وہ خود تو پاک ہے مین وہی چیز کو پاک کرنے والا
نہیں (ک)

حناجہ کے نزدیک ماد پاک پانی کو پانی کی ریاضتی کے درجہ پاک کرنے کے مختلف طریقے میں جو پانی کے تین مختلف احوال کے ساتھ سے ہیں۔

دو تین مختلف حوالے یہ ہیں: ۱۔ مثنویوں سے تمنا، ۲۔ مثنویوں کے
۳۔ اہمیت، ۴۔ مثنویوں سے ریاضی و نجوم

(۱) گُر پٹی، مشکوں سے کم ہو تو وہ اپنی ماکر یا دیگرے سے پاک ہو جاتا ہے۔

اگر ناپاک پانی میں ناپاک پانی ملا دیا جائے تو وہ تمام ناپاک ہی ہوگا، خواہ وہ کتنا ہی زیادہ ہو، اس لئے کہ ناپاک سے ناپاک کے ملنے سے کوئی پاک حاصل نہیں ہوتی، جیسے کتے بخیر سے پیدا ہوئے، اہل سل، اس سے محسوس ہو کہ اگر تغیر رائل ہو جائے، "رپائن" بنکر ہو جائے تو وہ پاک ہو جائے گا (۳)، ہم بیٹ شریف میں ہے: "اذا بیع امراء فسیس لم یحمل الخبث" (۴) (جب پائین ہو بنکر کے

(۱) انجمن جلیلوی و مشرقیہ تعلیمیہ، ۱۳۱۳ء۔

(۳) الثاني : طبع المكتب الإسلامي.

(۳) حدیث کی تخریج مجددیوں نے

(۱) حدیث کثیرہ صحیح کورنگی۔

(۲) انگریزوں نے ۱۸۵۷ء میں ۱۸۵۶ء کے قانون کو رد کیا، یہی ان کی تیسری

۱۴۱۶، انجمنی اربعه کتب و کتابخانه ها، ۵۰۵-۲

تحول ۷-۸

اس موضوع میں تفصیل ہے جس کے لئے اصطلاح ”طباعت“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

قبلہ کی طرف یا قبلہ سے تحول:

۷- اس پر فقہاء اتفاق ہے کہ نماز پڑھنے والا اگر کعبہ کو، یا گھر یا ہو تو نماز میں پورے درجہ کا رخ عین کعبہ کی طرف کرے اس پر فرض ہے کہ درجہ کا ایک مضبوطی کعبہ کے عین سے نہ چرے۔ اگر بغیر عذر کے کسی دوسری جہت کی طرف چرے یا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی (۱)۔

چند حکمرانوں کے متعلق منسب کا مذہب یہ ہے کہ اگر اس کا چہرہ عین کعبہ سے اس طرح پھر گیا کہ بالکل یہ مواجہت ختم نہ ہوئی تو کراہت کے ساتھ نماز درست ہے (۲)۔

دوسرے عذر اگر عین کعبہ سے پھر جائے تو نماز قاسد ہے (۳)۔ بالکل اور حنا بلکہ کے نزدیک اگر کسی کا پورا جسم بھی قبلہ سے ہٹ جائے عین اس کے دونوں پہر قبلہ کی طرف ہوں تو اس کی نماز قاسد نہ ہوگی (۴)۔

شافعیہ کی رائے یہ ہے کہ کعبہ سے کسی دوسری طرف گھومنا اثر جان بوجھ کر ہو تو نماز باطل ہو جائے گی، اور اگر بھولے سے ہو تو نماز باطل نہیں ہوگی (۵)۔ اس موضوع میں اختلاف اور تفصیل ہے جس کے لئے اصطلاح ”استقبال“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

(۱) ابن عابدین ۱/۴۸۷، جامع الدرر ۱/۲۲۳، لفظ ۱/۵۰۸، رد المحتار ۱/۴۱۶، احی ۱/۳۹۹، کشاف الفقہ ۱/۳۰۵۔

(۲) ابن عابدین ۱/۴۸۷، ۳۸۸۔

(۳) ابن عابدین ۱/۴۲۱، ۳۳۲۔

(۴) لفظ ۱/۵۰۸، ۵۰۹، شرح الفرقۃ فی ۱/۱۸۳، طبع دار الفکر، کشاف الفقہ ۱/۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷۔

(۵) رد المحتار ۱/۴۱۲۔

نماز میں قیام سے قعود کی طرف آنا:

۸- قیام سے قعود کی طرف، اور قعود سے چٹ لینے یا پہلو کے بل لینے کی طرف آنا کلمۃ ”المشقة تعجل البیسیر“، مشقت آسانی کو کھینچ لاتی ہے (۱) کی فرامات میں سے ہے اور اس سلسلہ میں اصل فقہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”یرید اللہ بکم البسر ولا یرید بکم العسر“ (۲) (اللہ تمہارے حق میں سہولت چاہتا ہے اور تمہارے حق میں دشواری نہیں چاہتا) دوسری جگہ فرمان خداوندی ہے: ”وَمَا جَعَلْ عَلَیْكُمْ فِی الْمَلْئِکِیْنِ مِنْ حَرْجٍ“ (۳) (اس نے تم پر دین کے بارے میں کوئی تکلیف نہیں کی)، اسی لئے اہل علم کا اجماع ہے کہ اگر کوئی شخص قیام کی عاقبت نہ رکھے، اور نماز سے پہلے یا نماز کے دوران اس پر احتیج یا تنہا قیام نہ کرے اور ہو جائے، بایں طور کہ اسے مرض میں نہ پڑتی کا اندیشہ نہ ہو، یا مرض کے برسرے ٹیک ہونے یا سر پھرنے کا خوف ہو، یا کھڑے ہونے میں شدید تکلیف محسوس ہوتی ہو وغیرہ، تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے، اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو چٹ لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھے، چنانچہ نبی ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”صل قائما، فإن لم تستطع فاعدا، فإن لم تستطع فاعلی جنب“ (۴) (نماز کھڑے ہو کر پڑھو، اگر اتنی بہت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو، اگر اتنی بھی استطاعت نہ ہو تو پہلو کے بل پڑھو)، اور انسانی میں اتنا اضافہ ہے: ”فإن لم تستطع فمسلقیا“ (اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو چٹ لیٹ کر پڑھو)۔

نوٹ: میں مزید یہ ہے کہ نوٹ میں بغیر عذر بھی قیام کو چھوڑ کر

(۱) سورہ بقرہ ۱۸۵۔

(۲) سورہ بقرہ ۸۷۔

(۳) سورہ بقرہ ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱

تحول ۹-۱۰

تعود اختیار کرنا درست ہے۔

۱۔ سفر پہلے وطن اہلی میں لوٹ گئے، اگرچہ وہاں

اقامت کی نیت تھی نہ رہے۔

اس موضوع میں تفصیل ہے جس کے لئے "کتاب المسافر"

میں مریض کی نماز کی بحث دیکھی جائے۔

مقیم کا مسافر اور مسافر کا مقیم ہونا:

الف۔ مقیم کا مسافر ہونا:

۹۔ وہ امور میں سے کسی ایک کے پائے جانے سے مقیم مسافر

ہو جاتا ہے:

۱۔ یہ سفر کی سیت سے اپنے مقام کے گھر میں، اور ان سے

متصل شجر کے تو بہت کو تو ہزار جاے اور اتنی مسافت کا ارادہ ہو

جس سے اس سفر کا تحقق ہو جائے جس سے احکام بدل جاتے ہیں۔

۲۔ درنیت میں شمار متبوع و پیشوا کی نیت کا ہے، نہ کہ تابع کی نیت کا،

چنانچہ شوہر کی نیت سے بیوی مسافر ہو جاتی ہے، اور لشکر کے سفر کا

"تحقق" قائد کی نیت سے ہو جاتا ہے، اور ہر اس شخص کا یہی حکم ہے جس

پر دوسرے کی اطاعت لازم ہو، جیسے سلطان اور لشکر کا امیر (۱)۔

۳۔ وہ یہ کہ اقامت کے بعد سفر شروع کر دے۔

اس موضوع کی تفصیل کے لئے دیکھئے "مسافر" (۲)۔

ب۔ مسافر کا مقیم ہو جانا:

۱۰۔ درج ذیل امور میں سے کسی ایک کے پائے جانے سے مسافر

مقیم ہو جاتا ہے:

۱۔ وہ جس جگہ کے لئے سفر کیا ہے اس جگہ پہنچ جائے، اور اس

جگہ پر اتنی مدت قیام کا پختہ ارادہ ہو جتنی مدت رخصت سفر سے مانع

ہے، اور وہ جگہ قیام کی صلاحیت بھی رکھتی ہو، اور رخصت سفر سے مانع

مدت میں اختلاف ہے، اس کے سے "مسافر" کی طرف

رجوع کیا جائے۔

۲۔ مسافر کسی جہتی میں تاج کرے، اگرچہ سے وطن نہ

بنائے، اور وہاں اقامت کی نیت بھی نہ کرے۔

۳۔ چارم: راستہ میں اقامت کی نیت کر لے، مگر اس کے سے

چارچہ یزید مری میں: اقامت کی نیت، مدت قیام کی نیت، جگہ

کا ایک ہونا، اور اس جگہ میں اقامت کی صلاحیت ہونا۔

۴۔ اور جنگل وغیرہ میں اقامت کی نیت سے سفر کے منقطع ہونے

میں اختلاف ہے تفصیل (۲) اس کے سے "مسافر" کی

بحث دیکھی جائے۔

۵۔ پنجم: تابع ہونے کی حیثیت سے قیامت: جس کی صورت یہ

ہے کہ اصل شخص مقیم ہو جائے، تو صل کی قیامت سے تابع بھی مقیم

ہو جاتا ہے (۳)۔

(۱) ابن ماجہ ص ۵۲۸، التوالمین ۹۰، روح المعانی ص ۳۸۳

الحی ص ۲۶۰، شرح المسیر ص ۲۸۱

(۲) ابن ماجہ ص ۵۲۸، شرح المسیر ص ۲۸۱، روح المعانی ص ۳۸۳

الحی ص ۲۸۸

(۳) بدائع الصنائع ص ۵۰۱، روح المعانی ص ۳۸۳

(۱) بدائع الصنائع ص ۵۳، طبرکات کتاب المسیر

(۲) ابن ماجہ ص ۵۲۶، ۵۲۵، بدائع الصنائع ص ۵۳، طبرکات کتاب المسیر

الحی ص ۲۶۰، ۲۵۹، روح المعانی ص ۳۸۳، ۳۸۲

ص ۳۸۰، ۳۷۹، طبرکات کتاب المسیر ص ۵۰۱، ۵۰۲

ص ۵۰۱، ۵۰۲، طبرکات کتاب المسیر ص ۵۰۱، ۵۰۲

تحول ۱۱

و جب کو چھوڑ کر بدل کو اختیار کرنا:

• جب کو چھوڑ کر اس کے بدل کو اختیار کرنے کی کئی مختلف مقامات میں ہے جن میں سے چند درجہ دیے ہیں:

غ - زکاة:

۱۱ - حبیب کا مذہب یہ ہے کہ زکاة میں وہ سب کو چھوڑ کر بدل کو اختیار کرنا جائز ہے اور یہی ورثہ رکھی کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیز اور حسن بصری سے بھی یہی روایت ہے۔ چنانچہ مالک کے سے یہ جائز ہے کہ وہ وہی میں مال دے۔ (یہ وہ سب ہو یا) نقدین (سونا چاندی) اور سہا و میہ کی قیمت دے۔ اور چھوڑے مخصوص سہا موجود ہو جس کے بارے میں حکم ۱۰۰۰ ہوا ہے اس سے کہ اللہ تعالیٰ کا نرمان ہے: ”حمد من أموالهم صدقة“ (۱) (آپ ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے)۔

اس میں صراحت ہے کہ جو لیا جاتا ہے اس سے مراد ”صدقہ“ ہے اور جو بخش بھی لے گا وہ صدقہ ہی ہوگا۔

نیز اس لئے کہ حضرت معاویہ کو نبی ﷺ نے جب اہل یمن کے پاس بھیجا تو حضرت معاویہ نے اہل یمن سے یہ کہا: ”انتموی بعرض ثياب حميص أو لبس في الصدقة مكان الشعير والذرة، أهون عليكم وخير لأصحاب النبي ﷺ باسمه“ (۲) (مجھے تمہاری روٹی جگہ پر رُخنے یا پیتے کے کپڑے لاؤ)۔

(۲) کوں حالہ ”القولی بعرض ثياب حميص أو لبس في الصدقة“ کی روایت بخاری در سنن ۳۱۱ طبع انتقیر کنگی ہے۔

عروض اور برتن توں کے توں کے مطابق بخاری نے لفظ ”حميص“ صاف کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ روٹی اور جوہری وغیرہ نے کہا ہے ثوب قمیس (سین کے ساتھ) ہے اور اسے قمیص بھی کہا جاتا ہے اور اس سے مراد وہ کپڑا ہے جس کی لمبائی چارواں ہو، یعنی پھیلا کپڑا (عمدة القاری ۲/ ۳ طبع المیزان بیروت) ۳۱۳ طبع انتقیر، التہامیہ ابن واخیر بارہ ”شمس“۔

نہرو، یہ تمہارے لئے آساں ہے اور مدینہ میں نبی ﷺ کے صحابہ کے لئے بہتر ہے) اور حضرت معاویہ نبی ﷺ کے پاس سہا لائے اور آپ ﷺ نے کوئی نئی نہیں فرمائی۔

فقہی و مذہبی کی یہ ہے کہ مقصد فقہ کو متعینہ رزق پہنچانا ہے، اور مسکین کی حاجت کو پورا کرنا ہے، اور دقت سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اللہ تعالیٰ فرض علی الأعیاء قوت الفقراء وسماہ زکاة“ (پیش اللہ تعالیٰ نے مال داروں پر فقرہ کے گزارہ کے بقدر فرض کیا ہے اور اس کا نام زکاة رکھا ہے)۔

قیمت کا اعتبار کرنے کی صورت میں اور انگی کے دن کی قیمت دی جائے گی یا بوب کے دن کی؟ اس میں اختلاف ہے جس کے لئے اس کے اصل مقام کی طرف رجوع یا جائے (۲)۔

مالیہ در حوالہ کے ایک جو پتہ: صاحب ہوا سے چھوڑ کر بدل

(۱) حدیث ابن اللہ تعالیٰ فرض علی الأعیاء۔ ”کو صاحب لاقتیار نے انہیں الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے، اور سنن دار کے جوہر فتح ہار کے ہیں ان میں ہمیں یہ حدیث نہیں ملی، البتہ اس مضمون پر وہ حدیث دلائل کرتی ہے جسے طبرانی نے واسطہ اور اسطیر میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

اللہ فرض علی الأعیاء المسلمین فی أموالهم بقدر الدی یسع فقرتهم، ولن یجهد القضاء إذا جاعوا وعروا بلا یج یصنع أعبائهم، ولا یؤین الله بحسبهم حساباً شديداً وحسبهم عذاباً أليماً“ (بے شک اللہ نے مسلمانوں کے فقراء پر ان کے اسواں میں اتنی مقدار فرض کی ہے جو ان کے فقراء کے لئے کافی ہو اور فقراء جب بھوکے اور تنگ ہوں تو کسی وجہ سے پریشان ہوں گے جو ان کے فقراء کا مل ہوگا، اور بلا شہر اللہ تعالیٰ رور قیامت ان کا سخت حساب لے گا اور انہیں دہاک عذاب دے گا)۔ طبرانی نے کہا ہے کہ ابوبکر بن محمد الزبیدی اس میں منفرد ہیں، حاملہ مندرجہ نے کہا کہ ابوبکر اللہ اور صدوق ہیں۔ بخاری وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے اور اس کے بغیر روٹی بھی ٹھیک ہیں۔ یہ روایت حضرت علی سے موقوفاً مقبول ہے اور یہی اکثر ہے (الترغیب والترہیب المنوری ۲/ ۷ طبع مکتبۃ المدینہ)۔

(۲) ابن ماجہ ۲/ ۲۲۲، اختیارات تسلیل البخاری ۲/ ۱۰۳، ۱۰۴۔

تحول ۱۲-۱۳

سام ہوں نہ ناقص انت کافی نہیں۔

اس موضوع میں تفصیل ہے جس کے لئے ”زکاۃ“ کی بحث کی طرف رجوع کیا جائے۔

حاجہ کے نزدیک موسیقی میں ایک جنس سے دوسری جنس یا قیمت کی طرف رجوع جائز نہیں ہے (۱)۔

ب۔ صدقہ فدا:

۱۲۔ مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک درخشاہ کے خاتم مذہب میں صدقہ فدا میں عین کو چھوڑ کر قیمت ادا کرنا جائز نہیں، حنفیہ کے نزدیک جائز ہے (۲)۔

یہ صورت کہ خوراک کی ایک جنس سے دوسری جنس کی طرف رجوع کیا جائے یا نہی کو چھوڑ کر اسی جنس کی چاہے یہ اس کے برعکس ہو تو اس میں اختلاف اور تفصیل ہے جس کے لئے ”زکاۃ الفطر“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

ج۔ بشر:

۱۳۔ مالکیہ درخشاہ کا مذہب یہ ہے کہ بشر (دوویں حصہ) میں اصل واجب کو چھوڑ کر بدل کو اختیار کرنا جائز نہیں (۳)۔

اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ بشر میں بھی اصل واجب کو چھوڑ کر بدل کو اختیار کرنا جائز ہے، اس کے دلائل یہ ہیں: ۱۔ ہا یون اس

کو اختیار کرنا صرف دانیہ و درہم میں جائز ہے، چنانچہ زکاۃ، بے لے کے لئے جائز ہے۔ دانیہ کی زکاۃ میں حساب لگا کر درہم، بے لے، اور چاندی کی زکاۃ میں حساب لگا کر سوا بے لے، خود قیمت اس کی کم ہو کر درہم اس لئے کہ وہ اس کے حق میں معاوضہ ہے، تو دیگر تمام معاوضات کی طرح اس میں بھی قیمت کا اعتبار ہوگا (۱) اور وہ دونوں ایک ہی جنس کے مانند ہیں۔

ثانیہ سے چار نہیں کہتے (۲)۔

در موسیقی میں حنفیہ کے نزدیک قیمت دینی حاکم ہے، اس لئے کہ اس کے یہاں قاعدہ یہ ہے کہ ہم جنس میں قیمت دینی درست ہے، اور ثانیہ کے نزدیک بھی یہی صحیح ہے۔ مالکیہ کے نزدیک اصل واجب کو چھوڑ کر اس کا بدلہ یا ٹکڑہ دینے سے اس لئے کہ اس میں صدقہ کے در رجوع کے معنی پائے جاتے ہیں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ اگر وہ قیمت اصل واجب سے کم ہو جائے، بشرطہ کہ اس کے حق میں ہی ہو جائے، البتہ اگر زکاۃ وصول کرنے والا خود ہی زکاۃ دینے والے پر صراحت و جہر کرے کہ وہ اصل واجب زکاۃ کے بدلہ در اہم ہی لے کرے تو اس کی طرف سے ”تنگی درست ہو جائے گی، بشرطہ یہ ہے کہ اصل واجب کی پوری قیمت ہو، ورنہ تنگی کے وقت کی قیمت ہو (۳)۔

ثانیہ کا ہر قول یہ ہے کہ اگر اس کی قیمت بھری کی قیمت سے کم ہو تو وہ کافی نہیں۔ اور اس کے یہاں تیسری رائے یہ ہے کہ اگر تمام سب ریوں کی عیب کی وجہ سے کم قیمت ہوں تو وہ سب کافی ہوگا جس کی قیمت بھری کی قیمت سے کم ہو اور اگر اس کی

(۱) روح المعانی ۲/۵۳، الفنی ۳/۶۶، نیل المآرب ۱/۵۸۔

(۲) ابن ماجہ ۲/۲۲، اختیار ۱/۱۰۲، ۱/۱۰۳، روح المعانی ۲/۵۸، ۲/۵۹، ۲/۶۰، ۲/۶۱، ۲/۶۲، ۲/۶۳، ۲/۶۴، ۲/۶۵، ۲/۶۶، ۲/۶۷، ۲/۶۸، ۲/۶۹، ۲/۷۰، ۲/۷۱، ۲/۷۲، ۲/۷۳، ۲/۷۴، ۲/۷۵، ۲/۷۶، ۲/۷۷، ۲/۷۸، ۲/۷۹، ۲/۸۰، ۲/۸۱، ۲/۸۲، ۲/۸۳، ۲/۸۴، ۲/۸۵، ۲/۸۶، ۲/۸۷، ۲/۸۸، ۲/۸۹، ۲/۹۰، ۲/۹۱، ۲/۹۲، ۲/۹۳، ۲/۹۴، ۲/۹۵، ۲/۹۶، ۲/۹۷، ۲/۹۸، ۲/۹۹، ۲/۱۰۰، ۲/۱۰۱، ۲/۱۰۲، ۲/۱۰۳، ۲/۱۰۴، ۲/۱۰۵، ۲/۱۰۶، ۲/۱۰۷، ۲/۱۰۸، ۲/۱۰۹، ۲/۱۱۰، ۲/۱۱۱، ۲/۱۱۲، ۲/۱۱۳، ۲/۱۱۴، ۲/۱۱۵، ۲/۱۱۶، ۲/۱۱۷، ۲/۱۱۸، ۲/۱۱۹، ۲/۱۲۰، ۲/۱۲۱، ۲/۱۲۲، ۲/۱۲۳، ۲/۱۲۴، ۲/۱۲۵، ۲/۱۲۶، ۲/۱۲۷، ۲/۱۲۸، ۲/۱۲۹، ۲/۱۳۰، ۲/۱۳۱، ۲/۱۳۲، ۲/۱۳۳، ۲/۱۳۴، ۲/۱۳۵، ۲/۱۳۶، ۲/۱۳۷، ۲/۱۳۸، ۲/۱۳۹، ۲/۱۴۰، ۲/۱۴۱، ۲/۱۴۲، ۲/۱۴۳، ۲/۱۴۴، ۲/۱۴۵، ۲/۱۴۶، ۲/۱۴۷، ۲/۱۴۸، ۲/۱۴۹، ۲/۱۵۰، ۲/۱۵۱، ۲/۱۵۲، ۲/۱۵۳، ۲/۱۵۴، ۲/۱۵۵، ۲/۱۵۶، ۲/۱۵۷، ۲/۱۵۸، ۲/۱۵۹، ۲/۱۶۰، ۲/۱۶۱، ۲/۱۶۲، ۲/۱۶۳، ۲/۱۶۴، ۲/۱۶۵، ۲/۱۶۶، ۲/۱۶۷، ۲/۱۶۸، ۲/۱۶۹، ۲/۱۷۰، ۲/۱۷۱، ۲/۱۷۲، ۲/۱۷۳، ۲/۱۷۴، ۲/۱۷۵، ۲/۱۷۶، ۲/۱۷۷، ۲/۱۷۸، ۲/۱۷۹، ۲/۱۸۰، ۲/۱۸۱، ۲/۱۸۲، ۲/۱۸۳، ۲/۱۸۴، ۲/۱۸۵، ۲/۱۸۶، ۲/۱۸۷، ۲/۱۸۸، ۲/۱۸۹، ۲/۱۹۰، ۲/۱۹۱، ۲/۱۹۲، ۲/۱۹۳، ۲/۱۹۴، ۲/۱۹۵، ۲/۱۹۶، ۲/۱۹۷، ۲/۱۹۸، ۲/۱۹۹، ۲/۲۰۰، ۲/۲۰۱، ۲/۲۰۲، ۲/۲۰۳، ۲/۲۰۴، ۲/۲۰۵، ۲/۲۰۶، ۲/۲۰۷، ۲/۲۰۸، ۲/۲۰۹، ۲/۲۱۰، ۲/۲۱۱، ۲/۲۱۲، ۲/۲۱۳، ۲/۲۱۴، ۲/۲۱۵، ۲/۲۱۶، ۲/۲۱۷، ۲/۲۱۸، ۲/۲۱۹، ۲/۲۲۰، ۲/۲۲۱، ۲/۲۲۲، ۲/۲۲۳، ۲/۲۲۴، ۲/۲۲۵، ۲/۲۲۶، ۲/۲۲۷، ۲/۲۲۸، ۲/۲۲۹، ۲/۲۳۰، ۲/۲۳۱، ۲/۲۳۲، ۲/۲۳۳، ۲/۲۳۴، ۲/۲۳۵، ۲/۲۳۶، ۲/۲۳۷، ۲/۲۳۸، ۲/۲۳۹، ۲/۲۴۰، ۲/۲۴۱، ۲/۲۴۲، ۲/۲۴۳، ۲/۲۴۴، ۲/۲۴۵، ۲/۲۴۶، ۲/۲۴۷، ۲/۲۴۸، ۲/۲۴۹، ۲/۲۵۰، ۲/۲۵۱، ۲/۲۵۲، ۲/۲۵۳، ۲/۲۵۴، ۲/۲۵۵، ۲/۲۵۶، ۲/۲۵۷، ۲/۲۵۸، ۲/۲۵۹، ۲/۲۶۰، ۲/۲۶۱، ۲/۲۶۲، ۲/۲۶۳، ۲/۲۶۴، ۲/۲۶۵، ۲/۲۶۶، ۲/۲۶۷، ۲/۲۶۸، ۲/۲۶۹، ۲/۲۷۰، ۲/۲۷۱، ۲/۲۷۲، ۲/۲۷۳، ۲/۲۷۴، ۲/۲۷۵، ۲/۲۷۶، ۲/۲۷۷، ۲/۲۷۸، ۲/۲۷۹، ۲/۲۸۰، ۲/۲۸۱، ۲/۲۸۲، ۲/۲۸۳، ۲/۲۸۴، ۲/۲۸۵، ۲/۲۸۶، ۲/۲۸۷، ۲/۲۸۸، ۲/۲۸۹، ۲/۲۹۰، ۲/۲۹۱، ۲/۲۹۲، ۲/۲۹۳، ۲/۲۹۴، ۲/۲۹۵، ۲/۲۹۶، ۲/۲۹۷، ۲/۲۹۸، ۲/۲۹۹، ۲/۳۰۰، ۲/۳۰۱، ۲/۳۰۲، ۲/۳۰۳، ۲/۳۰۴، ۲/۳۰۵، ۲/۳۰۶، ۲/۳۰۷، ۲/۳۰۸، ۲/۳۰۹، ۲/۳۱۰، ۲/۳۱۱، ۲/۳۱۲، ۲/۳۱۳، ۲/۳۱۴، ۲/۳۱۵، ۲/۳۱۶، ۲/۳۱۷، ۲/۳۱۸، ۲/۳۱۹، ۲/۳۲۰، ۲/۳۲۱، ۲/۳۲۲، ۲/۳۲۳، ۲/۳۲۴، ۲/۳۲۵، ۲/۳۲۶، ۲/۳۲۷، ۲/۳۲۸، ۲/۳۲۹، ۲/۳۳۰، ۲/۳۳۱، ۲/۳۳۲، ۲/۳۳۳، ۲/۳۳۴، ۲/۳۳۵، ۲/۳۳۶، ۲/۳۳۷، ۲/۳۳۸، ۲/۳۳۹، ۲/۳۴۰، ۲/۳۴۱، ۲/۳۴۲، ۲/۳۴۳، ۲/۳۴۴، ۲/۳۴۵، ۲/۳۴۶، ۲/۳۴۷، ۲/۳۴۸، ۲/۳۴۹، ۲/۳۵۰، ۲/۳۵۱، ۲/۳۵۲، ۲/۳۵۳، ۲/۳۵۴، ۲/۳۵۵، ۲/۳۵۶، ۲/۳۵۷، ۲/۳۵۸، ۲/۳۵۹، ۲/۳۶۰، ۲/۳۶۱، ۲/۳۶۲، ۲/۳۶۳، ۲/۳۶۴، ۲/۳۶۵، ۲/۳۶۶، ۲/۳۶۷، ۲/۳۶۸، ۲/۳۶۹، ۲/۳۷۰، ۲/۳۷۱، ۲/۳۷۲، ۲/۳۷۳، ۲/۳۷۴، ۲/۳۷۵، ۲/۳۷۶، ۲/۳۷۷، ۲/۳۷۸، ۲/۳۷۹، ۲/۳۸۰، ۲/۳۸۱، ۲/۳۸۲، ۲/۳۸۳، ۲/۳۸۴، ۲/۳۸۵، ۲/۳۸۶، ۲/۳۸۷، ۲/۳۸۸، ۲/۳۸۹، ۲/۳۹۰، ۲/۳۹۱، ۲/۳۹۲، ۲/۳۹۳، ۲/۳۹۴، ۲/۳۹۵، ۲/۳۹۶، ۲/۳۹۷، ۲/۳۹۸، ۲/۳۹۹، ۲/۴۰۰، ۲/۴۰۱، ۲/۴۰۲، ۲/۴۰۳، ۲/۴۰۴، ۲/۴۰۵، ۲/۴۰۶، ۲/۴۰۷، ۲/۴۰۸، ۲/۴۰۹، ۲/۴۱۰، ۲/۴۱۱، ۲/۴۱۲، ۲/۴۱۳، ۲/۴۱۴، ۲/۴۱۵، ۲/۴۱۶، ۲/۴۱۷، ۲/۴۱۸، ۲/۴۱۹، ۲/۴۲۰، ۲/۴۲۱، ۲/۴۲۲، ۲/۴۲۳، ۲/۴۲۴، ۲/۴۲۵، ۲/۴۲۶، ۲/۴۲۷، ۲/۴۲۸، ۲/۴۲۹، ۲/۴۳۰، ۲/۴۳۱، ۲/۴۳۲، ۲/۴۳۳، ۲/۴۳۴، ۲/۴۳۵، ۲/۴۳۶، ۲/۴۳۷، ۲/۴۳۸، ۲/۴۳۹، ۲/۴۴۰، ۲/۴۴۱، ۲/۴۴۲، ۲/۴۴۳، ۲/۴۴۴، ۲/۴۴۵، ۲/۴۴۶، ۲/۴۴۷، ۲/۴۴۸، ۲/۴۴۹، ۲/۴۵۰، ۲/۴۵۱، ۲/۴۵۲، ۲/۴۵۳، ۲/۴۵۴، ۲/۴۵۵، ۲/۴۵۶، ۲/۴۵۷، ۲/۴۵۸، ۲/۴۵۹، ۲/۴۶۰، ۲/۴۶۱، ۲/۴۶۲، ۲/۴۶۳، ۲/۴۶۴، ۲/۴۶۵، ۲/۴۶۶، ۲/۴۶۷، ۲/۴۶۸، ۲/۴۶۹، ۲/۴۷۰، ۲/۴۷۱، ۲/۴۷۲، ۲/۴۷۳، ۲/۴۷۴، ۲/۴۷۵، ۲/۴۷۶، ۲/۴۷۷، ۲/۴۷۸، ۲/۴۷۹، ۲/۴۸۰، ۲/۴۸۱، ۲/۴۸۲، ۲/۴۸۳، ۲/۴۸۴، ۲/۴۸۵، ۲/۴۸۶، ۲/۴۸۷، ۲/۴۸۸، ۲/۴۸۹، ۲/۴۹۰، ۲/۴۹۱، ۲/۴۹۲، ۲/۴۹۳، ۲/۴۹۴، ۲/۴۹۵، ۲/۴۹۶، ۲/۴۹۷، ۲/۴۹۸، ۲/۴۹۹، ۲/۵۰۰، ۲/۵۰۱، ۲/۵۰۲، ۲/۵۰۳، ۲/۵۰۴، ۲/۵۰۵، ۲/۵۰۶، ۲/۵۰۷، ۲/۵۰۸، ۲/۵۰۹، ۲/۵۱۰، ۲/۵۱۱، ۲/۵۱۲، ۲/۵۱۳، ۲/۵۱۴، ۲/۵۱۵، ۲/۵۱۶، ۲/۵۱۷، ۲/۵۱۸، ۲/۵۱۹، ۲/۵۲۰، ۲/۵۲۱، ۲/۵۲۲، ۲/۵۲۳، ۲/۵۲۴، ۲/۵۲۵، ۲/۵۲۶، ۲/۵۲۷، ۲/۵۲۸، ۲/۵۲۹، ۲/۵۳۰، ۲/۵۳۱، ۲/۵۳۲، ۲/۵۳۳، ۲/۵۳۴، ۲/۵۳۵، ۲/۵۳۶، ۲/۵۳۷، ۲/۵۳۸، ۲/۵۳۹، ۲/۵۴۰، ۲/۵۴۱، ۲/۵۴۲، ۲/۵۴۳، ۲/۵۴۴، ۲/۵۴۵، ۲/۵۴۶، ۲/۵۴۷، ۲/۵۴۸، ۲/۵۴۹، ۲/۵۵۰، ۲/۵۵۱، ۲/۵۵۲، ۲/۵۵۳، ۲/۵۵۴، ۲/۵۵۵، ۲/۵۵۶، ۲/۵۵۷، ۲/۵۵۸، ۲/۵۵۹، ۲/۵۶۰، ۲/۵۶۱، ۲/۵۶۲، ۲/۵۶۳، ۲/۵۶۴، ۲/۵۶۵، ۲/۵۶۶، ۲/۵۶۷، ۲/۵۶۸، ۲/۵۶۹، ۲/۵۷۰، ۲/۵۷۱، ۲/۵۷۲، ۲/۵۷۳، ۲/۵۷۴، ۲/۵۷۵، ۲/۵۷۶، ۲/۵۷۷، ۲/۵۷۸، ۲/۵۷۹، ۲/۵۸۰، ۲/۵۸۱، ۲/۵۸۲، ۲/۵۸۳، ۲/۵۸۴، ۲/۵۸۵، ۲/۵۸۶، ۲/۵۸۷، ۲/۵۸۸، ۲/۵۸۹، ۲/۵۹۰، ۲/۵۹۱، ۲/۵۹۲، ۲/۵۹۳، ۲/۵۹۴، ۲/۵۹۵، ۲/۵۹۶، ۲/۵۹۷، ۲/۵۹۸، ۲/۵۹۹، ۲/۶۰۰، ۲/۶۰۱، ۲/۶۰۲، ۲/۶۰۳، ۲/۶۰۴، ۲/۶۰۵، ۲/۶۰۶، ۲/۶۰۷، ۲/۶۰۸، ۲/۶۰۹، ۲/۶۱۰، ۲/۶۱۱، ۲/۶۱۲، ۲/۶۱۳، ۲/۶۱۴، ۲/۶۱۵، ۲/۶۱۶، ۲/۶۱۷، ۲/۶۱۸، ۲/۶۱۹، ۲/۶۲۰، ۲/۶۲۱، ۲/۶۲۲، ۲/۶۲۳، ۲/۶۲۴، ۲/۶۲۵، ۲/۶۲۶، ۲/۶۲۷، ۲/۶۲۸، ۲/۶۲۹، ۲/۶۳۰، ۲/۶۳۱، ۲/۶۳۲، ۲/۶۳۳، ۲/۶۳۴، ۲/۶۳۵، ۲/۶۳۶، ۲/۶۳۷، ۲/۶۳۸، ۲/۶۳۹، ۲/۶۴۰، ۲/۶۴۱، ۲/۶۴۲، ۲/۶۴۳، ۲/۶۴۴، ۲/۶۴۵، ۲/۶۴۶، ۲/۶۴۷، ۲/۶۴۸، ۲/۶۴۹، ۲/۶۵۰، ۲/۶۵۱، ۲/۶۵۲، ۲/۶۵۳، ۲/۶۵۴، ۲/۶۵۵، ۲/۶۵۶، ۲/۶۵۷، ۲/۶۵۸، ۲/۶۵۹، ۲/۶۶۰، ۲/۶۶۱، ۲/۶۶۲، ۲/۶۶۳، ۲/۶۶۴، ۲/۶۶۵، ۲/۶۶۶، ۲/۶۶۷، ۲/۶۶۸، ۲/۶۶۹، ۲/۶۷۰، ۲/۶۷۱، ۲/۶۷۲، ۲/۶۷۳، ۲/۶۷۴، ۲/۶۷۵، ۲/۶۷۶، ۲/۶۷۷، ۲/۶۷۸، ۲/۶۷۹، ۲/۶۸۰، ۲/۶۸۱، ۲/۶۸۲، ۲/۶۸۳، ۲/۶۸۴، ۲/۶۸۵، ۲/۶۸۶، ۲/۶۸۷، ۲/۶۸۸، ۲/۶۸۹، ۲/۶۹۰، ۲/۶۹۱، ۲/۶۹۲، ۲/۶۹۳، ۲/۶۹۴، ۲/۶۹۵، ۲/۶۹۶، ۲/۶۹۷، ۲/۶۹۸، ۲/۶۹۹، ۲/۷۰۰، ۲/۷۰۱، ۲/۷۰۲، ۲/۷۰۳، ۲/۷۰۴، ۲/۷۰۵، ۲/۷۰۶، ۲/۷۰۷، ۲/۷۰۸، ۲/۷۰۹، ۲/۷۱۰، ۲/۷۱۱، ۲/۷۱۲، ۲/۷۱۳، ۲/۷۱۴، ۲/۷۱۵، ۲/۷۱۶، ۲/۷۱۷، ۲/۷۱۸، ۲/۷۱۹، ۲/۷۲۰، ۲/۷۲۱، ۲/۷۲۲، ۲/۷۲۳، ۲/۷۲۴، ۲/۷۲۵، ۲/۷۲۶، ۲/۷۲۷، ۲/۷۲۸، ۲/۷۲۹، ۲/۷۳۰، ۲/۷۳۱، ۲/۷۳۲، ۲/۷۳۳، ۲/۷۳۴، ۲/۷۳۵، ۲/۷۳۶، ۲/۷۳۷، ۲/۷۳۸، ۲/۷۳۹، ۲/۷۴۰، ۲/۷۴۱، ۲/۷۴۲، ۲/۷۴۳، ۲/۷۴۴، ۲/۷۴۵، ۲/۷۴۶، ۲/۷۴۷، ۲/۷۴۸، ۲/۷۴۹، ۲/۷۵۰، ۲/۷۵۱، ۲/۷۵۲، ۲/۷۵۳، ۲/۷۵۴، ۲/۷۵۵، ۲/۷۵۶، ۲/۷۵۷، ۲/۷۵۸، ۲/۷۵۹، ۲/۷۶۰، ۲/۷۶۱، ۲/۷۶۲، ۲/۷۶۳، ۲/۷۶۴، ۲/۷۶۵، ۲/۷۶۶، ۲/۷۶۷، ۲/۷۶۸، ۲/۷۶۹، ۲/۷۷۰، ۲/۷۷۱، ۲/۷۷۲، ۲/۷۷۳، ۲/۷۷۴، ۲/۷۷۵، ۲/۷۷۶، ۲/۷۷۷، ۲/۷۷۸، ۲/۷۷۹، ۲/۷۸۰، ۲/۷۸۱، ۲/۷۸۲، ۲/۷۸۳، ۲/۷۸۴، ۲/۷۸۵، ۲/۷۸۶، ۲/۷۸۷، ۲/۷۸۸، ۲/۷۸۹، ۲/۷۹۰، ۲/۷۹۱، ۲/۷۹۲، ۲/۷۹۳، ۲/۷۹۴، ۲/۷۹۵، ۲/۷۹۶، ۲/۷۹۷، ۲/۷۹۸، ۲/۷۹۹، ۲/۸۰۰، ۲/۸۰۱، ۲/۸۰۲، ۲/۸۰۳، ۲/۸۰۴، ۲/۸۰۵، ۲/۸۰۶، ۲/۸۰۷، ۲/۸۰۸، ۲/۸۰۹، ۲/۸۱۰، ۲/۸۱۱، ۲/۸۱۲، ۲/۸۱۳، ۲/۸۱۴، ۲/۸۱۵، ۲/۸۱۶، ۲/۸۱۷، ۲/۸۱۸، ۲/۸۱۹، ۲/۸۲۰، ۲/۸۲۱، ۲/۸۲۲، ۲/۸۲۳، ۲/۸۲۴، ۲/۸۲۵، ۲/۸۲۶، ۲/۸۲۷، ۲/۸۲۸، ۲/۸۲۹، ۲/۸۳۰، ۲/۸۳۱، ۲/۸۳۲، ۲/۸۳۳، ۲/۸۳۴، ۲/۸۳۵، ۲/۸۳۶، ۲/۸۳۷، ۲/۸۳۸، ۲/۸۳۹، ۲/۸۴۰، ۲/۸۴۱، ۲/۸۴۲، ۲/۸۴۳، ۲/۸۴۴، ۲/۸۴۵، ۲/۸۴۶، ۲/۸۴۷، ۲/۸۴۸، ۲/۸۴۹، ۲/۸۵۰، ۲/۸۵۱، ۲/۸۵۲، ۲/۸۵۳، ۲/۸۵۴، ۲/۸۵۵، ۲/۸۵۶، ۲/۸۵۷، ۲/۸۵۸، ۲/۸۵۹، ۲/۸۶۰، ۲/۸۶۱، ۲/۸۶۲، ۲/۸۶۳، ۲/۸۶۴، ۲/۸۶۵، ۲/۸۶۶، ۲/۸۶۷، ۲/۸۶۸، ۲/۸۶۹، ۲/۸۷۰، ۲/۸۷۱، ۲/۸۷۲، ۲/۸۷۳، ۲/۸۷۴، ۲/۸۷۵، ۲/۸۷۶، ۲/۸۷۷، ۲/۸۷۸، ۲/۸۷۹، ۲/۸۸۰، ۲/۸۸۱، ۲/۸۸۲، ۲/۸۸۳، ۲/۸۸۴، ۲/۸۸۵، ۲/۸۸۶، ۲/۸۸۷، ۲/۸۸۸، ۲/۸۸۹، ۲/۸۹۰، ۲/۸۹۱، ۲/۸۹۲، ۲/۸۹۳، ۲/۸۹۴، ۲/۸۹۵، ۲/۸۹۶، ۲/۸۹۷، ۲/۸۹۸، ۲/۸۹۹، ۲/۹۰۰، ۲/۹۰۱، ۲/۹۰۲، ۲/۹۰۳، ۲/۹۰۴، ۲/۹۰۵، ۲/۹۰۶، ۲/۹۰۷، ۲/۹۰۸، ۲/۹۰۹، ۲/۹۱۰، ۲/۹۱۱، ۲/۹۱۲، ۲/۹۱۳، ۲/۹۱۴، ۲/۹۱۵، ۲/۹۱۶، ۲/۹۱۷، ۲/۹۱۸، ۲/۹۱۹، ۲/۹۲۰، ۲/۹۲۱، ۲/۹۲۲، ۲/۹۲۳، ۲/۹۲۴، ۲/۹۲۵، ۲/۹۲۶، ۲/۹۲۷، ۲/۹۲۸، ۲/۹۲۹، ۲/۹۳۰، ۲/۹۳۱، ۲/۹۳۲، ۲/۹۳۳، ۲/۹۳۴، ۲/۹۳۵، ۲/۹۳۶، ۲/۹۳۷، ۲/۹۳۸، ۲/۹۳۹، ۲/۹۴۰، ۲/۹۴۱، ۲/۹۴۲، ۲/۹۴۳، ۲/۹۴۴، ۲/۹۴۵، ۲/۹۴۶، ۲/۹۴۷، ۲/۹۴۸، ۲/۹۴۹، ۲/۹۵۰، ۲/۹۵۱، ۲/۹۵۲، ۲/۹۵۳، ۲/۹۵۴، ۲/۹۵۵، ۲/۹۵۶، ۲/۹۵۷، ۲/۹۵۸، ۲/۹۵۹، ۲/۹۶۰، ۲/۹۶۱، ۲/۹۶۲، ۲/۹۶۳، ۲/۹۶۴، ۲/۹۶۵، ۲/۹۶۶، ۲/۹۶۷، ۲/۹۶۸، ۲/۹۶۹، ۲/۹۷۰، ۲/۹۷۱، ۲/۹۷۲، ۲/۹۷۳، ۲/۹۷۴، ۲/۹۷۵، ۲/۹۷۶، ۲/۹۷۷، ۲/۹۷۸، ۲/۹۷۹، ۲/۹۸۰، ۲/۹۸۱، ۲/۹۸۲، ۲/۹۸۳، ۲/۹۸۴، ۲/۹۸۵، ۲/۹۸۶، ۲/۹۸۷، ۲/۹۸۸، ۲/۹۸۹، ۲/۹۹۰، ۲/۹۹۱، ۲/۹۹۲، ۲/۹۹۳، ۲/۹۹۴، ۲/۹۹۵، ۲/۹۹۶، ۲/۹۹۷، ۲/۹۹۸، ۲/۹۹۹، ۲/۱۰۰۰، ۲/۱۰۰۱، ۲/۱۰۰۲، ۲/۱۰۰۳، ۲/۱۰۰۴، ۲/۱۰۰۵، ۲/۱۰۰۶، ۲/۱۰۰۷، ۲/۱۰۰۸، ۲/۱۰۰۹، ۲/۱۰۱۰، ۲/۱۰۱۱، ۲/۱۰۱۲، ۲/۱۰۱۳، ۲/۱۰۱۴، ۲/۱۰۱۵، ۲/۱۰۱۶، ۲/۱۰۱۷، ۲/۱۰۱۸، ۲/۱۰۱۹، ۲/۱۰۲۰، ۲/۱۰۲۱، ۲/۱۰۲۲، ۲/۱۰۲۳، ۲/۱۰۲۴، ۲/۱۰۲۵، ۲/۱۰۲۶، ۲/۱۰۲۷، ۲/۱۰۲۸، ۲/۱۰۲۹، ۲/۱۰۳۰، ۲/۱۰۳۱، ۲/۱۰۳۲، ۲/۱۰۳۳، ۲/۱۰۳۴، ۲/۱۰۳۵، ۲/۱۰۳۶، ۲/۱۰۳۷، ۲/۱۰۳۸، ۲/۱۰۳۹، ۲/۱۰۴۰، ۲/۱۰۴۱، ۲/۱۰۴۲، ۲/۱۰۴۳، ۲/۱۰۴۴، ۲/۱۰۴۵، ۲/۱۰۴۶، ۲/۱۰۴۷، ۲/۱۰۴۸، ۲/۱۰۴۹، ۲/

تحول ۱۳-۱۶

تفصیل ہے جس کے لئے اصطلاح ”کد رت“ کی طرف رجوع کیا جائے (۱)۔

ح- نذر:

۱۵- مالک ”دنا بلہ کا مذہب“ اور ثانیہ کا صحیح مسلک یہ ہے کہ جس نے متعین ”غیر مطلق نذر مانی ہو تو اس پر متعین شی کا نمانہ جب ہے۔ عین کو چھوڑ کر کسی اور کی چیز بدل یا قیمت کی طرف رجوع جائز نہیں۔ اس میں اختلاف ”تفصیل“ ہے جس کے لئے اصطلاح ”نذر“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

حنفی کے نزدیک یہ مطلقاً جائز ہے، جیسا کہ اس کے نزدیک نذر میں ”اسب کو چھوڑ کر قیمت اختیار کرنی جائز ہے، البتہ انہوں نے حق بدی اور انہی کی نذر کا استثنا دیا ہے (۲)۔

فرض روزہ کے بدلہ فد یہ دینا:

۱۶- عام فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ شت فانی جو مرد کی طاقت نہ رکھتا ہو یا مرد سے اسے سخت تکلیف ہوتی ہو تو اس پر روزہ رکھنا ضروری نہیں۔ اور اس پر فدیہ کے وجوب میں فقہاء کا اختلاف ہے۔

حنفی ”دنا بلہ کا مذہب“ اور ثانیہ کا فقہاء کا فقہاء کا ایک غیر مشہور قول یہ ہے کہ اس پر فدیہ واجب ہے۔

مالکیہ کا مشہور مذہب، اور ثانیہ کے نزدیک غیر ظہر یہ ہے کہ اس پر فدیہ واجب نہیں، اور حاملہ اور ۱۰۰ھ پانچنے والی عورت جسے

(۱) المدونہ ۵/۲۳۳، ابن ماجہ ۲/۲۲۳، لائقہ تفصیل الحق ۱۰۳، ۱۰۴، الحنفی ۳۸/۸، روح المصنوع ۸/۲۹۸، ۳۰۰، کشف القناع ۲/۲۱۳، ۲۱۷، نزل المآذب ۱/۲۵۸۔

(۲) ابن ماجہ ۲/۲۲۲، لائقہ تفصیل الحق ۱۰۳، ۱۰۴، المدونہ ۳/۲۵۸، ۲۵۹، قوانین فقہیہ ۱/۲۵۷، روح المصنوع ۲/۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲،

تحول ۱۷-۱۸

(روزہ رکھنے میں) پنی دست یا اپنے بچہ پر اندیشہ ہو، اور ایسا یا راجس کے تندرست ہونے کی امید نہ ہو، ان پر وجوب نہ یہ کے سلسلہ میں ختلاف اور تفصیل ہے جس کے لئے اصطلاح ”صوم“ اور ”نہ یہ“ کی طرف رجوع کیا جائے (۱)۔

جس عقد کی شرائط پوری نہ ہوئی ہوں اس کا دوسرے عقد کی طرف منتقل ہونا:

۱۷- حنفیہ اور حنابلہ کا مذہب اور شافعیہ کے مذہب کا اظہار قول یہ ہے کہ بیہ میں اگر عوض کی شرط ہو تو عقد صحیح ہوگا اور وہ بیع کے حکم میں ہو جائے گا، لہذا اس میں خیار اور شفعہ ثابت ہوں گے، اور قبضہ سے پہلے لازم ہو جائے گا، اور عیب اور خیار ردیہ کی بنا پر اسے واپس کیا جاسکتا ہے، شافعیہ کا ایک قول یہ ہے کہ یہ عقد باطل ہو جائے گا، اس سے کہ بیہ میں یہی شرط ہے جو اس کے قنات کے خلاف ہے۔

مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ بیہ بالعوض ابتداً بیع ہے، اسی لئے بیہ پر قبضہ سے پہلے وہ بیہ کی موت سے و باطل نہیں ہوتا، یہ بھی جائز نہیں کہ مرنے کے بدلہ چاندی یا چاندی کے بدلہ سونا دیا جائے، اس لئے کہ اگر مجلس میں دونوں عوضوں پر قبضہ نہ پایا جائے تو بیع صرف میں یک عوض کا مؤثر ہونا لازم آئے گا۔ ”عوض کے معلوم یا مجهول ہونے، اسی طرح اس کے ابتداً یا ابتداءً بیع ہونے میں تفصیل ہے جس کے لئے اصطلاح ”بیہ“ کی طرف رجوع کیا جائے (۲)۔

اور جس عقد کی شرائط پوری نہ ہوئی ہوں اس کے دوسرے

عقد کی طرف منتقل ہونے کی بھی دوسری مثالیں ہیں جیسے ایک مثال: مضارب کے تصرفات کے اعتبار سے مضاربیت صحیحہ کا وکالت میں بدل جانا ہے، اسی لئے جمہور فقہاء کی بالجملہ رائے یہ ہے کہ مضارب کے تصرفات وکیل کی طرح مصلحت کے ساتھ ہوتے ہیں۔

اور اگر مضارب کو نفع ہو جائے تو مضاربیت شرکت ہو جاتی ہے، اور اگر مضاربیت فاسد ہو جائے تو وہ اجارہ فاسدہ میں منتقل ہو جاتی ہے (۳)۔

دوسری مثال یہ ہے کہ اگر مسلم فید عین ہو تو شافعیہ کے ایک قول کے مطابق مسلم بیع مطلق ہو جاتی ہے۔ اور اگر بانک یہ کہے کہ میں نے بغیر قیمت کے فروخت کیا تو وہ بیہ ہو جاتا ہے اور قول اظہار یہ ہے کہ مسلم باطل ہو جاتا ہے (۴)۔

تیسری مثال یہ ہے کہ استصناع میں اگر مدت متعین کر دی جائے تو بعض حنفیہ کے نزدیک وہ مسلم ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ اس میں شرط مسلم کا اعتبار پایا جائے گا (۵)۔

یاں کہ وہ مثالوں میں سے ہر ایک مثال میں اختلاف و تفصیل ہے جسے اصطلاحات ”عقد“، ”مسلم“، ”مضاربیت“، ”شرکت“ اور ”استصناع“ میں دیکھا جائے۔

عقد موقوف کا مآخذ ہو جانا:

۱۸- حنفیہ اور مالکیہ کا مذہب، شافعیہ کا ایک قول اور حنابلہ کی ایک روایت یہ ہے کہ فضولی کی فقہ مالک کی اجازت پر موقوف ہو کر منعقد

(۱) درائع لطائف ۱/۹۲، ۸۷، ۹۲، الاوقاف تفسیر الحق ۱۹۳۔

(۲) ابن ماجہ ۲/۸۴، الاوقاف تفسیر الحق ۳۰۳، شرح الصغیر

۱/۶۸، روئے طائیفین ۵/۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲،

ہو جاتی ہے، اور جب مالک اجازت دے تو وہ نافذ ہو جاتی ہے،
ورنہ نہیں، اسحاق بن ربیعہ کا بھی یہی مذہب ہے۔

شافعیہ کا قول جدید و حنبلیہ کی روایت یہ ہے کہ بیعت
باطل ہے، اور اس کو رد و یا وجہ ہے، ابو ثار اور ابن المسد رکا بھی
یہی مذہب ہے (۱)۔

جو فقہاء بیعت فضولی کے منعقد ہونے کے قائل ہیں انہوں نے
اس کے متعلق مسلسل کلام کیا ہے، جس کے لئے اصطلاحات ”موقوف“
”موقوف“ اور ”فضولی“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

دین موجل کا موجل ہو جانا:

چند مقامات ایسے ہیں جن میں دین موجل موجل ہو جاتا ہے،
جن میں سے بعض یہ ہیں:

سب- موت:

۱۹- حنفیہ مالکیہ اور شافعیہ کا مذہب اور حنبلیہ کی ایک روایت یہ ہے
کہ موت سے دین موجل موجل ہو جاتا ہے، اس لئے کہ موت سے
میت کا ذمہ ختم اور مطالبہ دشوار ہو جاتا ہے۔ ٹھنی جتنی اور ثوری کا بھی
یہی قول ہے۔

حنابلہ کی دوسری روایت یہ ہے کہ اگر مراد اس دین کی توثیق
کرے یہ تو دین موجل موجل نہیں ہوتا، ابن یزید، عبد قہ بن الحسن،
اسحاق و راہبہ جیہ کا بھی یہی قول ہے (۲)۔

اور مرتد اگر اضراب میں چلا جائے تو یہ اس کی موت متحقق
ہو جائے گی اور اس کی موت کے متعلق حکام ثابت ہوں گے یا نہیں؟
اس میں متباہا کا اختلاف ہے جس کے سے کتب فقہ میں اس کے مقام
کی طرف رجوع کیا جائے (۱) نیز اصطلاح ”روت“، اور اصطلاح
”اجل“ (فقہ ۹۵ ج ۲) کی طرف رجوع کیا جائے۔

ب- مفلس قرار دیا جانا:

۲۰- حنفیہ میں سے امام ابو یوسف و امام محمد جو افلاس کی وجہ سے
(تصرفات پر) پابندی لگانے کے قائل ہیں ان کے قول سے متبادر
اور شافعیہ کا قول انہیں ”حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ دین موجل مفلس
قرار دے جانے سے معتقل نہیں ہوتا، اس سے کہ مدت قرض مفلس کا
حق ہے تو وہ اس کے مفلس ہو جانے سے ساتھ میں ہوگا جس طرح
اس کے لئے حقوق ساتھ نہیں ہوتے، نیز اس سے کہ اس کے جو حقوق
وہ اس پر اس کے افلاس سے ان میں قبیل میں ہوتی تو جو حقوق
اس کے ذمہ لازم ہیں ان میں بھی قبیل میں ہوگی (۲)۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسا نہیں ہے، اس سے کہ ان کے
برایک آزاد عاقل و بالغ شخص پر دین کی وجہ سے (تصرفات پر)
پابندی لگانا جائز نہیں ہے (۳)۔

مالکیہ کا مذہب، شافعیہ کا ایک قول اور حنبلیہ کی ایک روایت
جسے ابو الخطاب نے ذکر کیا ہے، یہ ہے کہ جس شخص پر اس کے افلاس

(۱) ابن ماجہ بن ۳۵۰۳، اقلیو بی ۴۸۵/۲، جوہر و اقلیل ۹۲۶، ۲۸۰، ۲۸۱،
المنی ۱۲۹/۸، ۳۰۔

(۲) ابن ماجہ بن ۹۲/۵، شرح المغیر ۳۵۳، ۵۳، ۵۳، ۵۳، ۵۳، ۵۳، ۵۳، ۵۳،
۲۳۳، اقلیو بی ۴۸۵/۲، روضۃ الطالبین ۱۲۸، المنی ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷،

کی اس قسم کے مصرف کے تعلق ثانیہ کے دیگر قول بھی ہیں (۱)۔
اس موضوع کی تفصیل کے لئے اصطلاح ”وقف“ کی طرف
رجوع کیا جائے۔

اباحت کی ملکیت عامہ کا ملکیت خاصہ کی طرف اور اس
کے برعکس منتقل ہونا:

۲۴- ملکیت کے اسباب میں سے کسی سبب کی وجہ سے بیت اوقات
ملکیت عامہ ملکیت خاصہ ہو جاتی ہے، جیسے بیت اہمال کی زمینوں سے
جائیہ بنتا۔

چنانچہ بادشاہ کے لئے جسے حسب مصلحت مال دینا درست ہے
اسی طرح بیت اہمال کی زمین کو ملکیت کے طور پر دینا درست و صحیح
ہے، اس لئے کہ مستحق کو دینے میں مال اور زمین کے اندر کوئی فرق
نہیں ہے (۲)۔ مزید یہ کہ اصطلاح ”وقف“ کا
اور خصوصی ملکیت عمومی ملکیت اس صورت میں ہو جاتی ہے
جب اس کے مالک انتقال کر جائیں اور اس ملکیت کے ذوی القروض
یا عصبہ وارث بھی مستحق نہ ہوں، تو وہ تمام مسلمانوں کی میراث ہو کر
بیت اہمال میں آ جاتی ہے (۳)۔

اور ابو یعلیٰ نے بیان کیا ہے کہ ایسی ملکیت مصالح مسمیٰ میں
صرف کئے جانے کے لئے بیت اہمال کے پاس آ جاتی ہے، میراث
کے طریقہ پر نہیں آتی (۴)۔

۱- وجہ سے پابندی لگا دی گئی ہو اس کا دین موجب مجمل ہو جاتا ہے،
اس سے کہ مالی دین کا تحقق مفق تر رہے جانے سے یہ تو موت
کی طرح مدت دین ساقط ہو جائے گی (۱)، اس کی تفصیل اصطلاح
”حجر“ میں ہے۔

مستحق وقف کے تم ہونے سے وقف کا ختم ہو جاتا:

۲۱- عام فقہاء کا مذہب یہ ہے کہ وقف میں بخشی گئی چیز ہے، اور جس
وقف کی صحت میں کوئی خدشہ نہیں ہو وہ وقف ہے جس کی ابتدا
معلوم ہو، ورنہ غیر منقطع ہو، مثلاً اس کی ابتدا ایسی جہت ہو جو منقطع
نہ ہو، جیسا کہ وقف کی آخری جہت مساکین، یا ان کی کوئی خاص
جہت ہو، اس سے کہ وقف کا ختم ہو جائے عادیہ مامنون ہے (۲)۔

”مستحق وقف منقطع ہو جائے تو اس میں خدشہ، خدشہ خدشہ ہے؛
عام ہو یوسف اور مالکیہ کا مذہب، ثانیہ کا ایک قول، ”انما بلہ
کی ایک رائے یہ ہے کہ اس صورت میں وقف، وقف، یا اس کے
ورثاء کی طرف لوٹ جائے گا، الا یہ کہ وقف نے یہ کہا ہو کہ یہ صدقہ
وقف ہے، اس سے فلاں فلاں پر خرچ کیا جائے اور جب متعین لوگ
نہ رہیں تو یہ فقراء و مساکین کے لئے ہے (۳)۔

ثانیہ کے روئے یک اہل، ”انما بلہ کا مذہب یہ ہے کہ وقف
باقی رہے گا اور وقف سے قریب لوگوں پر صرف کیا جائے گا اور وقف

(۱) المشرح المیزر ۳۳۳/۵ اور اس کے بعد کے صفحات، ج ۵، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵
الحائین ۳۲۶/۵

(۲) ابن ماجہ ۵/۵، ۲۶۵، ۲۷۷، المشرح المیزر ۳۳۳/۵، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸

تحول ۲۳-۲۴

یوہر نے ان کو اختیار فرمایا ہے حضرت عثمان بن عفانؓ اور شریح
سے بھی یہی منقول ہے، اور حنابلہ کا منسوب مذہب یہ ہے کہ ولایت
ولی بعد کی طرف منتقل ہو جانے کی (۱) اس کی تفصیل اور تفصیلات
کے لئے دیکھئے اصطلاح ”ولایت النکاح“۔

حق پرورش کا منتقل ہو جانا:

۲۳ سپرورش میں اصل یہ ہے کہ تمام شرطیں پوری ہوئی ہوں تو پرورش میں
سب سے مقدم بچہ کی ماں ہے، اس لئے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن
الحصہ کی روایت ہے: ”ان امرأۃ قالت یا رسول اللہ! بی ایسی
ہذا کان بطنی لہ وعاء، وثلبی لہ سفاء، وحجر لہ حواء،
وبی آباء طلقی، واولاد ان یمرعہ می، فقال رسول اللہ
ﷺ انت بحق بہ مالہ تکحی“ (۲) (ایک عورت نے کہا کہ
میں نے کدو، پیسہ، لہو کا ہے، میرے پیٹ میں کدو کی جگہ ہے، میری
چھاتیوں نے اسے یہ دہا یا میری کدو، اس کا دیکھ رہی، اس کے والد
نے مجھے طلاق دے دی، اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ اس بچے کو مجھ سے
چھین لیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تک تو نکاح نہ کرے تو تو
اس کی (پرورش کی) ریا، حق رہے۔

اگر ماں تمام یا بعض شرط کے متفقہ ہونے کی وجہ سے یہ حق

طہیت خاص کے عام ہو جانے کی چند صورتیں اور بھی ہیں مثلاً
مسجد کے سے، یورپ کی توسیع کے لئے یا قبرستان وغیرہ مصالح
مسمیٰ کے سے کسی کے مٹوان مکان کی ضرورت پیش آجائے،
بشرطیکہ اس کا بدلہ دیا جائے۔

عقد نکاح میں ولایت کا منتقل ہو جانا:

۲۴- چند مقامات یہ ہیں جہاں پر ولی قرب کی ولایت ولی بعد
کی طرف منتقل ہو جاتی ہے، اس میں سے بعض مقامات یہ ہیں:
مثلاً، ولی قرب مفقہ ہو، اور یہ عی و ذر فاقاریا نزل میں؛ ولی
دیہ جائے تو حصہ، مالک، اور حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ اس صورت میں
ولی قرب کی ولایت ولی بعد کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔
ثانویہ کے نزدیک اس صورت میں ولایت حاکم کی طرف منتقل
ہو جاتی ہے۔

اس کی دہری مثال ولی غائب ہونا ہے، لہذا اگر ولی غائب
منقطع کے ساتھ غائب ہو تو ولی قرب کی ولایت ولی بعد کی طرف
منتقل ہو جاتی ہے، مثلاً، حنابلہ کا مذہب یہی ہے۔ اور مالکیہ کے
دیکھ اس صورت میں ولایت حاکم کی طرف منتقل ہو جاتی ہے، اس
سے کہ غائب کا ولی حاکم ہے، اور ثانویہ کے نزدیک بھی یہی حکم ہے،
ابتداءً اگر تافضی ولی قرب کی موت کا حکم کارہاں کا مال اس کے مرثیہ
پر تقسیم کرے تو اس کے نزدیک بھی ولایت ولی بعد کی طرف منتقل
ہو جاتی ہے۔

اس کی تیسری مثال غائب ہے، یعنی ولی کا اپنی زیر ولایت لڑکی کو
عروہ میں شادی کرے سے روکتا۔ مثلاً، مالکیہ اور ثانویہ کا مذہب
اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ اگر ولی قرب نفقہ میں شادی
سے منع کرے تو ولایت با مشاد کی طرف منتقل ہو جاتی ہے، حضرت

(۱) ابن ماجہ ۱۶/۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵

تحول ۲۵-۲۶

اس صورت میں امام ابو حنیفہ، امام احمد، ثوری اور محمد بن الحسن کا مذہب یہ ہے کہ وہ احتیاطاً انہوں مدتوں (عدت طلاق اور عدت وفات کی مدتوں) میں سے جو زیادہ ہوں اس کے مطابق عدت گزار سکی، اس لئے کہ یہ شبہ ہے کہ زوجیت قائم ہو یا نہ ہو اس شہرہ کی وارث ہے۔ امام مالک، امام شافعی، ابو عیینہ، امام ابو یوسف اور ابن المہر کا مذہب یہ ہے کہ وہ عدت طلاق ہی کو پوری کرے، اس لئے کہ مالکیہ زوجیت تحریر ہو چکی ہے (۱)۔

مہینوں کی عدت کا حیض کی طرف اور اس کے برعکس منتقل ہو جانا:

الف- مہینوں کی عدت کا حیض کی طرف منتقل ہو جانا:

۲۶- اس پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ وہ صغیرہ جس کو حیض نہ آتا ہو، اور ایسی ہی مہاجرہ جسے حیض نہ آتا ہو، اگر کچھ مہینے عدت گزار چکی ہوں، اور عدت پوری ہونے سے پہلے انہیں حیض آجائے تو ان کی عدت مہینوں سے حیض کی طرف منتقل ہو جاتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ مہینوں سے عدت حیض کا بدل ہے، اور یہاں مہدل (اصل) پر قدرت ثابت ہوئی، اور بدل سے مقصود کے حاصل ہونے سے پہلے اگر مہدل پر قدرت حاصل ہو جائے تو بدل کا حکم باطل ہو جاتا ہے جیسے تیمم کرنے والے کے حق میں وضو پر قدرت حاصل ہو جائے، لہذا مہینوں کا حکم باطل ہو رہا اس کی عدت حیض کی طرف منتقل ہو جائے گی (۲)۔

(۱) فتح القدیر ۳/۱۳۳، طبع دار احیاء التراث العربی، ابن ماجہ ۱/۱۵۵، التواترین ۲/۲۳۲، طباطبائی ۳/۱۵۲، طبع دار الفکر، رد المحتار ۸/۳۹۹، انہی ۵/۲۷۲۔

(۲) ابن ماجہ ۲/۶۰۶، بدائع الصنائع ۳/۲۰۰، طبع دار کتاب العربی، التواترین ۱/۲۳۱، رد المحتار ۸/۳۹۹، انہی ۵/۲۷۲، لا ن تہ ۲/۶۸۵۔

پرورش کو چھوڑ دینے کی وجہ سے پرورش کی اہل نہ رہے تو ماں کا عدم ہوں اور حق پرورش اس کے بعد والے مستحق کو حاصل ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اقرب سے منتقل ہو رہا اس کے بعد والے مستحق کو حق پرورش حاصل ہوتا رہے گا (۱)۔ اس میں کچھ تفصیل ہے جس کے لئے اصطلاح "حصانت" کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

معتدہ کی عدت طلاق کا عدت وفات کی طرف منتقل ہو جانا:

۲۵- اگر عورت طلاق کی عدت گزار رہی ہو اور اس کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو اگر طلاق رجعی تھی تو اس کی عدت طلاق ساتھ ہو کر عدت وفات کی طرف منتقل ہو جائے گی، یعنی بالاتفاق اس کی عدت وقت وفات سے چار ماہ و دس دن ہوگی۔

ابن المہر نے کہا ہے کہ جن اہل علم کی رائے ہمیں معلوم ہے ان سب کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے، اس لئے کہ جسے طلاق رجعی کی نفی وہ دیوی ہی ہے، اس پر اس شوہر کی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے، اس لئے اس کے مطابق شوہر کی میراث بھی حاصل ہوتی ہے، اس لئے اس پر عدت وفات لازم ہوگی۔

اور اگر کسی سے اپنی بیوی کو طلاق بائن کی ضرورت میں تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا، اور طلاق صحت و تدریجی حالت میں کی تھی، یا اس بیوی کے مطابہ پر طلاق کی تھی تو وہ معتدہ عدت طلاق ہی کو پوری کرے گی، ورنہ مسئلہ بھی متفق علیہ ہے، لہذا اگر شوہر سے عرض اموت میں اپنی بیوی کے مطابہ کے بغیر طلاق کی ہو تو اس صورت میں اختلاف ہے۔

(۱) ابن ماجہ ۲/۳۸، حاشیہ التلخیص ۳/۵۵۳، التواترین ۱/۲۳۱، رد المحتار ۸/۳۹۹، انہی ۵/۲۷۲، لا ن تہ ۲/۶۸۵۔

شماره ۲۹-۴۰

اور امام زفر کا مذہب یہ ہے کہ عشری زمین کو اُتر کوئی دینی شے لے لے تو وہ شرعی ہو جاتی ہے (۱)۔

امام ابو یوسفؒ ”کتاب الخراج“ میں ہے کہ بادشاہ کو اس کی جارت ہے کہ وہ حشری زمین کو خراجی، اور خراجی زمین کو حشری بناوے، البتہ تجارتی مملکت و زمینیں اس سے مستثنیٰ ہیں، اس سے کہ اس زمینوں میں خراج نہیں ہو سکتا، لہذا بادشاہ کے لئے بھی اس میں کوئی تغیر حائل نہیں ہے، اور جس پر رسول اللہ ﷺ کا امر و حکم جاری ہو گیا، اس سے پھر ردینا اس کے لئے جائز نہیں (۲)۔ اس کی تفصیل کے لئے اصطلاحات ”ارض“، ”حشر“، اور ”خراج“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

مستأمن کا حریف ہو جاتا:

۳۰۔ جو وقت اپنی رائے یہ ہے، چند مہر کی وجہ سے متاثر
 نہیں ہو جاتا ہے؛

مستأمن جب دارالحرب میں اقامت کی نیت سے چلا جائے،
خود اپنے شہر کے علاوہ کسی جگہ پہنچے (تو وہ حربی ہو جائے گا) لہذا اگر
تجارت یا پیغام پہنچانے یا یہ و غیرہ کی کسی ضرورت کو پورا کرنے کی
غرض سے جائے، اور وہ پھر دارالاسلام میں واپس آ جائے تو وہ پٹی
جان و مال کے اعتبار سے حسب سابق مامون رہے گا۔^(۲)

اگر وہ لمان توڑ دے ۴۰ لاکھ عام مسلمانوں سے قتل کرے یہ ہم
(مسلمانوں) سے جنگ کرنے کی وجہ سے کسی گاؤں یا قلعہ پر غلبہ
حاصل کر لے یا اقتضائے مان کے خلاف کسی عمل کا اقدام کرے^(۳)
تو اس کا عید نوٹ جائے گا اور وہ جرنی ہو جائے گا۔

جن چیزوں میں سے عہدہ پیمان ٹوٹ جاتا ہے ان میں اختلاف اور

(۱) ابن ماجہ میں ۲۳۹، الاحکام السلطانیہ للساوریہ ۱۳۶، الفیہ ۸۰۰، الاحکام السلطانیہ فی التعلیل ۱۳۵۔

(۴) ابن ماجہ میں ۳۵۱، ۳۵۰، ۲۵۱، ۲۵۰، ۲۰۰۔

(۳) من مایہ میں ۴۵۱، ۴۵۲، فشرح المصنف : ۵۶۷ جہد و طیل : ۲۶۹، مفتی
الحاج سرسبز ۴۵۸، ۴۶۲، مفتی : ۴۵۸، ۴۵۹، ہر اس کے بعد کے صفحات۔

(۱) ابن ماجہ میں ۴۶۲، اختیار تحلیل الخوارزمیہ ۱۱۳، ۱۱۵، طبع درعرف، اشراف
 امیر ۱۶۸۸ء اور اس کے بعد کے صفحات، الاحکام السلطانیہ للامامی ۳۵
 طبع مطبعہ الامارہ، اسی ۲۹/۲، الاحکام السلطانیہ راہی بتلہ ۱۵۳۔
 (۲) اشی الاحکام السلطانیہ راہی بتلہ ۱۵۳، طبع معصنی المانی الخلی، کتاب الخراج
 راہی بوسنہ ۱۵، طبع مطبعہ بولاق۔

تحويل ۳۱-۳۶

تفصیل ہے جس کے لئے اصطلاحات ”اہل الحرب“ اور ”مستامن“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

نے صحابہ کی جماعت کے ساتھ مرتدین سے قتال بیا رک۔
۳۴- امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ قتل مور کے بغیر دالہ عدم
دار الحرب نہیں ہوتا:

ذمی کا حربی ہو جانا:

الف۔ یہ کہ اس ملک میں طلی الاعمال اہل شرک کے حکام
جاری ہو جائیں۔ اور مسلمانوں کے حکام کے مطابق فیضی نہ ہوں اور
اہل مسلمانوں اور اہل شرک دونوں کے حکام جاری ہوں تو وہ ملک
دار الحرب نہ ہوگا۔

۳۱- اہل پر فقہاء کا اتفاق ہے کہ اگر ذمی مختار و فرمانبردار ہو کر
دار الحرب میں چلا جائے اور وہاں اقامت اختیار کر لے یا اپنے
عہدہ کو توڑ دے تو وہ حربی ہو جائے گا اور اس کا خون و مال حلال
ہو جائے گا اور اس کے اپنی مامون جگہ پر چلے جانے کے بعد اس کے
ساتھ جنگ کے جو زور و وجوب کے بارے میں فقہاء کے درمیان
اختلاف ہے، اسی طرح ذہن تیز ہیں سے مقدمہ نوٹ جاتا ہے ان
میں تفصیل ہے (۱) جس کے لئے اصطلاحات ”اہل الحرب“ اور
”اہل الذمہ“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

ب۔ یہ کہ وہ ملک اس طرح دار الحرب کے پڑوں میں ہو کہ ان
دونوں کے درمیان کوئی دارالاسلام نہ ہو۔

حربی کا مستامن ہو جانا:

ج۔ مسلمانوں کو اسلام اور ذمیوں کو مقدمہ کی وجہ سے گذر
کے غلبہ سے قتل جو مان حاصل نہیں وہ ہوتی نہ رہے۔

۳۲- ذہن مسلمانوں کو مان دے یہ کا حق حاصل ہو اگر ذہن سے کوئی
حربی مان حاصل کر لے تو وہ مستامن ہو جاتا ہے، اس میں فقہاء کا
اختلاف بھی ہے جو کتب فقہ میں اس بحث کے مقام پر مذکور ہے نیز
اس کے سے اصطلاحات ”مان“ اور ”مستامن“ بھی کی گئی ہیں۔

امام ابو یوسف اور امام محمد کے ایک صرف یک شرط ہے کہ
مان غر کے فیصل کا اظہار ہو اور یہی قیاس ہے (۲)۔

دارالسلام کا دار الحرب و راس کے برعکس ہو جانا:

دہر سی دار کے اور اور ہو جانے پر چند احکام مرتب ہوتے
ہیں۔ ذہن میں فقہاء کا اختلاف ہے، اس کے لئے اسی کی بحث اور
اصطلاح ”ردت“ کی طرف رجوع کیا جائے۔

۳۳- ثنائیہ اور ثنائیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر ذمی ہستی کے باشندے
مرتد ہو جائیں اور اس ہستی میں اس کے احکام جاری ہو جائیں تو وہ ہستی
دار الحرب ہو جاتی ہے، اور بشارت پر اس کو ذرا لے ان پر اتمام حجت
کے بعد ان سے قتال لازم ہو جاتا ہے، اس لئے کہ حضرت ابو بکر صدیق

۳۵- اور اگر دار الحرب میں مسلمانوں کے احکام جاری ہو جائیں،
جیسے جمعہ و عیدین، تو وہ دارالاسلام ہو جاتا ہے، اگرچہ اس میں کوئی
خاک اصلی بھی نہ ہو جائے، اور وہ کسی دارالاسلام سے مجاورہ متصل بھی نہ
ہو (۳)۔

(۱) ابن ماجہ ص ۱۰۳ شرح البیہار ص ۱۶۱ ۱۶۲ ج ۱ ص ۲۶۹
بہار ص ۵۸/۸ مفتی بخش ص ۲۵۸، ۲۶۲۔

(۱) الاحکام السلطانیہ للامور ص ۵۸ ۶۵ ۶۶ ص ۲۸/۸۔

(۲) ابن ماجہ ص ۲۵۳۔

(۳) الاحکام السلطانیہ للامور ص ۶۸ ۶۹ ص ۲۵۳/۸۔

قسمیں ہیں:

پہلی قسم: باطل مذہب سے باطل مذہب کی طرف منتقل ہونا، اس کی تین صورتیں ہیں: اس لئے کہ دلیلاً ثابت شدہ دین سے ثابت شدہ دین کی طرف منتقل ہوگا، جیسے نصرانی کا یہودی ہو جانا یا یہودی کا غیر ثابت شدہ دین سے غیر ثابت شدہ دین کی طرف منتقل ہوگا، جیسے یہودی یا نصرانی کا بت پرستی کی طرف منتقل ہو جانا یا غیر ثابت شدہ دین سے ثابت شدہ دین کی طرف منتقل ہوگا، جیسے بت پرستی کا یہودی یا نصرانی ہو جانا۔ ان حالات میں جس دین کی طرف وہ منتقل ہو ہے نیز یہ لئے اس دین پر، سے باقی رکھا جائے گا یا نہیں؟ اس میں اختلاف و تفصیل ہے جس کے لئے کتب فقہ میں اس کے مقامات، اصطلاحات، "تبدیل" اور "ردت" کی طرف رجوع کیا جائے۔

دوسری قسم: دین اسلام سے کسی باطل دین کی طرف منتقل ہونا اور اس سے مراد انبیاء ذی اللہ مسلم کا مرتد ہونا ہے، اس صورت میں اس کی طرف سے اسلام کے علاوہ کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا، اس کی تفصیل کے لئے اصطلاح "ردت" کی طرف رجوع کیا جائے۔

تیسری قسم ہے: کسی باطل مذہب سے اسلام کی طرف منتقل ہونا، اور اس پر مختلف احکام مرتب ہوتے ہیں جن کو کتب فقہ میں ان کے مقام پر^(۱) اور خاص اصطلاحات میں دیکھا جائے، نیز اصطلاحات "تبدیل" اور "اسلام" کی طرف رجوع کیا جائے۔

تحویل

تعریف:

۱- تحویل لغت میں: حَوَّلَ اَلْاَشْیَ (باب تفعیل) کا مصدر ہے، اس کے معنی نقل، تغیر، تبدیل کے ہیں۔ "حوالہ تہوید" کی چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے سے ہوا جاتا ہے، اور "حوالت الرداء" کے معنی یہ ہیں: پھر کے ہمارے کو دوسری طرف منتقل کر دیا۔

۲- "حوالہ" فقہ کے ساتھ نقل (منتقل کرنے) سے ماخوذ ہے، ہوا جاتا ہے: "احلہ بدلیہ" یعنی فرض کو، ہرے کے ذمہ میں منتقل کر دیا۔

اس لفظ کو فقہاء اس کے لغوی معنی ہی میں استعمال کرتے ہیں^(۱)۔

محتاجہ الفاظ:

الف- نقل:

۲- نقل: کسی چیز کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کو کہتے ہیں، اور اس میں اصل ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل کرنا ہے۔

(۱) لسان العرب، المصباح المیراد، "حول"۔

(۲) ابن ماجہ ج ۱/۳۶۶، روح المعانی ۷/۳۲۔

تحويل ۳-۴

ابن عابدین کا قول ہے کہ وضو میں اگر نیت نہ کی گئی ہو تو بھی اس سے نماز درست ہے، ایک نماز صحیح ہو جاتی ہے، البتہ وضو کے عبادت ہونے کے لئے نیت مسنون ہے۔ اس لئے بغیر نیت کے وضو کو یہی عبادت نہیں کہا جائے گا جس کا حکم دیا گیا ہے، اگرچہ اس سے نماز درست ہو جائے گی۔

بعد از وضو نیت کے ساتھ ہو یا بغیر نیت کے ہو یا تبدیل نیت کے ساتھ ہو، بہر کیف صحت نماز کی شرط ہونے کی حیثیت سے صحیح ہے، اگرچہ بغیر نیت کے یا تبدیل نیت کے ساتھ اسے عبادت نہیں کہا جائے گا۔ اور مالکیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک تحويل نیت کا اثر وضو کے فاسد کرنے اور شرعاً اس کے غیہ مستحب ہونے کی صورت میں ظاہر ہوگا^(۱)۔ اس سلسلہ میں مزید تفصیل ہے۔

چنانچہ مالکیہ کے نزدیک وضو کے درمیان میں اگر نیت ختم کر دی، پھر فوراً لوٹ کر اسی نیت کے ساتھ وضو مکمل کر لیا تو کوئی مضائقہ نہیں، اس کی صورت یہ ہے کہ اگر کسی نے وضو کے مطابق رفع حدیث کی نیت کی، پھر اس نے یا تو وضو کی تکمیل ہی نہ کی یا وضو کی نیت مثلاً! سمند کیا صفائی کی نیت کے ساتھ اس کی تکمیل کی تو باقائے وضو باطل ہو جائے گا۔ اگر کسی طرح اس نے وضو کی تکمیل تو پہلی نیت ہی کے ساتھ کی مگر یہ فصل کے بعد ایسا نہیں تو اس صورت میں بھی وضو باطل ہو جائے گا^(۲)۔

شافعیہ کے نزدیک اگر کسی نے صحیح نیت کی، پھر پیر دھوئے ہوئے مثلاً! سمند کیا صفائی کی نیت کر لی تو اس کی وضو صحیح نہیں ہے، پہلی حالت یہ ہے کہ پیر دھوئے وقت وضو کی نیت کا تحسار نہ

ہو، تاہم اس کا استعمال معنوی طور پر بھی کیا جاتا ہے، جیسے ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف منتقل کرنا، اور جیسے کسی اقدار کو اس کے استعمال حقیقی سے استعمال مجازی کی طرف منتقل کرنا^(۱)۔

ب- تبدیل، بدل و تغیر:

۳- اس سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کی جگہ کوئی دوسری چیز رہی جائے یا سے ایک صفت سے دوسری صفت کی طرف منتقل کر دیا جائے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ تھانویہ یا معنی میں، البتہ تحويل کو ایک ذات کو دوسری ذات سے بدلنے کے معنی میں استعمال نہیں کیا جاتا ہے^(۲)۔

تحويل کے احکام:

نہ- وضو میں تحويل نیت:

۴- مالکیہ اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ نیت وضو کے فرائض میں سے ہے۔

حنابلہ کا مذہب یہ ہے کہ نیت، وضو کی صحت کے لئے شرط ہے، حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ وضو میں نیت سنت ہو کہ وہ ہے، وضو کی صحت کے لئے شرط نہیں، بلکہ وضو کے عبادت بننے کے لئے شرط ہے۔

حاصل یہ کہ وضو میں رفع حدیث کی نیت کے بجائے اگر سمند کیا صفائی سقرانی حاصل کرنے کی نیت کر لی تو وضو صحیح ہے، ایک وضو کے فاسد ہونے پر اس کا کوئی اثر مرتب نہ ہوگا، اس لئے کہ ان کے نزدیک نیت فرض ہی نہیں۔ اس انتقال نیت کا اثر ان کے نزدیک صرف یہ ہوگا کہ وہ وضو عبادت نہیں کہلائے گی، اسی سلسلہ میں

(۱) لمصباح المنیر، ص ۱۰۶، لفظ "محل"، لفظ "محل" ص ۳۹۔

(۲) لمصباح المنیر، ص ۱۰۶، لفظ "محل"، لفظ "محل" ص ۳۹، الکلیات ۱/۲، لفظ "محل" ص ۳۹۔

(۱) حاشیہ ابن عابدین، ص ۱۰۶، لفظ "محل"، لفظ "محل" ص ۳۹، الکلیات ۱/۲، لفظ "محل" ص ۳۹۔

حاشیہ الدرر، ص ۱۰۶، لفظ "محل"، لفظ "محل" ص ۳۹، الکلیات ۱/۲، لفظ "محل" ص ۳۹۔

(۲) الدرر، ص ۱۰۶، لفظ "محل"، لفظ "محل" ص ۳۹۔

تحویل ۵

رہے، اس میں دو قول ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ پیر میں کا وضو صحیح نہ ہوگا، اور یہی صحیح ہے۔
دوسرا قول یہ ہے کہ پیر میں کا وضو صحیح ہے، اس لئے کہ پہلی نیت کا حکم باقی ہے۔

دوسری حالت یہ ہے کہ نیت وضو کا بھی اختصار ہو اور ٹھنڈک حاصل کرنے کی بھی نیت ہو جیسے کہ طہارت کے شروع ہی میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے ساتھ وضو کی نیت کر لی ہو تو اس میں دو قول ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ وضو صحیح ہے اس لئے کہ رفع حدث کی نیت موجود ہے۔ اور یہی صحیح قول ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ پیر میں کا وضو صحیح نہیں، اس لئے کہ اس نے نیکی کے عمل کو دوسرے عمل کے ساتھ شریک کر دیا ہے (۱)۔

دعا پر کے، ایک شریک شخص نے بعض اعضا کو وضو کی نیت کے ساتھ در بعض کو ٹھنڈک کی نیت سے دھو یا تو صحیح نہیں، مگر یہ کہ جو اعضا ٹھنڈک کی نیت سے دھوئے ہوں ان میں وضو کی نیت سے دوبارہ دھو لے، بشرطیکہ درمیان میں طویل فصل نہ ہو، تو اس صورت میں اس کا وضو صحیح ہوگا، اس لئے کہ نیت بھی موجود ہے اور موالات (پے در پے عمل) بھی۔

در اصل اس قدر طویل ہو جائے کہ موالات نہ پائی جائے تو اس کی وجہ سے وضو باطل ہو جائے گا (۲)۔

ب۔ نماز میں تحویل نیت:

۵۔ تحویل نیت کے نتیجے کے متعلق فقہاء کے یہاں تفصیل ہے: صحیح کا مذہب یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے اگر دوسری نماز کی

طرف منتقل ہونے کی نیت کر لی جائے تو اس سے نہ نماز باطل ہوتی ہے اور نہ ہراتی ہے، بلکہ تبدیلی کی نیت سے پہلے جو نیت کی تھی اسی پر نماز باقی رہتی ہے۔ مگر یہ کہ دوسری نیت کے ساتھ جگہ بہ لے، جس کی صورت یہ ہے کہ فرض شروع کرنے کے بعد نفل کی نیت سے جگہ بہ لے یا اس کے برعکس کرے یا اس نماز پڑھتے ہوئے قاعدہ کی نیت سے جگہ بہ لے یا اس کے برعکس کرے۔

اور اس صورتوں میں بھی پہلی نماز اس وقت قاسمہ ہوگی جب قعدہ اخیرہ میں تشهد کی مقدار پھینٹے سے پہلے نیت کی تبدیلی پائی جائے، اور اس کے بعد «سلام» سے کچھ پہلے نیت کی تبدیلی پائی گئی تو پہلی نماز باطل نہ ہوگی (۱)۔

مالکیہ کے، ایک میر طویل تر است در رکوع کے بھولے سے ایک فرض سے دوسرے فرض کی طرف یا فرض سے نفل کی طرف نیت کو باطل معافی ہے۔

دن مرحون مالکی کہتے ہیں کہ نماز پڑھنے دھلا اگر فرض سے نفل کی طرف منتقل ہونے کی نیت کرے، تو اگر نیت کی تبدیلی سے فرض کو چھوڑنے کا قصد کیا ہو تو نماز باطل ہو جائے گی، اور اگر فرضیت کو ختم کرنے کی نیت نہ کی ہو تو اس کی دوسری نیت پہلی نیت کے مثالی نہ ہوگی، اس لئے کہ نفل شارع کا مطلوب ہے، اور مطلق طلب واجب میں موجود ہے، لہذا نفل کی نیت اس میں تاکید پیدا کرنے والی ہوگی، اس میں تخصیص کرنے والی نہ ہوگی (۲)۔

شافعیہ کے نزدیک نماز پڑھنے والا جو نماز پڑھ رہا ہے اگر اس نماز کو دوسری مار سے جانتے ہوئے جان بوجھ کر بدل دے تو وہ نماز باطل ہو جائے گی، پھر اگر اسے کوئی عذر ہو تو نفس نماز درست

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۲۴۱، حاشیہ الخ ۱۸۳۔

(۲) حاشیہ اللہ ص ۲۳۵، مواہب الجلیل ص ۱۶۱۔

(۱) مجموعہ ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳۔

(۲) کتاب القضاء ص ۷۷، مطالب کوئی ص ۱۷۰۔

تحویل ۶

میں ضعیف پرقویٰ کی بنیاد رکھنا لازم آتا ہے، جو صحیح نہیں۔

ج۔ روزہ میں نیت کو بدلنا:

۶۔ ضعیف اور ثانیہ کا مذہب یہ ہے کہ فرض روزہ میں اگر نفل کی طرف منتقل ہونے کی نیت کی جائے تو فرض روزہ باطل نہیں ہوتا اور نہ ہی نفل سے بدلتا ہے۔

مذہب ثانیہ کے بقول میں سے صحیح یہی ہے۔

۱۰۔ اور بقول یہ ہے کہ اگر غیر رمضان میں ایسا ہو تو روزہ نفل سے بدل جائے گا، اور رمضان میں ہو تو نفل نہیں ہوگا، اس لئے کہ رمضان کا مہینہ رمضان کے فرض روزہ کے لئے ہی متعین ہے، لہذا رمضان میں غیر رمضان کا روزہ صحیح ہی نہیں۔

ثانیہ نے صراحت کی ہے کہ اگر کسی نے نذر کا روزہ رکھ رکھا ہو، پھر وہ اپنی نیت، کفارہ کی طرف پھیر دے یا اس کے برعکس کرے تو ان کے یہاں بالاتفاق وہ روزہ درست نہ ہوگا جس کی طرف منتقل ہوا ہے، اس لئے کہ کفارہ میں رات سے نیت شرط ہے۔

اور جس روزہ کی نیت پہلے کی تھی اس کی دوسریں ہیں؛ پہلی یہ کہ دوسرے سابق باقی رہے گا، باطل نہ ہوگا۔

۱۱۔ مری یہ کہ وہ باطل ہو جائے گا، اور قول ظہر کے مطابق نفل سے بھی نہ بدلے گا، اور اس کے مقابل یہ قول ہے کہ اگر غیر رمضان میں ہو تو وہ نفل سے بدل جائے گا (۱)۔

مالکیہ اور حنبلیہ میں سے ہر ایک کے یہاں تفصیل ہے:

مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر کسی نے فرض روزہ رکھا اور پھر اپنی نیت نفل کی طرف پھیر دی تو اس نے جان کر بلا ضرورت ایسا کیا

ہو جائے گا، بین وہ نفل سے بدل جائے گی۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً خول ہفتہ ماہ ہو، فرض کے لئے عکسہ تحریرہ کی، پھر معصوم ہو کہ ہفتہ تو بھی ہو ہی نہیں تو اس نے اپنی اس نماز کو نفل سے بدل دیا اس نے اپنی نذر ہی نماز کو نفل سے بدل دیا، تاکہ جماعت میں شریک ہو جائے، بین اگر اس نے متعین نفل، جیسے چاشت کی جماعت سے بدل دیا تو نماز صحیح نہ ہوگی، اگر کسی سبب یا صحیح غرض کے بغیر نیت بدل دی تو اس کے لئے ایک ظہر یہ ہے کہ نماز باطل ہو جائے گی (۱)۔

حنابلہ کے نزدیکی پہلی نماز کا تاوان اس کے ساتھ مقید ہے کہ اس نے اپنی نیت کو ایک فرض سے دوسرے فرض کی طرف منتقل کر دیا ہو، ورنہ حالت میں اس کی نماز نفل سے بدل جائے گی۔

اور اگر فرض سے نفل کی طرف منتقل ہوا ہو تو نماز باطل نہ ہوگی، بین ایسا کرنا مکروہ ہے، البتہ اگر کسی غرض صحیح کی وجہ سے یہ تبدیلی پائی گئی تو کوئی گناہ نہیں، اگر ایک روزہ نیت یہ ہے کہ نماز صحیح نہیں، جیسے کوئی مسافر، کچھ کہ جماعت شروع ہوئی، اور جماعت میں شریک ہونے کے لئے دو رکعت پر سلام پھیر دے، تو اس کے حق میں سنت یہ ہے کہ اس نماز کو نفل سے بدل دے اور دو رکعت پر سلام پھیر دے، اس لئے کہ فرض کی نیت نفل کی نیت کو شامل ہے اور جب فرض کی نیت ختم ہوگئی تو نفل کی نیت باقی رہ گئی (۲)۔

اس تفصیل سے معصوم ہو کہ اس پر مقتدا، متفق ہیں کہ نفل نماز سے فرض کی طرف منتقل ہوئے کی نیت کا نماز کے منتقل ہوئے پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا، بلکہ وہ نفل ہی رہتی ہے، اس لئے کہ اس صورت

(۱) البحر الرائق ۲/۲۸۲، و اشواہ و انظار لابن نجیم ج ۱۰ ص ۷۸، روح المصلیٰ ۲/۲۵۳ مجموع ۱/۲۹۹، ۲۹۸۔

(۲) المجموع ۳/۲۸۶، مہدۃ الحاج ۱/۳۳۸، کشاف القناع ۱/۱۸۳ ص ۲۶۳۔

تحويل ۷-۸

”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ سَأَلَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَقَالُوا: تَوْفِي، وَأَوْصَى بِشَيْءٍ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَأَوْصَى أَنْ يُوْجَهَ إِلَى الْقُبَّةِ لَمَّا احْتَصَرَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”أَصَابَ الْفَطْرَةَ، وَقَدْ رَدَدْتَ ثَمَنَهُ عَلَى وَلَدِهِ، ثُمَّ دَهَبَ فَصَلَّى عَلَيْهِ، وَقَالَ: اللَّهُمَّ اعْمُرْ لَهُ، وَارْحَمْهُ، وَأَدْخِلْهُ جَنَّاتِكَ“ (۱) ”نَبِيٌّ ﷺ“ جب مدینہ منورہ پہنچا تو حضرت برہہ بن معرورؓ کے تعلق معلوم کیا۔ صحابہؓ نے کہا کہ اس کی وفات ہوئی، وراثتوں نے پٹھانوں کی وصیت اے اللہ کے رسول آپ کے لئے کی، اور یہ وصیت کی کہ موت آنے کے وقت اس کو قلمہ رخ کر دیا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسوں نے طہارت کو پایا، وراثتوں نے اس کا ٹھکانہ ان کے لئے کر دیا، پھر تشریف لے گئے، اس کی ماز پڑھائی، و فرمایا: اے اللہ تو اس کی معاف فرما، اس پر رحم فرما، سے پنی جنت میں داخل فرما، اور تحقیق کہ تو نے یہ سب کچھ کر دیا۔

۷- استسقاء میں چادر پلٹنا:

۸- جمہور (مالک، شافعی، حنابلہ اور حنفیہ میں سے امام محمد، و حنفیہ کا مفتی بہ قول بھی ہے) کا مذہب یہ ہے کہ استسقاء میں چادر پلٹنا ”تحت“ ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کا اس میں اختلاف ہے، ان کے نزدیک استسقاء میں چادر پلٹنا نہیں ہے، اس سے کہ ان کے نزدیک یہ دعاء ہے، جس میں مار نہیں ہے۔

۹- امام ابو یوسفؒ کی روایتیں ہیں:

(۱) حدیث ابی قتادہؓ ”أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَأَلَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ مَعْرُورٍ حِينَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ“ کی روایت حاکم (۱/۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵ طبع دار الفکر طرابلس لبنان) نے کی ہے حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے اور وہ بھی نے اس کی تصحیح کی ہے۔

ہے تو اس کے نزدیک بالاتفاق اس کا رد و قائل ہو جائے گا، اور اگر اس نے بھول کر ایسا کیا ہو تو اس کے مذہب میں اختلاف ہے (۱)۔
حنابلہ کے نزدیک خارج رمضان میں اگر وہ استسقاء کی نیت کی، پھر قضاء کی نیت کو نفل سے بدل دیا تو قضاء کا رد و قائل ہو جائے گا، اس سے کہ اس نے قضاء کی نیت ہی قائم کر دی، اور اس صورت میں نفل بھی صحیح نہ ہوگا اس لئے کہ جس کے ذمہ رمضان کی قضاء ہو، قضاء سے پہلے اس کا نفل روزہ درست ہی نہیں، ”الاقطار“ میں ایسا ہی ہے۔ اور ”المقروء“، ”الفتح“ اور ”المنتہی“ میں ہے کہ اس کا نفل روزہ درست ہو جائے گا، و اگر کسی نے نہ ریا کفارہ کا روزہ رکھا، پھر اس کی نیت قائم کر دی، و نفل کی نیت کر لی تو درست ہے۔

حنابلہ نے صرحت کی ہے کہ اگر کسی نے قضاء کی نیت کو نفل کی طرف پھیر دیا تو اس کی قضاء و نفل ہو جائے گی، اس لئے کہ اس کی نیت میں تردید ہو گیا یا اس کی نیت بالکل ختم ہی ہو گئی، اور اس کا وہ روزہ نفل بھی نہ ہوگا، اس لئے کہ جس کے ذمہ رمضان کی قضاء ہو تو اس قضاء کی ہو، اگر کسی سے قبل اس کا نفل روزہ درست ہی نہیں (۲)۔

دستریب المرگ کو قبلہ کی طرف پھیرنا:

۷- قریب المرگ آدمی کو قبلہ رخ کرنا بالاتفاق بقا مندوب ہے، اور اس کی صورت یہ ہے کہ اسے میں پہلو پر قبلہ رخ پھیلا جائے، اور اگر جگہ کی تنگی یا کسی دیگر سبب سے ایسا نہ ہو تو اس کو جگہ کی کے مل چٹ لٹا کر اس کے پیر قبیلہ رخ کر دیا جائے (۳)۔

قبیلہ رخ کر دینے کی دلیل حضرت ابو قتادہؓ کی یہ حدیث ہے:

(۱) المرقی علی صلیٰ بہامش لطلاب ۴/۳۳۳

(۲) کشاف القطار ۶/۶۳

(۳) المنایہ ۴/۹۳، المشرح المکمل ۱/۵۶۲، روح المعانی ۴/۹۳، ۹۷، المجموع ۵/۱۰۳، مطالب اُولیٰ ۱/۸۳

تحويل ۹

اور چادر پٹنے کا مطلب یہ ہے کہ چادر کا جو حصہ دائیں کندھے پر ہو سے بائیں کندھے پر اور جو بائیں کندھے پر ہو اسے بائیں کندھے پر رو دیا جائے (۱)۔

شافعیہ کا مذہب، یعنی یہ قول جدید جو ان کے نزدیک صحیح ہے، یہ ہے کہ اسی طرح اٹنا مستحب ہے، اور اس کی صورت یہ ہے کہ چادر کے اوپر کے حصہ کو نیچے اور نیچے کے حصہ کو اوپر رو دیا جائے۔ اس میں مالکیہ اور حنابلہ کا اختلاف ہے، وہ اس طرح اٹنے کے قائل نہیں ہیں۔

اور چادر اس وقت چلی جائے جب دعاء کے لئے قبلہ کی طرف رخ کریں، اور حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک خطبہ کے رمیان چلی جائے۔

ورمالکیہ کے نزدیک دونوں خطبوں سے قارئین کو کر پٹنی جائے۔ سنت نبوی میں چادر پٹنے کی دلیل حضرت عبداللہ بن ربیع کی حدیث ہے: "ان النبی ﷺ خرج يستسقي، فتوجه إلى النقبه يدعو وحول رداءه ثم صلى ركعتين جهر ليهما بالقراءة" (۲) (نبی ﷺ "استقاء" کے لئے نطے، اور قبلہ رخ ہو کر دعا فرمائی اور اپنی چادر چلی، پھر دو رکعت نماز پڑھی اور ان میں قرأت پڑھ فرمائی)۔

ایک قول یہ ہے کہ چادر پٹنے کی حکمت خوش حالی اور رحمت میں حالت کے تبدیل ہونے کے لئے ایک قائل ہے۔

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک چادر پٹنا امام اور مقتدی سب کے لئے مستحب ہے، عیر کا اس میں اختلاف ہے، ان کے

بیاں مفتی بقرہ کے مطابق صرف امام ہی اپنی چادر پٹنے کا رک

بقرض کو محمول کرنا:

۹- فقہاء نے قرض کو محمول کرنے کی مختلف تعریفیں کی ہیں جو قریب قریب میں، مثلاً حق کا مطالبہ ایک کے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ کی طرف بھیج دینا (۲)۔

۱۰- مری تعریف: "ین اور قرض کو محمول (قرض حوالہ کرنے والے) کے ذمہ سے محال علیہ (جس کے حوالہ قرض کیا گیا ہو) کے ذمہ کی طرف منتقل کر دینا (۳)۔

حوالہ: ین کی شروعیات اجماع سے ثابت ہے، جس کی دلیل نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے: "مطل العسی ظلم، وبذا احمیل احدکم علی علی ملی، فلتنبع" (۴) (مال، رکائنا، ننوں سنا ظلم ہے، اور جب تم میں سے کسی کو مال، رکائی طرف بھیج دے تو پتا ہے کہ اسی کا پیچھا کیا جائے)۔

۱۱- حوالہ: ین کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہاں جس کا حوالہ کیا گیا ہو محمول (قرض حوالہ کرنے والے) کے ذمہ سے جس عیدہ (جس کے حوالہ قرض کیا گیا ہو) کے ذمہ لایا جاتا ہے۔

چنانچہ حوالہ کے ذریعہ محمول محال کے قرض سے بری ہو جاتا ہے، اور محال علیہ محمول کے دین سے بری ہو جاتا ہے، اور محمول کا حق جس علیہ کے ذمہ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، یہ صورت حوالہ مقیدہ میں ہوتی ہے، اور یہی غالب صورت ہے جس میں محمول جس عیدہ کو قرض دیا ہے

(۱) ماہرہ مراجع۔

(۲) کتاب القناع ۳۸۲۔

(۳) الاختیار ۳۳۔

(۴) حدیث: "مطل العسی ظلم" کی روایت بخاری (صحیح ۵) ص ۶۷۱ مطبوعہ مطبعہ دارالاسلام (سیدہ) طبع اعلیٰ کے ہے۔

(۱) حاشیہ من جامعین ۴۸۴، فتح القدیر ۱۱/۲، الشرح المختصر ۵۳۹، کتاب القناع ۳۸۲۔

(۲) حدیث عبداللہ بن ربیع: "مخرج مستسقی" کی روایت بخاری (صحیح ۴۸۴) ص ۶۷۱ مطبوعہ مطبعہ دارالاسلام (سیدہ) طبع اعلیٰ کے ہے۔

تخیز ۱

• الا ہوتا ہے۔ اور حوالہ مضائقہ میں صرف محیل ہی ہوتا ہے، اور حوالہ

مضائقہ یہ ہے کہ محیل محال علیہ کا واکن نہ ہو (۱)۔

تفصیل کے لیے اصطلاح ”حوالہ“ کی طرف رجوع کیا

جائے۔

تخیز

تعریف:

۱۔ تخیز کے لغوی معانی میں سے ایک معنی مائل ہونا ہے۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُولُوهُمْ الْأَدْبَارَ وَمَنْ يُولُوهُمْ يَوْمَئِذٍ يَكُنْ مِنَ الَّذِينَ هُمُ الْمُخَلَّفُونَ لِلْقِتَالِ فَوَاصِحًا إِلَيْهِمْ فَلَهُمْ أَجْرٌ كَمَا كُنْتُمْ تَفْعَلُونَ“ (۱) (اے ایمان والو! جب تمہارا سامنا ہو جائے گا کافروں کے لشکر کا تو ان سے پشت مت پھیرنا اور جو کوئی ان سے پی پیشت اس روز پھیرے گا وہ اس کے نتیجے میں بدل رہا ہوگا) (۲) اس کے لیے یہ پیشت کی طرف ہونے والے (۱) آیت بالا میں ”متصحرا“ الی فتنہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ مائل ہونے والے ہو جماعت مسلمان کی طرف، اہل عرب ہوتے ہیں: ”احاد الرحل الی القوم“ جس کا معنی ہے: وہ قوم کی طرف مائل ہوں۔

”لسان العرب“ میں ہے: احاد القوم: یعنی وہ اپنے مریز اور زمر۔ قال کو چھوڑ گئے (۲) اور دوسری جگہ کی طرف مائل ہو گئے۔ اصطلاح میں: ”السحیر الی فتنہ“ کے معنی یہ ہیں کہ قتل کرنے والے جماعت مسلمان کے ساتھ مل جائے، اور ان کے ساتھ مل کر دشمنوں کے خلاف طاقت حاصل کر لے، نیز اس میں کوئی فرق



(۱) الاختیار سر سرہ شرح المیزان، نہایت المحتاج سر ۱۳۱۵ھ قلیوبی وغیرہ سر ۴۱۵ھ کشاف المحتاج سر ۳۸۲

(۱) سورۃ انفال، ۱۵۔ ۱۶۔
(۲) المصباح المیزان، لسان العرب۔

تخیز ۲

تغلی کے باعث آئی اور نے اور حملہ کرنے پر تیار نہیں ہو پاتا تو وہ
 وینج جگہ کی طرف آتا ہے تاکہ جنگ پر قدم حاصل کر سکے۔^(۱)
 اصطلاح میں تحریف یہ ہے کہ جنگ کرنے والا کسی جگہ کی طرف
 منتقل ہو جہاں دو قتال اور جنگ پر پوری طرح قدم حاصل کر سکے،
 مثلاً سورت یا ہوا سامنے سے ستارہ ہے ہوں تو اس سے رخ موڑ لے، یا
 پست جگہ سے بلند یا بلند جگہ سے پست جگہ کی طرف آئے یا پیس کی
 جگہ سے پانی کی جگہ کی طرف آئے یا اس میں سے موقع ہاتھ
 آجائے یا کسی پیاز کا سارا لے یا جنگ کرنے والوں کی عادت کے
 موافق کوئی اور صورت اختیار کرے۔^(۲)

اس کی پوری تفصیل اصطلاح ”تحریف“ میں ہے۔

چنانچہ تحیز اور تحریف دونوں اس صورت میں پائے جاتے ہیں
 جب جنگ میں مسلمانوں اور کافروں کی مذہبیہ ہو جائے، اور انہوں
 کے لشکروں میں تمہسان کی جنگ ہونے لگے، لہذا تحیز وہ ہے کہ وہ
 بہت دور اپنے دشمن کا مقابلہ اور اس میں کامیابی حاصل نہ کر سکے،
 اس لئے کہ دشمنوں کی تعداد اور ان کا سامان جنگ زیادہ ہو، اور
 مسلمانوں کی جماعتوں سے مدد اور کمک حاصل نہ ہو چاہے وہ بھی نہ
 رہے، تو اس کے لئے مسلمانوں کی جماعت کی طرف مائل ہونا مباح
 ہے تاکہ ان کے رعبہ طاقت حاصل کر کے اس کے رعبہ دشمن پر
 غلبہ کامیابی ہو اس کے خلاف نہ حاصل کر سکے۔

اور تحریف وہ ہے کہ اسے خیال ہو کہ وہ مد مقابل کے لئے کوئی
 حیلہ اختیار کرے، اس کے رعبہ اس پر غلبہ حاصل کرے، اور اسے
 معلوم ہو جائے کہ دشمن کو زک پہنچانے اور اس پر کامیابی اور غلبہ
 حاصل کرنے کے لئے اپنے منصوبوں کو بدنام نہ کری ہے، خواہ اس

نہیں کہ مسافت بعید ہو یا قریب۔ چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
 سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”الافقة
 المسلمین“^(۱) (میں مسلمانوں کی جماعت (حالی) ہوں)،
 حالانکہ وہ مسلمان آپ ﷺ سے دوری پر تھے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا
 ہے کہ ”میں ہر مسلمان کی جماعت (حالی) ہوں“ حالانکہ حضرت عمرؓ
 مدینہ منورہ میں تھے اور ان کے لشکر مصر، شام، عراق، و شہر اسان میں
 تھے۔ یہ وہ وہ روایتیں عید بن منصور نے نقل کی ہیں، ہر حضرت عمرؓ
 نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ابوعبیدہ پر رحم فرمائے“ اور دوسری طرف مائل
 ہوتے تو میں اس کے سے جماعت ہو فوج ہوتا۔^(۲)

متفقہ غلط:

تحریف:

۲- تحریف کا ایک لغوی معنی: مائل ہونا اور اعراض کرنا ہے۔ اگر کوئی
 انسان کسی چیز سے اعراض کر کے (دوسری چیز کی طرف مائل ہو) تو
 اس کے لئے عربی میں: ”تعریف، التحریف اور احرورف“ بولا
 جاتا ہے۔^(۳)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”إِلَّا مُتَحَوِّلًا لِّقِتَابٍ“^(۴) (سو اس
 کے کہ چتر بدل رہا ہو کتابی کے لئے)۔ اس سے مراد قتال ہی کے
 لئے مائل ہونا ہے، نہ کہ شکست کی وجہ سے، اس لئے کہ قتال کے لئے
 مائل ہونے کو یک جنگی حربہ قرار دیا جاتا ہے، یہ تکلف بعض مرتبہ میدان کی

(۱) حدیث ”الافقة المسلمین“ کی روایت ابو داؤد (۳۷۷۳) طبع عزت
 عبیدہ (۳) کے ہے اور اس کی سند ضعیف ہے (عون المعبود ۳۲۹)
 شائع کردہ در کتاب مصری۔

(۲) ابنی لابن قتیبہ ۳۸۵/۸ طبع المریض لہذا، روحہ الفاضلین ۲۳۷/۱۰

(۳) لسان العرب۔

(۴) سورۃ انفاس ۱۶۔

(۱) المصباح المحیر۔

(۲) ابنی لابن قتیبہ ۳۸۵/۸ طبع المریض لہذا، روحہ الفاضلین ۲۳۷/۱۰

تجزہ ۵

ارتق ۰ مل آیت میں سو سو مئین پر دو سو کو کا مقصد ۰ جب قرآن
ایا ہے: ”فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ صَابِرَةٌ يَغْبِرُوا عَائِشَ“ (سور
ہوں تم میں سو مئین ثابت قدم رہنے ۰ لے تو غالب ہوں وہ سو پر)۔
اس سے پتہ چلتا ہے کہ اس پر دو سو سے زائد کا مقصد ۰ جب نہیں۔

حضرت ابن عباس سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں: ”مَنْ فَرَسَ
اَتَيْنَ قَدْرًا وَمَنْ فَرَسَ ثَلَاثَةَ فَلَمْ يَغْرُ“ (جو دو کے مقصد سے
بھاگا تو اس نے راہز را اختیار کی، اور جو تین کے مقابلہ سے بھاگا تو اس
نے راہز را اختیار نہیں کی)۔ اسی روایت میں الفاظ ”فَمَا لَمْ يَغْرُ“ کے
میں۔ لیتے اور مسلمانوں کا غالب گمان یہ ہو کہ وہ ان پر کامیابی و فتح
حاصل نہیں گئے تو اللہ کے ہاں کو بلند کرنے کے لئے ان پر ثابت قدمی
لازم ہوگی، اور اگر ان کا غالب گمان یہ ہو کہ مقابلہ میں ہلاکت اور راہ
فرار میں نجات ہے تو راہز را ان کے لئے اولیٰ اور بہتر ہے، کیونکہ
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”وَلَا تَقْبَلُوا لَهُنَّ كَيْفَ لَمْ يَكُن لِيَ الْفَتْهَ كَتَا“ (اور
اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو)، اور اگر اس صورت میں بھی وہ ثابت
قدم رہیں تو یہ بھی ان کے لئے جائز ہے، اس لئے کہ اس صورت میں
مقصد شہادت ہے، نیز اس لئے تاکہ مسلمان شہادت خور و نہ ہو جائیں،
اور اس لئے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ انہیں کفار پر غلبہ حاصل ہو جائے، کیونکہ
اللہ تعالیٰ کا فضل یہی ہے، جمہور فقہاء کا یہی مذہب ہے، اور ماکہ یہ کہتے
ہیں کہ اگر مسلمانوں کی تعداد بارہ ہو، اور جو بے توان پر راہز را اختیار کرنا
حرام ہے، خود کفار کی تعداد کتنی ہی رہے وہ ہو، الا یہ کہ مسلمانوں میں
اختلاف ہو جائے یا قتال ہی کے لئے حیر متصور ہو^(۱)۔

(۱) سورہ بقرہ ۱۹۵۔

(۲) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع ۷/۹۸، ۹۹، المہذب فی فقہ الوہام
۲/۲۳۳، ۲۳۴، رد المحتار ۱۰/۲۳۴، ۲۳۵، الشرح الکبیر
۲/۸۱۷، ۸۱۸، الشرح المکبیر ۲/۴۷۸، ۴۷۹، ائسی و ابن تہ
۸/۳۸۳، ۳۸۵، کتاب الفتن عن تنہ و فتاوح ۴/۵۳۵، ۵۳۶، جامع
الحکام لقرآن العربی ۷/۳۸۰، ۳۸۳، تفسیر روح البانی ۱۰/۸۰، ۸۱۔

ثابت قدمی اختیار کریں اور ان سے جنگ میں رو فرار اختیار کرنا
مسلمانوں پر حرام ہے، اور یہ اس صورت میں ہے جب مسلمان کفار کے
برابر ہوں یا اس کی تعداد کفار کے مقابلہ میں آگے ہو یا اس سے کچھ کم ہو،
اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”فَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ صَابِرَةٌ يَغْبِرُوا
عَائِشَ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفٌ يَغْبِرُوا أَلْفَ الْفِئَةِ بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ
الصَّابِرِينَ“ (سورہ بقرہ میں سے سو ثابت قدم ہوں تو وہ سو پر غالب
رہیں گے ہر اترقم میں سے ہر رہوں تو وہ ہزار پر غالب رہیں گے اللہ
کے حکم سے، اور اللہ ثابت قدموں کے ساتھ ہے) لیتے اس کی احارت
اس صورت میں ہے جب ان کا ارادہ یہ ہو کہ جماعت مسلمین کی طرف
مائل ہوں اور ان سے مدد قوت حاصل کر کے دشمن کے خلاف طاقت
حاصل کریں، اور اس میں کوئی فرق نہیں کہ جس جماعت کی طرف مائل
ہو یا مقصود ہو وہ ان سے قریب ہو یا دور، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”لَوْ
مَنْحَرًا إِلَىٰ لَفَةٍ“ عام ہے۔ قاضی جو یعلیٰ کہتے ہیں کہ اگر ملک حاصل
کرے، الی جماعت سنان میں ہو، رنک، یعنی ملی جماعت تبار میں
ہو تو اس کی طرف مائل ہونا بھی جائز ہے، اس لئے کہ حضرت ابن عمرؓ کی
حدیث ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”هِيَ لَفَةٌ لَكُمْ“ (میں
تمہارے سے جماعت ہوں، نہ لائفہ، نہ لوگ آپ ﷺ سے مراد تھے،
اور حضرت عمرؓ کا ارشاد ہے: ”إِنَّا لَفَةٌ لِّكُلِّ مَسْلَمٍ“ (میں ہر مسلمان کے
لئے جماعت ہوں)، حالانکہ حضرت عمرؓ مدینہ میں اور ان کے لشکر شام،
عراق اور سنان میں تھے، حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”رَحِمَ اللَّهُ أَبَا عُبَيْدَةَ
لَوْ كَانَتْ تَحْوِي إِلَيَّ لَكُنْتُ لَهُ لَفَةً“ (اللہ رحمہ فرمائے ابو عبیدہ وہ اپنے ارادہ
میری طرف مائل ہوتے تو میں اس کے لئے جماعت ہوتا)۔

۵۔ اگر کفار کی تعداد مسلمانوں کے مقابلہ میں دو چہ سے زیادہ ہو تو
مسلمانوں کے سے پیچیدہ یہی مباح ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے

(۱) سورہ انفار ۶۶۔

(۲) حدیث: ”إِنِّي لَفَةٌ لَكُمْ“ کی تخریج بخبرہ نمبر ۱ میں گذر چکی۔

اجمالی حکم اور بحث کے مقامات:

- ۲- جمہور متاباء کا اتفاق ہے کہ تہیہ مندوب ہے، اور اس کی تہیہ کا حکم بدلتا رہتا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

تہیہ

الف- زندہ لوگوں کے مابین تہیہ:

- ۳- علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سلام کی ابتدا وسنت ہے جس کی ترغیب کی گئی ہے، اور سلام کا جواب دینا فرض ہے۔ اس سے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَإِذَا خِطَبْتُمْ بِنَحْوِهَا فَخَيَّرُوا بِأَحْسَنُ مِنْهَا لَوْ رَدُّوْهَا" (اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر طور پر سلام کرو یا اسی کو لوٹا دو)، تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح "سلام"۔

ب- مردوں کا تہیہ:

- ۴- قبر والوں پر تہیہ سلام ہے، جب مسلمان قبروں کے پاس سے گزرے یا قبروں کی زیارت کرے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ یہ پڑھے: "السلام علیکم فعل الدیار من المؤمنین و المسلمین و أنا بن شاء اللہ بکم للاحقون، نسال اللہ لنا ولکم العافیة" (قبرستان کے رہنے والے مؤمن اور مسلم! آپ پر سلامتی ہو، اور ہم انشاء اللہ آپ لوگوں کے پاس خیر و برکت مانگتے ہیں، آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرتے ہیں)۔ ہر حضرت عاشق حدیث میں درج کیلئے لفظ کا

تعریف:

- ۱- تحیة: حیاہ یحبہ تحیة (باب تفعیل) کا مصدر ہے، لغت میں اس کے اصل معنی زندگی کی دعا دینے کے ہیں اور اسی سے ہے: "التحیات للہ" اس سے مراد بقاء ہے، اور ایک قول یہ ہے کہ اس کے معنی ملک و بادشاہی کے ہیں۔ پھر ثبات استعمال کے باعث اس کا استعمال سلام اور اس کے علاوہ اس الفاظ کے لئے ہوئے انکار جن کے زور پر زندگی کی دعا دی جاتی ہے۔ "تہیہ حد" مدی بنے اللہ تعالیٰ نے "نیا" ثروت میں اپنے مؤمن بندوں کے لئے مقرر فرمایا ہے وہ سلام ہے، چنانچہ جب مؤمن بندے آپ میں ملیں "راہیک" سے کو کوئی جامع ترین وعادے تو ان کے لئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا شروع ہے^(۱)، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَإِذَا خِطَبْتُمْ بِنَحْوِهَا فَخَيَّرُوا بِأَحْسَنُ مِنْهَا لَوْ رَدُّوْهَا"^(۲) (اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر طور پر سلام کرو یا اسی کو لوٹا دو)۔

مقبلاً سے لفظ "تہیہ" کو سلام کے علاوہ "تہیہ المسجد" کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔

(۱) تفسیر القرطبی ۵/۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸،

صاف ہے: ”ویرحم اللہ المستعین ما والمساخون“ (۱)
(وہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے پہلے طے جانے والے بعد میں جانے والوں پر رحم فرمائیں)۔

ج۔ حیۃ المسجد:

۵۔ جمہور فقہاء یہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ماہنامہ مسجد حرام کے ماہنامہ کی مسجد میں بیٹھنے کی نیت سے داخل ہو صرف زمانہ مقصد نہ ہو تو وہ بیٹھنے سے پہلے وہ پڑھنے سے زائد رکعتیں پڑھے۔ اور اس کی اصل وہ حدیث ہے جس کے راوی حضرت ابو قتادہ ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”إذا دخل أحدكم المسجد فلا يجلس حتى يركع ركعتين“ (۲) (جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو نہ بیٹھے تا کہ وہ دو رکعتیں پڑھ لے)۔ اگر جو شخص حدیث منیرہ دیکھتا ہے وہ رکعت نہ پڑھ سکے تو اس کے لئے یہ پڑھنا مندوب ہے: ”سبحان اللہ، والحمد للہ، ولا إله إلا اللہ، واللہ اکبر، ولا حول ولا قوة إلا باللہ العلیٰ العظیم“ اس لئے کہ یہ وہی وہ رکعتوں کے برابر ہے جیسے کہ ”ہمارے پاس ہے اور وہ“ ”ایمانیات الصالحات والقروض الحسن“ میں (۳)۔

(۱) حدیث: ”السلام علیکم اهل الدار...“ کی روایت مسلم (۶۷۱/۲) طبع النہج (۱) حضرت مائتہ کی ہے۔

(۲) حدیث: ”إذا دخل أحدكم المسجد فلا يجلس حتى يركع ركعتين“ کی روایت بخاری (۵۳۷۱) طبع التلخیص اور مسلم (۳۹۵/۱) طبع النہج (۱) کی ہے۔

(۳) من ماہدین ۵۶۱، ۵۷۳، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱

نماز پڑھنے سے کان کاٹا اور چپ رٹا ٹوٹ ہو جاتا ہے، اس لئے سنت کی وجہ سے فرض کو چھوڑنا جائز نہیں، شرح ابن عیینہ، نجفی، قدود، شری و لکھنؤ کا بھی یہی مذہب ہے۔

ثامنیہ و حنا بد کا مذہب یہ ہے کہ وہ دو رکعتیں پڑھے اور ان میں مختصر کرے، اس کی دلیل سید الغضائنی کی مذکور بالا حدیث ہے۔ حسن، بن حبیبہ، محول، حلق ابو ثور، ابن المہرہ کا بھی یہی قول ہے^(۱)۔

و تکیہ مکیہ:

۸۔ حرم جب مکہ پہنچ کر مسجد میں داخل ہو، اور بیت اللہ پر اس کی نظر پڑے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے: ”اللہم زد ہذا البیت تشریفاً و تعظیماً و تکریماً و مہابة، و زد من شرفہ و عظمہ ممن حجتہ او اعتمرہ تشریفاً و تکریماً و تعظیماً“^(۲) (اے اللہ اس گھر کی عزت و عظمت اور بڑائی اور رب میں اضافہ فرما، ورجع ہر دہرے ۱۰ لوں میں سے جو شخص اس کی عزت و عظمت کرے اس کی عزت و عظمت، رہ رہتی میں اضافہ فرما) اور اس کی دلیل وہ حدیث ہے جس کی روایت امام شافعی، ربیعانی سے کی ہے اور یہ دعا پڑھے: ”اللہم انت السلام، و معک السلام فحببنا ربنا بالسلام“^(۳)۔

حنبلیہ کے نزدیک یہ دعا بخیر ہاتھ اٹھا کر پڑھی جائے۔

(۱) بدیع المنیر ۲۶۳/۱ طبع دارالکتب المصری، ابن ماجہ ۵۵۰/۱، الترمذی، معجم ۸۶/۱، بدیع المنیر ۱۶۶/۱ طبع مکتبہ الکلیات لاہور، روضۃ اللعین ۴۰۳، المغنی لابن قدامہ ۳۱۹/۳۔

(۲) حدیث ”اللہم زد ہذا البیت تشریفاً“ کی روایت بھی (۵/۳۳ طبع روضۃ المعاد و اشانیہ) کے ہے بھی نے کہا کہ یہ حدیث منقطع ہے۔

(۳) سنن بیہقی ۵/۳۳، شرح المہاج ۱۰۲/۲، المغنی ۳۶۹/۳، ۴۰۳/۳ نیز دیکھئے اصطلاح ”حج“۔

و تہذیب مسجد حرام:

۹۔ جب مہاجر، باہر کا مذہب یہ ہے کہ کوئی شخص باہر سے مکہ مکرمہ میں جائے، تو وہاں کا مقصد تجارت ہو یا حج یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا مقصد ہو تو اس کے لئے مسجد حرام کا تہذیب طواف ہے، اس لئے کہ عائشہ کا ارشاد ہے: ”ان السی سبستحی قدم مکة نوصلاً ثم طواف بالبيت“^(۱) (نبی ﷺ جب مکہ تک پہنچے تو ہوسر ماہ پھر بیت اللہ کا طواف فرمایا) اور مسجد حرام میں تہذیب مسجد کی رکعتیں پڑھ لی جائیں تو وہ طواف کے بعد کی رکعتوں کی طرف سے کافی ہو جاتی ہیں^(۲)۔

بیت مکہ میں داخل ہونے والے کو طواف سے روکے والا کوئی نہ رہو، یا وہ طواف کا دہرہ کرے تو وہ دو رکعتیں پڑھ لے، شرط یہ ہے کہ ہر دو وقت نہ ہو، اور اگر یہ مدیشہ ہو تو طواف کرنے سے غرض ماریا جماعت یا تر، یا سات موکد و نوت ہو جائے گی تو طواف ان کے بعد کر لے، البتہ ان مہاجرین سے مسجد حرام کے تہذیب کی نیکی نہ ہوئی، بلکہ خلاف، تمام مساجد کے۔ (ان میں مذکورہ نمازوں سے تہذیب مسجد کی نیکی ہو جائے گی)۔

۱۰۔ مکہ میں رہنے والا آدمی جو طواف کے سے مہاجرین، و وہ مسجد حرام میں طواف کی غرض سے بھی نہ آئے، بلکہ وہ نماز یا جماعت قرآن یا حصول علم کے لئے آئے تو تہذیب تمام مسجد کی طرح اس کے حق میں مسجد حرام کا تہذیب بھی نمازی ہے۔ امام احمد نے صراحت کی ہے کہ باہر سے مسجد حرام میں آنے والے کے لئے طواف نماز سے افضل ہے اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ طواف اہل عراق کے لئے ہے، اور اہل مکہ کے لئے نماز ہے، اور عطاء کا بھی یہی مذہب ہے^(۳)۔

(۱) اس حدیث کی روایت بخاری (۱/۳۳۷ طبع استیع) کے ہے۔
(۲) ابن ماجہ ۱۶۵/۲، ترمذی ۲۱۵/۲، کتاب احتیاج ۲۷۷/۲۔
(۳) ابن ماجہ ۱۶۵/۲، ۵۵۴/۲، ۵۵۵/۲، شرح المستدرک ۳۰۷/۲، جوہر الکلیل ۳/۲، روضۃ اللعین ۳۶۹/۲، المغنی ۴۰۳/۲۔

تفصیل کے لئے دیکھئے: اصطلاح ”طواف“۔

اس طرح سے جواب سمجھ میں آئے، اس لئے کہ اس کا اشارہ الفاظ کے قائم مقام ہے^(۱)۔

۱۲- اگر کسی کو سلام کیا جائے اور وہ اس کا جواب لفظ سلام کے علاوہ ہے، تو عام علماء کا خیال یہ ہے کہ یہ کافی نہ ہوگا اور نہ ہی اس طرح سے جواب کا وجوب ساقط ہوگا، اس لئے کہ جواب بالمثل واجب ہے^(۲)، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَابْدَاُ خِيَّتُمْ بِتَحِيَّاتِهِمْ فَحَيُّوا بِأَحْسَنِ مِنْهَا لَوْ رُدُّوْهَا“^(۳) (اور جب تمہیں سلام کیا جائے تو تم اس سے بہتر طور پر سلام کرو یا اسی کو لوٹا دو)۔

غیر مسلم کو سلام کے ذریعہ تحیہ کا حکم:

۱۵- نیر مسعم کو ”السلام علیکم“ کے ذریعہ تحیہ ممنوع یعنی حرم پر مبرور ہے، اس کی دلیل نبی ﷺ کا ارشاد ہے: ”لا تبعوا ولا الیہود ولا النصارى بالسلام، وإذا سمعوا هم عني مسعم قال في الرد: وعليكم ولا يبرئ علي هذا“^(۴) (یہود اور نصاریٰ کو اللہ اور سلام نہ کرو اور اگر وہ خود کسی مسلمان کو سلام کریں تو وہ مسلمان جواب میں دے علیکم کہے، اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہے)۔

۱۶- ابن قیم کہتے ہیں کہ یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب یہ متعین اور متحقق ہو کہ اس نے ”السلام علیکم“ (تمہارے اوپر سوت ہو) کہا ہے، یا اس میں شک ہو کہ اس نے کیا کہا، اگر سننے والے کے لئے یہ متحقق نہ رہا بت ہو کہ ذی نے اسے ”سلام علیکم“ کہا ہے اور اس میں

و- تحیہ مسجد نبوی:

۱۱- اس پر فقہاء اتفاق ہے کہ جو شخص مسجد نبوی میں داخل ہو اس کے لئے مستحب ہے کہ سر آسائی ہو تو روضہ کے پاس آئے بوقتہ اور منبر کا درمیانی حصہ ہے و منبر کے پہلو میں یہ مسجد کی دو رقتیں پڑھیں، اس سے کہ حضرت جابر کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں: سبک سے پھر وہ نبی ﷺ کی قبر کے پاس آئے اور انہوں نے کہا: السلام علیک یا رسول اللہ پھر انہوں نے حضرت ابو بکرؓ پر سلام بھیجی پھر حضرت عمرؓ کو سلام یا^(۱)۔

مسلمان کے حق میں غیر سلام کے ذریعہ تحیہ کا حکم:

۱۲- عام علماء کا مذہب یہ ہے کہ مسلمان کے حق میں لفظ سلام کے علاوہ سے تحیہ نہیں ہے، جیسے کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ صبح فح کے ساتھ کرے، تجھے نیک حق حاصل ہو، خوش ہوش رہے، اللہ تجھے حالت تھے، اس کے علاوہ ہر سے یہ الفاظ استعمال کرے تنہیں لوگ عادتاً مستعمل کرتے ہیں، ان کی کوئی اصل نہیں ہے، ان کا جواب دینا بھی واجب نہیں ہے، میں ان سے ایسے الفاظ کے بدلہ جواب میں دے دے گی جائے تو بہتر اور صحیح بات ہے۔

۱۳- عام علماء کا خیال یہ ہے کہ لفظ سلام کے علاوہ سے تحیہ کا جواب واجب نہیں ہے، خواہ یہ تحیہ کسی دیگر لفظ سے ہو، یا انگلی یا ہاتھ یا سر کے اشارہ سے ہو، البتہ کوئے یا بہرہ کا اشارہ اس سے مستثنیٰ ہے، کہ اس کو لفظ کے ساتھ ساتھ اشارہ سے بھی جواب دینا واجب ہے، تاکہ

۳۵۰ کتاب الفتاویٰ ۲/۴۷۷

(۱) حاشیہ ابن ماجہ ص ۲/۴۵۷، حاشیہ الدرر ص ۱۲/۳۵۳ منهاج العالمین ۱۲/۴۶۶، اسی ص ۱۳۵۷۔

(۱) روضہ العالمین ۱۰/۲۳۳، مفتی الفتاویٰ ۳/۴۳۳، نہیہ الفتاویٰ ۸/۳۸۸

الإصناف ۳/۲۳۳، زادنا زلمونی ۲/۲۳۳۔

(۲) الخواکر الدواہی ۳/۳۳۳، فصل علی شرح الحجج ۵/۵۸۸، نظیر من کثیر ۲/۳۵۵۔

(۳) سورۃ نساء ۸۶۔

(۴) حدیث: لا تبعوا الیہود ولا النصارى بالسلام۔ ”فی روایت مسلم (۳/۵۰۷ طبع النسخ) نے کی ہے۔

تہیہ ۷۱، تحیات

جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں آپ کو ایسے لفظ سے سلام کرتے ہیں جس سے اللہ نے آپ کو سلام نہیں یا مرتے ہیں میں کہتے ہیں کہ اللہ ہم کو ہمارے اس کہنے پر فوراً سزا کیوں نہیں دے دیتا۔ لہذا جب یہ جب زائل ہو جائے اور کتابی یہ کہنے ”سلام علیکم ورحمۃ اللہ“ تو تہیہ میں بدل کا تقاضہ یہ ہے کہ اسی کے سلام کے جیسے جواب دیا جائے۔ وباللہ انہ یثقل^(۱)۔

۷۱- حنفیہ، مالکیہ، بعض شافعیہ اور حنبلیہ کی رائے یہ ہے کہ کافر کو لفظ سلام کے علاوہ سے بھی تہیہ مکرہ ہے، الا یہ کہ کوئی مذر ہو، یا کوئی غرض مثلاً کوئی ضرورت ہو یا وہ پڑھ رہا ہو، چنانچہ تہیہ کی مذر کی وجہ سے ہو تو اس میں کوئی کراہت نہیں، اور شافعیہ اور حنبلیہ کا رائج مذہب یہ ہے کہ کفار کو تہیہ حرام ہے، خواہ لفظ سلام کے علاوہ کسی کے وسیع ہو^(۲)۔

تحیات

”تہیہ“ تشبیہ۔

کوئی شک و شبہ نہ ہو، تو نیا اس صورت میں جواب کے اندر ”وعلیک السلام“ بہنا درست ہے، یہ صرف ”وعلیک“ پر اکتفاء نہ ہو، تو دلائل شرعیہ و اقوال شریعت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کے جواب میں ”وعلیک السلام“ کہے، اس لئے کہ بدل بھی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے عرب و عجمانی کا حکم دیا ہے نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَلَا خَیۡۤیۡمَ بِصَیۡحَۃِ فَحِیۡوًاۤ بِاُخۡسَۃِ مَیۡۤتًاۤ اَوْ دُۡۤوۡۤہَاۤ“۔

اس فرمان خداوندی سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے تہیہ اور دعا پر یہ دو کرنے کو افضل و بہتر قرار دیا، ”وعدل کو واجب“ یا ہے، اور اس میں اس سے متعلق حدیث کی کوئی منافات و مخالفت نہیں ہے، اس سے کہنا صحیح ہے جواب دینے والے کو ”وعلیکم“ کہنا کتبہ کا جو حکم، یہ ہے اس کا سبب و طریقہ ہے جو یہود و نصاریٰ سلام کرنے میں اختیار کرتے تھے، اور حضرت عائشہؓ حدیث میں آپ ﷺ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اَلَا تَرٰیۤنِیۡ قُلۡتَ وَّ عَلَیۡکُمۡ، لَمَّا قَالُوۡۤا: السَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ، ثُمَّ قَالَ: اِذَا سَلَّمۡ عَلَیۡکُمۡ اَہْلَ الْکِتَابِ فَقُولُوۡا: وَّ عَلَیۡکُمۡ“^(۱) ”کیا تو نے خیال نہیں کیا کہ میں نے ”وعلیکم“ کہا جب انہوں نے ”السلم علیکم“ کہا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم ”وعلیکم“ کہو۔“۔ اعتباراً اُن پرچہ لفظ کے عموم کا ہے، لیکن اس کے عموم کا اعتبار مذکورہ مثال جیسی صورتوں ہی میں کیا جائے گا، ان کے علاوہ صورتوں میں نہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”وَ اِذَا جَاؤُۤوۡکَ حَیۡوٰکَ بِمَا لَمۡ یُحَیِّکَ بِہِ اللّٰہُ، وَ یَقُوۡنُوۡنَ فِیۡۤ اَنۡفُسِہِمۡ لَوْلَا یُعَلِّمُا اللّٰہُ بِمَا نَقُوۡلُ“^(۲) (اور

(۱) حدیث: ”اِذَا سَلَّمۡ عَلَیۡکُمۡ اَہْلَ الْکِتَابِ فَقُولُوۡا وَّ عَلَیۡکُم“ کی روایت بخاری (صحیح ۲۲/۱۱ طبع انتقادی) کے کی ہے۔

(۱) احکام طہ القدیمہ ۱۹۹۹ء، ۲۰۰۰ء طبع، دارالعلوم اسلامیہ، لاہور ۲۲۶/۱۰

(۲) نہایت کتاب ج ۸/۸۸ الاصاب ۳/۳۳۳، ابن حبان ۵/۵۶۵، لاہور

تراجم فقہاء

جلد ۱۰ میں آنے والے فقہاء کا مختصر تعارف

ابن ابی لبابہ (؟-۱۲۷ھ)

آپ کا نام عبدہ بن ابی لبابہ ہے، کنیت ابو القاسم، اور نسبت
لأسدی القاضی ہے، آپ نے بن عمر بن عمر، زر بن شہسور
مجاہد وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ اور آپ سے آپ کے بھائی حسن
بن ابرہہ، اشم، ابن تہیج، وزیج، ثوری اور بن حنیہ وغیرہ نے
روایت کیا ہے۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ آپ کوفہ کے نقباء میں سے تھے
اور یعقوب بن سفیان کہتے ہیں کہ آپ کوفہ کے فضیلت میں سے
تھے۔ نیز وہ حاتم مسانی اور ابن شہسور کہتے ہیں کہ آپ مدینہ تھے۔

[تہذیب المعجم عبد ۳۶۱؛ سیر اعلام النبلاء ۵/۲۲؛ طبقات

ابن سعد ۲/۳۸۰]

ابن ابی لیلیٰ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۲۸ میں گذر چکے۔

ابن ابی موسیٰ: یہ محمد بن احمد ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۲۸ میں گذر چکے۔

ابن برہان (؟-۷۳۸ھ)

یہ احمد بن عبد الباقی بن ابی العباس، المقرئ کلینی ہیں، ابن
البرہان کے نام سے معروف ہیں، مسلک حنفی کے فقیہ ہیں، متعدد
علوم میں مہارت رکھتے تھے، آپ سے لوگوں نے استفادہ کیا۔
بعض تصانیف: "شرح الجامع الكبير لمحمد بن الحسن
الشیبانی" فقہ حنفی کی بیسیات میں۔

[المبدیۃ النہایہ ۱۳/۱۸۲؛ تاریخ التراجم ص ۱۱؛ معجم المؤلفین

۱/۱۳۷]

الف

لأمدی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۲۷ میں گذر چکے۔

برہیم اللقانی (؟-۱۰۴۱ھ)

یہ ابو نعیم بن حسن بن محمد بن ہارون، اللقانی مصری ہیں، کنیت
ابو لاعداد ہے، مسلک مالکی ہیں، وہ فقیہ "مختار" ہیں، تمام علمی علوم
میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ سے ابن تہیج، علاء الدین، صدر الدین
المدینی، عبد الکریم بن مونی، ورسام السنہ، وغیرہ سے علم حاصل
کیا، اور ان سے علم حاصل کرنے والوں میں ابن کے صاحبزادے
عبد اسد، نیز الخرش، عبد الباقی الزرقانی، یوسف العیشی اور احمد
الزرقانی وغیرہ ہیں۔

بعض تصانیف: "الجوہرۃ"، "نصبۃ الإخوان فی شرب
الدخان"، "حاشیۃ علی مختصر خلیل"، "فصاء الوطر
فی برہۃ النظر فی توضیح تحفۃ الأثر"، "مدار اصول
الفتویٰ و قواعد الإفتاء بالأقویٰ" اور "عقد الحمام فی
مسائل النحویات"۔

[شجرۃ النور الزکیہ ۲۹۱؛ شرح البغی (نبرس لا عام)

۱۲/۸۷؛ حدیث لا ترا ۶/۶]

بن جریر الطبری

تراجم نقباء

بن سبیر

بن جریر الطبری: یہ محمد بن جریر ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۶۰۱ میں گذر چکے۔

بن جریر: یہ محمد بن محمد ہیں:

ان کے حالات ج ۴ ص ۴۳۹ میں گذر چکے۔

بن یحییٰ:

ان کے حالات ج ۴ ص ۴۲۹ میں گذر چکے۔

بن حمد: یہ یحییٰ بن خالد ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۳ میں گذر چکے۔

بن حبیب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۰ میں گذر چکے۔

بن حجر العسقلانی:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۴ میں گذر چکے۔

بن حجر الہیتمی:

ان کے حالات ج ۴ ص ۴۳۰ میں گذر چکے۔

بن حمدون (۵۸۰-۶۵۱ھ)

یہ احمد بن یحییٰ بن احمد بن ابی بکر بن حمدون ہیں، شرف الدین

لقب ہے، نسبت لھیس لہتیکشی ہے، ازبک کے مقام ”نقصہ“

کا ایک گاؤں ”میٹاش“ کی طرف نسبت ہے آپ فقیہ اور لایب

ابن دینار العید:

ان کے حالات ج ۴ ص ۴۴۰ میں گذر چکے۔

ابن الزبیر: یہ عبداللہ بن الزبیر ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۶ میں گذر چکے۔

ابن سرج:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۲ میں گذر چکے۔

ابن سیرین:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۳ میں گذر چکے۔

ابن شبرمہ:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۶ میں گذر چکے۔

ابن ماجہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۴ میں گذر چکے۔

[شجرۃ انوار الزکیہ ۱: ۱۷۰؛ اللہ بیان ۴/۱۱۱؛ اعلام ۱/۲۵۹]

بن قدامہ

تراجم فقہاء

بن نصر اللہ

بن قدامہ:

ابن مسعود:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۸ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۷۶ میں گزر چکے۔

بن لقیم:

ابن المنذر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۸ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۴۰ میں گزر چکے۔

بن کج (؟-۴۰۵ھ)

ابن مافع: یہ عبداللہ بن مافع ہیں:

یہ یوسف بن احمد بن یوسف بن القاسم المدینوری ہیں۔ ابن کج کے نام سے مشہور ہیں۔ مضافیہ میں سے ایک فقیہ تھے۔ امر دینور کی قضا پر فائز رہے۔ ان خاکاں کہتے ہیں: آپ سے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن سے فقہاء نے استفادہ کیا۔ سکی نے کہا ہے کہ مذہب مضافی کو حفظ کر۔ میں آپ سے بادل تھے۔ لوگ ان کے پاس دور دراز سے سفر کر کے آتے تھے، وہ ان لوگوں میں تھے جن کے قول کا (شافعی) مذہب میں اعتبار یا مانتا ہے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۶۱ میں گزر چکے۔

ابن نجیم: یہ زین الدین بن ابراہیم ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۴۱ میں گزر چکے۔

ابن نجیم: یہ عمر بن ابراہیم ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۴۱ میں گزر چکے۔

[وفیات الاعیان ۶/۶۳؛ طبقات الشافعیہ ۴/۲۹۴؛ مرآة

ابن نصر اللہ (۷۶۵-۸۴۴ھ)

بجنان ۲/۲۳؛ اعلام ۹/۲۸۴]

یہ احمد بن نصر اللہ بن احمد بن محمد ہیں، کنیت ابو الفضل ہے، بعد

کے رہنے والے اور مسلک حنبلی ہیں، آپ ابن نصر اللہ کے نام سے مشہور ہیں۔ فقیہ محدث، مفسر اور شیخ المذہب ہیں، دیار مصریہ کے مفتی تھے، آپ نے ابن الدین الملقبی، ابن الدین العراقي، ابن الملقن، نیمہ دمشقی سے علوم حاصل کئے۔

بعض تصانیف: "حاشیہ علی المحرر"، "حاشیہ علی الوحیر"، "حاشیہ علی فروع ابن مصلح" فقہ میں، "حاشیہ علی تفسیر الزورکشی" حدیث میں۔

[المنہج مع ۲/۲۳۳؛ شذرات المذہب ۷/۲۵۰؛ معجم

المؤلفین ۲/۱۹۵]

بن مہاشون:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۹ میں گزر چکے۔

بن ماجہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۳۹ میں گزر چکے۔

بن المبارک: یہ عبداللہ بن المبارک ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۶۸ میں گزر چکے۔

بن الہمام

تراجم فقہاء

ابو سعید خدری

بن الہمام:

ابو بکر السدیق:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۱ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۲ میں گزر چکے۔

بن وہب: یہ عبداللہ بن وہب مالکی ہیں:

ابو ثور:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۲ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۳ میں گزر چکے۔

بن یونس (۸۱۳-۸۷۸ھ)

ابو جعفر: یہ محمد بن عبداللہ الہندی والی ہیں:

یہ احمد بن یونس بن عید بن یحییٰ بن القسطنطین المعروف بنی فہست

ہے مسلک مالکی ہیں، بن یونس کے نام سے معروف ہیں۔ آپ نے

فقہ، حدیث، عربی زبوں، وہب اور دیگر علوم محمد بن محمد بن یحییٰ،

ابو القاسم ہبرزی اور قاسم بن عبداللہ الہندی وغیرہ سے حاصل کئے۔

و آپ سے اہل مکہ و مدائن، ہلوں میں سے متعدد لوگوں نے علم

حاصل کیا۔

بعض تصانیف: ”أحوبة عن أسئلة“ جو ”المعالطات

الصغریة“ کا جوہ ہے۔

[نیل الاہبت ج ۱ ص ۸۲؛ اشواء الملاح ۲ ص ۵۳؛ معجم المؤرخین

[۲۵۲]

ابو داؤد:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۴ میں گزر چکے۔

بولاً حوص: یہ محمد بن الہیثم ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۸ میں گزر چکے۔

ابو السعد: یہ محمد بن محمد ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۳ میں گزر چکے۔

بو مامہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۴ میں گزر چکے۔

ابو سعید الخدری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۵ میں گزر چکے۔

بو یوب ل نصاری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۸ میں گزر چکے۔

یوحید

تراجم فقہاء

محمد

یوحید:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۵ میں گزر چکے۔

روایت بیان کی، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں عبدالرحمن بن مسلم الاشعری، ابو صالح الاشعری، شہر بن حوشب اور ابو سلمہ لا سود وغیرہ ہیں۔

یونفرج السرخسی (۴۳۲-۴۹۴ھ)

یہ عبد الرحمن بن احمد بن محمد بن احمد، ابو الفرج، سرخی، مروزی ہیں۔ ثنائی مسلک کے فقیہ ہیں، آپ نے قاضی حسین، حسن بن علی لمطوی، و محمد بن محمد، شیبی سے فقہ حاصل کیا۔ اور آپ سے ابو حامد اتقی عمر بن ابی مطیع، اور احمد بن محمد بن ابی امیل، نسایوری وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ آپ کے تعلق ابن السمعانی کا قول ہے کہ آپ سر سام میں سے ایک تھے اور مذہب ثنائی کے حفظ میں آپ دور دراز تک صریح تھے۔

ابن حجر کہتے ہیں کہ ابو مالک الاشعری جن سے ابو سلمہ و شہر بن حوشب روایت کرتے ہیں وہ حارث بن اثارث الاشعری ہیں، اور یہ ابو مالک الاشعری، سرے شخص ہیں اور قدیم ہیں، ان کی وفات حضرت عمر کی خلافت میں ہوئی تھی۔ پھر انہوں نے مزید کہا کہ ان دونوں کے درمیان فرق بہت ہی مشکل ہے، حتیٰ کہ ابو احمد حاکم نے ان کے حالات بیان کرتے ہوئے کہا کہ ابو مالک الاشعری کا معامد بہایت مشتبہ ہے۔

بعض تصانیف: "کتاب الامانی" فقہ میں۔

[الاصابہ ۱/۱۷۱: ۱۷۲، تہذیب ۱۳/۱۳۷: ۱۳۸، ۱۴/۲۱۸: ۲۱۹]

[طبقات الشافعیہ ۲/۲۲۱: شذرات الذہب ۳/۳۰۰]

تہذیب الاسماء و المناقب ۲/۲۶۳: معجم المؤلفین ۵/۱۲۱]

ابو موسیٰ الاشعری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۷ میں گزر چکے۔

یونفرج:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۷۳ میں گزر چکے۔

ابو یوسف:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۷ میں گزر چکے۔

یولیسٹ السرخسی: یہ نصر بن محمد ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۶ میں گزر چکے۔

ابو یوسف:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۷ میں گزر چکے۔

ابو مالک الاشعری (؟-؟)

آپ کے نام میں اختلاف ہے، ایک قول کے مطابق آپ کا نام حارث بن اثارث، ایک قول کے مطابق عبید، اور ایک قول کے مطابق کعب بن عامر ہے، اور آپ کے نام کے تعلق ان کے علاوہ دیگر اقوال بھی ہیں۔ آپ صحابی ہیں، آپ نے بنی عقیل سے

احمد (امام):

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۸ میں گزر چکے۔

احمد بن محمد بن الجزری

تراجم فقہاء

امم عطیہ

احمد بن محمد بن الجزری (۷۸۰-؟)

”مسک الحج“۔

[مقدمۃ النواکح العبدیۃ فی مسائل مفیدہ، جس میں محمد بن عبدالحزیر بن مافع کے قلم سے لکھے ہوئے آپ کے حالات ہیں ۵۱]

یہ احمد بن محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن الجزری ہیں، کنیت ابو بکر، نسبت شیرازی ہے، مسلکاً آپ شافعی ہیں اور ابن جزری سے مشہور ہیں، آپ قاری، مجتہد، جامع اور پیر بعض ملام میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کو اصلاح ابن ابی عمر، جامع ابو یزید بن اکیب اور ابن قاضی شہید وغیرہ نے جازت دی۔ محمد بن عثمان الطائلی اور عبید مہشقی وغیرہ نے آپ سے علم حاصل کیا۔ آپ شہرہ بہرہ میں جامع الاکبر البایزیدی کے متولی رہے، سلطان اشرف نے آپ کو مدرسہ عادلہ کبریٰ اور مدرسہ ام الصالح میں شیخ القراء کے منصب پر مقرر کیا، ورد ثقل میں اصلاحیہ اور شیخ قاسیون میں تالیف کی تدریس پر مامور رہے۔

بعض تصانیف: ”شرح طیبۃ النشر“، ”شرح مقدمۃ النجود“ اور ”شرح مقدمۃ علوم الحلیث“۔

[خلیۃ النبیۃ فی طبقات القراء ۱۲۹/۱: الضوء الملامح ۹۳/۲]

احمد بن محمد الملقب بالتمیمی (؟-۱۱۲۵ھ)

یہ احمد بن محمد تمیمی اندلیسی ہیں، ائمہ سے مشہور ہیں، آپ کا نسب سعد بن ربیع مناذہ بن تمیم تک پہنچتا ہے۔ ”المتنۃ“ آپ کا کتاب ہے، اس لئے کہ آپ قیس بن عامر المندری اصبہانی کے قبیلہ سے ہیں۔ آپ سے فقہ پنے شیخ عبد اللہ بن مانع سے حاصل لی۔ صاحب ”الوابد“ کہتے ہیں کہ آپ سے تقویٰ، دیانت، قناعت کے ساتھ محنت فرمائی، اور فقہ میں مہارت عامہ حاصل لی، اور بہترین کتابیں تصنیف فرمائی۔

بعض تصانیف: ”الفتاویٰ العبدیۃ فی مسائل مفیدہ“۔

امم سلمہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۵۰ میں گذر چکے۔

امم عطیہ (؟-؟)

آپ کا امام نسیم بنت کعب ہے، اور بنت الخارث کہا گیا ہے، ام عطیہ کنیت ہے، اور آپ انصار میں سے ہیں، آپ نے پیر اور راست رسول اللہ ﷺ اور حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے۔ اور آپ سے حضرت انس بن مالک، محمد بن یزید، حفصہ بنت یزید اور عبد الملک بن عیسر وغیرہ روایت کرتے ہیں۔ بن حجر نے بن عبد البر

لا امیر

تراجم فقہاء

البغوی

سے نقل کیا ہے کہ ام عتیہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شرکت فرماتی تھیں، ورمضوں کی نیچہ بھال اور رخیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں، نبی ﷺ کی صاعہ اوی کے ٹل میں آپ ٹیک ہوئیں، صبح پہ ورمضہ کے تاہین علماء کی ایک جماعت آپ سے ٹل میت پھرتی تھی۔

[الاصابہ ۴/۳۷۶: أسد الغابہ ۴/۳۶۷: تہذیب

الجمہ ۲/۴۵۵]

ب

لا امیر (۱۱۵۴-۱۲۳۲ھ)

البانی (۱۰۰۰-۱۰۷۷ھ)

یہ محمد بن محمد بن احمد بن عبد القادر بن عبد العزیز ہیں، ابو عبد اللہ کنیت ہے، المسماوی لا زہری نسبت ہے، اور امیر کلام سے مشہور ہیں۔ آپ فقہاء مالکیہ میں سے ہیں اور عربی زبان کے عالم ہیں۔ آپ سے فقہ وغیرہ شیخ المسعودی اور السید الملیدی سے حاصل کی، اور مسابہاں حسن اجتہاد کی ثائیدی میں ردہ ابن سے فقہ حنفی اور امام فہم حاصل کئے، مروجہ فقہ وغیرہ سے کتاب میں کیا۔ اور آپ سے آپ کے صاحبزادہ محمد بن موسیٰ اور احمد المسماوی وغیرہ دے علم حاصل کیا۔

بعض تصانیف: "الإکلیل شرح مختصر خلجل"، حاشیہ عمی شرح الررقاسی علی العربیہ" اور "حاشیہ علی شرح ابن ترکی علی العشماویہ"، یہ سب فقہ میں ہیں۔

[علیہ البشر ۳/۴۶۶: اشرح البیہر ۳/۸۵۳: ل

علامہ ۴/۴۹۸]

نس بن مالک:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۷۶ میں گذر چکے۔

البغوی:

ان کے حالات ج ۳ ص ۳۵۳ میں گذر چکے۔

آپ کا نام محمد بن عداؤ الدین، لقب شمس الدین، کنیت ابو عبد اللہ، درفست البانی، القامی و لا زہری ہے، شافعی المذہب میں، فقیہ، محدث اور حافظ تھے، آپ نے شیخ علی عینی، عبد الوہاب الدنابی، سام السہوری، علی لا زہری و صالح بن شہاب الدین البلقینی وغیرہ سے علوم حاصل کئے۔ اور آپ سے کتاب فہم کرنے والوں میں شمس محمد بن خلیفہ الشوری، عبد القادر المسوری و احمد بن عبد البرکاتی وغیرہ ہیں۔

بعض تصانیف: "الجهاد وفصائله"، اور "فہرست مجمع مرویاتہ و شیوخہ و مسلماتہ"۔

[خلاصہ لا زہری ۳/۴۹۸: ل علامہ ۴/۱۵۲]

الباقلائی: یہ محمد بن الطیب ہیں:

ان کے حالات ج ۳ ص ۳۵۲ میں گذر چکے۔

البہوتی

تراجم فقہاء

بجینی

البہوتی: یہ منصور بن یونس ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۴ میں گذر چکے۔

البیضاوی (؟-۶۸۵ھ)

ش

یہ عبد اللہ بن عمر بن محمد بن علی ہیں، لقب ناصر الدین، کنیت ابو سعید، درمست لویہ دی، البیضاوی ہے آپ ثانی المسند ہیں، بیضاوی شیراز کے ایک گاؤں بیضا کی طرف نسبت ہے۔ آپ فقیہ مفسر، اصولی و محدث تھے، و شیراز میں قاضی التختہ کے عہدہ پر فائز رہے، آپ نے اپنے والد حسین الدین ابو سعید امرین الدین حجة الاسلام ابو حامد الغزالی وغیرہ سے علم فقہ حاصل کیا۔

بعض تصانیف: "مہاج الاصول" الی علم الوصول۔ "الغایۃ القصوی فی دراسة الفتوی" فقہ ثانی کی زیات میں، "انوار التبریل و انوار التاویل" تفسیر بیضاوی کے نام سے معروف ہے، "شرح مصابیح السیاسة للبحوی"۔

[طبقات الشافعیہ ۵۹۵: المدایہ و انہایہ ۴/۳۹۰: مؤمرات

بنان ۲۲۰، ۲۲۱: مجملہ، غین ۶، ۹۷]

جامد بن عبد اللہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۶ میں گذر چکے۔

البیضاوی: یہ احمد بن علی ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۶ میں گذر چکے۔

البجینی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۶ میں گذر چکے۔

ت

الترمذی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۵ میں گذر چکے۔

الخطاب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۵۹ میں گذر چکے۔

حمید بن عبدالرحمن (؟-؟)

یہ حمید بن عبدالرحمن الحمری، البصری ہیں۔ آپ تابعی اور ثقہ ہیں۔ حمید بن حسان بن محبوب کی طرف منسوب ہیں۔ آپ ابو بردہ ابن عمر، ابو یزید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے روایت کرنے والے آپ کے صاحبزادے حمید اللہ، یزید بن محمد بن المنکدر، محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن بریدہ وغیرہ ہیں۔ بخاری نے کہا ہے کہ آپ تابعی و ثقہ ہیں۔ پھر مزید کہا: ابن یزید کا قول ہے کہ آپ اہل بدر و میں سب سے بڑے فقیہ ہیں۔ ابن ہبان نے ثقات میں آپ کا ذکر کیا ہے۔

[تہذیب المعجم ج ۳ ص ۱۶۳؛ طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۴۷؛ طبقات الکبیر ج ۸ ص ۸۸۔]

الحکوی (؟-۱۰۵۶ھ)

آپ کا نام احمد بن محمد، شہاب الدین لقب، ادرمہ ی، ادرمہ ی نسبت ہے، حنفی المذہب ہیں، فقیہ، مرتعد، عدم کے کام تھے، آپ نے ادرمہ ی، سلیمانہ میں تدوین کئے اس انجام دیا ہے۔

بعض تصانیف: "حاشیہ علی الدرر والغرر"، "کشف الرمز عن خبايا الكنز" جو "کنز الدقائق" کی شرح ہے، حاشیہ مسی بہ "غمر عیون البصائر علی محاسن الأشیاء و النظائر لابی حمیم"، اور "القول البلیغ فی حکم التبلیغ"۔

[الحکوی ج ۱ ص ۶۷؛ ہدیۃ العارفین ج ۱ ص ۱۶۳؛ معجم المؤلفین ج ۲ ص ۹۳]

ح

حسن البصری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۵۸ میں گذر چکے۔

حسن بن زید:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۵۸ میں گذر چکے۔

حسن الشطی (۱۲۰۵-۱۲۷۴ھ)

یہ حسن بن عمر بن معروف بن عبد اللہ بن مہدی، الشطی، المدمشقی ہیں، بعد دی لصل میں، آپ کا مسلک حنبلی ہے، آپ فقیہ، نحوی، متکلم و رہم نرائض اور علم اعراف کے جاننے والے تھے، آپ بے محمد الکوردی، اپنے بیٹے شیخ عبدالرحمن، نیز ماحلی اسویہ اور مصطفیٰ ایویلی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔

بعض تصانیف: "محة مولی الفتح فی تحریرہ ووائد العایة"، "الشرح" فقہ حنبلی کی جزئیات میں، "شرح الکافی" علم عروض قوی میں، اور "النار علی الإظهار"۔

[علیۃ البشر ج ۱ ص ۷۸؛ معجم المؤلفین ج ۲ ص ۲۶۷]

لحکوی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۵۹ میں گذر چکے۔

حنش بن قیس

تراجم نقباء

رائی

حنش بن قیس (۴-۴)

الخرقی:

آپ کا نام حنش بن قیس ہے، غفار بن ملیک کے بھائی
 خلیلہ بن ملیک کی ولاد میں سے ہیں۔ آپ صحابی رسول ہیں،
 ”ولائل لدوۃ“ میں آپ کی طویل حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ سے
 آپ نے، وفات کی تو رسول اللہ ﷺ نے آپ کو امام کی دعوت
 دی تو آپ حلقہ بگوش نہ ہو گئے، ہر آپ ﷺ نے ان کو چاہا
 ستا پایا۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۰ میں گذر چکے۔

المخطیب اشرفی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۰ میں گذر چکے۔

[لمصابہ ۱/ ۳۵۷: أسد الخباہ ۱/ ۵۳۹]

خ

الدرجی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۳ میں گذر چکے۔

خالد بن احمد (؟-۱۰۴۳ھ)

الدسوقی: یہ محمد بن احمد الدسوقی ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۳ میں گذر چکے۔

یہ خالد بن محمد بن محمد بن عبد اللہ، کنیت ابو البقاء، مرقبہ
 المخری ہے، مسلک مالکی ہیں، اپنے زمانہ میں مسجد حرام کے
 صدر المدینین رہے۔ آپ سے شمس المربی، ”رسام السنہ“ وغیرہ
 سے علم حاصل کیا۔ ہر آپ سے محمد بن علی بن عاتق، ”رمات الدین
 المالکی“ وغیرہ سے کتاب فیض آیا۔

[خلاصہ لاثر ۲/ ۱۲۹: شجرة النور الزكية ۲/ ۲۹۱]

الرائی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۳ میں گذر چکے۔

خالد بن ولید:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۵ میں گذر چکے۔

سعید بن المسیب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۹ میں گذر چکے۔

اشربہانی: یہ حسن بن عمار ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۱ میں گذر چکے۔

سمہ بن لاکوع:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۸ میں گذر چکے۔

اشربہانی: یہ عبد الحمید ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۱ میں گذر چکے۔

سیوطی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۹ میں گذر چکے۔

الشمعی: یہ عامر بن شراحیل ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۲ میں گذر چکے۔

اشوکانی: یہ محمد بن علی اشوکانی ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۰ میں گذر چکے۔

شیخ علی القاری: یہ علی بن سلطان الہروی ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۹ میں گذر چکے۔

ش

شاطبی: یہ برہم بن موسیٰ ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۸۸ میں گذر چکے۔

شیخ عیش:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۰ میں گذر چکے۔

شافعی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۰ میں گذر چکے۔

شیخین:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۲ میں گذر چکے۔

لشمر املسی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۰ میں گذر چکے۔

شرقوی: یہ عبد اللہ بن حجازی ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۱ میں گذر چکے۔

صاحب تہذیب الفروق

تراجم فقہاء

صاحب کنایۃ الطالب

ص

صاحب تہذیب الفروق: یہ محمد علی بن حسین مالکی ہیں:
دیکھئے: محمد علی۔

صاحب بدر المختار: دیکھئے: لکھنوی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۹ میں گذر چکے۔

صاحب بدر المستفی: یہ محمد بن علی، لکھنوی ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۹ میں گذر چکے۔

صاحب روضۃ الطالبین: یہ یحییٰ بن شرف النووی ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۵ میں گذر چکے۔

صاحب شرح لکبیر: یہ محمد بن حماد سوہی ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۶۳ میں گذر چکے۔

صاحب معنیہ: یہ محمد بن محمد بن محمود ابابرتی ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۵ میں گذر چکے۔

صاحب الفتاویٰ الہندیہ:

”فتاویٰ الہندیہ“ (جو فقہ حنفی میں ہے) فتاویٰ عالمگیریہ کے

نام سے معروف ہے۔ سلطان ابو المظفر محمد، رنگ زیب بہادر
(۱۰۲۸-۱۱۱۸ھ) نائب بہ ”عالمگیر“ یعنی فاتح عام کے حکم سے شیخ
نظام الدین برہان پوری کی ریگرائی سندھستان کے کبار فقہاء کی ایک
مجلس نے یہ فتاویٰ مرتب کئے تھے، اس کے ابو ب ”الہدیہ“ کی
ترتیب کے موافق ہیں۔ نیز، سے فتاویٰ کے نام سے موسوم کرنے کی
وجہ یہ ہے کہ وقت کے مسائل پر مشتمل ہیں۔ یہ کتاب متعدد مرتبہ چھ
جلدوں میں طبع ہو چکی ہے اور اس کے حاشیہ پر ”فتاویٰ قاضی خان“
اور ”فتاویٰ ابو ازیہ“ ہیں۔

[ترجمہ: الخواطر ۵/۲۶۰: مجلۃ الموعظ الاسلامی، کلکتہ
شمارہ ۷-۱۷: مجمع المطبوعات ۲/۴۹۸]

صاحب الفروع: یہ محمد بن مفلح ہیں:

اس کے حالات ج ۱ ص ۴۴۰ میں گذر چکے۔

صاحب الکافی: یہ الحاکم الشہید ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۷ میں گذر چکے۔

صاحب الکافی: یہ عبداللہ بن احمد بن قدامہ ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۸ میں گذر چکے ہیں۔

صاحب کشف القناع: یہ ابوہوتی ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۵۳ میں گذر چکے۔

صاحب کنایۃ الطالب: یہ علی المنوفی ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۴۵۸ میں گذر چکے۔

صاحب المفتی

تراجم فقہاء

عبد الرحمن بن زبیر

صاحب المفتی: یہ عبداللہ بن قدامہ ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۸ میں گذر چکے۔

ع

اصدوی: یہ احمد بن محمد ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۳ میں گذر چکے۔

ماشاء:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۵ میں گذر چکے۔

مامر بن ریحہ:

ان کے حالات ج ۲ ص ۴۵۵ میں گذر چکے۔

ط

طائس:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۴ میں گذر چکے۔

الطبرانی:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۱ میں گذر چکے۔

الطبرانی ابکی: یہ لمح بن الطبری ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۰ میں گذر چکے۔

الطحاوی: یہ حمد بن محمد ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۵ میں گذر چکے۔

مامر بن سعد (؟-۱۰۴ھ)

یہ مامر بن سعد بن ابی قحاص بن زبیر بن عبد مناف، الزہری
لمدنی، تابعی ہیں، آپ نے اپنے والد، نیز حضرت عثمان، حضرت عباس
بن عبد المطلب، حضرت ابو ایوب السخاری، حضرت سالمہ بن زید
رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کی، اور آپ سے روایت کرنے
والوں میں آپ کے ساتھ "ودود" آپ کے بھائی، اسماعیل بن
محمد، راشد بن اسحاق، نیز سعد بن ابی یوسف، عبد الرحمن بن عوف
وغیرہ ہیں۔ آپ ثقہ اور زیادہ حدیث بیان کرنے والے ہیں، ان
میں نے آپ کا "تراجم" میں پایا ہے۔ مرتبگی کا کہنا ہے کہ آپ
مدنی تابعی و رشتہ ہیں۔

[طبقات ابن سعد ۵/۱۶۷: تہذیب ۵/۵۶۳]

عبد الرحمن بن زبیر (؟-۱۱۸ھ)

یہ عبد الرحمن بن زبیر بن زبیر، ابو حمید، اخروی، حمصی تابعی

عبد الرحمن بن عوف

تراجم فقہاء

عبداللہ بن الحسن

میں، آپ سے اپنے والد حضرت انس بن مالک، حضرت خالد بن معدن، حضرت شریح بن مرد رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں تین بن جابر الطائی، معاویہ بن صالح، یزید بن حمیر، وریسہ بن سام وغیرہ ہیں۔ نسائی اور ابن سعد کہتے ہیں: آپ ثقہ تھے۔ ابو حاتم نے آپ کو صالح الحدیث کہا ہے۔ ورنہ آپ نے آپ کا روایات میں کیا ہے۔

[تہذیب المعجم ۱/۴۵۱؛ شذرات الذہب ۱/۶۵۱؛

طبقات ابن سعد ۷/۴۵۵]

عبد الرحمن بن عوف:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۲ میں گذر چکے۔

عبد الرحمن العمادی: دیکھئے: العمادی۔

عبد غنی منابلی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۷ میں گذر چکے۔

عبد القادر بن محمد بن یحییٰ (۹۷۶-۱۰۳۳ھ)

یہ عبد القادر بن محمد بن یحییٰ بن یحییٰ، الحسینی، الکلبی، ثانی ہیں، آپ عام، "عیب، ظلم، مکر، غر، اقسام، علم کے بارے میں تھے، بارہ سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم حفظ فرمایا تھا، متعدد متون کے حافظ تھے، آپ نے شمس محمد لڑائی الحسری الشافعی محمد انور اوی لکھی، و عبد الرحمن الشریفی الخطیب وغیرہ سے علم فقہ حاصل کیا۔

بعض تصانیف: "عیون المسائل من أعيان الرسائل"، "الآیات المقصورة علی الأبیات المقصورة"، "حسن السیرة علی حسن السیرة"، اور آپ کے بعض علمی رسائل

میں جیسے: "إلحاح المجاری فی أفهام البخاری" اور "سل السیف علی حل کیف" وغیرہ۔

[خلاصہ لاثر ۲/۴۵۷؛ ابدر اللع ۲/۳۷۱؛ علام

۱۶۸/۴: معجم المومنین ۵/۲۰۲]

عبداللہ بن احمد بن حنبل:

ان کے حالات ج ۲ ص ۴۸۶ میں گذر چکے۔

عبد الکریم بن محمد النکون:

دیکھئے: النکون۔

عبداللہ بن الحسن (۷۰-۱۴۵ھ)

یہ عبد اللہ بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب ہیں، ابو محمد کنیت، اور ماضی مرقش سب ہے، آپ تابعی و محدث کے رہنے والے ہیں، آپ اپنے والدین، اپنے "کے چچا" یعنی عبد اللہ بن جعفر، ابو ایمن بن محمد بن طلحہ، و کرمہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے دو صاحب "ابو موسیٰ"، "یزید"، "مالک"، "لیث بن ابی سلیم"، "ابو بکر بن حفص بن عمر"، "ثوری"، اور عبد العزیز بن المطلب بن عبد اللہ وغیرہ ہیں۔ طبری نے کہا ہے: آپ بڑے بڑے وجہ، بڑے زبوں آدم، صاحب زبان، بیان، صاحب مزاج تھے۔ حضرت عمر بن عبد العزیز کے یہاں آپ کو بلند مقام حاصل تھا۔ ابن عیین کہتے ہیں کہ آپ ثقہ تھے، ابن مان نے آپ کا ذکر ثقات کے تیسرے طبقہ میں کیا ہے۔

[تہذیب المعجم ۵/۱۸۶؛ لا علام ۴/۲۰۷]

عبداللہ بن زبیر حمیدی

تراجم فقہاء

عبدہ بن ابی سہب

عبداللہ بن زبیر حمیدی (۲۱۹ھ-۲۵۰ھ)

یہ عبداللہ بن زبیر بن عتیق بن جید اللہ بن اسامہ ابو بکر،
لا سدی، الحمیدی، مکی ہیں، آپ امرحہ بیٹ میں سے ہیں۔ آپ نے
ابن حبیب محمد بن ادریس الشافعی، ولید بن مسلم اور عبد اللہ بن ابی حازم
وغیرہ سے روایت کی۔ اور آپ سے روایت کرنے والوں میں بخاری،
مسلم، ابو داؤد و دیگر ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ وغیرہ ہیں۔ آپ امام شافعی
کے ساتھ مکہ سے مصر تشریف لائے اور وفات تک ان کے ساتھ
رہے، پھر مکہ واپس آئے اور وہاں فتویٰ دینے میں مشغول رہے۔ آپ
سے بخاری نے (۷۵) احادیث روایت کیں، اور ”مسند الحمیدی“
آپ ہی کی ہے۔

[تہذیب التہذیب ۲۱۵/۵: الطبقات الکبریٰ ۵۰۲/۵]

ل علام ۲۹/۴

عبداللہ بن زبیر:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۶ میں گزر چکے۔

عبداللہ بن زبیر لا نصاری:

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۸۶ میں گزر چکے۔

عبداللہ بن سلام (؟-۴۳ھ)

یہ عبداللہ بن سلام بن امارت ہیں، کنیت ابو یوسف، وف امرقہ
لا نصاریٰ ہے، آپ صحابی ہیں، آپ پہلے یہودی تھے، نبی ﷺ
جب مدینہ تشریف لائے تو آپ مسلمان ہو گئے، آپ کا امام
”انصیین“ تھے، پھر رسول اللہ ﷺ نے آپ کا امام ”عبد اللہ“ رزق
دی تھا۔ آپ کے متعلق آیت: ”وشہد شاهد من بھی

عبداللہ بن مغفل (؟-۷۵ھ)

یہ عبداللہ بن مغفل بن عبد مسلم، ایک قوس کے مطابق عبد شمس
بن عقیف ہیں، کنیت ابو سعید اور مسند المرئی ہے، آپ مسجد شجرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ایک صحابی ہیں، آپ مدینہ میں رہے، پھر
آپ ان دن حضرات میں سے ہیں جنہیں حضرت عمرؓ نے لوگوں کو فتنہ
نکھانے کے لئے برسرہ بھیجا تھا۔ آپ نے نبی ﷺ اور حضرت
ابوبکرؓ حضرت عثمان رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کی، اور آپ سے
روایت کرنے والوں میں حمید بن ملال، ثابت الہتانی، مطرف بن
عبد اللہ اور حمید بن زبیر وغیرہ ہیں۔

[الإصاۃ ۴۲/۲: تہذیب التہذیب ۴۲/۶: لا علام

۲۸۲/۴]

عبدالمطلب بن المہاشون:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۳۹ میں گزر چکے۔

عبدہ بن ابی الباہ:

دیکھئے: ابن ابی الباہ۔

عثمان بن مالک

تراجم فقہاء

عمر بن شعیب

عثمان بن مالک (۴- تقریباً ۵۰ھ)

الحمدی (۹۷۸-۱۰۵۱ھ)

یہ عثمان بن مالک بن عمر بن الحنظلان بن زید، الانصاری،
انخر رجبی، مکی ہیں، آپ غزوہ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ
میں سے ایک صحابی ہیں، آپ علیہ السلام نے آپ کے اور حضرت عمرؓ کے
مابین مداخلت کر دی تھی۔ آپ نے نبی علیہ السلام سے روایت کی، اور
آپ سے روایت کرنے والوں میں انس، محمود بن ازیق اور انیس
بن محمد سہمی وغیرہ ہیں۔ آپ کی (۱۰) حدیثیں ہیں۔

یہ عبد الرحمن بن محمد بن محمد بن محمد بن عبد الدین، الحمدی ہیں،
اشقی کے رہنے والے تھے، آپ کا مسلک حنفی ہے۔ آپ فقیہ، مفسر
اور ایب تھے، آپ اشقی میں فتوہ دیتے رہے، آپ کے منصب پر فائز
رہے، پھر اس کے بعد مدرسہ سلیمانہ کے فقیہ و ارباب رہے۔ آپ نے
حسن البدری، محمد بن عبد الدین، کبھی قاضی محب الدین و شمس
بن انصاری وغیرہ سے علم حاصل کیا اور آپ سے علم حاصل کرنے
والوں میں احمد بن زین الدین، لکھنوی وغیرہ ہیں۔

[اصحہ ۲/۵۲: تہذیب المعجم ۷/۹۳: لا مایم

۳۵۹]

بعض تصانیف: "تحریر التاویل" تفسیر میں، "المستطاع من
الرواد" حنفی مسائل جمع میں، "کتاب الہدیۃ" عبادت فقہ میں، و
"الروضة الرباعی من دفتہ بداریا"۔

عثمان بن عثمان:

ان کے حالات ج ۳ ص ۴۷۷ میں گزر چکے۔

[خلاصہ لاثر ۲/۸۰: مدیۃ العارفین ۱/۵۴۹: لکھنؤ

۱۰۸۴: مجمع المؤلفین ۵/۱۹۱]

احمر بن عبد السلام: یہ عبد الحزیز بن عبد السلام ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۴ میں گزر چکے۔

عمر بن الخطاب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۹ میں گزر چکے۔

عطاء:

عمر بن عبد الحزیز:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۰ میں گزر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۸ میں گزر چکے۔

علی بن ابی طالب:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۷۹ میں گزر چکے۔

عمر بن دینار:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۲ میں گزر چکے۔

علی المہجوری: یہ علی بن محمد ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۴۸ میں گزر چکے۔

عمر بن شعیب:

ان کے حالات ج ۲ ص ۴۵۸ میں گزر چکے۔

عمیرہ بنت مسعود (۴-۳)

”آپ کا نام حمیرہ بنت مسعود انصاریہ ہے۔ آپ صحابیہ ہیں۔
جعفر بن محمد بن محمد بن مسلمہ کہتے ہیں کہ ان کی ”ہوی حمیرہ بنت مسعود
نے اب سے بیعت کیا کہ ”وہ وہاں کی نہیں رسول اللہ ﷺ کے
پس بیعت کی غرض سے گئیں اور وہ کل پانچ تھیں، انہوں نے
آپ ﷺ کو سوکھا گوشت کھاتے ہوئے پایا آپ ﷺ نے ان
کے لئے ایک بوٹی چبائی پھر وہ سارے کی چنانچہ ہم نے وہ تقسیم
کر لی اب میں سے ہر ایک نے ایک حصہ چبایا تو وفات تک انہوں
نے اپنے منہ میں کوئی جڑ نہیں پائی، اور نہ ہمیں مسہ کی کوئی بیماری
ہوئی۔“

[۱، ص ۳۷۴؛ سید العادۃ ۶/۲۰۸]

لعین:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۶ میں گزر چکے۔

ف

الفکون (۳-۱۰۷۳ھ)

یہ عبدالکریم بن محمد بن عبدالکریم، ابو محمد، الفکون، قسطنطینی، مالکی
ہیں، آپ ادیب اور نحوی ہیں۔ آپ نے اپنے والد اور عمر الخوزان اور
حامد بن زیان قسطنطینی وغیرہ سے علم حاصل کئے، اور آپ سے علم
حاصل کرنے والوں میں آپ کے صاحبزادے محمد، نیا، حبیبی النعیمی
اور سام العیاشی وغیرہ ہیں۔

پیش تصانیف: ”شرح نظم المکودی“، ایک رسالہ ”تحریر
الملحان“ پر ہے، ”حوادث فقراء الوقت“، اور احمد و مہم
”شرح شواہد الشریف“۔

[شجرة النور الزكية ۹۰۹: لا علام ۴/۱۷۹]

غ

الغزنی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۱ میں گزر چکے۔

ق

قاضی ابویعلیٰ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۳ میں گزر چکے۔

قاضی حسین

تراجم فقہاء

الملکوی

قاضی حسین:

الکرمی صاحب دلیل الطالب: یہ مرغی بن یوسف الکرمی

ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۸ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۷ ص ۴۴۴ میں گذر چکے۔

قاضی عیاض:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۳ میں گذر چکے۔

قنادہ:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۴ میں گذر چکے۔

ل

القرافی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۴ میں گذر چکے۔

اللقانی: یہ محمد بن حسن ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۸ میں گذر چکے۔

القرطبی:

ان کے حالات ج ۲ ص ۵۹۸ میں گذر چکے۔

الملکوی (۱۲۶۴-۱۳۰۴ھ)

آپ کا نام محمد عبدالحی بن محمد عبدالحلیم، کنیت ابو الحسنات ہے،

ہندوستان میں لکھنؤ کے رہنے والے، انصاری تھے، آپ حدیث اور

تراجم رجال کے ماہرین اور فقہاء احناف میں سے تھے۔

بعض تصانیف: ”مجموعۃ الفتاویٰ“، ”نفع المفتی

والمسائل بجمع متفرقات المسائل“، ”تحقیق المعجب“

فقہ میں، ”الانوار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة“،

”الفوائد البہیة فی تراجم الحنفیة“ اور ”الرفع والتکمیل

فی الجرح والتعلیل“۔

[ہدیۃ العارفین ۲/۳۸۰: لا علام ۷/۵۹]

ک

القلوبی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۵ میں گذر چکے۔

الکرخی: یہ عبید اللہ بن الحسین ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۸۶ میں گذر چکے۔

استغفار دے دیا۔

بعض تصانیف: "الفتاویٰ المہدیہ فی الوقائع المصریہ"۔

[ایضاح المکتون ۱۵۸/۲؛ لأعلام ۵۳/۷؛ معجم

المؤلفین ۱۲۱/۱۰]

م

محمد علی المالکی (۱۲۸۷-۱۳۶۷ھ)

یہ محمد علی بن حسین بن احمد ایم، مالکی ہیں، فقیہ اور فضلاء تہذیب میں سے تھے، آپ مغربی الاصل ہیں، آپ کی ولادت اور تعلیم مکہ میں ہوئی، اور ۱۳۴۰ھ میں مدینہ میں مالکی افتاء کے منصب پر فائز ہوئے۔

بعض تصانیف: "تہذیب الفروق" فقہ میں، جس میں آپ نے "نزیق القرانی" کی تہذیب کی ہے، اور "تہذیب الطلاب" نحو میں۔

[لأعلام ۷/۱۹؛ معجم المؤلفین ۱۰/۳۱۸]

المرادوی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۲ میں گذر چکے۔

المرغینانی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۲ میں گذر چکے۔

الحرانی: یہ اسماعیل بن یحییٰ ہیں:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۲ میں گذر چکے۔

معاذ بن انس الجعفی:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۷ میں گذر چکے۔

المازری:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۸۹ میں گذر چکے۔

مالک:

ان کے حالات ج ۱ ص ۳۸۹ میں گذر چکے۔

المتولی: یہ عبدالرحمن بن مامون ہیں:

ان کے حالات ج ۲ ص ۶۰۰ میں گذر چکے۔

مجاہد:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۰ میں گذر چکے۔

محمد بن الحسن:

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۱ میں گذر چکے۔

محمد العباس المہدی (۱۲۴۳-۱۳۱۵ھ)

آپ کا نام محمد العباس المہدی بن محمد امین ہے، آپ فقیہ اور مسلک حنفی ہیں، دیار مصریہ کے مفتی رہے، آپ جامع ازہر کی مشیخت پر فائز ہوئے، پھر مشیخت کے منصب سے معزول کئے گئے، پھر اس پر فائز کئے گئے، پھر آپ نے افتاء اور مشیخت دونوں مناصب سے

معاویہ بن ابی سفیان

تراجم فقہاء

میمون بن مہران

معاویہ بن ابی سفیان:

مکحول:

ان کے حالات ج ۲ ص ۶۰۳ میں گذر چکے۔

ان کے حالات ج ۱ ص ۴۹۳ میں گذر چکے۔

معاویہ بن الحکم (؟ - ؟)

مہنا لہ نجاری (؟ - ؟)

یہ معاویہ بن الحکم السلمی صحابی ہیں، آپ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے صاحبزادے کثیر، نیز عطاء بن یسار اور ابو سلمہ بن عبد الرحمن ہیں۔ ابو عمر کا قول ہے کہ آپ مدینہ آ کر بنو سلیم میں قیام فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے ایک روایت کی ہے جو کبانت بطبرہ، خط، چھینکنے والے کا جواب دینے اور باندی کو آزاد کرنے کے مضامین پر مشتمل ہے۔ ابن حجر کا قول ہے کہ آپ کی ایک دوسری حدیث ہے جسے آپ سے آپ کے صاحبزادہ کثیر بن معاویہ روایت کرتے ہیں۔

[تہذیب المعجم ۱۰/۲۰۵]

معمر بن راشد (۹۵-۱۵۳ھ)

یہ معمر بن راشد بن ابی عمرو، ابو عمرو، نسبت لہ زدی، اور دلاء کے لحاظ سے احمد بنی ہیں، آپ فقیہ، حافظ حدیث، متکلم اور ثقہ ہیں۔ اہل بصرہ میں سے ہیں۔ آپ ثابت البنانی، قنادر، زمیری، عامر لہ حول، صالح بن کیسان اور عبد اللہ بن طائس وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے شیخ یحییٰ بن ابی کثیر، عمرو بن دینار، ابو اسحاق السبئی، ابن مبارک، ابن عیینہ اور عیسیٰ بن یونس وغیرہ ہیں، ابن محسن اور نسائی کا کہنا ہے کہ آپ ثقہ ہیں، اور عمرو بن علی کہتے ہیں کہ آپ لوگوں میں بڑے سچے تھے۔

[تہذیب المعجم ۱۰/۴۴۳: میزان الاعتدال ص ۱۸۸]

لہ اعلام ۸/۱۹۰]

آپ کا نام مہنا بن سحی، کنیت ابو عبد اللہ، اور نسبت الشامی، السلمی ہے۔ آپ محدث و فقیہ اور امام احمد کے تلامذہ میں سے ہیں، آپ بقیہ بن الولید، سرور بن ربیعہ، یحییٰ بن ابراہیم، اور امام احمد بن حنبل وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں حمدان البراق، ابراہیم نسیا پوری اور عبد اللہ بن احمد بن حنبل وغیرہ ہیں۔

ابو بکر بن الخلال نے کہا: مہنا امام احمد کے کبار تلامذہ میں سے تھے، اور امام احمد ان کا اکرام کرتے تھے، اور ان کے حق صحبت کا لحاظ فرماتے تھے، وہ وفات تک ان کے ساتھ رہے، ان کے مسائل کثرت کی وجہ سے بے شمار ہیں۔ عبد اللہ بن احمد نے ان سے مروی بہت سے مسائل کو دس سے زائد اجزاء میں لکھا ہے۔ عبد اللہ کہتے ہیں: مہنا کا قول ہے کہ میں ابو عبد اللہ کے ساتھ تینتالیس سال رہا۔ اور دار قطنی کا قول ہے کہ مہنا ثانی ثقہ اور شریف ہیں۔

[طبقات الحنابلہ لابی یعلیٰ ۱/۳۴۵، ۳۸۱: مناقب لہ امام احمد لابن الجوزی ۱۳۲، ۵۱۱]

میمون بن مہران (۳۷-۱۱۷ھ)

آپ کا نام میمون بن مہران، کنیت ابو ایوب، نسبت الجزری ہے، اور (جزیرہ فراتیہ کے علاقہ میں سے) رقی کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کی نسبت ارقی بھی ہے، آپ تابعی اور فقیہ و قاضی تھے۔ آپ حضرت عائشہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت ابن عباس

نجم الدین الغزری

تراجم فقہاء

یوسف الصفی

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ سے روایت کرتے ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے صاحبزادہ عمر، نیز حمید الطویل، جعفر بن برقان، حبیب بن اشید اور علی بن الحکم البستانی وغیرہ ہیں۔ آپ کو حضرت عمر بن عبد العزیز نے ”رق“ کے خراج کا عامل اور قاضی بنایا تھا۔ عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ میمون بن مہران مکرّم سے زیادہ ثقہ ہیں۔ بخاری اور نسائی کہتے ہیں کہ آپ جزری، تابعی اور ثقہ ہیں۔ ابن حبان نے آپ کا ذکر ثقافت میں کیا ہے۔ اور ابوالفتح کا قول ہے کہ میں نے میمون بن مہران سے افضل کوئی آدمی نہیں دیکھا۔

[تہذیب المعجم ۱۰/۳۹۰: تذکرۃ الحفاظ ۱/۹۳:

لاعلام ۸/۳۰۱]

ی

یحییٰ بن معین:

ان کے حالات ج ۱ ص ۲۹۷ میں گذر چکے۔

یوسف الصفی (؟-۱۱۹۳ھ)

یہ یوسف بن اسماعیل بن سعید، الصفی، مصری، مالکی ہیں، آپ فقیہ، نحوی اور واعظ تھے۔

بعض تصانیف: ”حاشیۃ علی الجواهر الزکیۃ فی حل ألفاظ العشماویۃ لابن ترکی“ فقہ میں، ”نزہۃ الأرواح فی بعض أوصاف الجنة دار الأفراح“ اور ”شرح القناعة“۔

[ہدیۃ العارفین ۲/۵۶۹: ایضاً المکنون ۲/۴۶۲، ۶۳۵:

معجم المؤلفین ۱۳/۲۷۳]

ن

نجم الدین الغزری (۹۷۷-۱۰۶۱ھ)

یہ محمد بن محمد بن احمد، ابو الکلام، نجم الدین، الغزری، الحامری، القرشی، الدمشقی ہیں۔ آپ مؤرخ، محقق اور ادیب تھے، آپ نے شیخ عثمان الیمانی، شیخ یحییٰ الحماری، زین الدین عمر بن سلطان اور شہاب الدین الغیاوی وغیرہ سے علوم حاصل کئے، پھر درس و تدریس میں مصروف ہو گئے، اور شامیہ اور حمیریہ میں پڑھایا، عشاوی نے آپ کو فتاویٰ نویسی کی اجازت دی۔

بعض تصانیف: ”تحفة الطلاب“، ”فرائض المنہاج“، ”تحفة النظام فی تکبیرۃ الاحرام“ فقہ میں، ”التبہ فی